مع اردو ترجمہ مستند

از مترجمین

حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب دہلویؒ و حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دہلویؒ

اور

تفسیر سراج البیان

از

علامہ محمد حنیف صاحب ندوی

ملک سراج الدین اینڈ سنز، پبلشرز، کشمیری بازار۔ لاہور (۸)

۲۱۔ وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْنَا الْمَلَائِكَةُ أَوْ نَرَىٰ رَبَّنَا ۗ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوا فِي أَنفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيرًا ○

۲۱۔ اور جو لوگ ہم سے ملنے کی توقع نہیں رکھتے انہوں نے کہا کہ ہم پر فرشتے کیوں نہیں اتارے گئے یا ہم اپنے رب کو دیکھتے انہوں نے اپنے میں تکبر کیا اور بڑی سرکشی کی ○

۲۲۔ يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلَائِكَةَ لَا بُشْرَىٰ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِينَ وَيَقُولُونَ حِجْرًا مَّحْجُورًا ○

۲۲۔ جس دن فرشتوں کو دیکھیں گے۔ اس دن مجرموں کو خوشی نہ ہوگی اور کہیں گے کہ کوئی آڑ ہو جائے ○

۲۳۔ وَقَدِمْنَا إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنثُورًا ○

۲۳۔ اور ہم انکے اعمال کی طرف متوجہ ہوں گے۔ پھر ہم ان کو اڑتی ہوئی خاک کر ڈالیں گے ○

۲۴۔ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَأَحْسَنُ مَقِيلًا ○

۲۴۔ اس دن بہشتی لوگ ٹھکانے کے لحاظ سے بھی بہتر ہونگے اور دوپہر کے آرام کی جگہ کے لحاظ سے بھی عمدہ جگہ میں ہوں گے ○

۲۵۔ وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلَائِكَةُ تَنزِيلًا ○

۲۵۔ اور جس دن آسمان بدلی سے پھٹ جائے گا اور فرشتے لگاتار اتارے جائیں گے

۲۶۔ الْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ لِلرَّحْمَٰنِ ۚ وَكَانَ

۲۶۔ حقیقی بادشاہت اس دن رحمٰن کی ہوگی اور وہ

مکے والوں کے عجیب عجیب اعتراضات

۲۱ مشرکین مکہ کا نبوت و بعثت کے متعلق اعتراضات کرنا مشہور ہے۔ دراصل وہ یہ نہیں چاہتے تھے کہ حضور کی فضیلت اور بزرگی کو تسلیم کریں۔ یہ بات انکے لئے بہت گراں تھی۔ کہ وہ اپنی قوت و غرور طبعی کو بالائے طاق رکھ کر تسلیم کریں۔ کہ حضور ان میں سب سے زیادہ بہتر اور اعلٰے انسان ہیں اس لئے طرح طرح کے اعتراضات تراشتے رہتے تھے کبھی کہتے آپ چونکہ انسان ہیں اسلئے نبوت و رسالت کا کوئی [illegible] کبھی کہتے کہ .... آپ کے پاس آسمان سے قرآن نازل نہیں ہوتے۔ کبھی کہتے آپ عند اللہ معزز و محترم نہیں ہیں اور کبھی کہتے کہ ہم فرشتوں کو دیکھنا چاہتے ہیں [illegible] سے بھی بڑھ کر کہتے کہ ہم کو خدا بر ملا دکھائیے۔
ان لغویات کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ بزعم خود اپنے کو برتر و اعلیٰ سمجھتے ہیں اور اسی لئے نہایت سرکشی ہو رہے ہیں۔ بھلا ان کو فرشتے دیکھنے کا کیا استحقاق ہے۔ اور کیا فرشتے دیکھنے کے بعد اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ کیا مجرمین یہ لوگ نہیں کہہ سکتے کہ یہ محض جادو ہے۔ ساحری ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو ان آنکھوں سے دیکھنے کا مطالبہ تو بہت بڑا تکبر اور سخت غرور کی بات ہے۔ کیا انہوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ خدا بھی کوئی ان کا [illegible] دوست ہے اور جب یہ چاہیں گے وہ آ موجود ہوگا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ یہ لوگ یقیناً فرشتوں کو دیکھیں گے اور انکی اس طلب کی تکمیل ضرور ہوگی۔ مگر اس وقت انکو [illegible] انکے لئے خوش آئند نہ ہوگا۔ فرشتے اس وقت آئیں گے جبکہ انکو عالم قبر سے [illegible] کیا جائیگا اور اللہ کے حضور میں پیش کیا جائیگا اس وقت یہ لوگ کہیں گے کہ اے کاش یہ فرشتے روک دئے جاتے اور [illegible] وہاں آنکھیں [illegible] دیکھتے۔ اس وقت انکے اعمال اللہ کے سامنے پیش ہونگے اور یہ آنکھوں سے دیکھیں گے کہ وہ بالکل [illegible] ناچیز ہیں اور پراگندہ بادلوں کی طرح فضا میں منتشر ہیں۔ البتہ پاکباز اور نیک انسان جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور جن کے دلوں میں تقویٰ اور پرہیزگاری کے جذبات موجزن ہیں وہ اہل جنت ہیں انکے لئے عقبیٰ کی نعمتیں مقدر ہیں وہاں وہ نہایت آرام و آسائش میں ہوں گے ان کیلئے بہترین ٹھکانا ہوگا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی [illegible] ہوں گے۔

۲۵ یوم تشقق السماء بالغمام سے مراد ہے کہ جس دن قیامت ہوگی آسمان پھٹ جائیگا اور [illegible] ابر معلوم ہوگا اور فرشتے اتر کر [illegible]

حل لغات: [illegible]

يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ○

دن کافروں پر دشوار ہوگا ○

٢٧۔ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِى اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ○

٢٧۔ اور جس دن ظالم شخص اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھائے گا ○ کہیگا کاش میں رسول کے ساتھ راہ پکڑتا ○

٢٨۔ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِى لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ○

٢٨۔ کمبختی میری کاش میں فلاں شخص کو دوست نہ بناتا

٢٩۔ لَقَدْ اَضَلَّنِىْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِىْ ؕ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ○

٢٩۔ اس نے مجھے نصیحت سے بہکا دیا کہ وہ مجھ تک آ چکی تھی گمراہ کیا اور شیطان انسان کو وقت پر دغا دینے والا ہے ○

٣٠۔ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِى اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ○

٣٠۔ اور رسول کہے گا کہ اے میرے رب میری قوم (قریش) نے اس قرآن کو متروک (چھوڑا ہوا) ٹھہرا لیا ہے ○ ف

٣١۔ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِىٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا ○

٣١۔ اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کیلئے مجرموں میں سے دشمن بنائے اور تیرا رب رہنما اور مددگار کافی ہے ○

٣٢۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ

٣٢۔ اور کافروں نے کہا اس پر قرآن اکٹھا یکبارگی کیوں نہ اتارا گیا ہم نے اسی طرح اتارا تاکہ ہم تیرا دل اس سے ثابت

(بقیہ حاشیہ ٨٦٥)

زمین پر نازل ہوں گے۔ تاکہ اپنے فرائض سرانجام دیں۔ اس دن بادشاہت اور اختیارات صرف اللہ کے ہاتھ میں ہوں گے۔ اور دنیا کی کوئی قوت زمین و آسمان کو تباہی سے نہ بچا سکے گی۔ یہ دن اُن لوگوں کے لئے سخت دشوار ہوگا جو کہ اس دن پر یقین نہیں رکھتے تھے اور قیامت کا نام لیکر مضحکہ اڑاتے تھے۔

ف٢ اس آیت سے مقصود اس کیفیت کو ظاہر کرنا ہے۔ جب حشر میں کفار کو معلوم ہوگا کہ جانے ظلم کا انجام کیا ہونے والا ہے اس وقت یہ لوگ اپنے دانتوں سے اپنے ہاتھ کاٹیں گے اور نہایت ہی حسرت ناک انداز میں کہیں گے۔ اے کاش ہم نے رسول کی پیروی کی ہوتی۔ اور ہم فلاں فلاں گمراہ اور بدکردار لوگوں کو دوستی کے لئے منتخب نہ کرتے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

قرآنی تعلیمات کو پس پشت ڈال دینا

ف یعنی ایک طرف تو مشرکین و منکرین افسوس کا اظہار کریں گے دوسری جانب اللہ کا رسول کھڑا ہوگا! وہ کہے گا! اے اللہ میں نے ہر چند ان لوگوں کو قرآن کی جانب بلایا۔ اور صراط مستقیم کی دعوت دی مگر ان لوگوں نے ہمیشہ روگردانی کی اور قرآنی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا۔ اس لئے آج ان سے بھی ویسا ہی سلوک ہو کہ یہ تیری عنایتوں اور مہربانیوں کے امیدوار نہیں اور تیری طرف سے بالکل بے التفاتی کا اظہار ہو جس طرح انھوں نے تیری کتاب کو پس پشت ڈال دیا تھا۔ اسی طرح اب ان کی معروضات ناقابل اعتبار سمجھی جائیں۔

آیت مفہوم کے اعتبار سے عام ہے یعنی وہ مسلمان بھی داخل ہیں جنہوں نے عملاً قرآن کو ترک کر رکھا ہے اور انکی زندگی یکسر غیر قرآنی زندگی ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص قرآن کو پڑھکر فراموش کر دیگا وہ پھر اس کو کبھی نہ دیکھے گا قرآن قیامت کے روز خدا سے کہیگا کہ اے خدا تیرے اس بندے نے مجھے بالکل چھوڑ رکھا تھا۔ اس لئے میرے اور اس کے درمیان فیصلہ فرمایئے یعنی بہرحال پوچھا جائیگا کہ اس نے قرآن پڑھا اور پڑھکر اس پر عمل کرنیکی کوشش کی یا دنیا کی مجلس میں چھپا رہا! وہ سب کچھ بھلا بیٹھا۔

حل لغات: عسیرا: مشکل، دشوار گزار۔ خلیلا: خیر مستحق شخص۔ خذولا: خذل سے ہے۔ یعنی مدد دینا ترک کرنا۔ مھجورا: جو ترک کیا ہوا چھوڑا ہوا۔

بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ۝

۳۳۔ وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا ۝

۳۴۔ اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ ۙ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ سَبِيْلًا ۝

۳۵۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهٗٓ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا ۝

۳۶۔ فَقُلْنَا اذْهَبَآ اِلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا ۝

۳۷۔ وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ۭ وَّاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝

(رکھیں) اور ہم نے اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھا ہے (ف۱) ۔

۳۳۔ اور جو مثال وہ تیرے پاس لاتے ہیں ہم اس کا درست جواب اور اچھا بیان تجھے دیتے رہتے ہیں ۔

۳۴۔ جو لوگ اوندھے منہ (ف۲) جہنم کی طرف اکٹھے کیے جائیں گے انہیں کا برا درجہ اور وہی بہت گمراہ ہیں ۔

۳۵۔ اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اسکے بھائی ہارون کو اسکے ساتھ وزیر (کام بٹانے والا) بنایا ۔

۳۶۔ پھر کہا کہ تم دونوں اس قوم کی طرف جاؤ جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا پھر ہم نے ان کو ہلاک کیا ۔

۳۷۔ اور نوح کی قوم کو جب انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا ۔ ہم نے انہیں غرق کیا اور انہیں لوگوں کیلئے ایک نشانی ٹھہرایا اور ہم نے ظالموں کیلئے دکھ دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے ۔

قرآن آہستہ آہستہ کیوں نازل ہوا

ف۱ مخالفین کو ایک اعتراض یہ تھا۔ کہ قرآن، ٹکڑے ٹکڑے کر کے کیوں نازل ہوتا ہے یکدم کتابی کیوں نہیں اتار دیا گیا۔ اللہ نے اس کا جواب دیا ہے کہ اس سے مقصود یہ تھا کہ آپ کے قلب کو ڈھارس رہے۔ اور تھوڑا تھوڑا نازل ہونے سے وہ جمعیت خاطر کیساتھ اس کو محفوظ رکھ سکیں۔ نیز بتدریج تعلیمات نازل کرنے کے یہ فوائد بھی ہیں۔

۱۔ اس سے مقابلہ کرنیوالوں کو آسانی ہے اور وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہم اتنی بڑی ضخیم کتاب کا جواب کیونکر لکھ سکتے ہیں۔

۲۔ یہ بھی فائدہ ہے کہ آہستہ آہستہ نازل ہونے سے مسلمانوں کے دل میں شوق و اضطراب کے جذبات پیدا ہوں۔ اور وہ جاننے کیلئے بے تابانہ منتظر رہیں۔ گویا نزول کو اللہ تعالیٰ کسی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

۳۔ ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ اس طرح قوت عمل میں اضافہ ہوتا ہے۔

۴۔ نشر و اشاعت میں بھی آسانی تھی۔ کہ جتنا جتنا قرآن نازل ہوتا گیا دوسروں تک سرعت کیساتھ پہنچ گیا۔ اور محفوظ ہو گیا۔

ف۲ یعنی بطور سزا کے انہیں منہ کے بل دوزخ کی طرف لیجایا جائے گا۔ حدیث میں ہے۔ ان الذی امشاھم علی ارجلھم قادر علی ان یمشیھم علی وجوھھم کہ جس خدا نے دنیا میں ان لوگوں کو پاؤں کے بل چلنے کی استعداد عطا کی ہے۔ وہ قیامت کے دن ان کو منہ کے بل چلنے کی قوت بخش سکتا ہے۔

بعض صوفیا نے کہا ہے کہ منہ کے بل چلنا اس کیفیت سے تعبیر ہے۔ کہ ان لوگوں کے دل اس عالم حشر میں بھی دنیا کے مرغوبات سے متعلق رہیں گے۔ اور ماسوی اللہ خواہشات ہنوز باقی رہیں گی۔

حل لغات

ترتیلا ۔ رتل الکلام کے معنے ہوتے ہیں۔ کہ کلام کو سہج سہج اور حسن ترکیب و تنسیق کے ساتھ پیش کیا۔ ترتیل کہتے ہیں قرآن مجید کے آہستہ آہستہ مخارج حروف پڑھنے کو۔

تدمیرا ۔ دمار سے ہے۔ جس کے معنے ہلاک کے ہیں۔

٤٣- أَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ أَفَأَنتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا ۝

٤٣- کیا دیکھا تو نے وہ شخص جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنایا۔ کیا تو اس کا داروغہ ہو سکتا ہے؟ ف۱

٤٤- أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ ۚ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ ۖ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا ۝

٤٤- کیا تو سمجھتا ہے کہ انہیں بہت لوگ سنتے یا سمجھتے ہیں۔ ف۲ وہ تو چارپایوں کی مانند ہیں۔ بلکہ اُن سے بھی زیادہ گمراہ ۝

٤٥- أَلَمْ تَرَ إِلَىٰ رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهُ سَاكِنًا ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيلًا ۝

٤٥- کیا تو نے اپنے رب کی طرف نہیں دیکھا کہ اس نے کیونکر سائے کو پھیلایا ہے اور اگر چاہتا تو اسے ٹھہرا رکھتا۔ پھر ہم نے سورج کو اس کا راہ بتلانے والا مقرر کیا ف۳

٤٦- ثُمَّ قَبَضْنَاهُ إِلَيْنَا قَبْضًا يَسِيرًا ۝

٤٦- پھر ہم نے اس کو سمیٹ کر اپنی طرف آہستہ آہستہ کھینچ لیا ۝

٤٧- وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِبَاسًا وَالنَّوْمَ سُبَاتًا وَجَعَلَ النَّهَارَ نُشُورًا ۝

٤٧- اور وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات کو اوڑھنا اور نیند کو آرام بنایا اور دن کو اُٹھنے کا وقت مقرر کیا ۝

٤٨- وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ

٤٨- اور وہی ہے جو اپنی رحمت کے آگے خوشخبری دینے کے لئے

ربع

ف۱ مقصود یہ ہے کہ یہ لوگ دلائل و براہین کی وجہ سے اسلام کی صداقتوں کا انکار نہیں کرتے۔ بلکہ محض ہوائے نفس کی پیروی میں ایسا کرتے ہیں۔ ان لوگوں کا خدا ان کی اپنی خواہشات ہیں۔

ف۲ یعنی جس طرح چوپایوں میں عقل و شعور کی استعداد نہیں ہوتی۔ اسی طرح یہ لوگ بھی سمجھ بوجھ سے محروم ہیں۔ بلکہ اس لحاظ سے تو ان سے بھی بدتر ہیں کہ وہ کم از کم ان فرائض کو تو ادا کرتے ہیں۔ جو فطرت نے ان پر عائد کئے ہیں مگر یہ تو انسانی فرائض کو بھی بھلا بیٹھے ہیں اور انسانی شرافت و بزرگی کو یکسر کھو چکے ہیں۔

تذکیر بآلاء اللہ

ف۳ قرآن حکیم دلائل و براہین کا بے نظیر مجموعہ ہے۔ اس میں ہر نوع اور ہر طبقے کے ذہن کے لئے تسکین کا جوہر اور وافر سامان موجود ہے۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے۔ جس میں عزت و اشاعت کے کسی طریق کو اٹھا نہیں رکھا گیا۔ اس میں حکمت و فلسفہ بھی ہے۔ اور نفسیات انسانی کی نگاہ بھی ہے۔ معقول اور محسوس دلائل بھی ہیں۔ اور اقوام و ملل کے حالات بھی۔ تمثیلات بھی ہیں اور مشاہدات بھی۔ یعنی رشد و ہدایت کے جس قدر ممکن طریقے تصور میں آ سکتے ہیں۔ وہ سب اس میں موجود ہیں۔

ان آیات میں مشاہدات فطرت کا بیان ہے۔ اور تذکیر بآلاء اللہ کے اصول پر ان لوگوں کو دعوت ایمان ہے۔ جو غور و فکر کے عادی ہیں۔ ارشاد ہے کہ دیکھو ہم نے انسانوں کے سکھ اور آرام کے لئے آفتاب پیدا کیا۔ اس کی وجہ سے ساری کائنات میں روشنی پھیل جاتی ہے۔ اور ایک عجیب خوشگوار فضا پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر وہ نہ ہو تو دنیا میں تاریکی و ظلمت چھا جائے۔ کیا اسی طرح فکری ظلمتوں اور تاریکیوں کو دور کرنے کے لئے کسی آفتاب ہدایت کی ضرورت نہیں؟

ہم نے رات پیدا کی ہے کہ وہ تمام عیوب کو لباس کی طرح ڈھانک لیتی ہے۔ اور نیند کو آرام کرنے کے لئے بنایا۔ نیز دن کو پیدا کیا۔ جس میں تم اٹھ کھڑے ہوتے ہو؟ تو کیا موت کی نیند سے بیداری اور بعثت ممکن نہیں؟

اور ہم ہی خوشخبری دینے والی ہواؤں کو بھیجتے ہیں۔ جو باران رحمت کی خبر دیتی ہیں اور آسمان سے پاک و صاف پانی برساتے ہیں۔ کہ خشک اور مردہ زمینیں اس کی وجہ سے زندہ ہو جاتی ہیں۔ اور حیوانات اور انسان اس پانی سے استفادہ کریں۔ (باقی صفحہ ۸۷۰ پر)

يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۚ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ۝

٤٩- لِّنُحْیِۦَ بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا وَّنُسْقِيَهٗ مِمَّا خَلَقْنَآ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِيَّ كَثِيْرًا ۝

٥٠- وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوْا ۖ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ۝

٥١- وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا ۝

٥٢- فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ۝

٥٣- وَهُوَ الَّذِيْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ۝

ہوائیں بھیجتا ہے اور ہم نے آسمان سے پاک پانی اتارا۔

٤٩۔ تاکہ ہم اس سے مردہ شہر کو زندہ کریں اور اپنی مخلوقات میں سے بہت سے چوپایوں اور آدمیوں کو اس سے پلائیں۔

٥٠۔ اور ہم نے اس (قرآن) کو انکے درمیان طرح طرح سے بیان کیا تاکہ وہ دھیان کریں پھر بھی اکثر آدمی بغیر ناشکری کئے نہ رہے۔

٥١۔ اور اگر ہم چاہتے تو ہر بستی میں ایک ڈرانے والا بھیج دیتے۔

٥٢۔ پس تو کافروں کا کہا نہ مان اور اس کے ساتھ ان کا بڑے زور سے مقابلہ کر۔

٥٣۔ اور وہی ہے جس نے دو دریا بنائے (بحیرہ روم و بحر فارس) ایک شیریں پیاس بجھانے والا ہے اور یہ کھاری کڑوا ہے اور انکے درمیان آڑ اور مضبوط بند رکھ دیا ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ٨٦٩)

دکیا دل کی خشک اور مردہ زمینیں الہام و وحی کی بارش کے پانی سے تر و تازہ نہ ہوں گی؟

یعنی تم ان تمام معجزات نبوی پر غور کرو۔ تو تمہیں معلوم ہوگا کہ علیم و حکیم خدا اپنے بندوں پر کس درجہ مہربان ہے۔

ورنہ، یہ کہ ہم چاہتے تو ہر بستی میں پیغمبر بھیجتے۔ اور آپ کی سہولت و آسانی پر توجہ مبذول رکھتے۔ مگر منشا یہ تھا۔ کہ ان تمام رسالت کی ذمہ داریاں کو آپ تنہا اٹھائیں۔ اس لئے اپنے اس منصب جلیل کو سمجھتے ہوئے منکرین کی خواہشات کا احترام نہ کیجئے۔ اور انکی جہالت اور سرکشی کے خلاف زبردست جہاد کیجئے۔

اس کے بعد پھر قدرت خفیہ کا ذکر ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ کہ دیکھو بعض جگہ ایک دریا ہوتا ہے اور اس میں دو قسم کے دھارے الگ الگ اور ممتاز طریق پر بہتے ہیں۔ ایک دھارا میٹھا اور شیریں ہوتا ہے۔ اور دوسرا کڑوا اور کھاری ان دونوں کے درمیان ایک آڑ نہ معلوم سی حائل ہوتی ہے۔ جو ان کو آپس میں ملنے نہیں دیتی۔

کیا یہ اللہ تعالیٰ کے وجود اور زبردست قدرت پر حیرت انگیز دلیل نہیں۔ آخر ان دونوں دھاروں کو آپس میں ملنے سے کس نے روک رکھا ہے۔ اور کس نے ان دونوں میں الگ الگ خواص اور رنگ پیدا کئے ہیں؟

یہ بھی اسی کی قدرت باہرہ ہے کہ ایک قطرۂ آب سے آدمی پیدا کرکے اسے کنبوں اور قبیلوں والا بنا رہا ہے۔

حلِ لغات

سُبَاتًا۔ منقطع کر دینے والی چیز۔ رات چونکہ دن کے تعلقات کد و کاوش سے انسان کو جدا کر دیتی ہے۔ اس لئے اسے سُبات سے تعبیر کیا ہے۔ سُبات کے معنے خواب و راحت و آسائش کے بھی ہیں۔

مَرَجَ۔ ملائے۔

فُرَاتٌ کے معنے عمدہ اور شیریں پانی کے ہیں۔

اُجَاجٌ۔ نمکین۔ کھاری۔ تلخ۔

٥٤۔ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا ۗ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا ○

٥٤۔ اور وہی ہے جس نے پانی (نطفہ) سے آدمی بنایا۔ پھر اس کے لئے نسب (یعنی بیٹا) اور دامادی کا رشتہ (یعنی سسرال) بنایا اور تیرا رب قادر ہے ○

٥٥۔ وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ ۗ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلَىٰ رَبِّهِ ظَهِيرًا ○

٥٥۔ اور وہ اللہ کے سوا ان کو پوجتے ہیں جو نہ انہیں نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان اور کافر اپنے رب کی طرف پیٹھ دے رہا ہے ○

٥٦۔ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ○

٥٦۔ اور ہم نے تجھے صرف خوشی اور ڈر سنانے کیلئے بھیجا ہے ○

٥٧۔ قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِلَّا مَنْ شَاءَ أَنْ يَتَّخِذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ○

٥٧۔ تو کہہ میں تم سے تبلیغ قرآن پر کچھ مزدوری نہیں مانگتا مگر جو کوئی چاہے کہ اپنے رب کی طرف راہ پکڑے رہ وہ راہ پہچان جائے؟

٥٨۔ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهِ ۚ وَكَفَىٰ بِهِ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا ○

٥٨۔ اور تو اسی زندہ پر جو نہیں مرتا بھروسا کر اور اس کی حمد کے ساتھ اس کی پاکی بیان کر اور وہ اپنے بندوں کے گناہوں سے کافی خبردار ہے ○

٥٩۔ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ

٥٩۔ جس نے آسمان اور زمین اور جو ان میں ہے چھ دن

ع

شرک اللہ کا کھلا انکار ہے!

ف۱ اللہ کے مختلف تعلقات آپ دیکھ چکے اور آپ کو معلوم ہو گیا۔ کہ ہر قسم اور ہر نوع کی قدرتیں اس کے ساتھ مختص ہیں۔ وہی کائنات کا مالک ہے اور اسی کی ذات بابرکات کو ہر طرح کے اختیارات حاصل ہیں۔ مگر مشرکوں کی بے وقوفی اور کم عقلی ملاحظہ ہو۔ کہ باوجود ایک قادر و علیم خدا کے یہ ایسی چیزوں کو پوجنے اور عبادت میں مصروف ہیں۔ جو ان کو نہ تو کوئی نفع پہنچا سکتی ہیں۔ اور نہ نقصان۔ ارشاد ہے۔ کہ یہ شرک اللہ تعالے کا کھلا انکار ہے اور کھلی بغاوت ہے۔

بشیر اور نذیر

ف۲ حضورؐ سے قبل جس قدر انبیاء تشریف لائے۔ وہ یا تو بشیر تھے۔ یا نذیر۔ یعنی ان کے پیغام میں یا تو انذار کا عنصر قوی تھا۔ یا بشارت کا۔ مگر حضورؐ کو جامعیت عطا کی گئی۔ آپ بیک وقت بشیر بھی تھے اور نذیر بھی۔ آپ نے اپنے ماننے والوں اور عقیدتمندوں کو جنت و فلاح کی اور کامرانی کی خوشخبریاں سنائیں۔ اور منکروں کو جہنم اور ناکامی کی خبر دی۔

پیغمبر بلامعاوضہ تبلیغ کرتے ہیں

ف۳ یہ اصل میں حضورؐ کی سیرت کی ترجمانی ہے۔ آپ نے تئیس سال تک برابر قوم کو دعوت رشد و ہدایت دی۔ اور پیہم اور مسلسل انسانیت کے ارتقا کے لئے جد و جہد فرمائی۔ گمراہ اور پست خیال انسانوں کو قعر ذلت سے اٹھا کر روحانیت اور عروج کے آسمان تک پہنچا دیا۔ اور ان بے مثل خدمات کا بھی کوئی معاوضہ طلب نہیں کیا۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھا۔ اور دنیا والوں سے بے نیاز رہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ معاوضہ اور اجر سے مستغنی ہو کر اسلام کی خدمت کرتے ہیں۔ اللہ ان لوگوں کی بنفس نفیس خود دستگیری کرتا ہے اور دنیا والوں کو ان کی اطاعت پر آمادہ کر دیتا ہے۔ (باقی صفحہ ۸۷۲ پر)

حل لغات:-

صِهْرًا۔ خسر، داماد، بہنوئی۔ سسرال یا دوسری قرابت والا۔

ظَهِيرًا۔ اصل معنے مددگار اور معاون کے ہیں مگر جب صلہ علی ہو تو اس کے معنے مخالف اور دشمن کے ہو جاتے ہیں۔

مَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚ اَلرَّحْمٰنُ فَسْـَٔلْ بِهٖ خَبِيْرًا ۝

میں بنایا۔ پھر عرش پر قرار پکڑا وہ رحمٰن ہے سو تو اس کا حال کسی خبردار سے پوچھ ۝

۶۰- وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ ۗ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا ۝ السجدة

۶۰- اور جب اہلِ مکہ سے کہا جاتا ہے کہ رحمٰن کو سجدہ کرو تو کہتے ہیں کہ رحمٰن کیا ہوتا ہے کیا ہم اسے سجدہ کریں جسکے لئے تو ہم کو کہتا ہے اور انکی نفرت بڑھتی ہے ۝

۶۱- تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا ۝

۶۱- بڑی برکت والا ہے وہ جس نے آسمان میں برج بنائے اور اس میں چراغ یعنی سورج اور روشن چاند رکھا ۝

۶۲- وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ۝

۶۲- اور وہی ہے جس نے اس کیلئے جو دھیان کرنا اور شکر گزار رہنا چاہتا ہے رات اور دن کو ایک دوسرے کا جانشین مقرر کیا ۝

۶۳- وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝

۶۳- اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر دبے پاؤں چلتے ہیں۔ اور جب اُن سے جاہل لوگ باتیں کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ سلام ۝ ف۲

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۶۱)

آج اگر ہمارے علماء و قائدین کی باتوں میں اثر نہیں ہے۔۔۔۔ وہ باوجود شیوا بیان اور جادو مقال ہونے کے قوم میں کوئی انقلاب اور تبدیلی نہیں پیدا کرسکتے تو اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ قوم کے محتاج ہیں اور قوم کو ان کی چنداں ضرورت نہیں۔ وہ پیشہ ور ہیں اور جلبِ منفعت کے لئے دعوت و تبلیغ کے فرائض انجام دیتے ہیں۔

ضرورت ہے کہ ہمارے مصلحین اور قائدین حضور کے اسوہ سے کسب انوار کریں۔ اور اللہ کے دین کی بے مزد خدمت کریں۔ آگے اللہ کا کام ہے کہ وہ اپنے ان بندوں کی ضروریات کو پورا کرے۔

حاشیہ صفحہ ہذا

ف۱ یوم کے معنے عربی میں مدتِ طویل کے ہیں۔ یہ بارہ گھنٹے کا دن اس سے مراد نہیں ہے۔ اس لئے آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ ہم نے آسمان اور زمین کو چھ طویل قرنوں میں پیدا کیا۔ عرش یں حکومت و اقتدار پر جلوہ گر ہونا۔ اللہ کے شیئون جہاں میں سے ایک شان ہے۔ صفت نہیں۔

ف۲ یعنی مکہ والوں کے دل میں اس درجہ بتوں کی محبت ہے۔ کہ وہ غلو میں معبودِ حقیقی کو بھی بھول گئے ہیں۔ اور جب انہیں دعوت دی جاتی ہے۔ کہ خدائے رحمٰن کے سامنے جھکو۔ اور کسی چیز کی عبادت نہ کرو۔ تو وہ ازراہِ سرکشی کہتے ہیں — یہ خدائے رحمٰن کون ہے؟ کیا تمہارے کہنے پر ہم اس کی عبادت کرنے لگیں۔ اور اپنے دیوتاؤں کو چھوڑ دیں؟

یہ طرزِ خطاب ہے کہ نا واقفیت سے، ہم کا انکار مقصود نہیں۔ مسمیٰ کا انکار مطلوب ہے اور یہ اس قبیل سے ہے جیسا کہ فرعون نے موسیٰ سے کہا تھا۔ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ؟

حل لغات

بُرُوْجًا۔ منازل۔ برج کی جمع ہے۔ یعنی ستاروں کے لئے مقررہ لائن اور راہیں۔

۶۴- وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا۝

۶۴- اور وہ اپنے رب کے آگے سجدہ اور قیام میں رات کاٹتے ہیں۔

۶۵- وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا۝ۖ

۶۵- اور وہ جو کہتے ہیں اے ہمارے رب جہنم کا عذاب ہم سے ہٹا بیشک اسکا عذاب ایک بڑی چٹی ہے۔

۶۶- اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا۝

۶۶- بیشک وہ بری قرارگاہ اور برا مقام ہے۔

۶۷- وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَكَانَ بَیْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا۝

۶۷- اور وہ لوگ کہ جب خرچ کرتے ہیں تو بیجا اڑاتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں اور اسکے درمیان معتدل گذران کرتے ہیں۔

۶۸- وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا۝

۶۸- اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور کسی جان کو جس کا مارنا خدا نے حرام کیا ہے، ناحق نہیں مارتے اور زنا نہیں کرتے اور جو کوئی یہ کام کرے وہ بڑے وبال سے ملاقات کرے گا۔

۶۹- یُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ

۶۹- اور قیامت کے دن اسکو دگنا عذاب دیا جائے گا اور

عِبَادُ الرَّحْمٰن

ف۱ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے عباد الرحمٰن کی صفات بتائی ہیں۔ یعنی وہ کون لوگ ہیں جو اللہ کے صحیح معنوں میں بندے ہیں۔ اور ان کو رحمٰن کی غلامی اور نیاز مندی کا فخر حاصل ہے۔

ارشاد ہے کہ وہ دنیا میں ظلم و معصیت سے علو و برتری نہیں چاہتے۔ نہایت نرم اور منکسر المزاج ہوتے ہیں۔ عجز و انکسار کا یہ عالم ہے کہ چلتے ہیں تو ہولے ہولے، وقار و حشمت کے باوجود ان میں شیخی اور گھمنڈ نہیں ہوتا۔ متانت اور سنجیدگی کو پیش نظر رکھتے ہیں اور اپنے وقت کی قیمت کو پہچانتے ہیں۔ وہ ان لوگوں سے خوب آگاہ ہوتے ہیں جن میں جہالت ہوتی ہے۔ اسلئے جہاں ایسے لوگوں سے سابقہ پڑتا ہے تو سلام کہہ کر گزر جاتے ہیں۔ ان لوگوں کے دلوں میں تقویٰ اور پرہیزگاری کے جذبات موجزن ہوتے ہیں۔ اور انکا شعار ہوتا ہے کہ رات کی تاریکیوں میں اللہ کے ذکر سے کسب انوار کرتے ہیں۔ اور رات کا اکثر حصہ سجود و قیام میں گزار دیتے ہیں۔ مگر اپنی عبادت پر ان میں ناز نہیں ہوتا۔ ہر وقت لرزاں اور ترساں رہتے

ترجمہ- اور عذاب خدا سے پناہ مانگتے رہتے ہیں۔ ان کے مزاج میں توازن و اعتدال کا مادہ ہوتا ہے۔ یہ لوگ جب اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ تو بے دریغ ہو گئے ہیں۔ ہاں معصیت کے کام میں ایک حبہ بھی خرچ نہیں کرتے۔ اور نہ یہ حقوق اللہ میں خرچ کرنے سے کوتاہی کر کے پامال میں کوئی تنگی یا ضیق محسوس کرتے ہوں۔

توحید کے قائل

یہ واضح رہے کہ اللہ کی راہ میں سب کچھ لٹا دینا بھی اسراف نہیں مگر معصیت اور گناہ کی راہ میں ایک پائی بھی اڑا دینا اسراف ہے۔ اس لئے لَمْ یُسْرِفُوْا اور لَمْ یَقْتُرُوْا کے معنے یہی ہوں گے۔ جو ہم نے بیان کئے ہیں۔

(باقی صفحہ ۸۸۸ پر)

حل لغات:-

هَوْنًا- سکینت سے۔ ہولے ہولے۔ بتفخیم و آہستگی وہ وقار و نرمی ودیکی۔

غَرَامًا۔ عذاب۔ ہلاک۔ ہمیشہ اور ہمیشہ بدی۔ بدبختی۔ حرص۔

يَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا ۝ — اور ہمیشہ اس میں خوار ہو کر پڑا رہے گا ۝

۷۰- إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝

۷۰- جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک کام کئے سو ایسوں کی برائیوں کو خدا نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۝

۷۱- وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهُ يَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مَتَابًا ۝

۷۱- اور جس نے توبہ کی اور نیک کام کئے سو وہ اللہ کی طرف رجوع ہونے کی جگہ رجوع ہوتا ہے ۝

۷۲- وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا ۝

۷۲- اور وہ جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب بیہودہ شخص یا کام کے پاس گزرتے ہیں تو بزرگانہ وضع سے گزر جاتے ہیں ۝

۷۳- وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا صُمًّا وَعُمْيَانًا ۝

۷۳- اور وہ کہ جب انکو انکے رب کی آیتیں کیساتھ نصیحت کیجاتی ہے تو ان پر بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گرتے ۝

۷۴- وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا

۷۴- اور وہ جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں ہماری عورتوں اور ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک بخش

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۷۳)

عباد الرحمٰن میں ایک وصف یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ توحید کے قائل اور حقوق العباد میں بہت زیادہ محتاط ہوتے ہیں۔ ان سے قتل و غارتگری کے واقعات ظہور پذیر نہیں ہوتے۔ اور نہ یہ کہ وہ دولت عفاف و عصمت سے محروم ہیں۔ وہ انتہا درجے کے پاکباز ہوتے ہیں۔

غور فرمائیے کہ اللہ کے بندوں میں کیا کیا خوبیاں ہوتی ہیں۔ اور اللہ کا بندہ ہونا کن صفات پر موقوف ہے۔

کیا وہ جیسے وہ لوگ جو انتہا درجے کے مغرور اور ضدی ہوتے ہیں۔ جن کی راتیں بے ارثی اور بدمستیوں میں گزرتی ہیں۔ جو عذاب الٰہی سے قطعاً بے خوف ہوتے ہیں۔ اور جلب منفعت جن کا مقصد ہوتا ہے۔ جو خدا کے سوا قبروں اور مزاروں کو معبود جانتے ہیں۔ اور ادنیٰ فروعی اختلاف پر قتل و غارت گری پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ زنا اور بدمعاشیوں سے جن کو عار نہیں۔ کیا اللہ کے نیک بندے اس کے محبوب ہو سکتے ہیں؟ کیا اس قماش کے لوگ ولایت اور عبودیت کے مقام بلند پر فائز ہو سکتے ہیں؟ اور کیا ان لوگوں کے ہاتھ میں قوم کی باگ ڈور دینا سود مند ہو سکتا ہے؟

حاشیہ صفحہ ہذا

بالاخانوں کے مکین

ف عباد الرحمٰن کی تفصیل کے بعد ان آیات میں یہ بتایا ہے کہ وہ لوگ ہیں۔ جو بہشت میں بالاخانوں پر رہیں گے۔ جن کے مرتبے بلند ہوں گے۔ اور فرشتوں کی جانب سے جن کا دعا و سلام کے ساتھ خیر مقدم ہوگا۔ ارشاد ہے کہ یہ لوگ ہیں۔ جو مجالس فسق و فجور میں شریک نہیں ہوتے اور عفیف اور پاکباز رہتے ہیں۔ جو نہایت باوقار اور متین ہوتے ہیں۔ بے ہودہ محفلوں سے باعزت و کرامت گزر جاتے ہیں۔ اور انکو اغماز کی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ پھر ان میں یہ بھی خوبی ہوتی ہے۔ کہ جب اللہ کی باتیں انکو سمجھائی جاتی ہیں۔ تو وہ فکر اور غور سے سنتے ہیں۔ اور اعمار و عناد کی بدولت نہیں پڑتے۔

اپنی بیوی بچوں کے لئے اللہ سے دعا کرتے ہیں۔ کہ وہ نیک اور سعادت مند ہوں۔ اور ان کی راحت و آسائش (باقی صفحہ ۸۷۵)

لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۝

۷۵۔ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَ يُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ۝

۷۶۔ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝

۷۷۔ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْ لَا دُعَآؤُكُمْ ۚ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ۝

کہ وہ نیکوکار ہوں، اور متقیوں کا پیشوا بنا ۝

۷۵۔ ایسے لوگوں کو ان کے صبر کے سبب اونچے اونچے محل دیئے جائیں گے اور وہاں فرشتے ان سے دعا و سلام کے ساتھ ملاقات کریں گے ۝

۷۶۔ ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ وہ ٹھہرنے اور رہنے کی خوب جگہ ہے ۝

۷۷۔ کہہ دو کہ میرا پروردگار تمہاری کچھ پروا نہیں کرتا اگر تم اسکو نہ پکارو۔ سو تم نے قرآن کو جھٹلایا ہے[ف] سو جلدی اسکے وبال میں مبتلا ہوں گے

آیاتہا ۲۲۷	سُوْرَةُ الشُّعَرَآءِ مَكِّيَّةٌ	رکوعاتہا ۱۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۱۔ طٰسٓمّٓ ۝

۲۔ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝

۳۔ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝

سورت شعراء

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

۱۔ طٰسٓمّٓ[ف] ۝

۲۔ یہ کتاب روشن کی آیتیں ہیں ۝

۳۔ شاید تم اس رنج میں اپنی جان کو ہلاک کر دو گے کہ وہ لوگ ایمان نہیں لاتے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۷۴)

کا سبب نہیں۔ ان کی تو خواہش ہوتی ہے۔ کہ پرہیزگاروں کی امامت ملے اور اتباع رب کے پارسا ہوں۔

اسکے بعد اللہ تعالیٰ کے استغنا اور اس کی بے نیازی کا اعلان فرمایا ہے ارشاد ہے کہ اگر تم اللہ کو نہیں پکارتے تو اللہ بھی تمہاری کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ وہ چاہے تو تمہیں دم میں تم سب کو تنکے کی طرح اڑا دے۔ اُس نے جو تم کو باقی رکھا ہے۔ تو اس لئے کہ تم عبادت کرتے ہو۔ اور اپنی ضروریات کے لئے اُس کو پکارتے ہو۔

حاشیہ صفحہ ہذا

ف فَقَدْ كَذَّبْتُمْ سے مراد مشرکین ہیں۔ جو اللہ کے عذاب سے نہیں ڈرتے۔ اور اس کی بے نیازی اور قضا کی تکذیب کرتے ہیں۔ فرمایا عنقریب تمہیں اس کی سزا ضرور ملے گی۔

سورہ شعراء

ف طٰسٓمّٓ حروف مقطعات ہیں۔ بعض اہل کی بعض اہل کے ...

امام رازی کہتے ہیں۔ طا سے مراد قلوب عارفین کا طرب و نشاط ہے۔ اور سین سے مقصود عشاق کا سرور و بہجت ہے۔ اور میم مریدین کی مناجات پر دال ہے۔

کتاب مبین کے تعارف کے بعد حضورؐ کی اُس محبت و عشق کا ذکر ہے۔ جو آپ کو عام انسانوں سے تھی۔ آپ یہ نہیں چاہتے تھے کہ ایک نفس انسانی بھی نجات سے محروم رہے۔ اور اللہ کے عذاب کا شکار ہو جائے آپ نے نہایت جانسوزی سے قوم کو نجات و فلاح کی دعوت دی اور راہ مستقیم پر گامزن ہونے کی تلقین فرمائی۔ ارشاد ہے کہ آپ ان لوگوں کی محبت میں اپنی جان کیوں کھوتے ہیں۔ اگر یہ لوگ اس وضاحت اور دلائل کی کثرت کے باوجود بھی اسلام قبول نہیں کرتے تو انکو جانے دیجئے۔ اور انکی چنداں پرواہ نہ کیجئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو یہی منظور ہے کہ حق کی پہچان کے لئے باطل کا وجود قائم رہے ورنہ اُس کی استطاعت و قدرت میں ہے۔ کہ وہ ایسا زبردست نشان ظاہر کر دے۔ جسکے سامنے ان لوگوں کی گردنیں جھک جائیں اور یہ اسلام کی صداقت قبول کر لیں۔

حل لغات: قُرَّةَ اَعْيُنٍ۔ آنکھوں کی ٹھنڈک۔ لِزَامًا۔ چپک جانیوالا عذاب۔ لازم ہونا۔

٤- اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ ○

۴- اگر ہم چاہیں تو آسمان سے کوئی نشانی ان پر نازل کریں۔ پھر انکی گردنیں اس نشانی کے سامنے نیچی رہ جائیں ○

٥- وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ مُعْرِضِيْنَ ○

۵- اور رحمٰن کیطرف سے جب ان کے پاس جب کبھی کوئی نئی نصیحت آئی اسی سے انہوں نے منہ موڑا ○

٦- فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○

۶- سو یہ جھٹلا چکے اب عنقریب انھیں اسکی حقیقت معلوم ہو جائیگی جس پر ٹھٹھا کرتے تھے ○ ف۱

٧- اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ○

۷- کیا انہوں نے زمین کیطرف نہیں دیکھا کہ اس میں ہم نے کس قدر ہر قسم کی نفیس چیزیں اُگائی ہیں ○

٨- اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۚ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○

۸- بے شک اس میں نشانی ہے اور اکثر ان میں ماننے والے نہیں ○

٩- وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ○ ع

۹- اور اللہ تیرا رب وہی غالب مہربان ہے ○

١٠- وَاِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰٓى اَنِ ائْتِ

۱۰- اور جب تیرے رب نے موسیٰ کو پکارا کہ ظالم لوگوں ف۲

ف۱ مقصد یہ ہے۔ کہ [illegible] ان کی گمراہیوں میں انکار والحاد کے جرائم ہیں۔ ان کے لئے قرآن حکیم کی کوئی آیت بھی موجب ہدایت وبرکت نہیں۔ جب قرآن نازل ہوتا ہے۔ ان کا اعراض اور بے پروائی بڑھتی جاتی ہے۔ اور یہ مسخر اڑاتے ہیں۔ اور ہنسی دل لگی میں حقائق کو ٹال دیتے ہیں۔

ارشاد ہے کہ عنقریب ان کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ اللہ کے کلام سے استہزاء کرنے کی سزا کس درجہ کڑی اور سخت ہے۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ۔ سے مقصود یہ ہے کہ یہ لوگ بہت کوتاہ نظر ہیں۔ اگر یہ زمین کی گوناگوں انگوریوں کی افادیت پر غور کرتے۔ اور نباتات کے انواع واقسام اور نفاست کو دیکھتے۔ تو انہیں معلوم ہو جاتا۔ کہ فطرت بہت فیاض ہے۔ اور اس کی پیدا کردہ کوئی چیز بھی فائدے سے خالی نہیں۔ پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ قرآن جیسے [illegible] میں قابل قبول ہو اور قرآن کی ہر آیت کو یہ لوگ بلا [illegible] تکذیب کر دیں۔

حضرت موسیٰ کا مطالبۂ آزادی

ف۲ حضرت یوسف سے تقریباً چار سو سال بعد بنی اسرائیل کی حالت مصر میں بہت خراب ہو گئی۔ اور ان پر طرح طرح کے مظالم ڈھائے جانے لگے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہوا۔ کہ ان کی بہتری اور بہبودی کے لئے ایک پیغمبر کو بھیجا جائے۔ جو ان کی غلامی اور بندگی کی زنجیروں کو توڑ دے۔ اور جو اپنے القائے قدسیہ سے ان لوگوں کے دل میں ایمان کی شمع کو روشن کر دے۔ چنانچہ اس خدمت کے لئے حضرت موسیٰ منتخب کیا گیا۔ اور آپ سے کہا گیا۔ کہ فرعون کی قوم بہت ظالم ہو چکی ہے۔ اور اس کی سرکشیاں حد سے زیادہ بڑھ گئی ہیں۔ تم جاؤ۔ (بقایا صفحہ ۸۷۷ پر)

حل لغات:-

بَاخِعٌ۔ ہلاک کرنے والا۔ غم کی وجہ سے اپنے آپ کو ہلاکت میں جھونکنے والا۔ ج ۔ [illegible] بخع الباخع الوحد نفسه ۔ مُحْدَثٍ ۔ نیا جدید۔ یعنی ہر آیت جو نازل ہوتی وہ لوگوں کی معلومات کے اعتبار سے نئی اور جدید ہوتی۔ ورنہ اللہ کا علم تو ازلی ہے اس کے لئے کوئی بات بھی نئی اور پرانی نہیں۔ [illegible] بجتے خیرو [illegible] ۔ [illegible] صنف۔

الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

کے پاس جاؤ ۝

١١- قَوْمَ فِرْعَوْنَ ۭ اَلَا يَتَّقُوْنَ ۝

۱۱- جو فرعون کی قوم ہے کیا ان کو ڈر نہیں ؟ ۝

١٢- قَالَ رَبِّ اِنِّىْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ۝

۱۲- بولے اے رب میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلائیں ۝

١٣- وَيَضِيْقُ صَدْرِىْ وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِىْ فَاَرْسِلْ اِلٰى هٰرُوْنَ ۝

۱۳- اور میرا دل رُک جاتا ہے اور میری زبان نہیں چلتی، تو ہارون کی طرف پیغام بھیج ۝

١٤- وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْۢبٌ فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ۝

۱۴- اور مجھ پر ان کا ایک گناہ ہے (کہ ایک مصری کو مارا تھا) سو میں ڈرتا ہوں کہ مجھے قتل کریں ۝

١٥- قَالَ كَلَّا ۚ فَاذْهَبَا بِاٰيٰتِنَآ اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ ۝

۱۵- فرمایا ہرگز نہیں، تم دونوں ہماری نشانیاں لیکر جاؤ۔ ہم تمہارے ساتھ سنتے ہیں ۝

١٦- فَاْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

۱۶- سو فرعون کے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم جہان کے مالک کا پیغام لائے ہیں ۝

١٧- اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۝

۱۷- کہ ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دے ۝

١٨- قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا وَلِيْدًا وَّلَبِثْتَ

۱۸- بولا کیا ہم نے تجھے تیرے لڑکپن کے زمانہ میں اپنے گھر میں نہیں پالا تھا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۷۶)

اور اس کو رشد و ہدایت کی طرف دعوت دو۔ آخر کیوں ان لوگوں کے دلوں میں خشیت و تقویٰ کے جذبات پیدا نہیں ہوتے۔

حضرت موسیٰ نے کہا۔ کہ میں ڈرتا ہوں۔ کہ وہ مطالبے کو ٹھکرا دیں۔ اور میرے پیغام کی تکذیب نہ کردیں۔ یہ بھی خیال ہے کہ ان کا سامنا کرنے سے میرے دل میں ایک قسم کی تنگی پیدا ہوتی ہے۔ اور زبان بھی جوہر بلاغت و فصاحت سے محروم ہے۔ اور ایک یہ بات بھی ہے۔ کہ قبطی کو مار ڈالنے کا جرم بھی مجھ پر ہے۔ اس لئے مجھے مارے ڈالے جانے کا بھی خوف ہے۔ غرضیکہ میری انتہا درجہ کی مخالفت ہوگی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ جاؤ ان میں سے کوئی خوف بھی تمہارے دل میں نہیں رہے گا۔ تمہارے سینے کی تنگی اور ضیق کو انشراح سے بدلے دیتے ہیں۔ زبان فصیح و بلیغ ہو جائے گی۔ اور ہاتھ بٹانے کے لئے ہارون کو ساتھ کئے دیتے ہیں۔ ہماری نشانیاں لے کر فرعون کے پاس جاؤ۔ ہم تمہاری دعاؤں کو سننے والے ہیں۔ فرعون سے جا کر صاف صاف طور پر کہہ دو۔ ہم رب العلمین کی طرف سے رسول ہو کر آئے ہیں۔ اس لئے اب بنی اسرائیل کی غلامی کا دور ختم ہو چکا۔ اب وقت آگیا ہے۔ کہ تو ان کو آزادی کی نعمت سے بہرہ ور ہونے کا موقع دے۔ اب یہ عبودیت اور ذلت کی زندگی بسر نہیں کر سکتے۔

حل لغات :-

لَا يَنْطَلِقُ لِسَانِىْ ۔ میری زبان رواں نہیں۔

ذَنْبٌ ۔ الزام۔ گناہ۔

نُرَبِّكَ ۔ تربیت سے ہے۔ معنی پالنا۔ پوسنا۔ پرورش کرنا۔

فِينَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِينَ ۝

اور تو ہم میں اپنی عمر کے کتنے برسوں تک رہا ۝

١٩- وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِي فَعَلْتَ وَأَنْتَ مِنَ الْكَافِرِينَ ۝

١٩- اور تو اپنا کام کر گیا۔ جو کر گیا۔ اور تو ناشکروں میں سے ہے ۝

٢٠- قَالَ فَعَلْتُهَا إِذًا وَأَنَا مِنَ الضَّالِّينَ ۝

٢٠- بولا وہ کام میں نے اس وقت کیا تھا اور میں بھٹکنے والوں میں سے تھا

٢١- فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِي رَبِّي حُكْمًا وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝

٢١- پھر جب میں تم سے ڈرا تو تمہارے پاس سے بھاگ گیا۔ پھر میرے رب نے مجھے حکم عطا کیا اور مجھے رسول بنایا ۝

٢٢- وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ أَنْ عَبَّدْتَ بَنِي إِسْرَائِيلَ ۝

٢٢- اور کیا یہی احسان ہے۔ جو تو مجھ پر رکھتا ہے۔ کہ تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے ۝ ؎١

٢٣- قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝

٢٣- فرعون نے کہا رب العالمین کیا چیز ہے ؟ ۝

٢٤- قَالَ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا إِنْ كُنْتُمْ مُوقِنِينَ ۝

٢٤- کہا آسمانوں اور زمین اور جو ان کے درمیان ہے۔ اس کا مالک۔ اگر تم یقین کرنے والے ہو ۝

موسٰی اور فرعون کی بحث

؎١ حضرت موسٰی نے جب بنی اسرائیل کی بندگی اور غلامی کے خلاف احتجاج کیا۔ اور فرعون سے کہا۔ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اور بنی اسرائیل کی آزادی کا مطالبہ کرتا ہوں۔ تو فرعون نے کہا۔ یہ یکایک تجھے نبوت کیونکر مل گئی؟ کیا ہم نے تیری تربیت نہیں کی۔ اور تمہیں پال پوس کر بڑا نہیں کیا۔ اور کیا تو ایک مدت تک ہمارے پاس نہیں رہا۔ اور کیا تو نے اس قبطی کو بلا وجہ نہیں مار ڈالا تھا؟ حضرت موسٰی نے جواباً کہا۔ کہ قبطی کے معاملہ میں مجھ سے واقعی لغزش ہو گئی تھی۔ اور ڈر کر میں بھاگ گیا تھا۔ اب اللہ نے مجھے سمجھ بوجھ عنایت فرمائی ہے۔ اور مجھے نبوت کا عہدہ عطا کیا ہے۔

اس لئے تیری راہنمائی کے لئے آیا ہوں۔ باقی تربیت وغیرہ کا احسان، تو کیا پوری قوم کو غلام بنا کر ایک فرد کی تربیت کرنا کوئی بہت بڑا احسان ہے۔ جو تو جتلا رہا ہے۔ اور پھر یہ بھی تو اس وجہ سے ہوا۔ کہ تو نے بنی اسرائیل کے بچوں کو ذبح کر ڈالنے کا حکم دے رکھا تھا۔ یہ تیرے استبداد اور ظلم کا نتیجہ ہے۔ کہ میں تیرے ہاتھ لگا اور تیرے محل میں میری تربیت ہوئی۔

اب فرعون نے جب دیکھا۔ کہ موسٰی علیہ السلام نے نہایت معقول جواب دیئے ہیں۔ اور اس کے بعد ان سوالات پر مزید گفتگو کی گنجائش نہیں۔ تو اس نے پہلو بدلا۔ اور کہا۔ کہ یہ رب العالمین کون ہے؟

.... جس کی طرف سے تو رسول ہو کر آیا ہے۔ اور جس کی جانب تو ہمیں دعوت دیتا ہے۔ اور جس کا نام بار بار تیری زبان پر آتا ہے۔

موسٰی علیہ السلام نے جواباً کہا۔ رب العالمین وہ ہے۔ جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا۔ اس پر وہ اپنے حواریوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ سنتے ہو۔ موسٰی کیا کہہ رہے ہیں؟ گویا وہ چاہتا تھا کہ اپنے اہالی موالی کو مشتعل کیا جائے۔ اور اگر بتایا جائے۔ کہ موسٰی تمہارے معتقدات کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے۔

موسٰی نے بات کا رُخ بدل کر کہا۔ کہ رب وہ ہے جس نے تم کو پیدا کیا ہے۔ اور تمہارے آباؤ اجداد کو بھی۔

(باقی صفحہ ٨٧٩ پر)

٢٥- قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗۤ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ○

٢٥- فرعون نے ان لوگوں سے جو اس کے گرد تھے کہا تم نہیں سنتے ہو۔ ○

٢٦- قَالَ رَبُّكُمْ وَ رَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِیْنَ ○

٢٦- موسیٰ نے کہا۔ تمہارا رب اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا رب ○

٢٧- قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِیْۤ اُرْسِلَ اِلَیْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ○

٢٧- فرعون نے کہا۔ البتہ یہ تمہارا رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے۔ دیوانہ ہے ○

٢٨- قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَ مَا بَیْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ○

٢٨- موسیٰ نے کہا۔ مشرق اور مغرب۔ اور جو ان کے درمیان میں ہے سب کا رب۔ اگر تم عقل رکھتے ہو ○

٢٩- قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَیْرِیْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِیْنَ ○

٢٩- فرعون نے کہا۔ اگر تو نے میرے سوا کوئی اور معبود ٹھہرایا تو میں تجھے قیدخانہ میں ڈال دوں گا ○

٣٠- قَالَ اَوَ لَوْ جِئْتُكَ بِشَیْءٍ مُّبِیْنٍ ○

٣٠- بولا۔ اگرچہ میں تیرے پاس ایک روشن چیز لاؤں؟ ○

٣١- قَالَ فَاْتِ بِهٖۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ○

٣١- کہا اگر تو سچا ہے۔ تو وہ چیز لا ○

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۷۸)

فرعون اس مزید تشریح سے گھبرا گیا۔ اور جواب بن نہ آیا۔ تو کہنے لگا۔ کہ یہ رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے۔ قطعی دیوانہ ہے۔ موسیٰ نے اس کے جواب کو قابل جواب نہ سمجھتے ہوئے کہا۔ کہ وہ خدا مشرق و مغرب اور جو کچھ ان دونوں میں ہے۔ سب کا مالک ہے۔ مگر تم نافہمی کی وجہ سے محسوس نہیں کرتے۔ فرعون اس جواب سے بالکل ہی گھبرا گیا۔ اُسے پہلی دفعہ معلوم ہوا۔ کہ کوئی ذات ایسی ہے۔ جو اس سے بہت اعلیٰ و ارفع ہے۔ اور اُس کی حدود سلطنت مشرق سے مغرب تک وسیع ہیں۔ اُس نے غصہ سے بے تاب ہو کر کہا۔ خبردار! جو میرے سوا کسی دوسرے خدا کو مانا۔ ورنہ یاد رکھو۔ کہ میں تمہیں قید کر دوں گا۔

حضرت موسیٰ نے بالکل بے خوف ہو کر کہا۔ کیا دلیل و معجزہ کے بعد بھی تم سختی کرو گے۔

اس نے کہا۔ اگر تم میں صداقت ہے۔ تو دلائل پیش کرو۔ موسیٰ نے اپنی لاٹھی کو ڈالا۔ تو وہ اژدھا بن گئی۔ اور بغل میں سے ہاتھ دبا کر نکالا۔ تو سفید چمکتا ہوا نظر آنے لگا۔ یہ معجزے دراصل فرعون کے لئے بطور تنبیہ کے تھے۔ اس کو ان معجزات سے یہ بتانا مقصود تھا۔ کہ اللہ کی قدرت سے بے جان خشک لکڑی بھی اژدہا بن سکتی ہے۔ اس لئے تم بنی اسرائیل کو اپنے لئے بے ضرر نہ سمجھو۔ اور ہاتھ کا براق ہونا کامیابی و کامرانی کی طرف اشارہ ہے۔

حلِّ لغات:- مِنَ الضَّآلِّیْنَ۔ ضال کی جمع ہے۔ ضلالت کا لفظ لغزش اور غلطی پر بولا جاتا ہے۔ اور گمراہی پر بھی۔ یہاں مقصود لغزش ہے۔ کیونکہ حضرت موسیٰ نے قبطی کو قصداً قتل نہیں کیا تھا۔ بلکہ تادیباً مارا تھا۔ وہ کمزور ہونے کی وجہ سے جانبر نہ ہو سکا۔

مَا رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ۔ ما یہاں منطقی تعریف کے لئے نہیں۔ بلکہ اسکا مقصود یہ تھا۔ کہ موسیٰ خدا کا صحیح صحیح تخیل پیش کریں۔

الْمَسْجُوْنِیْنَ۔ سجن سے ہے۔ جس کے معنے قیدخانہ کے ہیں۔

آیت	ترجمہ
۳۲- فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ○	۳۲۔ جب اس نے اپنی لاٹھی ڈال دی۔ تو وہ اسی وقت صریح اژدھا بن گئی ○
۳۳- وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ○	۳۳۔ اور اپنا ہاتھ اندر سے نکالا تو وہ اسی وقت ناظرین کے لئے (سفید) چمکتا ہو گیا ○
۳۴- قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗٓ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ○	۳۴۔ فرعونؓ نے اپنے گرد کے سرداروں سے کہا۔ یہ کوئی (بڑا ہی) دانا جادوگر ہے ○
۳۵- يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ ۖ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ○	۳۵۔ چاہتا ہے کہ اپنے جادو کے زور سے تمہیں تمہارے ملک سے نکال دے۔ سو اب تم کیا صلاح دیتے ہو؟ ○
۳۶- قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَابْعَثْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ○	۳۶۔ بولے اسے اور اس کے بھائی کو مہلت دے۔ اور شہروں میں اکٹھا کرنے والے بھیج ○
۳۷- يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ○	۳۷۔ کہ ہر دانا جادوگر کو تیرے پاس لائیں ○
۳۸- فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ	۳۸۔ پھر ایک مقررہ دن کے وعدہ پر جادوگر جمع

جادوگروں سے مقابلہ

ف فرعون نے جب موسیٰ کے معجزات کو دیکھا۔ تو اپنے ہالی موالی سے کہنے لگا۔ یہ تو بہت سمجھدار جادوگر ہے۔ اور چاہتا ہے۔ کہ تم کو بزور جادو کے زور سے تمہارے ملک سے نکال دے۔ اور بنی اسرائیل کو مصر کی حکومت سونپ دے۔ یہ انقلاب پسند اور باغی ہے۔ کہو تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا۔ حضور ان دونوں کو چندے مہلت دیجئے اور اس اثنا میں شہروں میں اور دیہات میں ہرکارے دوڑا دیجئے۔ تاکہ وہ تمام بڑے بڑے جادوگروں کو لے آئیں۔ فرعون کو یہ تجویز پسند آئی۔ اس کے ملک کے ہر گوشہ سے جادوگر بلائے۔ اور ایک دن مقابلے کے لئے مقرر کیا۔ تمام لوگوں میں اعلان کے ذریعے مشتہر کر دیا گیا۔ کہ سب اکٹھے ہوں۔ اور مقابلہ دیکھیں۔ تاکہ اگر جادوگر غالب آ جائیں۔ تو ہم سب ان کی پیروی کرنے پر مجبور ہوں؟

چنانچہ جب فرعون کے پاس جادوگر آ گئے۔ تو کہنے لگے۔ حضور اگر ہم غالب آ گئے۔ اور موسیٰ و ہارون کو شکست دے دی۔ تو کیا ہم کو انعام بھی ملے گا؟

فرعون نے کہا۔ ہاں تمہیں انعام بھی دیا جائے گا۔ اور مقربین میں بھی شمار ہو گا۔

حضرت موسیٰ نے جادوگروں سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم بھی کرشمہ سازی کا اظہار کرنا چاہتے ہو کرو۔ تمہیں میری طرف سے اختیار ہے۔ انہوں نے لاٹھیاں اور رسیاں میدان میں ڈال دیں۔ اور وہ دیکھنے والوں کو سانپ کی شکل میں نظر آنے لگیں۔ کہنے لگے۔ کہ ہم فرعون کے اقبال اور قوت کی برکت سے یقیناً غالب رہیں گے۔ اس پر حضرت موسیٰ جوش میں آ گئے۔ اور آپ نے اپنی لاٹھی جو زمین پر ڈالی۔ تو وہ اژدھا بن گئی۔ اور ان تمام چھوٹے چھوٹے سانپوں کو نگل گئی۔ جادوگر جو سمجھ دار تھے۔ اور اپنی فنی قوتوں سے آگاہ تھے۔ (باقی صفحہ ۴۷۹ پر)

مَّعْلُوْمٍۙ ۝ — کئے گئے ۝

۳۹- وَّقِيْلَ لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَۙ ۝ — ۳۹۔ اور لوگوں سے کہا کہ کیا تم بھی اکٹھے ہوتے ہو ۝

۴۰- لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ اِنْ كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ۝ — ۴۰۔ شاید ہم جادوگروں کی اگر وہی غالب ہوں پیروی کریں ۝

۴۱- فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ۝ — ۴۱۔ پھر جب جادوگر آئے۔ تو فرعون سے کہنے لگے بھلا اگر ہم غالب آگئے تو ہمیں کچھ صلہ بھی ملے گا ۝

۴۲- قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝ — ۴۲۔ کہا ہاں۔ اور تم اس وقت مقرب بھی ہو گے ۝

۴۳- قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰۤى اَلْقُوْا مَاۤ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ۝ — ۴۳۔ موسیٰ نے انہیں کہا۔ جو تم ڈالتے ہو ڈالو ۝

۴۴- فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ — ۴۴۔ اس پر انہوں نے اپنی لاٹھیاں اور رسیاں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۸۰)

فوراً پہچان گئے۔ کہ یہ جادو یا کرشمہ سازی نہیں۔ یہ اللہ کی حکمت ہے۔ اور اس کی قدرت ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس معجزہ کو دیکھ کر فوراً کہہ دیا۔ کہ ہم خفا ہتھیار ڈال دیتے۔ ہم رب العالمین کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور موسیٰ و ہارون کے خدا کو مانتے ہیں ٭

معلوم ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰ کے زمانے میں جادو اور سحر کا بہت زیادہ رواج تھا۔ اسی لئے آپ کے معجزات کو بھی جادو سمجھے۔ اور اسی لئے حضرت موسیٰ کو اس نوع کے دلائل سے نوازا گیا۔ تاکہ وہ قوم کو یقین دلا سکیں۔ کہ وہ اللہ کی جانب سے ہیں ٭

معجزہ اور سحر میں باریک اور دقیق فرق یہ ہے کہ سحر وہ علم ہے۔ جس کو ہر شخص سیکھ سکتا ہے۔ اور جس کے اثر سے جو تحول و انقلاب پیدا ہوتا ہے۔ اس کے اسباب و ذرائع معلوم ہو سکتے ہیں۔ مگر معجزہ اللہ کے تقرب خاص کی نشانی ہے۔ اور ہر شخص کے بس کا نہیں۔ اکتساب سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور اس کے ذریعے سے جو انقلاب یا تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ اس کے اسباب و ذرائع کو معلوم کر لینا انسانی وسعت و طاقت سے باہر ہے۔ معجزات کو وہ لوگ خوب جان سکتے ہیں۔ جو خود جادوگر ہوں۔ اور فن تحویل و تصرف سے آگاہ ہوں ٭

حلِّ لغات

اَرْجِهْ۔ ڈھیل دیجئے۔ یا توقف کیجئے ٭

اَرْجِهْ سے امر ہے۔ جس کے معنے تاخیر و توقف میں ڈالنے کے ہیں ٭

حِبَالَهُمْ۔ حبل کی جمع ہے۔ بمعنی رسّی ٭

فِرْعَوْنَ إِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ○

٤٥- فَأَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُوْنَ ○

٤٦- فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ○

٤٧- قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

٤٨- رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ○

٤٩- قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ أَنْ اٰذَنَ لَكُمْ إِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۚ لَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَأُصَلِّبَنَّكُمْ أَجْمَعِيْنَ ○

ڈالیں اور بولے فرعون کے اقبال کی قسم بیشک ہم ہی غالب ہیں ○

٤٥- پھر موسیٰ نے اپنا عصا ڈالا سو وہ فوراً ہی ان کے جھوٹ کو جو انہوں نے بنا رکھا تھا نگلنے لگا ○

٤٦- پھر جادوگر سجدہ میں گر پڑے ○

٤٧- بولے کہ ہم رب العالمین پر ایمان لائے ○

٤٨- جو موسیٰ اور ہارون کا رب ہے ○

٤٩- فرعون نے کہا۔ پیشتر اسکے کہ میں تمہیں حکم دوں تم اس پر ایمان لے آئے۔ بیشک یہی تمہارا بڑا ہے۔ جس نے تمہیں جادو سکھلایا۔ سو البتہ تمہیں معلوم ہو جائے گا ○ میں تمہارے اُلٹے سیدھے ہاتھ پاؤں کاٹوں گا۔ اور تم سب کو سُولی پر چڑھاؤں گا ○

نشۂ ایمان اور حلاوتِ اسلامی

ف فرعون نے جب دیکھا۔ کہ جادوگر موسیٰ کے معجزات و کمالات کے قائل ہو گئے ہیں۔ اور غیر متوقع طور پر انہوں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ تو سخت گھبرایا۔ اور غصے سے بے تاب ہو گیا۔ کہنے لگا۔ کہ تم نے بغیر میری اجازت کے موسیٰ و ہارون کے مسلک کو قبول کر لیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ یہ بڑا جادوگر ہے اور تمہارا استاد ہے۔ تم نے پہلے سے آپس میں سمجھوتہ کر رکھا۔ یہی وجہ ہے کہ موسیٰ کے غالب آتے ہی تم نے تبدیلی مذہب کا اعلان کر دیا۔ یہ بہت بھاری جرم ہے۔ میں تمہیں سخت عبرتناک سزا دوں گا۔ تمہارے ہاتھ پاؤں آڑے ترچھے کٹوا دوں گا۔ اور تم سب کو بالآخر سولی پر چڑھوا دوں گا۔ انہوں نے اس دھمکی کو سنا۔ اور کمال بے خوفی سے پکار کر کہا۔ اس میں کچھ مضائقہ نہیں۔ ہم اگر سولی پر مریں گے۔ تو اپنے رب ہی کے پاس جائیں گے۔ اور ہم دل سے چاہتے ہیں۔ کہ اس طرح کی موت ہمارے سابقہ گناہوں کا کفارہ ہو جائے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے امید رکھتے ہیں کہ ایمان میں پیش قدمی کی وجہ سے ہماری لغزشوں اور ہمارے گناہوں کو عفو و کرم کی نظر سے دیکھے گا۔ اور ہمیں بخش دے گا۔

غور فرمائیے۔ کہ ایمان کی حلاوت کس درجہ زبردست ہوتی ہے اور اس کے مقابلہ میں زندگی کی شیرینی بھی کڑوی معلوم ہوتی ہے۔ کتنا بڑا انقلاب ہے۔ جو ان لوگوں میں پیدا ہو گیا۔ یا تو یہ مقابلہ کے لئے آئے تھے۔ دلوں میں بغض و عناد تھا۔ دشمنی اور عداوت تھی۔ اور یا اب یہ فدائیت اور جانبازی ہے کہ فرعون آنکھیں دکھاتا ہے۔ اور ان کے دلوں میں قطعاً خوف پیدا نہیں ہوتا۔

حقیقت یہ ہے کہ ایمان کا وہ مرتبہ اور مقام ہے جو تبدیلی و تحول کا باعث ہوتا ہے۔ اور جو مسلمان دل و دماغ کے لحاظ سے بالکل بدل دیتا ہے۔ بلکہ یوں سمجھئے۔ کہ ایمان مسلمان کو دوسرا دل اور علیحدہ دماغ عنایت کرتا ہے۔ جس میں بجز اللہ کی محبت اور شیفتگی کے اور کچھ نہیں ہوتا۔

حلِ لغات:۔ اٰذَنَ لَكُمْ۔ اذن سے ہے۔ بمعنی اجازت دینا۔

٥٠- قَالُوْا لَا ضَيْرَ ۡ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ۝

٥٠- بولے کچھ ڈر نہیں ہم کو اپنے رب کی طرف پھر جانا ہے ○

٥١- اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰيٰنَآ اَنْ كُنَّآ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

٥١- ہماری یہی طمع ہے۔ کہ ہمارا رب ہمارے گناہ بخش دے اس لئے کہ ہم سب سے پہلے ایمان لائے ہیں ○

٥٢- وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ۝

٥٢- اور ہم نے موسٰی کی طرف وحی (ف۱) بھیجی کہ میرے بندوں کو رات میں لے نکل۔ البتہ تمہارا پیچھا کیا جائے گا ○

٥٣- فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِى الْمَدَاۗىِٕنِ حٰشِرِيْنَ ۝

٥٣- پھر فرعون نے شہروں میں جمع کرنے والے بھیجے ○

٥٤- اِنَّ هٰٓؤُلَاۗءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ۝

٥٤- کہ یہ اسرائیل تھوڑے سے لوگ ہیں ○

٥٥- وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَاۗىِٕظُوْنَ ۝

٥٥- اور وہ ہمیں غصہ میں لائے ہیں ○

٥٦- وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ۝

٥٦- اور بے شک ہم ہتھیار بند جماعت ہیں ○

٥٧- فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝

٥٧- پھر ہم نے اُن (مصریوں) کو باغوں اور چشموں ○

٥٨- وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ۝

٥٨- اور خزانوں اور عمدہ مقام سے باہر نکالا ○

ربع

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

ف۱ اللہ تعالیٰ نے موسٰی علیہ السلام سے فرمایا۔ کہ اگر بنی اسرائیل کی نجات چاہتے ہو۔ تو ان کو مصر سے لے کر نکل جاؤ۔ یقیناً تمہارا تعاقب ہوگا۔ اور پیچھا کیا جائے گا تو گھبرانا نہیں ۔

چنانچہ حضرت موسٰی بنی اسرائیل کو لے کر نکل کھڑے ہوئے۔ فرعون کو پتہ چلا۔ تو اس نے فوراً اپنے آدمی دوڑا دیئے اور کہنے لگا۔ کہ یہ چھوٹی سی جماعت ہے۔ مگر اس نے ہمیں بہت پریشان کر رکھا ہے۔ ہم ان کی حرکتوں سے بہت نالاں ہیں۔ ہم سب کے سب مسلح ہیں۔ مگر پھر بھی نہ جانے کیا بات ہے۔ کہ یہ لوگ بالکل ہم سے نہیں ڈرتے ۔

یہ بھاری جماعت کی جماعت مصر سے تعاقب کے لئے نکل کھڑی ہوئی۔ اور اس ترکیب سے اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے باغوں اور چشموں سے ان کے مال و دولت اور عمدہ عمدہ مکانوں سے ہمیشہ کے لئے محروم کر دیا۔ (باقی صفحہ [illegible])

حلِّ لغات:-

مِنْ خِلَافٍ۔ یعنی اُدھر سے ترچھے ۔
اَلْمَدَاۗىِٕنِ۔ مدینہ کی جمع۔ یعنی شہر ۔
لَغَاۗىِٕظُوْنَ۔ غیظ و غضب ۔

۵۹۔ كَذٰلِكَ ۭ وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۝

۶۰۔ فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ ۝

۶۱۔ فَلَمَّا تَرَاۗءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ۝

۶۲۔ قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ۝

۶۳۔ فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ۭ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ۝

۶۴۔ وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ۝

۶۵۔ وَاَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ۝

۶۶۔ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۝

۵۹۔ اسی طرح کیا اور بخشے وہ دوسروں کے باغ اور چشمے اور خزانے اور مقامات بنی اسرائیل (کو)

۶۰۔ پھر انہوں نے اُن کا سورج نکلتے وقت تعاقب (پیچھا) کیا[ف] ۝

۶۱۔ پھر جب دونوں فوجوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو موسیٰ کے اصحاب نے کہا کہ ہم تو پکڑے گئے ۝

۶۲۔ اس نے کہا ہرگز نہیں میرے ساتھ میرا رب ہے وہ مجھے رستہ بتا دے گا ۝

۶۳۔ پھر ہم نے موسیٰ کو کہا کہ اپنی لاٹھی سے سمندر کو پھاڑ پس سمندر پھٹ گیا۔ سو پانی کا ہر ٹکڑا بڑے پہاڑ کی مانند کھڑا ہو گیا ۝

۶۴۔ اور ہم اس جگہ دوسروں کو نزدیک لے آئے ۝

۶۵۔ اور ہم نے موسیٰ اور اس کے سب ساتھیوں کو نجات دی ۝

۶۶۔ پھر دوسروں کو غرق کر دیا ۝

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۸۳)

اور ان کے ہلاک ہو جانے کے بعد بنی اسرائیل کو ان کا مالک بنا دیا۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

ف جب یہ لوگ تعاقب کے لئے نکلے۔ تو سورج نکلتے وقت یعنی صبح کو انہوں نے بنی اسرائیل کو آ لیا۔ اور ان کے بالکل قریب پہنچ گئے۔ جب دونوں گروہ ایک دوسرے کے روبرو ہوئے اور دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھ لیا۔ تو اسرائیل مارے خوف کے چلا اٹھے۔ کہ موسیٰ ہم تو پکڑے گئے۔ ہرگز نہیں۔ ڈرو مت۔ خدا میرے ساتھ ہے۔ وہ ضرور کوئی راہ خلاصی کی نکال دے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ سے کہا۔ کہ دریا میں عصا مارو۔ چنانچہ انہوں نے عصا مارا۔ اور دریا پھٹ گیا۔ اور اس میں راستہ بن گیا۔ دونوں طرف پانی کی اونچی اونچی دیواریں پہاڑ کی طرح کھڑی ہو گئیں۔

(باقی صفحہ ۸۸۵)

حل لغات:

فِرْقٍ ۔ حصہ۔ پارۂ چیز۔

الطَّوْد ... کوہ [illegible] و [illegible] وغیرہ۔

اَزْلَفْنَا ۔ قریب کرنا۔

۶۷- اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

۶۸- وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝

۶۹- وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ ۝

۷۰- اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝

۷۱- قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ ۝

۷۲- قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ۝

۷۳- اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ يَضُرُّوْنَ ۝

۷۴- قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَآ اٰبَاۗءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ۝

۷۵- قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ۝

۷۶- اَنْتُمْ وَاٰبَاۗؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ۝

۶۷- بے شک اس میں ایک نشانی ہے۔ اور ان (مصریوں) میں اکثر لوگ مومن نہ تھے ۝

۶۸- اور بے شک تیرا رب غالب وہی مہربان ہے ۝

۶۹- اور ان کو ابراہیم کی خبر پڑھ کر سنا ۝ ف۱

۷۰- جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ تم کیا پوجتے ہو؟ ۝

۷۱- وہ بولے کہ ہم بت پوجتے ہیں پھر سارے دن انہی کے پاس لگے بیٹھے رہتے ہیں ۝

۷۲- کہا جب تم پکارتے ہو کیا وہ تمہاری پکار سنتے ہیں؟

۷۳- یا تمہیں کچھ نفع پہنچاتے ہیں یا نقصان؟ ۝

۷۴- بولے نہیں، پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو اسی طرح کرتے پایا ہے ۝

۷۵- ابراہیم نے کہا بھلا تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ جنہیں تم

۷۶- پوجتے ہو وہ تم بھی اور تمہارے اگلے باپ دادے بھی ۝

حضرت ابراہیم کا قوم سے تخاطب

حاشیہ صفحہ ہذا

ف۱ ان آیات میں یہ بتایا ہے۔ کہ کس طریق سے حضرت ابراہیم نے توحید کی آواز کو بت پرستوں کے کانوں تک پہنچایا۔ اور اس راہ میں کن مشکلات اور دشواریوں کو برداشت کیا۔ اور یہ کہ حضرت ابراہیم کے دماغ میں توحید کا کس درجہ روشن اور صحیح تخیل موجود تھا۔

بات یہ تھی۔ کہ جس عہد میں حضرت ابراہیم مبعوث ہوئے۔ اور اس عہد میں بابل میں سخت ترین جہالت رائج تھی۔ لوگ بتوں کو پوجتے تھے۔ ستاروں کے نام پر اپنے معابد تعمیر کرتے تھے۔ اور اللہ کو قطعاً فراموش کر چکے تھے۔ اور بڑی مصیبت کی بات یہ تھی۔ کہ حضرت ابراہیم کی قوم۔ اور خود ان کا باپ شرک کی لعنتوں میں گرفتار تھے۔

(باقی صفحہ ۸۸۶ پر)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۸۴)

دریا میں راستہ دیکھ کر فرعون کا لاؤ لشکر بھی آگے بڑھا۔ مگر ہم نے موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کو تو عبور ہونے کی توفیق عنایت فرمائی۔ اور فرعونیوں کو دریا میں غرق کر دیا۔ ارشاد ہے کہ اس سارے قصہ میں عبرت و بصائر کی زبردست نشانی ہے مگر باوجود اس کے بہت سے لوگ موسیٰ پر ایمان نہ لائے۔ اور دولت ایمان سے محروم رہے۔

غرض یہ ہے کہ حضور کو تسلی دی جائے۔ ابتدائے سورۃ میں کہا گیا تھا۔ کہ آپ مخالفین کے غم میں بھی ہلکان نہ کیجئے۔ اس کے بعد موسیٰ کے معجزات بیان کئے۔ اور یہ بتایا کہ کس طرح فرعون اور اس کی قوم نے ہر مرحلہ پر شکست کا اعتراف کیا۔ مگر پھر بھی یہ کیفیت ہے کہ سوائے چند سعید روحوں کے اکثر اس سعادت سے بہرہ ور نہیں ہو سکے۔ پھر اگر یہ مشرکین آپ کے دلائل نبوت کو دیکھ کر نہیں پہچانتے ہیں۔ تو آپ پرواہ نہ کیجئے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

۷۷۔ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ○

۷۷۔ وہ تو میرے دشمن ہیں مگر جہان کا رب (دوست ہے)

۷۸۔ الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ ○

۷۸۔ جس نے مجھے پیدا کیا۔ سو وہی مجھے راہ بتاتا ہے ○

۷۹۔ وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ ○

۷۹۔ اور وہ جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے ○

۸۰۔ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ○

۸۰۔ اور جب میں بیمار ہوں تو وہی مجھے چنگا کرتا ہے ○

۸۱۔ وَالَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ ○

۸۱۔ اور وہ جو مجھے مارے گا پھر مجھے جلائے گا ○

۸۲۔ وَالَّذِيْٓ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓـــَٔتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ ○

۸۲۔ اور وہ جس سے مجھے توقع ہے۔ کہ انصاف کے دن میرے گناہ بخشے ○

۸۳۔ رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ○

۸۳۔ اے رب مجھے حکم دے اور نیکوں میں ملا ○

۸۴۔ وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ○

۸۴۔ اور پچھلوں میں میرا ذکر خیر جاری رکھ ○

۸۵۔ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ○

۸۵۔ اور مجھے نعمت کے باغ کے وارثوں میں شامل کر ○

۸۶۔ وَاغْفِرْ لِاَبِيْٓ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّيْنَ ○

۸۶۔ اور میرے باپ کو بخش دے وہ گمراہوں میں تھا ○

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۸۵)

حضرت ابراہیم نے جرأت سے کام لے کر توحید کو پھیلانا شروع کر دیا۔ اور سب سے پہلے اپنی قوم اور اپنے باپ سے پوچھا۔ کہ تم لوگ کن چیزوں کی عبادت کرتے ہو۔ انہوں نے کہا۔ مورتیوں کو پوجتے ہیں۔ اور اس عقیدے سے ہٹنے کے نہیں۔ بس یوں سمجھ لو کہ اپنے معتقدات پر سختی سے قائم ہیں۔ حضرت ابراہیم نے بڑی سنجیدگی سے پوچھا۔ یہ تمہاری پکار کو سنتے ہیں۔ اور تمہیں نفع یا نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ یہ بات تو نہیں مگر باپ دادا کا یہی مذہب ہے۔ اس لئے چھوڑنا نہیں چاہتے۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا کیا تم نے اور تمہارے باپ دادا نے ان معبودوں کے متعلق غور کیا ہے ●

حاشیہ صفحہ ھذا ...

تمہارے کھلے دشمن ہیں۔ ان کی عبادت اور پرستش کرنا خود اپنی ذات سے عداوت کرنا ہے۔ ہاں اللہ نے ماننے والوں کا دوست ہے۔ جس نے ساری کائنات کو پیدا کیا ہے۔ مجھے اسی نے خلعت وجود بخشا۔ اور وہی دین و دنیا کی مشکلات میں میری راہ نمائی کرتا ہے۔ وہی مجھ کو کھلاتا پلاتا ہے۔ اور جب میں بیمار پڑتا ہوں۔ تو وہی مجھے شفا بخشتا ہے۔ وہی مجھے مارے گا۔ اور قیامت کے دن پھر مجھے زندہ کرے گا۔ اسی سے میں متوقع ہوں۔ کہ قیامت کے دن میری لغزشوں پر خط عفو کھینچ دیگا۔ اور مجھے اپنی آغوش رحمت میں لے لیگا۔ یعنی حضرت ابراہیم نے ان لوگوں کو بتایا۔ کہ خدا وہ ہے جو ضروری ضروریات کو پورا کرتا ہے۔ اور سچے معنوں میں ہمارا اور تمہارا معاون اور مددگار ہے۔ یہ مٹی اور دھات کے بُت تو نہ اپنی مدد آپ کر سکتے ہیں۔ اور نہ دوسروں کی ● حَلِّ لُغَات: ...

٨٧- وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ ۝

٨٧- اور جس دن مُردے اُٹھائے جائیں مجھے رُسوا نہ کر ٥ ف١

٨٨- يَوْمَ لَا يَنفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ۝

٨٨- جس دن نہ مال کام آئے گا۔ نہ بیٹے ٥

٨٩- إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ۝

٨٩- مگر جو اللہ کے پاس بے عیب دل لے کر آئے گا ٥

٩٠- وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ ۝

٩٠- اور جنت متقیوں کے پاس لائی جائے گی ٥

٩١- وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِلْغَاوِينَ ۝

٩١- اور گمراہوں کے لئے دوزخ ظاہر کی جائے گی ٥ ف٢

٩٢- وَقِيلَ لَهُمْ أَيْنَمَا كُنتُمْ تَعْبُدُونَ ۝

٩٢- اور اُن کہا جائیگا جنہیں تم پوجتے تھے، کہاں ہیں ٥

٩٣- مِن دُونِ اللَّهِ هَلْ يَنصُرُونَكُمْ أَوْ يَنتَصِرُونَ ۝

٩٣- خدا کے سوا کیا وہ تمہاری کچھ مدد کر سکتے ہیں یا بدلہ لے سکتے ہیں؟ ٥

٩٤- فَكُبْكِبُوا فِيهَا هُمْ وَالْغَاوُونَ ۝

٩٤- پھر وہ اُنکے معبود اور سب گمراہ اُس میں اوندھے مُنہ گرائے جائینگے ٥

٩٥- وَجُنُودُ إِبْلِيسَ أَجْمَعُونَ ۝

٩٥- اور ابلیس کا تمام لشکر بھی ٥ ف٣

٩٦- قَالُوا وَهُمْ فِيهَا يَخْتَصِمُونَ ۝

٩٦- وہ وہاں آپس میں جھگڑتے ہوئے یوں کہیں گے ٥

حضرت ابراہیمؑ کی دُعاء

ف١ حضرت ابراہیمؑ جب اللہ تعالےٰ کا صحیح تخیل پیش کر چکے۔ اور حمد و ثنا کے فرائض ادا کر چکے۔ تو اپنے باپ کے لئے دُعا کی۔ فرمایا۔ اے مولا میرا باپ راہ راست پر گامزن نہیں ہے اس کی لغزشوں سے درگزر فرمایئے۔ اور اُس دن کی رُسوائی و ذلت سے بچا لیجئے۔ جس دن نہ مال و دولت کے انبار کام آسکیں گے۔ اور نہ بیٹے ہی سود مند ثابت ہوں گے ۔

اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ سے مقصود یہ ہے۔ کہ وہاں عالم حشر میں بجز سلامتی قلب کے اور کوئی چیز مخلص اور نجات کا باعث نہیں ہو سکتی۔ اور سلامتی قلب تعبیر ہے۔ تطہیر باطن سے۔ اخلاق کی بلندی اور رفعت سے عقائد کی صحت اور پاکیزگی سے ۔

ف٢ یعنی اللہ کے نیک بندے اس کے مقام رضا کے بالکل قریب ہوں گے۔ وہ دیکھیں گے۔ کہ جنت کی تمام نعمتیں ان کے سامنے ہیں۔ اور وہ لوگ جو گمراہ ہیں۔ جنہوں نے دنیا میں ہمیشہ اللہ تعالےٰ کے دین کی مخالفت کی۔ اور شرک کی لعنتوں میں گرفتار رہے۔ اپنے کو جہنم کے نزدیک تر پائیں گے۔ اور محسوس کریں گے۔ کہ جہنم ان کے وجود کو منہ کھولے کھڑا ہے ۔

ف٣ گمراہوں اور مشرکوں سے کہا جائے گا۔ کہ وہ تمہارے معبود باطل کہاں ہیں۔ کیا آج وہ اس بے چارگی اور بے کسی میں تمہاری مدد کر سکتے ہیں۔ اور تم کو جہنم کے عذاب سے بچا سکتے ہیں اور یا وہ خود کو اللہ کے غضب سے اور قہر سے محفوظ رکھ سکتے ہیں؟

(باقی صفحہ ۸۸۸ پر)

حل لغات: بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ۔ ترجمہ ہے ایسا دل۔ اس کے معنی ٹوٹے کے بھی ہیں۔ یعنی وہ دل جس کو عشق الٰہی کے سانپوں نے ڈسا ہو۔ قتیل محبت ۔

فَکُبْکِبُوْا۔ کَبَّ الْاِنَاءَ کے معنے برتن کو اوندھا کر دینے کے ہیں۔ اور کبکب اسی کی تضعیف ہے ۔

جُنُوْدُ۔ جُنْدٌ کی جمع ہے۔ یعنے لشکر و گروہ و مددگار ۔

٩٧- تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

٩٨- اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

٩٩- وَمَآ اَضَلَّنَآ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ ۝

١٠٠- فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ ۝

١٠١- وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ ۝

١٠٢- فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

١٠٣- اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

١٠٤- وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ ع

١٠٥- كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ ِۨ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ ښ

١٠٦- اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝

٩٧- کہ اللہ کی قسم ہم صریح گمراہی میں تھے ۝

٩٨- جب کہ ہم تم (معبودوں) کو جہان کے رب کے برابر ٹھہراتے تھے ۝

٩٩- اور ہمکو سو ان گنہگاروں کے اور کسی نے گمراہ نہیں کیا ۝

١٠٠- سو اب ہمارا نہ کوئی سفارشی ہے ۝

١٠١- اور نہ کوئی غم خوار دوست ۝

١٠٢- سو کاش ہمارے لئے ایکبار پھر دنیا میں لوٹ کر جانا ہو کر ہم ایمان والوں میں ہو جاتے

١٠٣- اس بیان میں البتہ نشانی ہے - اور اکثر اُن میں ماننے والے نہیں تھے ۝

١٠٤- اور بیشک تیرا رب وہی غالب مہربان ہے ۝

١٠٥- نوح کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا ۝

١٠٦- جب ان سے اُنکے بھائی نوح نے کہا کیا تم ڈرتے نہیں ۝

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۸۷)

و لاکلام تو کسی شخص میں جرأت نہیں۔ کہ اس کے غیظ و غضب کا سامنا کر سکے۔ آج تمام معبودان باطل کو ان کے عقیدتمندوں کے ساتھ جہنم میں اوندھے منہ گرا دیا جائے گا۔ اور تمام ابلیسی لشکر آگ میں جھونک دیا جائے۔ آج وہ لوگ معلوم کریں گے کہ یہ بُت پرستی محض فریب نفس کی نیرنگیاں تھیں۔ ورنہ حاکم و قاہر اور مختار و قادر ذات صرف اللہ تعالےٰ کی ہے۔ یہ لوگ اس وقت اپنے مقتداؤں اور گمراہ معبودوں سے کہیں گے کہ واللہ ہم نے تم کو خدا کا شریک قرار دے کر سخت غلطی کا ارتکاب کیا۔ یقینا ہم گمراہ ہو گئے۔ اور ہماری گمراہی کا موجب یہ ہمارے مجرم معاصی پیشوا ہی ہیں۔ یعنی وہ بڑے بڑے مذہبی جرائم پیشہ لوگ۔ جنہوں نے توحید کی روشنی سے ہمیں ہمیشہ بیگانہ رکھا۔ اور یہ حالت ہے۔ کہ ان مدعیان طریقت میں سے کوئی شخص جرأت سفارش نہیں کرتا۔ وہ لوگ جو دنیا میں ہم کو تسلیاں دیتے تھے۔ اور اپنے کو نجات و مخلصی کا اجارہ دار سمجھتے تھے۔ اور وہ جو اپنے اور اپنے مریدوں کے سوا سب کو جہنمی قرار دیتے تھے۔ آج خود عذاب الہٰی کا شکار ہیں۔ اور اُن کی زبانیں گنگ ہیں۔ اُن سے اتنا بھی تو نہیں ہو سکتا۔ کہ اپنے عقیدت مندوں اور نیازمندوں کی طرف سے کچھ کہہ سکیں۔ دوستی اور آشنائی کے تمام تعلقات منقطع ہیں۔ یہ لوگ اس وقت اس خواہش کا اظہار کریں گے۔ اگر اب ہمیں دنیا میں جانے کا موقع دیا جائے۔ تو ہم بچے مومن ثابت ہوں گے۔ ارشاد ہے۔ کہ اب اس بے مائیگی و افلاس کی صورت میں ان کو حقیقت حال کا احساس ہونا محض بیکار ہے۔ اور اس پورے قصہ میں عبرت و تذکیر کی ایک بہت بڑی نشانی ہے۔ مگر ان لوگوں کے لئے جو دولت ایمان سے بہرہ ور ہیں۔ یہ مشرکین مکہ ان کو اتنی کہاں توفیق کہ اسلام کی سچائیوں کا اعتراف نہیں کرتے۔ اور ان کے دلوں سے تبدیلی اور اصلاح کی استعداد بجسر مفقود ہو چکی ہے۔

• حَلِّ لُغات - حَمِيْم - مخلص۔ خوش • اَخُوْهُمْ - یعنی اللہ تعالےٰ یہ بتانا چاہتے ہیں۔ کہ انبیاء شفقت اور محبت کے اعتبار سے کس درجہ قریب ہوتے ہیں •

۱۰۷- إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ○

۱۰۸- فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ○

۱۰۹- وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ○

۱۱۰- فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ○

۱۱۱- قَالُوا أَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْأَرْذَلُونَ ○

۱۱۲- قَالَ وَمَا عِلْمِي بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○

۱۱۳- إِنْ حِسَابُهُمْ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّي ۖ لَوْ تَشْعُرُونَ ○

۱۱۴- وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِينَ ○

۱۱۵- إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُبِينٌ ○

۱۰۷- بے شک تمہارے لئے میں امانتدار پیغمبر ہوں ○

۱۰۸- تو اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو ○

۱۰۹- اور میں اس (پیغام) پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا۔ میری اجرت صرف جہانوں کے رب پر ہے ○

۱۱۰- سو اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو ○

۱۱۱- وہ بولے کیا ہم تجھے مانیں حالانکہ کمینے لوگ تیرے تابع ہیں ○

۱۱۲- بولا مجھ کو اسکے معلوم کرنے سے کیا غرض جو وہ پیشہ کرتے رہے ہیں ○

۱۱۳- ان کا حساب پوچھنا صرف میرے رب ہی کا کام ہے اگر تم سمجھو ○

۱۱۴- اور میں مومنوں کو نکال نہیں سکتا ○

۱۱۵- میں تو صرف کھول کر سنانے والا ہوں ○

حضرت نوح

ف ان آیات میں حضرت نوح کا ذکر ہے۔ جنہوں نے حیرت انگیز استقلال کے ساتھ قوم کے کفر اور ان کی سرکشی کا مقابلہ کیا۔ اور تقریباً ایک ہزار سال تک مسلسل رشد و ہدایت کی دعوت دی اور اپنے خلوص اور محبت سے مجبور ہو کر کمال دلسوزی سے منکرین حق کو سچائی کی طرف بلایا۔ ان کا زمانہ ٹھیک طور پر تو معلوم نہیں تاریخ کی اصطلاح میں یہ آدم ثانی ہیں۔ البتہ انجیل اور قرآن سے ان کے تبلیغی کارناموں پر روشنی پڑتی ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ اس دور کے والی ہیں۔ جب کہ انسانوں کی عمریں طبعاً بہت زیادہ طویل ہوتی تھیں ۔

ارشاد ہے۔ کہ حضرت نوح نے قوم سے مخاطب ہو کر کہا۔ کہ تم کیوں پاکبازی کی زندگی بسر نہیں کرتے۔ کیا تمہارے دلوں میں اللہ کا ڈر نہیں ہے۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اور تمہارے لئے زبردست امانت دار اور معتمد ہوں۔ میں تم کو اللہ سے اتقاء و خشیت کی دعوت دیتا ہوں۔ اور چاہتا ہوں۔ کہ میری اطاعت شعاری میں سعادت دینی و اُخروی حاصل کرو۔ اور اس پر میں پیشہ ور دکانداروں کی طرح کسی سے کوئی اُجرت نہیں مانگتا۔ کیونکہ میرا یقین ہے کہ اللہ جو تمام کائنات کا مالک اور پروردگار ہے۔ مجھے فراموش نہیں کرے گا۔ میں اپنی کسی حاجت کے لئے تمہارے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتا۔ بلکہ مخلصانہ دلسوزی اور محبت سے کہتا ہوں۔ کہ اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت قبول کرو ۔

نوح کے مخاطبین نے جب یہ وعظ سنا۔ تو کہنے لگے۔ کہ ہم تمہارے دین کو قبول کرکے ذلیل اور کمینے نہیں بننا چاہتے۔ کیونکہ جس قدر لوگ تم پر ایمان لائے ہیں وہ سب کے سب ارذل پیشوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ حضرت نوح نے فرمایا۔ کہ کبر و غرور کے نشہ میں چور سرمایہ دارو۔

(باقی صفحہ ۸۹۰ پر)

حل لغات :

بِطَارِدِ۔ طرد سے ہے۔ بمعنی ہنکانا۔ دُور کر دینا ۔

١١٦- قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ ۝

١١٦۔ بولے اے نوح اگر تو باز نہ آیا۔ تو پتھروں سے مارا جائے گا۔

١١٧- قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِيْ كَذَّبُوْنِ ۝

١١٧۔ بولا اے رب میرے میری قوم نے مجھے جھٹلایا ۝

١١٨- فَافْتَحْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِيْ وَمَنْ مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

١١٨۔ تو میرے اور ان کے درمیان ایک قطعی فیصلہ کر اور مجھے اور میرے ساتھیوں کو جو مومن ہیں نجات دے ۝

١١٩- فَاَنْجَيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ

١١٩۔ پھر ہم نے اسے اور اسکے ساتھیوں کو بھری ہوئی کشتی میں بچا لیا ۝

١٢٠- ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبٰقِيْنَ ۝

١٢٠۔ پھر اس کے بعد ان باقیوں کو ڈبو دیا ۝

١٢١- اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

١٢١۔ بے شک اس بیان میں البتہ نشانی ہے۔ اور ان میں بہت لوگ ماننے نہیں تھے ۝

١٢٢- وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝

١٢٢۔ اور بے شک تیرا رب وہی غالب مہربان ہے ۝

١٢٣- كَذَّبَتْ عَادُ ِۨ الْمُرْسَلِيْنَ ۝

١٢٣۔ عاد نے رسولوں کو جھٹلایا ۝

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۸۹)

ایک داعی حق، صداقت کو لوگوں کے پیشوں سے کیا بحث؟ کیا عزت و وجاہت کا تعلق صرف دو لتمندی اور حسرام خوری سے ہے۔ کیا، غدر و خست۔ فسق و فجور کا نام ہے اور کیا تم محض اس لئے رذیل نہیں ہو۔ کہ تمہارے پاس باوجود تمام جرائم اور گناہوں کے دولت ہے؟

ارشاد ہے۔ کہ ان لوگوں کا معاملہ اللہ سے ہے۔ میں کوئی حق نہیں رکھتا۔ کہ ان کو اپنے پاس سے ہٹا دوں! اور کہہ دوں کہ چونکہ تم بڑے بڑے منصبوں اور عہدوں پر فائز نہیں ہو۔ اس لئے اللہ کے نزدیک بھی تمہارا کوئی مرتبہ نہیں۔ میں تو اللہ کا پیغمبر ہوں۔ اور مجبور ہوں۔ کہ یکساں طور پر۔ اللہ کا پیغام سب کو پہنچا دوں۔

دنیا کے ان حریص بندوں نے جب مساوات کا وعظ سُنا۔ تو بے تاب ہو گئے۔ کہنے لگے۔ کہ تم ایسی تبلیغ و اشاعت کو نہیں چلنے دیں گے۔ اگر آپ نے چند روز اور ان مشاغل کو جاری رکھا۔ تو سنگسار کر دیئے جاؤ گے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

ف۱ وہ لوگ جن کی عمر کا حاصل ہی تفوق واقتدا کا جذبہ ہے۔ کیونکر اس قسم کی تعلیم کو قبول کر سکتے تھے۔

حضرت نوح نے ان کے اس بغض و عناد کو دیکھ کر اللہ سے دعا کی۔ کہ مولا یہ لوگ تکذیب کی آخری حد کو پہنچ چکے ہیں۔ اور اب اصلاح کی کوئی صورت باقی نہیں رہی۔ اس لئے ہمارے اور ان کے درمیان ہمیشہ ہمیشہ کے لئے فیصلہ کر دیجئے۔

چنانچہ حضرت نوح کی پکار سنی گئی۔ اور یہ منکرین باحسرت و یاس طوفان میں نیست و نابود ہو گئے۔

ارشاد ہے کہ اس قصہ میں بھی مشرکین مکہ کے لئے نصیحت و تذکیر کی نشانی ہے۔ مگر ان میں اکثر لوگ اس نیکی کی دولت سے محروم ہیں۔

حل لغات:- اَلْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۔ بھری ہوئی کشتی۔

۱۲۴- إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ هُودٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝

۱۲۴- جب ان سے ان کے بھائی ہود نے کہا کیا تم ڈرتے نہیں ○

۱۲۵- إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝

۱۲۵- بے شک میں تمہارے لئے امانتدار پیغمبر ہوں ○

۱۲۶- فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝

۱۲۶- سو اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو ○ ھ

۱۲۷- وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

۱۲۷- اور میں اس پر تم سے کچھ مزدوری نہیں مانگتا میری مزدوری صرف جہان کے رب پر ہے ○

۱۲۸- أَتَبْنُونَ بِكُلِّ رِيعٍ آيَةً تَعْبَثُونَ ۝

۱۲۸- کیا تم ہر ٹیلے پر کھیلنے کو ایک نشانی بناتے ہو ○

۱۲۹- وَتَتَّخِذُونَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ ۝

۱۲۹- اور ایسے استوار محل بناتے ہو کہ گویا تم ہمیشہ رہو گے ○

۱۳۰- وَإِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِينَ ۝

۱۳۰- اور جب کسی پر ہاتھ ڈالتے ہو تو ظلم سے پنجہ مارتے ہو ○

۱۳۱- فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝

۱۳۱- اور اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو ○

۱۳۲- وَاتَّقُوا الَّذِي أَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُونَ ۝

۱۳۲- اور اس سے ڈرو جس نے تمہاری ان چیزوں سے مدد کی جو تم جانتے ہو ○

۱۳۳- أَمَدَّكُمْ بِأَنْعَامٍ وَبَنِينَ ۝

۱۳۳- مدد کی تمہاری چوپایوں اور بیٹوں سے ○

قوم عاد کی تباہی

ھ انسانی فطرت کا عام قانون ہے۔ کہ جب انسان کو مال و دولت سے بہرہ وافر قرار دیا جائے۔ اور اس کی اہلیت سے زیادہ اس کو نوازا جائے۔ تو پھر یہ آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ اور اس میں تفاخر و تکبر کے جذبے۔ دنیا کو دائمی اور ابدی سمجھنے کا تخیل اور تفرد و اختصاص کے ولولے پیدا ہو جاتے ہیں۔

چنانچہ حضرت ہود مبعوث ہوئے۔ تو قوم عاد کی بالکل یہی کیفیت تھی۔ مال و دولت کی فراوانی کی وجہ سے ان کے حوصلے بڑھ گئے تھے۔ یہ ہر بلندی پر عیش و عشرت کے قصر تعمیر کرتے۔ تاکہ یہ ان کی عزت اور وقعت کے نشان قرار پائیں۔ اور وہ بڑے بڑے قلعے بناتے۔ تاکہ نفس کو یہ فریب دے سکیں۔ کہ یہ مقام عارضی و فانی نہیں ہے بلکہ آفات و حوادث سے ہمیشہ ہمیشہ محفوظ رہنے والا ہے۔ اور اختصاص و تفرد کے لئے عام لوگوں پر سختی کرتے اور یہ چاہتے۔ کہ تمام راحتیں اور آرام ان کی قوم سے مختص ہو جائیں۔

حضرت ہود نے ان کی اس مادیت پرستی کو دور کرنے کے لئے "تقویٰ" کا نسخہ تجویز فرمایا۔ اور ان کو یقین دلانے کی کوشش کی۔ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اور تم سے کسی معاوضے کا طالب نہیں ہوں کیونکہ معاوضہ طلب کرنے کی صورت میں تبلیغ بالکل بے اثر ہو جاتی ہے۔

یہ واضح رہے۔ کہ پیغمبر رشد و ہدایت والوں سے کوئی معاوضہ نہیں چاہتا۔ اور نبوت کو جلب منفعت کا ذریعہ نہیں بناتا۔ (ربانی صفحہ ۲۹۲ ج ۲)

حل لغات :-

رِیْعٍ۔ ٹیلہ۔ بلندی۔

آیَۃً۔ نشان۔ یعنی اونچی اونچی عمارتیں۔ جو ان کی فارغ البالی کی علامت ہوں۔

مَصَانِعَ۔ جمع مصنع۔ قلعے۔ محلات۔ حوض اور کنوئیں۔

۱۳۴- وَجَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝	۱۳۴- اور باغوں اور چشموں سے ۝
۱۳۵- اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝	۱۳۵- بیشک میں تمہاری نسبت ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں ۝
۱۳۶- قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِيْنَ ۝	۱۳۶- وہ بولے خواہ تو نصیحت کرے یا نصیحت کرنیوالوں میں سے نہ ہو ہمارے لئے سب برابر ہے ۝
۱۳۷- اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ ۝	۱۳۷- یہ نصیحت دینا اور کچھ نہیں اگلوں کی عادت ہے ۝
۱۳۸- وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ۝	۱۳۸- اور ہم پر عذاب نہ آئے گا ۝
۱۳۹- فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝	۱۳۹- پس انہوں نے اسے جھٹلایا ف۱ تو ہم نے انہیں ہلاک کیا بیشک اس بیان میں نشانی ہے اور نہیں بہت لوگ ماننے والے نہیں تھے ۝
۱۴۰- وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝	۱۴۰- اور بیشک تیرا رب اللہ وہی غالب مہربان ہے ۝
۱۴۱- كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ ۝	۱۴۱- ثمود ف۲ نے رسولوں کو جھٹلایا ۝
۱۴۲- اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝	۱۴۲- جب اُنسے اُنکے بھائی صالح نے کہا کیا تم ڈرتے نہیں ۝

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۵۱)

وہ خالصۃً اللہ کے لئے اپنی زندگی کو وقف کر دیتا ہے۔ اور اپنی خدمات اس کے حضور میں پیش کر دیتا ہے۔ وہ یہ نہیں چاہتا کہ لوگ دنیا طلبی میں اس کو بھی عام انسانوں کی طرح دوڑتا ہوا دیکھیں۔ وہ دولت کو تقسیم کرنے کے لئے آتا ہے۔ دولت کو سمیٹنے کے لئے نہیں آتا۔ اس کا نصب العین یہ ہوتا ہے۔ کہ ماننے والوں میں تقویٰ اور پرہیزگاری کے جذبات پیدا کئے جائیں اور ان کے دلوں میں مادیت کے خلاف نفرت و حقارت کا جوش پیدا کیا جائے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

ف۱ حضرت ہودؑ نے جب قوم سے کہا۔ کہ مادیت پرستی میں اس حد تک غلو کرنا تمہاری ہلاکت کا باعث ہو گا۔ تو وہ ہنسے۔ اور کہا۔ کہ جناب آپ کے وعظ کا ہمارے دلوں پر قطعاً کوئی اثر نہیں۔ ہم تو عیش و عشرت کی زندگی کو ایک معمولی اور ناگزیر بات جانتے ہیں۔ ہمارے خیال میں یہ بہت بڑا جرم نہیں۔ پہلی قوموں میں بھی اسی طرح کے جذبات موجود تھے۔ اس لئے کوئی وجہ نہیں۔ کہ ہم عذابِ الٰہی سے ڈریں۔ اور خائف ہوں۔

قوم کے اس متکبرانہ جواب پر حضرت ہود بالکل مایوس ہو گئے۔ تب اللہ کی غیرت جوش میں آئی۔ اور ان کی اُلٹ دی گئیں۔ اور تفاخر و تکبر کے علم سرنگوں کر دیئے گئے۔

نتیجہ یہ ہوا۔ کہ عاد کی تمام شان و شوکت خاک میں مل گئی۔ اور نشہ دولت و قوت کے سرشار فضا کی آغوش میں جا سوئے۔

حلِ لغات:-

خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ - پہلوں کی عادت۔ گزشتہ لوگوں کا وتیرہ۔

۱۴۳- اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ۙ

۱۴۴- فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ ۚ

۱۴۵- وَ مَاۤ اَسْــٴَـلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؕ

۱۴۶- اَتُتْرَكُوْنَ فِیْ مَا هٰهُنَاۤ اٰمِنِیْنَ ۙ

۱۴۷- فِیْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ ۙ

۱۴۸- وَّ زُرُوْعٍ وَّ نَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِیْمٌ ۚ

۱۴۹- وَ تَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا فٰرِهِیْنَ ۚ

۱۵۰- فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ ۚ

۱۵۱- وَ لَا تُطِیْعُوْۤا اَمْرَ الْمُسْرِفِیْنَ ۙ

۱۵۲- الَّذِیْنَ یُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ وَ لَا یُصْلِحُوْنَ

۱۴۳- بیشک میں تمہارے لئے امانتدار پیغمبر ہوں ○

۱۴۴- سو اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو ○

۱۴۵- اور میں اس پر کچھ مزدوری نہیں مانگتا۔ میری مزدوری صرف جہان کے رب پر ہے ○

۱۴۶- کیا تم ان چیزوں میں جو یہاں ہیں نڈر چھوڑ دیئے جاؤ گے ○

۱۴۷- باغوں اور چشموں میں ○

۱۴۸- اور کھیتوں اور کھجوروں میں جنکے گابھے نازک ہیں ○

۱۴۹- اور پہاڑوں میں تکلف سے گھر تراشتے ہو ○

۱۵۰- سو اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو ○

۱۵۱- اور بیباک لوگوں کا حکم نہ مانو ○

۱۵۲- جو زمین میں فساد کرتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے ○

قومِ ثمود کی سرکشی اور ہلاکت

ف۱ جس طرح کفر و انکار کی ماہیت یکساں ہے۔ اسی طرح ایمان و ایقان کی حقیقت ایک ہے۔ جس طرح آدم نے توحید کی اولین شمع روشن کی۔ اسی طرح انبیا مابعد نے تفریح کا اجالا پیش کیا ۔

چنانچہ آپ انبیا کی تعلیم میں ایک نوع کی وحدت دیکھیں گے۔ اور محسوس کریں گے۔ کہ ان لوگوں کا منبع ایک ہے۔ ماخذ ایک ہے۔ تعلیم ایک ہے۔ اور پیغام ایک ہے۔ اور یہ واقعہ ہے۔ کہ صداقت ہمیشہ حقیقت ہوتی ہے ۔

حضرت ہود نے قوم کو تقویٰ اور پرہیزگاری کی دعوت دی تھی۔ اسی طرح حضرت صالح نے فرمایا۔ کہ دل میں تبدیلی پیدا کرو۔ قلب سے دنیا کی محبت نکال دو۔ اور اس کو معارف ایمان سے معمور کر دو۔ اور اتنا پاکیزہ بناؤ کہ گناہ اس میں اپنا نشیمن نہ بنا سکے۔ میں تم سے معاوضہ نہیں چاہتا۔ کیا تم سمجھتے ہو۔ کہ تمہیں دنیا کے عیش و عشرت کے سامان سے ہمیشہ یونہی بہرہ ور ہونے کا موقع دیا جائے گا۔ اور تمکو چشموں اور باغوں میں اور کھیتوں اور درختوں میں بلا کسی باز پرس کے

جو نشاط رکھا جائے گا۔ یہ ایسا ہرگز نہیں ہو سکے گا ۔

مقصود یہ ہے کہ اللہ کے قانون مکافات کی تشریح اور مکافات عمل فاقل شنوں کی تعیین کی جائے ۔

وَ تَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا فٰرِهِیْنَ سے غرض یہ ہے کہ تم نے نشاط و بہجت اور تفریح و نزہت کے لئے پہاڑوں میں اپنے مکانات بنائے ہیں ۔

(باقی صفحہ ۹۴۳ پر)

حلِ لغات :-

طَلْعُهَا هَضِیْمٌ ۔ یعنی پھل کے بوجھ کی وجہ سے خوشے ٹوٹنے کو ہیں۔ یا جیسے خوشے لطیف و نازک ہوتے ہیں ۔

فٰرِهِیْنَ ۔ فَارِهٌ کی جمع ہے۔ جس کے معنے نہایت شاداں و خوش مرد کے ہیں۔ و یعنے حذاقت و دو جمال ۔

اَلْفَارِهَةُ ۔ خوبصورت اور جوان لونڈی کو کہتے ہیں ۔

۱۵۳- قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ○

۱۵۳- بولے سوائے اسکے نہیں کہ تجھ پہ کسی نے جادو کیا ہے ○ وٰ1

۱۵۴- مَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا ۚ فَأْتِ بِآيَةٍ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ○

۱۵۴- تو بھی ہماری مانند ایک آدمی ہے۔ سو اگر تو سچا ہے۔ تو کوئی نشان لا ○

۱۵۵- قَالَ هَٰذِهِ نَاقَةٌ لَهَا شِرْبٌ وَلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَعْلُومٍ ○

۱۵۵- کہا یہ اونٹنی ہے پانی پینے کی۔ ایک باری اس کی ہے اور ایک مقرروں کی باری تمہارے لئے ہے ○

۱۵۶- وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيمٍ ○

۱۵۶- اور اس کو بُری طرح ہاتھ نہ لگانا۔ کہ ایک بڑے دن کا عذاب تمہیں آ پکڑے گا ○

۱۵۷- فَعَقَرُوهَا فَأَصْبَحُوا نَادِمِينَ ○

۱۵۷- پھر انہوں نے اسکی کونچیں کاٹ ڈالیں پھر پچھتاتے رہ گئے ○

۱۵۸- فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ○

۱۵۸- سو انہیں عذاب نے آپکڑا بے شک اس بیان میں نشانی ہے اور اُن میں اکثر ماننے والے نہیں تھے ○

۱۵۹- وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ○

۱۵۹- اور بیشک تیرا رب وہی غالب مہربان ہے ○

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۹۳)

روح کی نشاط کے لئے بھی تم نے کچھ سوچا ہے؟ ارشاد ہے کہ اللہ کی ان نعمتوں کا شکریہ ادا کرو۔ اور اس سے ڈرو اور میری اطاعت اختیار کرو ✦

وَلَا تُطِيعُوا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ سے مراد یہ ہے کہ نافرمانی کا کہا نہ لو۔ مسرف قرآن کی اصطلاح میں حدود اعتدال سے تجاوز کرنے کو کہتے ہیں۔ اور مسرف وہ لوگ ہیں جو حدود شریعت کو ملحوظ نہیں رکھتے۔ اور خواہشات نفس کے پیرو ہیں ✦

(حاشیہ صفحہ ہذا)

وٰ1 حضرت صالح کی قوم نے جواب دیا۔ وہ یہ تھا۔ کہ ہم سمجھتے ہیں۔ تمہارا دماغ درست نہیں۔ تم آسیب زدہ ہو۔ نیز بشری ضروریات اور خواہشات سے متصف ہو۔ گویا ان کے نزدیک پیغمبر کا انسان ہونا۔ نبوت کے منافی تھا۔ آخر میں انہوں نے معجزہ طلب کیا۔ اور کہا۔ اگر تم واقعی راست باز ہو تو ہم کو خرق عادت کے طور پر کوئی نشانی دکھاؤ ✦

حضرت صالح نے فرمایا۔ یہ اونٹنی نشانی ہے۔ اس کو آزادی سے وقت مقررہ پر پانی پینے دو۔ اور اسکو کوئی تکلیف نہ دینا۔ ورنہ مطلوبہ معجزہ کا ظہور نہ ہوگا۔ اور تم عذاب عظیم میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ ان لوگوں کو چونکہ حضرت صالح سے کوئی عقیدت نہ تھی اس لئے انہوں نے ازراہ شرارت اس اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں۔ اور اونٹنی کو نشان مقررہ کرنے کے معنے بھی یہ تھے۔ کہ دیکھیں ان میں رواداری کا جذبہ موجود ہے یا نہیں۔ اس نے جب اونٹنی کے مارے جانے سے یہ ثابت ہوگیا۔ کہ یہ لوگ حضرت صالح سے کسی نوع کا تعلق رکھنا گوارا نہیں کرتے۔ اور ان میں اتنی اخلاقی جرأت بھی نہیں کہ انکی اونٹنی کو گھاٹ سے پانی پینے دیں۔ تو اللہ کا غضب آیا اور یہ لوگ تباہ و برباد ہو گئے ✦ ارشاد ہے کہ اس آیت سے سمجھنے والوں کو عبرت اور بصیرت حاصل ہونی چاہیئے تھی۔ مگر ان محرومین کا یہ عالم ہے کہ اکثر ایمان کی دولت سے بہرہ ور نہیں ہوئے ✦

حلِ لُغات:

الْمُسَحَّرِينَ۔ مسحر سے ہے۔ جادو زدہ۔ اور آسیب زدہ ✦

١٦٠- كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ ِۨالْمُرْسَلِيْنَ ۚۖ

١٦٠- قومِ لوط نے رسولوں کو جھٹلایا ○

١٦١- اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۚ

١٦١- جب اُن سے اُن کے بھائی لوط نے کہا کیا تم ڈرتے نہیں ○

١٦٢- اِنِّىْ لَـكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۙ

١٦٢- بیشک میں تمہارے لئے ایک امانتدار پیغمبر ہوں ○

١٦٣- فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۚ

١٦٣- سو اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو ○

١٦٤- وَمَاۤ اَسْـئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِىَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۗ

١٦٤- اور میں اس پر تم سے کچھ مزدوری نہیں مانگتا۔ میری مزدوری تو صرف جہانوں کے رب پر ہے ○

١٦٥- اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ ۙ

١٦٥- کیا تم جہانوں کے مردوں پر دوڑتے ہو ؟ ○

١٦٦- وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَـكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ ۗ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ ۚ

١٦٦- اور اپنی بیویوں کو جو تمہارے رب نے تمہارے لئے پیدا کی ہیں، چھوڑتے ہو، بات یہ ہے کہ تم ایسے لوگ ہو کہ حد سے باہر نکل گئے ہو ○

١٦٧- قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِيْنَ ۚ

١٦٧- بولے اے لوط اگر تو باز نہ آیا۔ تو تُو ضرور جلاوطن کیا جائے گا ○

حضرتِ لُوطؑ کا اخلاقی مشن

ف حضرت لُوطؑ اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر تھے اور ایک خاص اخلاقی مشن کی تکمیل کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ ان کا اخلاقی نصب العین یہ تھا۔ کہ سدومیوں کے جذبۂ ناپاک کی اصلاح کی جائے۔ اور ان کے غیر فطری رجحانات کو فطرت کے صحیح اور پاکیزہ راستے کی جانب منتقل کر دیا جائے۔ بات یہ تھی کہ سدومی ہوس اور شہوت کے مجسم پیکر تھے ان کے دلوں سے مذہب کا احترام اُٹھ چکا تھا۔ روحانیت بالکل مفقود تھی۔ اور گو وہ بظاہر انسان تھے۔ مگر جذبات وخیالات کے اعتبار سے بالکل حیوان تھے۔ وہ زندگی کو محض وسیلۂ عیش وعشرت سمجھتے۔ اور ہر وقت معصیت میں مبتلا رہتے۔ حضرت لُوطؑ نے اس صورتِ حالات کو دیکھا۔ اور ان کو اس فعل شنیع سے روکا۔ فرمایا کم بختو! اللہ نے تمہاری جنسی ضروریات کی تکمیل کے لئے عورتوں کو پیدا کیا ہے۔ یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ کہ تم ان کو چھوڑ کر لونڈوں کے پیچھے جاتے پھرتے ہو۔ آخر اس تجاوز اور غیر طبعی مشاغل سے تمہارا مقصد کیا ہے۔ میں تمہاری ان حرکات کو قابلِ نفرت سمجھتا ہوں۔ اور تمہارے اعمال کا سخت مخالف ہوں۔ اُن بدبختوں نے بجائے اس کے کہ اس گناہ سے باز آتے۔ اور توبہ کرتے۔ حضرت لُوطؑ کی نصیحتوں کو ماننے سے انکار کر دیا۔ اور کہا۔ کہ اگر آپ نے وعظ ونصیحت کے اس سلسلہ کو بند نہ کیا۔ تو ہم آپ کو اس بستی سے نکال باہر کریں گے۔

(باقی صفحہ ۸۹۶ پر)

حلِ لُغات:۔

عٰدُوْنَ - تجاوز کرنے والے۔ حد اعتدال سے بڑھنے والے۔

۱۶۸- قَالَ اِنِّیْ لِعَمَلِکُمْ مِّنَ الْقَالِیْنَ ○
۱۶۹- رَبِّ نَجِّنِیْ وَاَهْلِیْ مِمَّا یَعْمَلُوْنَ ○
۱۷۰- فَنَجَّیْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اَجْمَعِیْنَ ○
۱۷۱- اِلَّا عَجُوْزًا فِی الْغٰبِرِیْنَ ○
۱۷۲- ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِیْنَ ○
۱۷۳- وَاَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِیْنَ ○
۱۷۴- اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ○
۱۷۵- وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ○
۱۷۶- كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْـَٔیْكَةِ الْمُرْسَلِیْنَ ○

۱۶۸- کہا بیشک میں تمہارے اعمال کا دشمن ہوں ○
۱۶۹- اے رب جو یہ کرتے ہیں اسکے وبال سے مجھے اور میرے گھر والوں کو بچا ○
۱۷۰- پھر ہم نے اسے اور اسکے سب گھر والوں کو نجات دی ○
۱۷۱- مگر ایک بڑھیا کہ باقی رہنے والوں میں رہی ○
۱۷۲- پھر ہم نے اوروں کو ہلاک کیا ○
۱۷۳- اور ان پر ایک مینہ برسایا۔ سو ان ڈرائے ہوؤں کا کیا برا مینہ تھا ○
۱۷۴- بیشک اس بیان میں نشانی ہے اور ان میں سے اکثر ماننے والے نہیں ○
۱۷۵- اور بیشک تیرا رب وہی غالب مہربان ہے ○
۱۷۶- بن کے رہنے والوں نے رسولوں کو جھٹلایا ○

ف حضرت لوطؑ نے اللہ سے پناہ مانگی۔ اور دعا کی۔ کہ اللہ مجھے اور میرے گھر والوں کو ان ظالموں سے خلاصی عطا فرما۔ اور انکی بداعمالیوں کے وبال سے نجات دے۔ نتیجہ ہوا۔ کہ ان لوگوں پر پتھروں کی سخت بارش ہوئی۔ اور یہ ہمیشہ کے لئے حرف غلط کی طرح صفحۂ ہستی سے مٹا دیئے گئے۔

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بداخلاقی بھی کسی قوم کی تباہی اور ہلاکت کا باعث ہو سکتی ہے۔ بلکہ اخلاق جنسی کی اصلاح۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس درجہ اہم ہے۔ کہ اسکے لئے ایک خاص پیغمبر مبعوث اور مامور کیا گیا۔

کیا مسلمانوں نے کبھی غور کیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ان واقعات کو کیوں بیان فرماتے ہیں؟ آخر لوطؑ کی قوم کے غیر فطری رجحانات ہمارے لئے کیوں قابل تشریح ہیں؟ کیوں ان کے اس گندے مذاق کی تشہیر ضروری سمجھی گئی۔ بلکہ کئی دفعہ اس قصہ کو بیان فرمایا؟

اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا۔ کہ ایک وقت آئے گا۔ جب کہ مسلمانوں میں بھی یہ مرض پھیلے گا۔ اور وہ جذبات و خیالات کے لحاظ سے بالکل سدومیوں کے ہم مرتبہ ہوں گے۔ اور ان کی طرح پاکبازی کو نفرت کے قابل سمجھیں گے۔ موجودہ تہذیب اور کلچر کی وجہ سے قوم کے بےشمار بچے اس ابتلائے عظیم میں مبتلا ہیں۔ نسلیں کمزور ہو رہی ہیں۔ حوصلہ اور جسارت کے جوہر تقریباً ختم ہیں۔ کیا علمائے قائدین اس مرض کے ازالہ کے لئے حضرت لوطؑ سے سبق لیں گے! وہ آئندہ نسلوں کو ہلاکت و تباہی کے عذاب سے نجات دلائینگے۔

حل لغات:- اَلْقَالِیْنَ۔ قالی کی جمع ہے۔ بغض نفرت کرنے والا۔

اَهْلَهٗ۔ گھر والے۔ مردم شماری۔

اِلَّا عَجُوْزًا۔ مگر ایک بڑھیا۔ یہ حضرت لوطؑ کی بیوی تھیں۔ جنہوں نے انکے مسلک سے بوجہ اپنی جہالت اتفاق نہیں کیا۔ اور ان کو پیغمبر تسلیم نہیں کیا۔

١٧٧- اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۟

١٧٧- جب اُن سے شعیبؑ نے کہا کیا تم ڈرتے نہیں ؟

١٧٨- اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ۟

١٧٨- میں تمہارے لئے امانت دار پیغمبر ہوں ؟

١٧٩- فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ ۟

١٧٩- سو اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو ؟

١٨٠- وَ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۟

١٨٠- اور میں تم سے کچھ مزدوری نہیں مانگتا۔ میری مزدوری تو صرف جہانوں کے رب پر ہے ؟

١٨١- اَوْفُوا الْكَیْلَ وَ لَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِیْنَ ۟

١٨١- پیمانہ بھر کر دو۔ اور نقصان دینے والے نہ بنو ؟

١٨٢- وَ زِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِیْمِ ۟

١٨٢- اور سیدھی ترازو سے تولو ؟

١٨٣- وَ لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَهُمْ وَ لَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ۟

١٨٣- اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو۔ اور زمین میں تو فساد کرتے نہ پھرو ؟

١٨٤- وَ اتَّقُوا الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَ الْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِیْنَ ۟

١٨٤- اور اس سے ڈرو جس نے تمہیں اور اگلی مخلوقات کو پیدا کیا ؟

ف معلوم ہوتا ہے۔ کہ اصحاب ایکہ بادیہ پیما لوگ تھے۔ اور ان کا کوئی مستقل مسکن نہ تھا یہی وجہ ہے کہ ان کو اصحاب ایکہ سے موسوم کیا گیا۔ ایکہ کے معنے درختوں کے اجتماع اور جھنڈ کے ہوتے ہیں ؟

دوسرے قصوں اور اس میں ایک بات امتیاز کی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ان سب قصوں میں پیغمبر ملک کو ان کی قوم کا بھائی قرار دیا گیا ہے۔ جیسے اَخُوْهُمْ نُوْحٌ۔ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ۔ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ۔ مگر اس قصے میں کہا گیا ہے۔ اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَیْبٌ۔ جس کی وجہ مفسرین نے یہ بیان کی ہے۔ کہ حضرت شعیبؑ تو نسب کے اعتبار سے ان لوگوں میں سے نہیں تھے۔ مگر اس سے زیادہ موزوں اور دقیق توجیہ یہ ہے۔ کہ اصل میں انبیاء کو اخوان قوم باعتبار قومیت کے نہیں کہا گیا۔ بلکہ باعتبار اس شفقت اور محبت کے کہا گیا ہے۔ جو انبیاء کو اپنی اُمت کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور اس میں یہ حکمت بھی پنہاں ہے۔ کہ لوگ باوجود انتہائی عقیدت اور منزلت کے ان کو دائرہ بشریت کے اندر سمجھیں۔ اور ان کے مرتبے کو حد سے زیادہ نہ بڑھائیں ؟

حضرت شعیب کے لئے اخوّ کا لفظ غالباً اس لئے استعمال نہیں فرمایا۔ تاکہ شعیبؑ کی قوم کے متعلق معلوم ہو کہ ان کی بد معاملگی کی وجہ سے ان کے نبی کا رشتۂ اخوت ان سے منقطع ہے۔ اور جب تک یہ لوگ معاملات میں دیانت دار نہ ہوں گے۔ اخوت ان میں قائم نہ ہو سکے گی۔ اور یہ برابر منتشر اور متفرق افراد کی صورت میں رہیں گے ؟

اس لفظ کے یہاں ترک کر دینے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہر جرم بد معاملگی کے جرم سے نسبتاً ہلکا ہے۔

(باقی صفحہ ۸۹۸ پر)

حلِ لغات ؟

اَلْقِسْطَاسُ۔ ترازو۔ آلۂ وزن ؟
وَلَا تَبْخَسُوْا۔ بخس سے ہے۔ جس کے معنے نقصان پہنچانے کے ہیں ؟
اَلْجِبِلَّةَ۔ مخلوق۔ خلقت ؟

۱۸۵- قَالُوٓا اِنَّمَآ اَنۡتَ مِنَ الۡمُسَحَّرِیۡنَ ۝

۱۸۵- بولے سوا اس کے نہیں کہ تجھ پر کسی نے جادو کیا ہے ۝

۱۸۶- وَمَآ اَنۡتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُنَا وَاِنۡ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الۡكٰذِبِیۡنَ ۝

۱۸۶- اور تو ہماری مانند ایک آدمی ہے۔ اور ہمارے خیال میں تو جھوٹا ہے ۝

۱۸۷- فَاَسۡقِطۡ عَلَیۡنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنۡ كُنۡتَ مِنَ الصّٰدِقِیۡنَ ۝

۱۸۷- سو اگر تو سچا ہے۔ تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دے ۝

۱۸۸- قَالَ رَبِّیۡۤ اَعۡلَمُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ ۝

۱۸۸- بولا میرا رب خوب جانتا ہے۔ جو تم کرتے ہو ۝

۱۸۹- فَكَذَّبُوۡهُ فَاَخَذَهُمۡ عَذَابُ یَوۡمِ الظُّلَّةِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ یَوۡمٍ عَظِیۡمٍ ۝

۱۸۹- پھر انہوں نے اسے جھٹلایا تب سائبان کے دن کے عذاب نے انہیں آپکڑا بے شک وہ بڑے دن کا عذاب تھا ۝

۱۹۰- اِنَّ فِیۡ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكۡثَرُهُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ۝

۱۹۰- بیشک اس بیان میں نشانی ہے۔ اور ان میں سے اکثر لوگ ماننے والے نہیں تھے ۝

۱۹۱- وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الۡعَزِیۡزُ الرَّحِیۡمُ ۝

۱۹۱- اور بیشک تیرا رب وہی غالب مہربان ہے ۝

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۹۷)

بغیر کاروبار تجارت منتقل نہیں ہوا کرتا۔ مگر بد معاملگی کی صورت میں بغیر کسی قوم سے کسی قسم کا واسطہ نہیں رکھتے۔

بات یہ تھی کہ اصحاب الایکہ تجارت پیشہ لوگ تھے۔ جنگلوں میں پھر کر تجارت کرتے۔ اور اپنا وقت گزارتے۔ مگر ان میں یہ برائی پیدا ہو گئی کہ ناپ تول میں بددیانتی کرنے لگے۔ اور اس طرح نظام تمدن سے دشمنی کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب کو ان کی اصلاح کیلئے مبعوث فرمایا۔ تاکہ ان کو اس حقیقت کی جانب توجہ دی جائے۔ کہ رشتہ انسانیت کو استوار کرنے کیلئے دیانتداری شرط اول ہے۔ اور یہ ہرگز ضروری نہیں کہ تجارت کے لئے ضرور عوام سے بے ایمانی کی جائے۔ غیر متدین اشخاص نے یہ بات غلط طور پر مشہور کر دی ہے۔ کہ تجارت اور دیانت دو مختلف چیزیں ہیں۔ حالانکہ حقیقت میں دیانت و امانت دونوں چیزیں تجارت کو فروغ دینے کیلئے بمنزلہ راس المال کے ہیں۔

دیکھئے جو قوم معاملات اور لین دین میں حدود عقود و اخلاق کو ملحوظ نہیں رکھتی۔ کبھی سچی اور حقیقی کامیابی حاصل نہیں کر سکتی۔ جھوٹ سے تجارت کو کبھی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ یہ الگ بات ہے کہ عارضی طور پر کوئی شخص کسی کو دھوکہ دینے میں کامیاب ہو جائے مگر ہمیشہ لوگوں کو دھوکے میں رکھنا ناممکن ہے۔ حضرت شعیب نے جب ان سے کہا کہ ناپ تول میں دیانتداری سے کام لو۔ کیونکہ یہی تمدن کا بھی تقاضا ہے تو انہوں نے اس صاف گوئی کو ناگواری کیساتھ سنا۔ اور انکار کیا۔ نتیجہ وہی ہوا۔ جو سنت اللہ کے مطابق عذاب میں مبتلا ہو گئے۔ اور مٹ گئے۔

حل لغات: یوم الظلۃ۔ ان پر بادل سائبان کی طرح چھا گیا اور اسی بادل سے ان پر عذاب کا ورود ہوا۔ اس لئے اس عذاب کے دن کو سائبان کا دن کہا جاتا ہے۔

۱۹۲- وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○
۱۹۲- اور بیشک یہ قرآن جہانوں کے رب کا اُتارا ہوا ہے ○

۱۹۳- نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ○
۱۹۳- اسے رُوح الامین (جبرائیل) نے اُتارا ہے ○

۱۹۴- عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ○
۱۹۴- تیرے دل پر تاکہ تو ڈرانے والوں میں ہو جائے ○

۱۹۵- بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ○
۱۹۵- فصیح عربی زبان میں ○

۱۹۶- وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ ○
۱۹۶- اور بیشک یہ قرآن اگلے پیغمبروں کی کتابوں میں مذکور ہے ○

۱۹۷- اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ○
۱۹۷- کیا ان (اہل مکہ) کے لئے یہ نشانی کافی نہیں۔ کہ اس قرآن کو علمائے بنی اسرائیل جانتے ہیں ○

۱۹۸- وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ ○
۱۹۸- اور اگر ہم اس قرآن کو کسی عجمی شخص پر نازل کرتے ○

۱۹۹- فَقَرَاَهٗ عَلَيْهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ○
۱۹۹- پھر وہ اسکو ان (عربوں) کے سامنے پڑھتا تو یہ پھر بھی ایمان نہ لاتے ○

۲۰۰- كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ○
۲۰۰- اسی طرح اس کا انکار ہم نے مجرموں کے دلوں میں جما رکھا ہے ○

۲۰۱- لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ○
۲۰۱- وہ قرآن کو نہ مانیں گے یہاں تک کہ دُکھ کی مار دیکھیں ○

۲۰۲- فَيَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○
۲۰۲- پھر وہ ان پر ناگہاں آ جائے اور انہیں خبر بھی نہ ہو ○

۲۰۳- فَيَقُوْلُوْا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ○
۲۰۳- پھر کہیں کیا ہمیں مہلت مل سکتی ہے ○

قرآن

فی قصص و اخبار کو ذکر کرکے یہ بتایا کہ یہ وہ کتاب ہے۔ جو اقوام و ملل کے حالات پر مشتمل ہے۔ اور جس میں زندگی کے ہر شعبہ پر کافی بحث ہے۔ جو انتہا درجے کی فصاحت و بلاغت سے متصف ہے اور جو تعلیمات اور پیغام کے لحاظ سے کائنات کی جامع ترین کتاب ہے۔ اللہ کا پیغام ہے جو عوام مادی و روحانی سب کا مجمل لب ہے۔ اس کو روح الامین یعنی جبرئیل لاتے ہیں۔ جبرئیل الامین اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتے ہیں۔ اور پیغمبر اعظم پیغمبر ہیں جن کے قلب پر اللہ کی جانب سے تعلیم کا نزول ہوتا ہے۔ وہ اللہ سے آیات حق کر آپ کے دل تک پہنچا دیتے ہیں۔ یہ کتاب عربی زبان میں نازل کی گئی ہے۔ یعنی ایک ایسی زبان میں جو معانی و مطالب کو ادا کرنے کے لئے بہت زیادہ موزوں ہے۔ اور اس کا ذکر پہلی کتابوں میں بھی موجود ہے۔ اسی کو آتشیں شریعت کہا گیا ہے۔ اس کی آمد آمد کے ترانے گائے گئے ہیں۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ فاران کی چوٹیوں سے ایک نور چمکنے والا ہے۔ اور ایک سردار آنے والا ہے۔ ایک سرخ و سپید انسان کے آنے کی پیشگوئی ہے۔ اور بہ وضاحت مذکور ہے۔

حل لغات:
زُبُرِ۔ زبور کی جمع ہے۔ یعنی کتاب یا نوشتہ۔
الْاَعْجَمِيْنَ۔ مفرد اعجم یعنی غیر عرب۔ عجم اس شخص کو کہتے ہیں جو فصاحت کے ساتھ بات نہ کر سکے۔ لہذا اس طرح بات کرنے پر قادر نہ ہو۔ جو اہل عرب ہو۔
سَلَكْنٰهُ۔ مصدر سلک ہے۔ اور جو مفعول ہی لیں سلکنٰہ کے معنے یہ بھی ہیں۔ کہ وہ داخل ہوا۔

۲۰۴- اَفَبِعَذَابِنَا یَسْتَعْجِلُوْنَ ○

۲۰۵- اَفَرَءَیْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِیْنَ ○

۲۰۶- ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا یُوْعَدُوْنَ ○

۲۰۷- مَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یُمَتَّعُوْنَ ○

۲۰۸- وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْیَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ○

۲۰۹- ذِكْرٰى وَمَا كُنَّا ظٰلِمِیْنَ ○

۲۱۰- وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّیٰطِیْنُ ○

۲۱۱- وَمَا یَنْۢبَغِیْ لَهُمْ وَمَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ○

۲۱۲- اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ ○

۲۱۳- فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِیْنَ ○

۲۱۴- وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ ○

۲۱۵- وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ○

۲۱۶- فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ○

۲۰۴- پس کیا وہ ہمارا عذاب جلد چاہتے ہیں ○

۲۰۵- بھلا دیکھ تو اگر ہم چند برس انہیں بہرہ مند رکھیں ○

۲۰۶- پھر ان کے پاس وہ آ جائے جس کا ان سے وعدہ تھا ○

۲۰۷- تو ان کا چند برس بہرہ مند ہونا ان کے کیا کام آئے گا ○

۲۰۸- اور ہم نے کسی بستی کو ہلاک نہیں کیا مگر اس کے لئے ڈرانے والے رہتے رہے

۲۰۹- نصیحت دینے کے لئے اور ہم ظالم نہیں ○

۲۱۰- اور اس قرآن کو شیطان نے نہیں اتارا ○

۲۱۱- اور نہ ان کے لائق نہیں کہ قرآن اتاریں اور وہ ایسا کر بھی نہیں سکتے ○

۲۱۲- بیشک وہ تو قرآن سننے سے بھی دور کئے گئے ہیں ○

۲۱۳- پس تو (اے محمدؐ) اللہ کے ساتھ دوسرے معبود کو نہ پکار کہ تو بھی عذاب میں گرفتار (نہ) کیا جائے ○

۲۱۴- اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرا ○

۲۱۵- اور جو مسلمان تیری تابع ہیں ان کے لئے اپنے بازو نیچے کر (نرمی کر) ○

۲۱۶- پھر اگر وہ تیری نافرمانی کریں تو کہہ دے کہ میں تمہارے کاموں سے بے تعلق ہوں ○

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۹۹)

کہ دنیا میں ایک نیا پیغمبر پیدا ہونے والا ہے۔ اس بات کا بھی ذکر ہے کہ لوگ نئے مالک اس صاحب شریعت کی راہ تکیں گے۔ اور ساری دنیا اس کے نغموں سے گونج اٹھے گی۔

ارشاد ہے کہ ان حقائق سے بنی اسرائیل کے علماء آگاہ ہیں اور وہ جانتے ہیں۔ کہ یہ سب باتیں صحیح اور درست ہیں۔

فرمایا ہے کہ عربی میں قرآن کو نازل کرنے کی یہ مصلحت تھی کہ مطالب کو زیادہ وضاحت کے ساتھ اس میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ دوسری زبانیں ادائے مطالب کے حق میں اس کی ہمسری نہیں کر سکتیں۔ تاہم اگر اس کو کسی دوسری زبان میں ہم نازل کرتے۔ تو یہ لوگ پھر انکار کر دیتے۔ کیونکہ ان سب وضع کی حالت پہلے اس نوع کی ہے۔ کہ بغیر الحق کے لئے کوئی گنجائش نہیں رکھتے۔ ان کی طبیعتیں مسخ ہو چکی ہیں۔ اور رشد و ہدایت کی استعداد چھن چکی ہے۔

اس کے بعد یہ بتایا ہے۔ کہ یہ لوگ عذاب الیم کے منتظر ہیں۔ اور جب تک یہ عذاب نہ آئے گا۔ یہ لوگ سچائی اور حق کا اعتراف نہ کریں۔

قرآن حکیم کے متعلق یہ کہنا کہ انسانی کلام ہے۔ سراپا نادانی، قلت اور جہالت پر دال ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ایک انسان جو نہ پڑھا لکھا ہو۔ تعلیم یافتہ ماحول میں پیدا نہیں ہوتا جو کسی کے سامنے زانوئے تلمذ تہ نہیں کرتا۔ جس کے عادات عادی اور معمولی نہیں۔ وہ یکایک حکمت و فلسفہ اگلنے لگے اور اقوام و ملل کے فلسفہ موت و حیات پر مبصرانہ فیصلے فرمانے لگے۔

کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ایک ایسی کتاب انسانی دماغ کا نتیجہ ہو۔ جو فصیح و بلیغ بھی ہے۔ آسان بھی ہے۔ اور تمام انسانی ضروریات و داعیات کو پورا کرنے والی بھی ہے۔

حل لغات:۔ عَشِیْرَتَكَ۔ عشیرۃ کے معنے کنبے اور قبیلے کے ہیں۔

۲۱۷- وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ○

۲۱۸- الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ ○

۲۱۹- وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ ○

۲۲۰- إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ○

۲۲۱- هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ ○

۲۲۲- تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ○

۲۲۳- يُلْقُونَ السَّمْعَ وَأَكْثَرُهُمْ كَاذِبُونَ ○

۲۲۴- وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ ○

۲۲۵- أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ ○

۲۲۶- وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ ○

۲۲۷- إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا وَانْتَصَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوا ۗ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ○

۲۱۷- اور اس غالب مہربان پر بھروسہ رکھ ○

۲۱۸- جو تجھے اٹھتے وقت دیکھتا ہے ○

۲۱۹- اور نمازیوں میں تیرا پھرنا دیکھتا ہے ○

۲۲۰- بیشک وہی سننے والا جاننے والا ہے ○

۲۲۱- میں تمہیں بتاؤں کہ شیاطین کس شخص پر اترتے ہیں ○

۲۲۲- وہ ہر جھوٹے گنہگار پر اترتے ہیں ○

۲۲۳- سنی ہوئی بات لا ڈالتے ہیں۔ اور بہت ان میں جھوٹے ہیں ○

۲۲۴- اور شاعروں کی بات وہی مانتے ہیں جو گمراہ ہیں ○

۲۲۵- کیا تو نے نہیں دیکھا کہ وہ شاعر ہر میدان (مضامین) میں سر ٹکراتے پھرتے ہیں ○

۲۲۶- اور وہ باتیں کہتے ہیں جو نہیں کرتے ○

۲۲۷- مگر وہ شاعر جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے اور اللہ کو کثرت سے یاد کیا اور بعد ظلم ہونے کے بدلہ لیا (تو کوئی شاعری میں مضائقہ نہیں) اور عنقریب ظالموں کو معلوم ہو جائیگا کہ وہ کس کروٹ الٹتے ہیں ○

ف عام عربوں کا یہ عقیدہ تھا۔ کہ خیالات و افکار کا بھی ایک شیطان ہوتا ہے۔ جو ملہم اور شاعر کو عجیب باتیں تلا دیتا ہے۔ اس لئے ممکن ہے حضور کا یہ الہام بھی معاذ اللہ شیطان کے افکار کا نتیجہ ہو۔

ارشاد فرمایا۔ کہ یہ محض وہم باطل ہے۔ شیاطین اور جنات میں یہ استعداد اور طاقت ہی نہیں اور نہ وہ اس قدر اہم کلام کے متحمل ہو سکتے ہیں۔ قلب جبرئیل سے اس کو چرا لینے کا یارا نہیں۔ اور نہ وہ لوح محفوظ سے اس (ذ) کو معلوم کرنے پر قادر۔ کیونکہ اب ان کو سماعت اسرار سے روک دیا گیا ہے۔

حضور شاعر نہ تھے

ان آیات میں در اصل حضور کی سیرت طیبہ بیان ہوئی ہے۔ اور بتایا ہے۔ کہ آپ کن نفوس صفات کے حامل ہیں۔ ارشاد ہے کہ آپ موحد ہیں۔ اور ایک خدا کو پوجتے ہیں۔ کیونکہ شرک دونوں جہان میں بدترین لعنت اور موجب ہلاکت ہے۔ — آپ تبلیغ و راہنمائی کے اصولوں سے آگاہ ہیں۔ آپ نے پہلے اپنے قریبی متعلقین کو اصلاح کی طرف بلایا۔ اور پھر دوسرے لوگوں کو مخاطب کیا۔ مومنین کے حق میں آپ انتہا درجے کے شفیق ہیں اور مجرموں سے سراسر بیزار۔ اللہ کے سامنے شب و روز جھکتے ہیں اور راتوں کو قیام فرماتے ہیں۔ اور نمازیوں اور پاکبازوں سے محبت سے پیش آتے ہیں۔ انہیں بکمال الفت و محبت نشست و برخاست رکھتے ہیں۔ ارشاد ہے کہ کیا ہے پیغمبر کو تم ان لوگوں جیسا سمجھتے ہو جو دروغ گو اور جھوٹے ہیں۔ جن کا کوئی کیرکٹر نہیں۔ ہم تم کو بتلاتے ہیں کہ شیطان کن لوگوں پر نازل ہوتا ہے۔ ان لوگوں کے جو جھوٹے آستانوں پر بیٹھے غیب اور معرفت کی باتوں پر کان لگائے رہتے ہیں۔ اور دنیا میں محض جھوٹ کی اشاعت کرتے ہیں۔ (باقی صفحہ ۹۰۲ پر)

حل لغات:- تقلبک: گھومنا۔ پھرنا۔ — افاک: افک سے ہے۔ بالغہ سے جھوٹ بولنے والا۔ — الغاوٗن: غاوی کی جمع۔ بہکے گمراہ۔

اٰیاتہا ٩٣	(٢٧) سُوْرَةُ النَّمْلِ مَكِّيَّةٌ (٤٨)	رکوعاتہا ٥

کل آیتیں ۹۳	(۲۷) سورۂ نمل	رکوع ۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

١- طٰسٓ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ○

٢- هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ○

٣- الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ○

٤- اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُوْنَ ○

٥- اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ○

٦- وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ○

٧- اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖٓ اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا ۭ سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

۱۔ طٰسٓ ۔ یہ سورت (قرآن) اور کھلی کتاب کی آیتیں ہیں ○ ف

۲۔ مومنوں کے لئے ہدایت اور خوشخبری ہے ○

۳۔ جو نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں ○

۴۔ بیشک جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے۔ ان کے اعمال ہم نے انکو اچھے کر دکھلائے ہیں سو وہ بھٹکتے پھرتے ہیں ○

۵۔ یہ وہی لوگ ہیں جنکو بری طرح کا عذاب ہونا ہے اور وہی آخرت میں سب سے زیادہ نقصان اٹھائیں گے ○

۶۔ اور تجھ کو تو یہ قرآن ایک حکمت والے باخبر کی طرف سے ملتا ہے ○

۷۔ جب موسیٰ نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ میں نے آگ دیکھی ہے ابھی میں تمہارے پاس کوئی خبر لاؤں گا یا تمہارے پاس شعلہ سلگا کر لاتا ہوں تاکہ تم تاپو ○

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۰۱) ف حضور کے متعلق ایک شبہ یہ بھی تھا کہ آپ شاعر ہیں۔ وہ محض رنگین قسم کی باتوں سے لوگوں کے دلوں کو موہ لیتے ہیں۔ ورنہ درحقیقت ان میں کوئی صداقت نہیں۔ ارشاد فرمایا۔ کہ تم لوگ منصب نبوت سے آگاہ نہیں۔ تم جانتے کہ نبوت کس قدر اعلیٰ شے کی چیز ہے۔ کیا نہیں معلوم ہے کہ شعراء کس قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ اور انکا اتباع کس قماش کے لوگ کرتے ہیں۔ نبوت اور شاعری میں کیا نسبت۔ نبوت تو سراسر عمل کا نام ہے۔ اور شاعری بے عملی۔ شعراء کا کوئی خاص نصب العین نہیں ہوتا۔ وہ محض بیکار اور بے عمل لوگ ہوتے ہیں۔ اور ہرزہ میں بہ جاتے ہیں۔ بخلاف انکے انبیاء سراپا فکر و عمل کا مجسمہ ہوتے ہیں۔ اور انکے سامنے ایک نصب العین ہوتا ہے جسکو وہ پیش کرتے ہیں۔

اس آیت سے نفس شاعری کی مذمت مقصود نہیں۔ بلکہ شعراء کی نفسیاتی حالت کا تجزیہ کرنا منظور ہے تاکہ معلوم ہو جائے۔ کہ نبوت اور شاعری میں ما بہ الامتیاز کیا ہے!

سورۂ نمل

ف ان آیات سے سورہ نمل کا آغاز ہوتا ہے۔ طٰسٓ حروف مقطعات میں سے ہے۔ تفصیل الٓمّٓ کی بحث میں گزر چکی۔

سورۃ کا آغاز قرآن کے تعارف سے ہوتا ہے۔ ارشاد ہے کہ یہ قرآن اور کتاب مبین کی آیتیں ہیں۔ قرآن کے معنے اس کتاب کے ہیں جسکی کثرت سے قرأت اور تلاوت ہو۔ یہ مصدر بمعنی مفعول ہے۔ خود فرمایئے۔ انجیل کی اشاعت آج دنیا میں سب کتابوں سے زیادہ ہے۔ دنیا کے ہر گوشے میں مشنری موجود ہیں۔ اور ہر وہ زبان اور ہر قوم میں اس کو سرعت سے پھیلا رہے ہیں مگر وہ کتاب جس کی دن رات تلاوت ہوتی ہے۔ صرف قرآن ہے۔ کتاب مبین سے غرض یہ ہے۔ کہ یہ ایک واضح کتاب ہے۔ (باقی صفحہ ۹۰۹ پر)

حل لغات:- ھُدًی۔ سے غرض ہدایت۔ درجات و مراتب ہے۔ اٰنَسْتُ۔ میں نے دیکھی۔ محسوس کی۔ تَصْطَلُوْنَ۔ اصطلاء سے ہے۔ آگ تاپنا۔

۳۵- وَاِنِّیْ مُرْسِلَةٌ اِلَیْهِمْ بِهَدِیَّةٍ فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ یَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ○

۳۵- اور میں انکی طرف کچھ ہدیہ بھیجتی ہوں۔ پھر دیکھتی ہوں کہ قاصد کیا جواب لے کر آتے ہیں ○

۳۶- فَلَمَّا جَآءَ سُلَیْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ٘ فَمَآ اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ خَیْرٌ مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِیَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ○

۳۶- پھر جب قاصد سلیمان کے پاس آیا۔ تو اس نے کہا۔ تم مجھے مال سے مدد دیتے ہو سو جو کچھ اللہ نے مجھے دیا ہے وہ اس سے کہیں بہتر ہے جو تمہیں دیا ہے۔ بلکہ تم اپنے ہدیہ سے آپ ہی خوش رہو ○

۳۷- اِرْجِعْ اِلَیْهِمْ فَلَنَاْتِیَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَآ اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ○

۳۷- ان کی طرف پھر جا۔ اب ہم ان پر ایسی فوجیں لیکر چڑھائی کریں گے جنکا مقابلہ وہ نہ کر سکیں گے اور ہم انہیں انکی بستی سے ذلیل کرکے نکالیں گے اور وہ خوار ہوں گے ○

۳۸- قَالَ یٰٓاَیُّهَا الْمَلَؤُا اَیُّكُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ یَّاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ ○

۳۸- کہا اے درباریو تم میں کوئی ہے کہ اس عورت کا تخت میرے پاس اس سے پہلے اٹھا لائے۔ کہ وہ مسلمان ہو کر میرے پاس حاضر ہوں ○

۳۹- قَالَ عِفْرِیْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّیْ عَلَیْهِ لَقَوِیٌّ اَمِیْنٌ ○

۳۹- جنوں میں سے ایک دیٔس بولا وہ تخت میں تیرے پاس لاؤں اس سے پہلے کہ تو اپنی جگہ سے اٹھے اور میں اس کے اٹھالانے پر امانتدار اور زور آور ہوں ○

۴۰- قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ

۴۰- وہ شخص جس کو کتاب کا علم تھا، بولا کہ میں تیرے پاس پلک جھپکنے

حاشیہ صفحہ ۹۰۶:-

ملکہ سبا کی طرف حضرت سلیمان کا مکتوب

ف ہُدہُد نے اصاحب ہُدہُد نے جب یہ عذر پیش کیا۔ کہ میں نے ایک عجیب حقیقت دریافت کی ہے۔ جہاں کے رہنے والے آفتاب کی پوجا کرتے ہیں۔ اور دیانت سے بھٹکے ہوئے ہیں۔ تو حضرت سلیمان نے اس کو ایک رقعہ دیا اور کہا۔ اسکو لیکر وہاں جاؤ۔ اور معلوم کرو کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ تاکہ بصیرت اور صحیح حیاں ہو جائے۔ ارشاد ہے کہ وہ آفتاب کو پوجتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ سطح مشرق کے مستور افق سے جلوہ گر ہونے والی ہے۔ اور وہ کون ہے جو سینے کے [illegible] سے واقف ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آفتاب پرستی کی ابتدا اس خیال سے ہوئی کہ آفتاب روشنی اور زندگی کا مرکز ہے۔ اور خدا کا بھی نور ہے۔ اس لئے ممکن ہے کہ سورج اس کے حسن و جمال اور تجلیات کا بہت بڑا آئینہ دار ہو۔ قرآن حکیم نے بتایا ہے۔ کہ یہ عقیدہ اور خیال غلط ہے۔ اسکے نور اور اسکی قدرتوں میں دنیا کی کوئی چیز شریک یا سہیم نہیں۔ وہ نور ہے اور بصرات بے عرش سے نور ہو چکے مظاہر ہیں کہ وہ کوئی جرم منور ہے یا کوئی مادی روشنی اور اُجالا ہے بلکہ یہ معنی ہیں کہ کائنات کا وجود اسکی وجہ سے قائم ہے۔ اور اگر وہ نہ ہو تو پھر تمام دنیا عدم کے اندھیروں میں گم ہو اور کسی چیز کا بھی وجود باقی نہ رہے وہ واحد مسجود ہے اور کوئی شخصیت بجز اسکے اس قابل نہیں کہ انسانی پیشانی عظمت حق اسکے سامنے جھکے۔ غرض یہ ہے کہ ملکہ سبا کی قوم آفتاب کی پرستش کرتی تھی حضرت سلیمان نے تحقیق احوال کیلئے ہُدہُد کو بھیجا تاکہ وہ اس قوم کے پاس جائے اور اصل معاملہ دریافت کرے۔

ف ملکہ سبا کی زبانی سے رقعہ کا مضمون ملاحظہ ہو کس قدر مختصر اور کس قدر جامع ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہہ کر گویا اسکو یقین دلایا کہ ہم ظالم نہیں۔ ہم اس خدا کو مانتے ہیں جو رحمٰن اور رحیم ہے اور جسکے غیر محدود رحمت کے کہیں زیادہ وہ ہیں اسکے بعد اس سے مطالبہ کیا ہے کہ مطیع ہو کر میرے پاس چلے آؤ۔ اور کسی قسم کی سرکشی کا اظہار نہ کرو۔

حاشیہ صفحہ ۹۰۷:- ف ملکہ سبا نے حضرت سلیمان کا خط سنکر اس معاملہ میں اہل دربار سے مشورہ طلب کیا۔ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قدیم زمانے میں بھی طرز حکومت یہ تھی کہ اہل دربار سے مشورہ لیا جائے۔ اور بادشاہ کے اختیارات محدود ہوں۔ اس سے اس عہد کی جمہوری حکومت کا پتہ چلتا ہے۔ (باقی صفحہ ۹۰۸ میں)

حل لغات:- [illegible] نام شہر بلقیس۔ مرجع حضرت سلیمان علیہ السلام [illegible] ملک یمن میں واقع ہے۔ اَلْخَبْءَ پوشیدہ۔ مستور چیز۔ اَلْمَلَؤُا سرداران قوم۔ [illegible]

بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ڟ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ۭ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ○

سے پہلے لادوں گا۔ پھر جب سلیمانؑ نے وہ تخت اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا اور کہا کہ یہ میرے رب کے فضل سے ہے تاکہ وہ آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری اور جو کوئی شکر کرتا ہے وہ اپنی ہی جان کے لئے شکر کرتا ہے اور جو کوئی ناشکری کرتا ہے تو میرا رب بے پرواہ سخی ہے ○

۴۱- قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِيْٓ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِيْنَ لَا يَهْتَدُوْنَ ○

۴۱۔ سلیمانؑ نے کہا کہ اس (ملکہ) کے آگے اسکے تخت کی شکل بدل ڈالو ہم دیکھیں آیا وہ راہ پکڑتی ہے یا انہیں میں کی ہے جو راہ نہیں پاتے ○

۴۲- فَلَمَّا جَاۗءَتْ قِيْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ۭ قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ ○

۴۲۔ پھر جب وہ آئی تو اس سے کہا گیا کہ تیرا تخت ایسا ہی ہے بولی گویا یہ وہی ہے اور ہمیں تو اس سے پہلے ہی (تمہارا نبی ہونا) معلوم ہو گیا تھا اور ہم مسلمان ہو گئے تھے ○

حاشیہ صفحہ ۹۰۷:۔

حضرت سلیمانؑ نے تحائف واپس کر دیئے!

ف۱ اس آیت میں بلقیس نے عام بادشاہوں کی اور ملوک کی ذہنیت بیان کی ہے کہ یہ لوگ ہمیشہ حدود مملکت کو وسیع کرنے میں کوشاں رہتے ہیں۔ اور جب کسی ملک پر قبضہ کر لیتے ہیں تو پھر بستی اجڑ جاتی ہے۔ وہاں کا انتظام یک قلم بدل دیتے ہیں اور وہاں کے معززین اور اکابرین ان انقلابات میں پس جاتے ہیں۔ اس لئے یہ ٹھیک تو درست نہیں کہ سلیمانؑ کو یہاں آنے اور حملہ کرنے کا موقع دیا جائے البتہ کوئی تدبیر کر لی جائے۔ چنانچہ اس نے وفد سے کہا کہ بہتر ہوگا کہ سلیمانؑ کے لئے تحفے تحائف بھیجے جائیں۔ اگر اس نے انکو قبول کر لیا۔ تو معلوم ہو گا کہ وہ بہت زیادہ حریص نہیں ہے! دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ وہ مطمئن ہو جائے گا اور اگر اس نے انکار کر دیا تو معلوم ہو گا کہ وہ جنگ پر آمادہ ہے۔ اس تجویز سے معلوم ہوتا ہے کہ ملکہ سبا بہت عقلمند اور سمجھدار خاتون تھی حالانکہ وزراء نے کہا تھا کہ ہم بہت بہادر ہیں اور ہر طرح مرنے مارنے پر تیار ہیں مگر اس نے یہ مناسب خیال نہ کیا۔

ف۲ غرضیکہ تحفے تحائف بھیجے گئے۔ لیکن حضرت سلیمانؑ نے انکو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ بلقیس کا خیال تھا کہ سلیمانؑ بھی دنیا کے عام بادشاہوں کی طرح ہوگا۔ اور وہاں تحائف کو دیکھ کر خوش ہو جائیگا۔ اسی طرح دو سلطنتوں میں سیاسی تعلقات زیادہ استوار ہو جائیں گے۔ چونکہ حضرت سلیمانؑ اللہ کے پیغمبر بھی تھے اسلئے طبعاً دنیا و دنیا کے املاک سے بے نیاز تھے انہوں نے جب دیکھا کہ ملکہ سبا نے انکے پیغام کو نہیں سمجھا اور انکو معمولی حریص اور دنیادار بادشاہ خیال کیا۔ تو غضب میں آ گئے۔ اور کہنے لگے۔ تحائف واپس بھیج دو ہم ان پر حملہ کرینگے اور ہم ان کو وہاں سے نکال باہر کریں گے۔ اور معلوم ہو جائیگا کہ ہمارے پاس نبوی قوت بھی ان سے کہیں زیادہ ہے۔

ف۳ بات یہ تھی کہ حضرت سلیمانؑ کے پیش نظر تبلیغ اسلام تھی انہوں نے اس لئے دعوتی خط بھیجا تھا آپ چاہتے تھے۔ کہ اس ملک کے لوگ اسلام کی دعوت قبول کرلیں اور بت پرستی چھوڑ دیں۔ آپکی خواہش تھی کہ یہ لوگ آفتاب کو خدا نہ سمجھیں بلکہ اس خدا کے سامنے جھکیں جس نے آفتاب کو پیدا کیا ہے انکو [illegible] اس دعوت پر قطعاً غور نہ کیا اور اس عنوان سے جواب دیا۔ وہ توہین کے مترادف تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ سلیمانؑ کا مقصد جہاد سے محض حدود سلطنت کو وسیع کرنا ہے اور مال و دولت کو حاصل کرنا ہے۔ اسلام کی اشاعت اور حق [illegible] مد نظر نہیں۔ حالانکہ واقعہ اسکے برعکس تھا۔ [illegible]

حل لغات: عفریت۔ دیو، جیٹ۔ [illegible] دونوں کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ [illegible] ایک کی جمع ہے [illegible]

ذلیل۔ عفریت۔ [illegible]

۵۰۔ وَمَكَرُوا مَكْرًا وَمَكَرْنَا مَكْرًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ○

۵۱۔ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ أَنَّا دَمَّرْنَاهُمْ وَقَوْمَهُمْ أَجْمَعِينَ ○

۵۲۔ فَتِلْكَ بُيُوتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوا إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ○

۵۳۔ وَأَنجَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ○

۵۴۔ وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ وَأَنتُمْ تُبْصِرُونَ ○

۵۵۔ أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّن دُونِ النِّسَاءِ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ○

۵۰۔ اور انہوں نے مکر کیا اور ہم نے بھی مکر کیا۔ اور انہیں خبر بھی نہ ہوئی ○

۵۱۔ سو دیکھ کر ان کے مکر کا انجام کیا ہوا، ہم نے انہیں اور ان کی ساری قوم کو ہلاک کر دیا ○

۵۲۔ سو ان کے گھر ان کے ظلم (یعنی انکار) کے سبب اجاڑ پڑے ہیں۔ بیشک اس میں ان لوگوں کے لئے جو علم رکھتے ہیں نشانی ہے ○

۵۳۔ اور ہم نے ان کو جو ایمان لائے تھے اور ڈرتے رہتے تھے بچا لیا ○

۵۴۔ اور لوط کو بھیجا، جب اس نے اپنی قوم سے کہا کہ تم بے حیائی کرتے ہو اور تم دیکھتے ہو ○

۵۵۔ کیا تم عورتیں چھوڑ کر مردوں پر شہوت سے دوڑتے ہو، بلکہ تم جاہل لوگ ہو ○

حاشیہ صفحہ ۹۱۰

حضرت صالح کو معہ ان کی جماعت کے شہید کر دیا جائے۔ اور رات ... سے انکار کر دیا جائے۔ تاکہ کسی شخص پر ذمہ داری عائد نہ ہو۔ فرمایا ... طرف تو یہ لوگ یہ تدبیر کر رہے تھے۔ تو دوسری جانب ہم نے ... کے مٹا دینے کی تدبیر کی اور آخر وہ حرف غلط کی طرح صفحہ ہستی ... مٹا دیئے گئے۔

(حاشیہ صفحہ ہٰذا)

سدومیت کیخلاف جہاد کی ضرورت

... اللہ تعالیٰ کا قانون مکافات یا قانون عذاب انہیں لوگوں پر ... ہوتا ہے۔ جو اس پیغام سے روگرداں ہیں۔ اور اپنے گناہوں پر ... اصرار کرتے ہیں۔

... حضرت لوط قوم سدوم کی طرف آئے اور دنیا کی بدترین قوم ... سب سے پہلے انہیں لوگوں کے خلاف وضع فطری فعل اغلام ... اس میں اس درجہ غلو اختیار کیا۔ کہ یہ بدعملی ان میں عام ... ہو گئی۔ حضرت لوط نے کہا۔ کہ یہ بہت بے حیائی کا کام ... تمہیں اپنی ان حرکات پر شرمانا چاہیئے۔ اور اپنی اس جہالت کا ... احساس ہونا چاہیئے۔ کہ مردوں سے جنسی تعلقات قائم کرتے ہو

تو انہوں نے بجائے نادم ہونے کے الٹا ان نصیحتوں کو سنا۔ اور کہا۔ کہ لوط اور اس کے ماننے والوں کو بستی سے نکال دو۔ یہ لوگ بڑی پاکبازی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور ہم اس لائق نہیں ہیں کہ ہمارے ساتھ رہیں۔

نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے اصرار گناہ، اور انتہائی بداخلاقی کے باعث اللہ تعالیٰ کا غضب بھڑکا۔ اور یہ لوگ شدید عذاب میں مبتلا ہو گئے۔

حلِ لغات

خَاوِيَةٌ ۔ خوی البیتُ سے ہے۔ یعنے مکان کے گر جانے کے ہیں۔

اَلرِّجَالُ ۔ جمع رجل بمعنے مرد۔ تنفر پیدا کرنے کے لئے کہا ہے مقصود اس سے لونڈے ہیں۔

٥٦- فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا أَخْرِجُوا آلَ لُوطٍ مِنْ قَرْيَتِكُمْ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ ○

٥٦- سو اس کی قوم کا اس کے سوا اور کچھ جواب نہ تھا۔ کہ انہوں نے کہا کہ اپنی بستی سے لوط کے گھرانے کو نکال دو یہ لوگ ستھرا رہنا چاہتے ہیں ○

٥٧- فَأَنْجَيْنَاهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ قَدَّرْنَاهَا مِنَ الْغَابِرِينَ ○

٥٧- پھر بچا لیا ہم نے اسے اور اسکے گھر والوں کو بجز اس کی عورت۔ ٹھہرا لیا تھا ہم نے اسکو کہ وہ پیچھے رہنے والوں میں رہے گی ○

٥٨- وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِينَ ○

٥٨- اور ہم نے ان پر ایک مینہ برسایا۔ سو ان ڈرائے ہوؤں کا مینہ کیا برا تھا ○

٥٩- قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى آللَّهُ خَيْرٌ أَمَّا يُشْرِكُونَ ○

٥٩- تو کہہ تعریف ہے اللہ کی اور سلام ہے اس کے برگزیدہ بندوں پر۔ بھلا اللہ اچھا ہے یا جن کو وہ شریک کرتے ہیں ؟ ○

افسوس ہے۔ کہ آج کل بھی تقریباً یہی حالت رونما ہیں۔ لوگوں میں یہ مرض سرعت کے ساتھ پھیل رہا ہے۔ اور نوجوان اس شنیع فعل سے قطعاً شرم اور ندامت محسوس نہیں کرتے۔ اور اب ان کے روزمرہ میں یہ چیز داخل ہو گئی ہے۔ کہ وہ پاکباز نوجوانوں پر آوازے کستے ہیں۔ اور مختلف مذاق کو روشن خیالی سمجھتے ہیں۔ یہ کس قدر شرم کا مقام ہے۔ کہ جو بیماری قوموں کی ہلاکت و تباہی کا باعث ہے۔ آج ہم اس بیماری پر فخر کر رہے ہیں۔ ہماری مجلسوں میں، کالجوں اور مدرسوں میں۔ تربیت گاہوں اور مذہبی، اداروں میں ہر وقت اس طرح کے چرچے رہتے ہیں۔ گویا فضا بالکل شہوانی ہو چکی ہے۔ اور وقت آگیا ہے۔ کہ بدکاروں کی نسل دنیا سے مٹ جائے اور اس کی جگہ کوئی صالح اور نیک نسل لے۔ کیونکہ اس مرض سے ہمیشہ تباہی پھیلتی ہے اور گو آسمان سے پتھر کی بارش نہ ہو۔ مگر نسلیں ضرور بیکار کم حوصلہ اور کمزور ہو جاتی ہیں۔ اور یہ عذاب پتھراؤ سے زیادہ شدید اور ہولناک ہے۔ کیونکہ اس میں تو یہ ہوتا ہے کہ قوم بالکل مٹ جاتی ہے۔ اور اس کا وجود دوسروں کے لئے باعث رسوائی نہیں ہوتا۔ اور اس میں یہ ہوتا ہے۔ کہ بظاہر زندہ رہتی ہے مگر روح اور عمل کے لحاظ سے بالکل مردہ اور آئندہ آنیوالی نسلوں کیلئے مجسم عذاب اور مجسم بے بسی و ناامیدی۔ اسلئے ضرورت ہے کہ علماء اور اکابر ملت حضرت لوط کی طرح میدان میں آئیں اور قوم میں اخلاق کی اصلاح کے لئے ٹھوس کام کریں۔ اور اس سے ہرگز نہ شرمائیں کہ یہ کس نوع کا کام ہوگا۔ جب ایک پیغمبر خاص اس بات کی تکمیل کیلئے آسکتا ہے۔ تو پھر اس سنت پر عمل کرتے علماء اور اکابر کیوں شرمائیں ●

امّن خلق السّموت والارض و ۶۰- انزل لکم من السّماء ماءً فانبتنا بہٖ حدائق ذات بھجۃ ما کان لکم ان تنبتوا شجرھا ء الٰہ مّع اللہ بل ھم قوم یعدلون ۝

۶۰- بھلا آسمانوں اور زمین کو کس نے بنایا ؟ اور تمہارے لئے آسمان سے پانی اُتارا ۔ پھر جس سے اس سے رونق والے باغ اُگائے ۔ تمہاری طاقت نہ تھی کہ تم ان باغوں کے درخت اگا لیتے ۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے ؟ کوئی نہیں بلکہ وہ لوگ راہ سے ٹیڑھے چلتے ہیں ۝

۶۱- امّن جعل الارض قرارا وّجعل خللھا انھرا وّجعل لھا رواسی وجعل بین البحرین حاجزا ء الٰہ مّع اللہ بل اکثرھم لا یعلمون ۝

۶۱- بھلا کس نے زمین کو ٹھہرنے کی جگہ بنایا ۔ اور اسکے درمیان نہریں جاری کیں ۔ اور اسکے لئے پہاڑ پیدا کئے ! اور دو سمندروں کے درمیان پردہ رکھا ۔ کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود ہے ؟ کوئی نہیں بلکہ ان میں سے بہتوں کو کچھ نہیں ۝

۶۲ امّن یّجیب المضطرّ اذا دعاہ ویکشف السّوء ویجعلکم خلفاء الارض ء الٰہ مّع اللہ قلیلا مّا تذکّرون ۝

۶۲- بھلا کون بیقرار کی دعا قبول کرتا ہے جب اسکو پکارتا ہے اور کون برائی کو دفع کرتا ہے اور کون ہے کہ تمکو اگلوں کا خلیفہ زمین پر بناتا ہے ۔ کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود ہے ؟ تم بہت کم سوچ کرتے ہو ۝

معبودِ حقیقی کون ہے ؟

ف یہاں سے بیسواں پارہ شروع ہوتا ہے ۔ مگر یہ ضروری نہیں ۔ کہ یہاں سے کسی نئے مضمون کا آغاز ہو ۔ کیونکہ پاروں کی تقسیم مضامین کے اعتبار سے نہیں ہے ۔

اس سے قبل کی آیت میں سوال کیا گیا تھا ۔ ءاللہ خیر اما یشرکون ۔ یعنی ان گذشتہ واقعات کو دیکھو اقوام و ملل کی تاریخ کو پڑھو اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کرو ۔ کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو عذاب سے بچایا ۔ اور کیونکر مخالفین کو عبرتناک سزائیں دی گئیں ۔ پھر بتاؤ فیصلہ کرو ۔ کہ عزیز و غالب خدا بہتر ہے ۔ یا وہ جو تمہارے بے جان بُت ہیں ۔ اور جن میں نفع و ضرر کی کوئی استعداد موجود نہیں ۔

ان آیات میں قرآن نے نہایت بلیغ اور دلنشین انداز میں مناظر قدرت کی جانب انسان کی توجہ کو مبذول کیا ہے ۔ اور دریافت کیا ہے ۔ کہ جمال و کمال کے ان مشاہدات کے بعد تمہاری رائے کیا ہے کیا تم اس خدا کو ماننے کے لئے آمادہ ہو جس کی قدرت سے کائنات زندہ اور قائم ہے ۔ یا ان کو جن کا دنیا میں کوئی حصہ نہیں اور وہ محض بیکار و معطل ہیں ۔

(باقی صفحہ ۹۱۴ پر)

حلِ لغات :-

حدآئق ۔ حدیقۃ کی جمع ہے ۔ یعنی محصور باغ یعنی جس باغ کے گرد دیوار ہو یا چاروں طرف لکڑی وغیرہ کوئی چیز لگائی گئی ہو ۔

یعدلون ۔ عدول سے ہے ۔ یعنی کجروی یا راہ راست سے ہٹ جانا ۔

حاجزا ۔ پردہ ۔ آڑ ۔

السّوء ۔ تکلیف ۔ دکھ ۔ برائی ۔

٦٢- أَمَّنْ يَهْدِيكُمْ فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۗ أَإِلَٰهٌ مَعَ اللَّهِ ۚ تَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ○

٦٢- بھلا کون جنگل اور دریا کی تاریکیوں میں تمہیں راہ بتاتا ہے اور کون اپنی رحمت[ف۱] کے آگے آگے خوشخبری دینے کے لئے ہوائیں بھیجتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود ہے۔ اللہ اُن کے شرک سے بہت بلند ہے ○

٦٣- أَمَّنْ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَمَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۗ أَإِلَٰهٌ مَعَ اللَّهِ ۚ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ○

٦٤- بھلا کون خلقت کو پہلی مرتبہ پیدا کرتا ہے۔ پھر اُسے دُہراتا ہے، اور کون تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے۔ کیا اللہ کے سوا اور کوئی معبود ہے۔ تو کہہ[ف] اپنی دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو ○

٦٥- قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ ۚ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ○

٦٥- تو کہہ جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے ان میں سے اللہ کے سوا غیب کی بات کوئی نہیں جانتا اور وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ کس وقت اُٹھائے جائیں گے ○

٦٦- بَلِ ادَّارَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْآخِرَةِ ۚ بَلْ

٦٦- بلکہ آخرت کے بارے میں ان کا علم عاجز آگیا۔ بلکہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ٩١٣:-
قرآن حکیم کا یہ مخصوص انداز بیان ہے۔ کہ وہ انسان کے دل میں سوال پیدا کر دیتا ہے۔ وجدان کو بیدار کر دیتا ہے۔ اور اس کے دل و دماغ پر محض دلائل و براہین کا بوجھ نہیں ڈالتا۔ وہ یہ چاہتا ہے کہ انسان ذاتی مطالعہ سے ان نتائج تک پہنچے جن کو وہ پیش کرتا ہے اور براہِ راست ان معارف اور معلومات سے جو فطرت کے حسن و جمال سے حاصل ہوں توحید و تجرید تک رسائی حاصل کر لے۔ جیسا کہ بار بار بیان کیا جاتا ہے۔ قرآن کا منشا یہ ہے کہ لوگ خود بخود سوچ سمجھ کر اس کے ہمنوا ہوں ۔

حاشیہ صفحہ ہذا

ف۱ چنانچہ ارشاد ہے۔ بتاؤ کہ الوہیت اور خدائی کے لئے وہ ذات زیادہ موزوں ہے۔ جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا۔ جس نے آسمان کی بلندیوں سے تمہارے لئے پانی نازل کیا۔ اور نہایت عمدہ عمدہ باغ پیدا کئے۔ جن کو تم سرسبز و شاداب نہیں کر سکتے تھے۔ یا وہ خود اصنام خیالی، جو تم نے بنا رکھے ہیں کیا وہ عقیدت اور نیاز مندی کے لئے سزاوار و لائق ہے۔ جس نے زمین کو جائے قرار بنایا۔ اُس میں نہریاں ڈالیں اور اس کے استقرار کیلئے پہاڑ پیدا کئے۔ اور دو دریاؤں میں بکمال حکمت ایک قسم کی آڑ بنا دی تاکہ آپس میں خلط ملط نہ ہونے پائیں۔ ان میں ایک میٹھا ہے اور دوسرا کھارا۔ یا تمہارے معبودانِ باطل۔ قرآن پوچھتا ہے کہ آیا وہ ذات رحمت آیات عبادت اور بندگی کے لئے بہتر ہے۔ جو بے قرار اور بے چین انسان کی دُعاؤں کو سُنتا ہے۔ اور جس نے تمہیں اپنا نائب بنا کر بھیجا ہے یا وہ ذات جن کو تم اپنے زعم میں خدا سمجھتے ہو۔ فرماتے ہیں۔ کہ سمندر اور جنگل کی تاریکیوں میں تمہاری کون راہ نمائی کرتا ہے۔ اور ٹھنڈی ٹھنڈی فرحت ناک ہواؤں کو بارانِ رحمت سے پہلے کون بھیجتا ہے ۔ مقصد یہ ہے کہ ان واقعات پر صبر اور نظر دوڑاؤ۔ اور پھر دل کی گہرائیوں میں جھانک کر دیکھو کہ ان میں تو حید کے چشمے بہتے ہیں۔ شرک صرف ایک اتفاقی امر ہے ۔

مشرکین مکہ سے قرآن حکیم کو یہ شکایت ہے۔ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَعْدِلُونَ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ ۔ یہ لوگ ان نصیحتوں کے باوجود عدل اور کج روی کو پسند کرتے ہیں ان میں اکثر بے علم اور جاہل ہیں اور بہت کم میں نصیحت پذیری کی استعداد ہے۔ تو جیسے کہ ہم بتا دیں دو انفرادی طور پر اپنی عقل تک پہنچے

هُمْ فِي شَكٍّ مِّنْهَا ۖ بَلْ هُم مِّنْهَا عَمُونَ ○

وہ آخرت کی نسبت شبہ میں ہیں۔ بلکہ وہ اس سے اندھے ہیں ○

٦٧- وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَإِذَا كُنَّا تُرَابًا وَآبَاؤُنَا أَئِنَّا لَمُخْرَجُونَ ○

٦٧- اور کافروں نے کہا کہ جب ہم اور ہمارے باپ دادے مٹی ہو گئے تو کیا البتہ ہم پھر نکالے جائیں گے ○

٦٨- لَقَدْ وُعِدْنَا هَٰذَا نَحْنُ وَآبَاؤُنَا مِن قَبْلُ إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ○

٦٨- نہیں اور ہم سے پہلے ہمارے باپ دادوں کو بھی وعدہ ملتا رہا ہے۔ کچھ نہیں۔ یہ صرف اگلے لوگوں کے ڈھکوسلے ہیں ○

٦٩- قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ ○

٦٩- تو کہہ تم ملک میں سیر کرو۔ پھر دیکھو مجرموں کا انجام کیا ہوا ہے ○

٧٠- وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُن فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ ○

٧٠- اور تو ان پر غم نہ کر۔ اور ان کے مکر سے دل تنگ نہ ہو ○

٧١- وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ

٧١- اور کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو (عذاب دنیا کا) وعدہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ٩١٤ :-

توحید یا دہریت

ف یہ آیات توحید کا بقیہ حصہ ہے۔ اس میں وہی سوال جواب ہے کہ بتاؤ۔ خالق اور رازق خدا عبادت اور بندگی کا مستحق ہے یا تمہارے مقرر کردہ معبود۔ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ سے مراد ہے کہ شرک کے جواز کے لئے کوئی عقلی دلیل پیش نہیں کی جا سکتی۔ اور کسی دلیل سے یہ نہیں ثابت کیا جا سکتا۔ کہ ربّ الاکوان کا کوئی شریک بھی ہے۔ کیونکہ عقل و بصیرت کیلئے صرف دو راہیں ہیں۔ جن کو اختیار کیا جا سکتا ہے۔ ایک توحید کی راہ۔ یعنی خدا ایک ہے وہ بے مثل ہے اور بے نظیر ذات ہے۔ اور اسکے تخیل میں کثرت اور تعدد کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس کا نفس تصور ہی شرکت اور کثرت کو مانع ہے۔ دوسری راہ یہ ہو سکتی ہے کہ اس ذات سے انکار کر دیا جائے۔ اور دنیا کو محض مادہ کے مختلف مظاہر سے تعبیر کیا جائے۔ چونکہ مؤخر الذکر صورت مشاہدہ کے سراسر خلاف ہے۔ دنیا کا سارا نظم و نسق اور اس کا حسن و جمال ایک شاہد حسین کا پتہ دے رہا ہے۔ اور بتا رہا ہے کہ کوئی معشوق ہے جو اس پردہ زنگاری میں ہے۔ اس لئے غور و فکر کے لئے صرف یہ گنجائش رہ جاتی ہے کہ وہ توحید کے عقیدے ہی کو قرین عقل و دانش قرار دے۔ اور شرک کو یکسر خلاف عقل اور غلط کہے۔

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

علم غیب کی تعریف

ف قرآن حکیم نے بار بار اس حقیقت کی صراحت فرمائی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی علوم غیبیہ سے آگاہ نہیں۔ جس نے کائنات کو پیدا کیا اور وہی کائنات کے اسرار سے آشنا ہے۔ بہت کم لوگ غیب کی اصلیت سے واقف ہیں۔

(باقی صفحہ ٩١٦ پر)

حل لغات :-

بُرْهَانَكُمْ۔ برہان کے معنے دلیل قاطع اور روشن حجت جو مقصود اور دعوے کو بالکل واضح کر دے۔

بَلِ ادّٰرَكَ۔ اصل میں تدارک تھا۔ یعنی آخرت کی بابت ان کا علم ختم ہو چکا ہے۔

صٰدِقِيْنَ○

کب آئے گا؟ ○

۷۲۔ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ تَسْتَعْجِلُوْنَ○

۷۲۔ تو کہہ جس کی تم جلدی مچا رہے ہو شاید اس میں سے کچھ تمہاری پیٹھ پیچھے آلگا ہو ○

۷۳۔ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ○

۷۳۔ اور بے شک تیرا رب لوگوں پر فضل کرتا ہے۔ لیکن اکثر ان میں بہت ناشکرے ہیں ○ ف

۷۴۔ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ○

۷۴۔ اور تیرا رب البتہ جانتا ہے جو ان کے سینوں میں چھپا ہوا ہے اور وہ ظاہر کرتے ہیں ○ ف

۷۵۔ وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ○

۷۵۔ اور آسمان اور زمین میں کوئی چھپی ہوئی شے نہیں جو کتاب میں نہ لکھی ہو ○ ف

۷۶۔ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ○

۷۶۔ یہ قرآن بنی اسرائیل کو اکثر وہ باتیں سناتا ہے جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں ○ ف

۷۷۔ وَاِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ○

۷۷۔ اور مومنوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے ○

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۱۵۔

غیب کے معنے یہ سمجھتے ہیں کہ ان چیزوں کے جاننے کو غیب کہتے ہیں جنکا پیشتر سے علم نہ ہو۔ ظاہر ہے۔ کہ ان معنوں کے اعتبار سے ہر شخص عالم الغیب ہے۔ کیونکہ ہر شخص کچھ نہ کچھ ایسی باتیں معلوم کر لیتا ہے۔ جن کا پیشتر سے اسکو علم نہیں ہوتا۔ اور اس طرح اس کی معلومات میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ یہ ایجادات و اختراعات کیا ہیں۔ کیا یہ پیشتر سے انسانوں کو معلوم تھیں۔ اور اگر معلوم نہیں تھیں تو کیا ان سے آگاہی علم غیب ہے! اور اگر اس نوع کی معلومات علم غیب کی تعریف میں آسکتی ہیں تو پھر صرف خدا کے عالم الغیب ہونے کے کیا معنی ہیں؟ یہ سوالات ہیں جو قدرتاً غیب کی صحیح تعریف نہ جاننے کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔

بات اصل میں یہ ہے کہ غیب کے معنی مطلقاً کسی چیز کو اس طرح جاننے کے ہیں۔ کہ استدلال اور استنباط کی درمیانی کڑیاں مفقود ہوں۔ یعنی اس چیز کو معلوم کرنے کا کوئی منطقی اور طبعی ذریعہ نہ ہو اور باوجود اسکے قطعی و یقین کے ساتھ اس کا پتہ دیا جائے۔ اس قسم کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے۔ کیونکہ وہ ہر چیز کو بلا کسی توسط کے بطور خود جانتا ہے اور اس کو کسی استدلال اور استنباط کی ضرورت نہیں۔ اور چونکہ انسان کا علم اکتسابی ہے اسلئے وہ علوم غیب پر مطلع نہیں ہو سکتا۔

(حاشیہ صفحہ ھذا)

منکرین کیلئے وعدۂ عذاب کی تکمیل

ف منکرین نے جب یہ سنا کہ مرنے کے بعد بھی زندگی ہے اور سب لوگوں کو عالم موت سے نکال کر عالم حشر میں کھڑا کیا جائیگا۔ تو وہ ہنسے اور کہنے لگے۔ یہ کیونکر ممکن ہے۔ کیا ہم اور ہمارے باپ دادا دوبارہ زندگی کی نعمتوں سے بہرہ ور ہوں گے یہ تو محض افسانہ معلوم ہوتا ہے اور اس قسم کے افسانے ہم پہلے بھی سن چکے ہیں۔ اور اسکے بعد کمال شوخ چشمی سے پوچھنے لگے کہ وہ وعدۂ عذاب کب آئیگا۔ جسکے متعلق تم کہتے ہو کہ مکذبین کے لئے مقدر ہے اور جسکے لئے اقوام و ملل کی تاریخ ہم سے بیان کی جاتی ہے۔ اور کہا جاتا ہے۔ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ۔

(باقی صفحہ ۹۱۷ پر)

حل لغات: عسٰی۔ یعنی یقیناً قرآن میں حرف مقاربہ کا استعمال ہمیشہ تحقیق کے معنوں میں ہوتا ہے۔

تُكِنُّ۔ اکنان سے ہے۔ یعنی چھپانا۔ مستور رکھنا۔

۷۸- اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهٖ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ۚ۝

۷۸- تیرا رب اپنے حکم سے ان کے درمیان فیصلہ کرتا ہے۔ اور وہ غالب جاننے والا ہے ۝

۷۹- فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ ۝

۷۹- سو تو اللہ پر بھروسہ رکھ بے شک تو صریح[ط] راہ پر ہے ۝

۸۰- اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاۗءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝

۸۰- تو مُردوں کو سُنا نہیں سکتا اور نہ بہروں کو پکار سُنا سکتا ہے جب وہ پیٹھ پھیر کر بھاگیں ۝

۸۱- وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِي الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۭ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝

۸۱- اور نہ تو اندھوں کو ان کی گمراہی[ق] سے ہدایت پر لا سکتا ہے تو تو صرف انہیں کو سُناتا ہے جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں سو وہی مسلمان ہیں ۝

۸۲- وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَاۗبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ ۙ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا

۸۲- اور جب ان پر بات پوری ہو جائے گی۔ تب ہم ان کے لئے زمین[ق] سے ایک دابہ یعنی چارپایہ (جانور) نکالیں گے۔ وہ ان سے کلام کرے گا۔ کہ

حاشیہ صفحہ ۹۱۶:-

ارشاد ہوتا ہے۔ کہ وہ وعدۂ عذاب بہت قریب ہے۔ تم عجلت نہ کرو۔ اور اصل بات یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ یہ نہیں چاہتے۔ کہ حتی الامکان اس کے بندے اس کے غضب وغصہ کا باعث ہوں۔ وہ ہمیشہ عفو وکرم سے کام لیتا ہے۔ ہاں اگر بندوں کو اسی بات پر اصرار ہو کہ عذاب آئے۔ اور ضرور آئے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ ان کی تادیب و اصلاح کے لئے ضرور عذاب بھیج دیتے ہیں۔ چنانچہ جب مکہ والوں کی سرکشیاں حد سے بڑھ گئیں۔ اور انہوں نے طے کر لیا۔ کہ ہجرت کے بعد بھی مسلمانوں کو چین سے نہیں بیٹھنے دیا جائے گا۔ تو معرکۂ بدر کے سامان پیدا ہو گئے۔ اور مشرکین نے اس معرکہ میں سخت شکست کھائی۔ اور بصد حسرت و یاس خائب و خاسر واپس لوٹے ۔

ق اس آیت میں کفار کے مخفی ارادے اور بھید جو تھے ان کے متعلق ارشاد ہے کہ وہ ہم سب کو معلوم ہیں۔ تم یہ نہ سمجھو۔ کہ اللہ اور اس کا رسول تمہارے منصوبوں سے آگاہ نہیں۔

ق کتاب مبین لوح محفوظ ہے اور لوح محفوظ باری تعالیٰ کے علم سے تعبیر ہے۔

ق یعنی قرآن حکیم کا نزول اس لئے ہوا ہے۔ کہ اہل کتاب نے جو اختلافات پیدا کر رکھے ہیں۔ ان کو دُور کرے۔ اور ان میں حقیقی اور سچا فیصلہ صادر فرمائے۔ اور ان لوگوں کے لئے جو مومن ہیں انکا وجود باعث ہدایت و رحمت ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہٰذا)

ق غرض یہ ہے کہ اگر یہ لوگ دنیا میں اختلافات کو دُور نہ کریں اور اسلام کی نعمتوں سے محروم رہیں۔ تو آپ چنداں پرواہ نہ کیجئے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان میں عملی طور پر فیصلہ کر دیگا۔ اور اس وقت انکو معلوم ہو گا۔ کہ دنیا میں یہ راہ راست پر نہ تھے۔

ق قرآن حکیم کے مجموعۂ برکت ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ اور یہ حقیقت بھی غیر مشکوک اور قطعی ہے کہ حضور کا وجود گرامی کیلئے سر تا سر رحمت و ہدایت ہے۔ مگر باوجود اسکے یہ ممکن ہے کہ کچھ لوگ ان فیوض سے استفادہ نہ کریں۔ کیونکہ وہ مُردہ قلب ہیں۔ زندگی کی اصل استعداد ان سے چھن چکی ہے اور قوتِ سماعت سے محروم ہو چکے ہیں۔ اس لئے بہرے ہیں۔

حلِ لغات:- اَلْمَوْتٰى۔ باعتبار، ساف کے مُردہ۔ م

م اَلصُّمُّ۔ صم کی جمع ہے۔ یعنی بہرہ ۔ دَآبَّةً۔ ہر وہ جانور جو زمین پر چلے۔

بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ۝

۸۳- وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ۝

۸۴- حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْ قَالَ اَكَذَّبْتُمْ بِاٰيٰتِيْ وَلَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّا ذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

۸۵- وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا فَهُمْ لَا يَنْطِقُوْنَ ۝

۸۶- اَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّيْلَ لِيَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

(فلاں فلاں، لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں کرتے تھے ۝ ع

۸۳- اور جس دن ہم ہر فرقہ میں سے ان لوگوں کو جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے ایک فوج جمع کریں گے۔ پھر ان کے پرے باندھے جائیں گے ۝

۸۴- یہاں تک کہ جب وہ آ پہنچیں گے۔ تو خدا کہے گا کہ کیا تم نے میری آیتوں کو جھٹلایا تھا باوجودیکہ تم نے ان کو پوری طرح سمجھا بھی نہ تھا؟ یہ تم کیا کرتے تھے؟ ۝

۸۵- اور ان کے ظلم کے سبب ان پر عذاب کا وعدہ پورا ہو گا۔ پھر وہ کچھ نہ بولیں گے ۝

۸۶- کیا انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم نے رات بنائی تاکہ اس میں آرام کریں اور دن بنایا دیکھنے کو۔ بیشک اس میں ان لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں نشانیاں ہیں ۝ ع

حاشیہ صفحہ ۹۱۷:-

دابۃ الارض

جو لوگ قیامت پر یقین رکھتے ہیں۔ اور یہ مانتے ہیں۔ کہ ایک وقت ایسا آئے گا۔ کہ یہ عالم کون و فساد سے بدل جائے گا۔ چاند اور ستارے بے نور ہو جائیں گے۔ آفتاب اپنی حرارت کھو دے گا۔ اور یہ بزم کائنات منتشر ہو جائے گی ۔

جو لوگ اتنی بڑی خرق پر ایمان رکھتے ہیں کہ آسمان کی بلندیاں اور زمین کی وسعت یہ سب چیزیں فنا ہو جائیں گی۔ اور صرف ایک خدا کی ذات باقی رہ جائے گی ۔

جن لوگوں کو اس بات کے ماننے میں کوئی تامل نہیں کہ یہاں کا ذرہ ذرہ خوارق و عجائب کا مجموعہ ہے۔ ان کے لئے دابۃ الارض کا وجود قطعاً حیرت و استعجاب کا موجب نہیں ہو سکتا۔ اور وہ بالکل اس فوق العقل چیز کا انکار نہیں کر سکتے ۔

جب ایک قطرۂ آب سے ایک پہلی وحشی انسان پیدا کیا جا سکتا ہے۔ تو زمین سے ایک جانور پیدا کرنے میں کیا اشکال ہے۔ اس کا گفتگو کرنا بھی کچھ حیرت انگیز بات نہیں ۔

ارشاد ہے کہ ایک بڑا خرق عادت واقعہ ظہور پذیر ہو گا۔ یعنی جس وقت منکرین کے بارہ میں (عذاب) کا وعدہ پورا ہو گا۔ تو اس سے پہلے دابۃ الارض زمین سے ایک جانور نکلے گا۔ اور زبان حال و کیفیت سے بتائے گا۔ کہ اللہ کی نشانیاں برحق ہیں اور اس کے وجود و تحقق میں کوئی شبہ نہیں ۔

(باقی صفحہ ۹۱۹ پر)

حل لغات:-

فوجًا۔ ایک جماعت ۔

۸۷- وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ ۚ وَكُلٌّ أَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ ○

۸۷۔ اور جس دن نرسنگا پھونکا جائے گا۔ تو جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے گھبرا جائے گا۔ مگر وہ جسے اللہ چاہے اور سب اس کے پاس عاجزی کرتے چلے آئیں گے ○ ف۱

۸۸- وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ۚ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْ أَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ إِنَّهٗ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ ○

۸۸۔ اور تو پہاڑوں کو دیکھ کر خیال کرتا ہے۔ کہ وہ اپنی جگہ پر قائم ہیں۔ حالانکہ وہ بادلوں کی طرح رواں ہوں گے یہ اللہ کی صنعت (کارگری) ہے جس نے ہر شے کو استوار کیا جو تم کرتے ہو وہ اس سے خبردار ہے ○

۸۹- مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ○

۸۹۔ جو نیکی لائے گا اس کو نیکی سے بہتر بدلہ ملے گا۔ اور اس دن وہ گھبراہٹ سے امن میں ہوں گے ○ ف۲

۹۰- وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ

۹۰۔ اور جو بدی لائے گا تو اُن کے مُنہ آگ میں

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۱۸

وہ بجائے خود اللہ کی ہستی اور قیامت کی حقانیت پر بہت بڑی دلیل ہوگا۔ ظاہر ہے کہ یہ علامات قیامت میں سے ہے۔ اس لئے زیادہ تفصیلات کی ضرورت نہیں بس اس قدر جان لینا کافی ہے۔ کہ قیامت سے پہلے اس عجیب نشانی کا ظہور ہوگا۔

ف یعنی قیامت میں ہر جماعت میں سے منکرین کے گروہ کو جمع کیا جائے گا۔ اور ان سے زجر و توبیخ کے طور کہا جائے گا۔ کہ تم لوگ دنیا میں ان حقائق کا انکار کرتے تھے۔ اور میری نشانیوں کی تکذیب کرتے تھے۔ حالانکہ تمہیں ان کا پورا پورا علم نہ تھا۔ آج بتاؤ وہ تمہاری تکذیب کیا ہوئی۔ اور تمہاری شوخیاں کہاں گئیں۔

ارشاد ہے۔ کہ اس وقت یہ لوگ خاموش ہو جائیں گے۔ ان کی زبانیں گنگ ہو جائیں گی۔ اور یہ کوئی جواب نہ دے سکیں گے۔

(حاشیہ صفحہ ۹۱۹)

ف۱ اس آیت میں تذکیر بآلاء اللہ کے اصول پر انسانی توجہات کو عجائبات دنیا کی طرف مبذول فرمایا ہے!

ارشاد ہے کہ یہ رات اور دن کے نظام افادیت پر غور کریں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رات کو سکون اور آرام کے لئے بنایا ہے۔ اور کیونکر دن کو روشن بنایا ہے۔ تاکہ تم اس میں کام کرو۔ اور اپنے فرائض منصبی کو انجام دے سکو۔

ف۲ یہ نفخ ثانیہ کا نقشہ ہے کہ جب صور پھونکا جائیگا تو اس وقت آسمانوں اور زمین کی تمام کائنات گھبرا اٹھے گی۔ بجز ان لوگوں کے جن کو اللہ تعالیٰ اس فزع سے محفوظ رکھے۔ وہ سب کے سب اس کے حضور میں بندے چلے آئیں گے۔ (باقی صفحہ ۹۲۰ پر)

حل لغات: دٰخرین: متذلل و منقاد کے ساتھ۔

وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ ۖ هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ○

اوندھے منہ ڈالے جائیں گے۔ وہی بدلہ پاؤ گے جو تم کرتے تھے ○

۹۱- إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ رَبَّ هَٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِي حَرَّمَهَا وَلَهُ كُلُّ شَيْءٍ ۖ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ○

۹۱- مجھے یہی حکم ہوا ہے کہ میں اس شہر (مکہ) کے رب کو پوجوں جسے اس نے حرمت دی ہے اور ہر شے اسی کی ہے۔ اور مجھے حکم ہوا ہے۔ کہ میں حکم برداروں میں رہوں ○

۹۲- وَأَنْ أَتْلُوَ الْقُرْآنَ ۖ فَمَنِ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ إِنَّمَا أَنَا مِنَ الْمُنْذِرِينَ ○

۹۲- اور یہ کہ قرآن پڑھ کر سنادوں۔ پھر جس نے ہدایت پائی تو وہ اپنے ہی نفس کے لئے ہدایت پاتا ہے اور جو کوئی گمراہی میں رہا تو کہہ دے کہ میں تو صرف ڈرانیوالا ہوں ○

۹۳- وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ سَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَتَعْرِفُونَهَا ۚ وَمَا رَبُّكَ

۹۳- اور کہہ کہ سب تعریف اللہ کو ہے وہ عنقریب تمہیں اپنی نشانیاں دکھلائیگا۔ سو تم انہیں پہچان لو گے اور تیرا رب

کون لوگ گھبراہٹ سے محفوظ رہینگے!

(تیسیر القرآن ۹۱۹)

ف اس سے قبل کی آیتوں میں بتایا تھا۔ کہ صور پھونکنے کے وقت لوگ گھبرا جائیں گے! اور اس ہولناک منظر کی تاب نہیں لاسکیں گے۔ اس آیت میں یہ بتایا ہے۔ کہ جو لوگ نیک اور صالح ہیں جنکے نامۂ اعمال میں حسنات کا ذخیرہ وافر ہے۔ وہ اس دن کے خوف و ہراس سے محفوظ رہیں گے۔ اور جو لوگ ایسے ہیں جنکی زندگی کا مشن فواحش کا ارتکاب اور برائیوں کو پھیلانا ہے۔ وہ جہنم میں اوندھے منہ گرینگے۔ اور انہیں کہا جائے گا۔ کہ یہ تمہارے اعمال کا ٹھیک بدلہ ہے۔

(حاشیہ صفحہ ھذا)

اسلام دین صداقت ہے

ف سورۂ نمل میں مکہ والوں کے تمام اعتراضات اور شکوک کو دور کیا گیا ہے۔ اور ان تمام چیزوں کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ جنکی انکو رشد و ہدایت کے سلسلہ میں ضرورت تھی۔ اب ان آیات میں یہ بتلایا ہے۔ کہ ان حقائق کی وضاحت کے بعد بھی اگر تم لوگوں کو توفیق سعادت نصیب نہ ہو۔ تو میں اس بات کے لئے مامور نہیں کہ تمہارے معتقدات اور خواہشات کی پیروی کروں۔ میں تو مجبور ہوں کہ اب بھی اسی کی پرستش کروں جس نے کعبہ کو حرمت بخشی۔ اور جو ساری کائنات کیلئے مرکز بنایا۔ میں مجبور ہوں۔ کہ صرف اسلام کو حق و صداقت سے تعبیر کروں۔ کیونکہ یہی ایک مسلک ہے جو انسانیت کیلئے مفید ہے۔ جہل کی تاریکیوں کو دور کر سکتا ہے۔ اور جسکی وجہ سے انسانی ضمیر کو سکون و اطمینان کی نعمتیں میسر آسکتی ہیں۔

مجھے مامور کیا گیا ہے کہ میں تمہیں قرآن پڑھ کر سناؤنگا۔ اور اسی کی روشنی میں مخلوق کو اللہ سے نزدیک کروں گا۔ مجھ سے تم یہ توقع نہ رکھو کہ میں تمہیں محض افسانوں اور کہانیوں سے خوش کرنے کی کوشش کرونگا۔ یا الفاظ اور بے معنی باتیں تمہارے گوش گزار کرونگا۔ میرے پاس تو جسمانی اور روحانی امراض کے علاج کیلئے ایک ہی نسخۂ کیمیا ہے! اور وہ قرآن ہے۔ میں اسکو ہر مرض کیلئے استعمال کرونگا۔ اور انشاء اللہ ہر مریض کامیاب ہوگا۔ اس کے بعد ارشاد ہے۔ کہ آج تم اسلام کی صداقتوں کے قائل نہیں ہو۔ اور حقائق کا انکار کرتے ہو۔ مگر ایک وقت آئیگا جبکہ اسلام کی صداقت پر زمین و آسمان بھی گواہی دینگے۔ تمہارا تجربہ اور تمہارا تقاضا خود تم کو ان حقائق تک پہنچا دیگا۔ ایک وقت آئیگا۔ جبکہ الحاد و کفر کو جہالت اور غیر معقولیت کے نام سے یاد کیا جائیگا۔ اور منطق میں اسلام کی سچائی کیلئے۔ مستقل شہادتوں اور دلائل کا انتظام ہوگا کہ کسی طرح انکار نہ کر سکیں گے۔ چنانچہ موجودہ علوم اور موجودہ تحقیقات نے اسلام کے بہت سے حقائق کو روشن کر دیا ہے۔ اور آج بہت سے نئے علوم بڑی حد تک اسلام کے قریب آچکے ہیں۔

حل لغات۔ حرمہا: لفظ حرمت سے ہے یعنی حرمت و عزت بخشنا۔ اتلوا: قرآن کی [illegible]

بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝

ان باتوں سے غافل نہیں جو تم کرتے ہو ۝

آیاتہا ۸۸	سُوْرَةُ الْقَصَصِ مَكِّيَّةٌ (۲۸)	رکوعاتہا ۹

مکی آیتیں ۸۸ | (۲۸) سورۂ قصص | رکوعات ۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

۱- طٰسٓمّٓ ۝

۱- طٰسم ۝

۲- تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝

۲- یہ کھلی کتاب کی آیتیں ہیں ۝

۳- نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

۳- ہم تجھے ایمان دار لوگوں کے لئے موسٰی اور فرعون کے سچے حالات سناتے ہیں ۝

۴- اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِى الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ۚ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝

۴- فرعون ملک میں بڑھ چڑھ رہا تھا اور اس نے وہاں کے لوگوں کو فرقے فرقے بنا رکھا تھا۔ ان میں سے ایک فرقہ کو ضعیف سمجھتا تھا۔ ان کے لڑکوں کو ذبح کرتا اور ان کی لڑکیوں کو زندہ رکھتا تھا۔ بیشک وہ مفسدوں میں سے تھا ۝

قصہ غلامی و آزادی

ف۱ سورہ قصص کی ابتدا موسٰی اور فرعون کے قصے سے ہوتی ہے کیونکہ یہ قصہ اپنے اندر مظلوموں اور بیکسوں کے لئے ایک عجیب کشش رکھتا ہے۔ اس کے بیان کرنے سے مقصد یہ ہے۔ کہ کمزور اور زیردست انسانوں کے دل میں اُبھار اور بلندی کی خواہشات پیدا کی جائیں۔ اور انہیں بتایا جائے۔ کہ اللہ تعالٰی اپنے بندوں کی کیونکر مدد کرتا ہے۔ اور کس طرح حضیضِ غلامی سے اُٹھا کر حکومت و وراثت کے بامِ بلند تک پہنچا دیتا ہے۔ یہ قصہ حقیقت میں فرعون اور موسٰی کا قصہ ہی نہیں۔ بلکہ حق و باطل کی معرکہ آرائی کا مکمل نقشہ ہے۔ فرعون اور فرعون جیسے ظالموں کی داستانِ عبرت ہے۔ بلکہ یوں کہیئے۔ کہ آزادی اور غلامی کا کامل فوٹو ہے۔

اس میں وہ تمام وا قعات بیان کئے گئے ہیں۔ جو غلام اور برسرِ اقتدار قومیں۔ غلامی کی زنجیروں کو مستحکم کرنے کے لئے اختیار کرتی ہیں۔

چنانچہ ارشاد ہے۔ کہ فرعون نے بنی اسرائیل کو ہمیشہ کے لئے ذلیل اور غلام رکھنے کے لئے دو تجویزوں کو نافذ کیا۔ ایک یہ کہ ان میں افتراق و تشتت کے جذبات پیدا کر دیئے۔ اور وحدت و یکسانی کی مخالفت کی جائے۔ دوسرے یہ کہ لڑکوں کو ذبح کر ڈالا جائے۔ اور لڑکیوں کو چھوڑ دیا جائے کہ وہ اس خلافانہ زندگی پر قانع رہیں۔

بتائیے۔ کہ کیا آج کا فرعون اس فرعون سے زیادہ دانائی سے انہیں دو طریقوں کو استعمال نہیں کر رہا؟

یہ لڑائی اور ہنگامے۔ یہ اختلافات کے طوفان اور جھگڑے یہ جماعت بندیاں اور گروہ سازیاں۔ کیا محض اس لئے نہیں پیدا کی جا رہی ہیں۔

(باقی صفحہ ۹۲۲ پر)

حلِ لغات

شِيَعًا۔ گروہ گروہ۔ شِيْعَة کی جمع ہے۔

۵- وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ ○

۵- اور ہم چاہتے تھے کہ جو لوگ ملک میں کمزور پڑے تھے۔ ان پر احسان کریں اور انہیں امام بنائیں اور وارث ٹھہرائیں ○

۶- وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا مِنْهُمْ مَا كَانُوا يَحْذَرُونَ ○

۶- اور انہیں زمین میں قدرت دیں۔ اور فرعون اور ہامان اور ان کے لشکروں کو اسرائیلیوں کے ہاتھ سے وہی بات دکھلائیں۔ جس سے وہ ڈرتے تھے (کہ اسرائیلی غالب ہو جائیں) ○

۷- وَأَوْحَيْنَا إِلَى أُمِّ مُوسَى أَنْ أَرْضِعِيهِ فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَأَلْقِيهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي إِنَّا رَادُّوهُ إِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ○

۷- اور ہم نے موسیٰ کی ماں کی طرف وحی بھیجی۔ کہ اُسے دودھ پلا۔ پھر جب تجھے اس کی نسبت خوف ہو تو اُسے دریا میں ڈال دے اور نہ ڈر اور نہ غم کر۔ ہم اُسے پھر تیری طرف لائیں گے۔ اور اُسے رسول بنائیں گے ○

۸- فَالْتَقَطَهُ آلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُونَ

۸- پھر اُسے فرعون کے گھر والوں نے اُٹھا لیا تاکہ وہ اُن کے

(حاشیہ صفحہ ۹۲۱)

کہ اس طرح سے آزادی اور حریت کے جذبات کو سخت نقصان پہنچتا ہے۔ اور قوم اپنے اختلافات میں اُلجھ کر اپنے غالب دشمن سے غافل ہو جاتی ہے۔

یہ کالج اور یونیورسٹیاں، یہ مدارس اور تعلیم گاہیں۔ کیا مسلخ اور مذبحوں سے کم ہیں۔ جہاں لاکھوں نوجوانوں کو ذبح کیا جاتا ہے جو دور میں آوارگی اور فیشن کی ترویج کیا موجودہ تعلیم کا نتیجہ نہیں ہے؟

بہر حال فرعون ہمیشہ ایک رہتا ہے۔ صرف ظلم و ستم کا انداز ذرا بدل جاتا ہے۔

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

ف ارشاد ہے کہ ایک طرف تو فرعون نے ان لوگوں کو ذلیل ٹھہرانے کی ٹھانی، اور دوسری طرف ہم نے ارادہ کر لیا۔ کہ غریبوں اور کمزوروں کی مدد کریں گے۔ ان کو شرف و عزت کی نعمتوں سے نوازیں گے۔ انہیں لوگوں کے لئے نمونہ بنائیں گے۔ اور ارضِ مصر کی وراثت بخشیں گے۔ اور فرعون و ہامان کو بتائیں گے۔ کہ تمہاری کوششیں بار آور نہیں ہو سکتیں۔ اب تم بنی اسرائیل کو زیادہ دیر غلام نہیں رکھ سکتے۔

ف اسکے بعد قصہ کی تفصیلات بیان فرمائی ہیں کہ کیونکر ہم نے موسیٰ کو ان کی ماں کی گود سے اُٹھا کر فرعون کی آغوش میں پہنچا دیا۔ اور پھر کیونکر ہم نے موسیٰ کو موقع دیا۔ کہ وہ مادرانہ جذبات محبت و شفقت کی تکمیل کرے

حلِ لغات:- آئِمَّۃ۔ قائدین۔ امام کی جمع [illegible]

لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ؕ اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِئِيْنَ ○

۹- وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَلَكَ ؕ لَا تَقْتُلُوْهُ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○

۱۰- وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ؕ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○

۱۱- وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ ؗ

لئے ایک دشمن اور باعث غم ہو۔ بے شک فرعون اور ہامان اور اُن کے لشکر خطاکار تھے ○

۹- اور فرعون کی عورت نے کہا۔ کہ (یہ لڑکا) تیرے[ف۱] اور میرے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگا۔ اسے قتل نہ کرو۔ شائد ہمیں نفع دے یا ہم اسے بیٹا بنائیں اور وہ نہ جانتے تھے[ف۲] ○

۱۰- اور موسیٰ کی ماں کا دل بیقرار ہوگیا۔ اگر ہم اسکے دل کو ڈھارس نہ بندھاتے تو قریب تھا کہ وہ اس بیقراری کو ظاہر کر دیتی (مگر ہم نے اسکے دل کو اس لئے ڈھارس بندھائی) کہ مومنین میں رہے[ف۳] ○

۱۱- اور اس نے موسیٰ کی بہن سے کہا۔ کہ تو اس

ف۱ حضرت موسیٰ کی ماں جب فرعون کے ڈر سے اپنے بچہ کو دریا میں ڈال دیا۔ تو وہ کسی طرح سے قصر شاہی میں پہنچ گیا۔ فرعون چاہتا تھا کہ اس بچہ کو بھی تہ تیغ کرا دیا جائے۔ مگر بیوی نے روکا اور کہا۔ اسکو ہم متبنّٰی بنائیں گے۔ بچہ پیارا بچہ ہے۔ ممکن ہے یہ ہمارے لئے نفع و خیر کا باعث ہو۔ اس لئے اس کو نہ مارو۔

خدا کی تدبیر دیکھئے۔ کہ کیونکر فرعون کو لاولد رکھا۔ پھر کس طرح سے اسکی بیوی کے دل میں شفقت و محبت کے جذبات پیدا کر دیئے۔ اور کس حکمت سے موسیٰ کو شاہانہ ٹھاٹھ دیکھنے کے مواقع بہم پہنچائے۔

غرض یہ تھی۔ کہ جو شخص فرعون جیسے شاندار بادشاہ کا مقابلہ کرنا چاہتا ہے۔ اس کی تربیت ایسی کے محل اور اسی کی شاندار قصر میں ہو۔ تاکہ ابتدا ہی سے اس کے جو جلسے دیکھے ہوں۔ اور خیالات شاہانہ ہوں۔ وہ اس کے ساز و سامان کو دیکھ کر مرعوب نہ ہو جائے۔ اور پوری خود داری۔ بے خوفی اور شانِ استغنا کے ساتھ بنی اسرائیل کی وہ نمائندگی کر سکے۔

ف۲ ارشاد ہے کہ یہ سب کچھ فرعون کی تباہی کے لئے ہو رہا تھا۔ وہ اتنا سمجھدار تھا۔ مگر ہماری تدبیر کی باریکیوں کو نہ سمجھ سکا۔ اس کے گھر میں اس کا دشمن جوان ہو رہا تھا۔ اور وہ اس سے بالکل بے خبر تھا۔ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ۔

ف۳ حضرت موسیٰ کی والدہ آخر عورت ہی تو تھیں۔ بچے کو ہاتھ سے جاتا دیکھ کر گھبرا گئیں۔

ارشاد ہے کہ اگر ہم اس کے دل کو مضبوط نہ کر دیتے۔ اور اس کو تسلی نہ دیتے۔ تو قریب تھا۔ کہ راز افشا کر دیتیں۔

ف۴ جب موسیٰ فرعون کے محل میں جا رہے تھے۔ تو اس کی ماں نے اُن کی بہن کو پیچھے لگا دیا۔

(باقی صفحہ ۴۲۳ پر)

حلِ لغات:

قُرَّةُ عَيْنٍ۔ آنکھوں کی ٹھنڈک۔ یعنی باعث سرور۔

فٰرِغًا۔ یعنی صبر و قرار سے خالی ہوگیا۔

فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝

پیچھے چل جا۔ پھر وہ اُسے دُور سے دیکھتی رہی اور انہیں معلوم بھی نہ ہؤا ۝

۱۲- وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ ۝

۱۲- اور ہم نے تو پہلے ہی سے سب دودھ پلانے والی عورتیں موسیٰ پر حرام کر دی تھیں۔ پھر بہن نے کہا۔ کہ تمہیں ایک گھر والے بتلاؤں۔ کہ وہ اسے تم کو پال دیں۔ اور وہ اس کے خیر خواہ ہیں ۝

۱۳- فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

۱۳- پھر ہم نے موسیٰ کو اس کی والدہ کی طرف پہنچا دیا۔ تاکہ اس کی آنکھ ٹھنڈی ہو اور غم نہ کھائے اور تاکہ اُسے معلوم ہو کہ بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ لیکن بہت لوگ نہیں جانتے ۝

۱۴- وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰٓى اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ۭ وَكَذٰلِكَ

۱۴- اور جب وہ اپنی جوانی کو پہنچا اور سنبھلا اور ہم نے اُسے حکم اور علم دیا۔ اور یوں ہم نیکوں کو جزا

بقیہ حاشیہ صفحہ

(۹۲۳)

کہ وہ دُور سے حالات کا مطالعہ کرتی رہے اور دیکھتی رہے کہ کیا ہوتا ہے۔

ف ان آیات میں اس بات کا ذکر ہے۔ کہ جب فرعون کی بیوی نے دیکھا۔ کہ بچہ مطلق دودھ نہیں پیتا ہے تو اس کو تشویش ہوئی۔ اور اس سوچ میں تھی کہ کیا کیا جائے۔ بچہ دودھ نہیں پیتا ہے۔ کہ اتنے میں اس کی بہن کو جو کسی طریق سے محل میں پہنچ گئی۔ کچھ کہنے کا موقع ملا۔ اس نے کہا کہ میں تم کو ایسے گھر والے بتلائے دیتی ہوں۔ جو اس بچے کی عمدگی کے ساتھ پرورش کریں گے۔ اور بچہ ان کے ساتھ زیادہ خوش و خرم رہے گا۔ ارشاد ہے۔ اس طریق سے ہم نے تیم موسیٰ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۲۵)

کی آنکھوں کو ٹھنڈا کیا۔ اور تسلی دی۔ تاکہ اسکو معلوم ہو۔ کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ فرمایا۔ مگر افسوس ہے۔ کہ اکثر لوگ اللہ پر بھروسہ نہیں رکھتے۔ اور یہ نہیں جانتے کہ اللہ اپنے بندوں کی ہر حال اعانت کرتا ہے۔

ف یعنی موسیٰ علیہ السلام جب جوان ہوئے تو ہم نے انہیں علم بخشا۔ اور پیغمبرانہ شوجھ بوجھ عنایت فرمائی۔ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ سے غرض یہ ہے کہ جو لوگ نیک اور صالح ہوں۔ اللہ تعالےٰ اسی طرح انکے علم اور حکمت میں اضافہ کرتا رہتا ہے۔

حل لغات:- عَنْ جُنُبٍ۔ بعید اور دور سے۔ حَرَّمْنَا۔ اس سے مقصود تحریم طبعی ہے یعنی موسیٰ طبعاً دودھ پینے سے متنفر تھے۔ اَشُدَّهٗ۔ قوت۔ توانائی۔ جوانی۔

نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ○

دیتے ہیں ○

۱۵۔ وَدَخَلَ الْمَدِينَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ ۖ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِيْ مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ ۖ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ۖ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ ○

۱۵۔ اور وہ شہر میں آیا۔ جب وہاں کے لوگ بے خبر تھے تو وہاں اس نے دو آدمی لڑتے پائے یہ اس کے رفیقوں میں سے تھا۔ اور یہ اس کے دشمنوں میں سے تھا۔ تو اس نے جو اس کی قوم کا تھا اس کے مقابلہ میں جو اس کے دشمنوں تھا۔ موسیٰ سے مدد مانگی۔ تب موسیٰ نے اُسکے مُکّا مارا۔ پھر اس کو تمام کر دیا۔ تو کہا کہ یہ شیطانی کام ہُوا۔ بیشک وہ کھُلم کھُلا بہکانیوالا دشمن ہے ○

۱۶۔ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَغَفَرَ لَهٗ ۗ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○

۱۶۔ کہا اے رب میرے میں نے اپنی جان پر ظلم کیا سو مجھے بخش دے۔ پھر اسکو بخش دیا۔ بیشک وہی بخشنے والا مہربان ہے ○

حضرت موسیٰ کی جوانی کا ایک واقعہ

(ف) موسیٰ علیہ السلام کی تربیت جس ماحول میں ہوئی تھی۔ اُس کا تقاضا یہ تھا۔ کہ وہ بالکل بے خوف اور نڈر ہوتے ہوتے۔ اور ان میں زبردست جرأت اور جسارت ہوتی۔ اور حقیقت یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا مقصد بھی یہی تھا۔ کہ موسیٰ فرعون کے گھر میں رہ کر اتنے جسور ہو جائیں۔ کہ آئندہ چل کر بنی اسرائیل کے صحیح معنوں میں راہنما ثابت ہوں ؛

ان آیات میں موسیٰ کے عنفوان شباب کا ایک واقعہ ہے۔ کہ انہوں نے ایک دن ایک قبطی اور اسرائیلی کو آپس میں لڑتے ہوئے پایا۔ معلوم ہوتا ہے۔ اس زمانے میں حضرت موسیٰ فرعون کی تربیت سے آزاد ہو چکے تھے۔ اسی لئے مصر میں وہ رات کے وقت آئے جب کہ سب لوگ سو رہے تھے۔ اس اسرائیلی نے جب یہ دیکھا۔ کہ موسیٰ آرہے ہیں۔ تو مدد کے لئے بلایا۔

حضرت موسیٰ نے عصبیت قومی کے جوش میں آکر قبطی کے ایک گھونسہ رسید کیا۔ جس سے وہ جانبر نہ ہو سکا؛ اب موسیٰ کو احساس ہُوا۔ کہ انہوں نے غلطی کی۔ فوراً جناب باری میں جھک گئے اور اپنے گناہ کی معافی چاہی اور کہا۔ پروردگار بے شک مجھ سے قصور ہُوا۔ میں ہرگز نہیں چاہتا۔ کہ مجرم کی مدد کروں۔ اس لئے میری لغزش کو معاف کر دیجئے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ کہ ہم نے معاف کر دیا۔ کیونکہ ہم غفور اور رحیم ہیں؛

یاد رہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے یہ ارادہ نہیں کیا تھا۔ کہ قبطی کو جان سے مار ڈالا جائے۔

(باقی صفحہ ۹۲۶ پر)

حلِ لُغات :-

فَاسْتَغَاثَهُ۔ مدد طلب کی ؛

فَوَكَزَهٗ۔ ٹھوکا۔ مُکّا مارا ؛

۱۷- قَالَ رَبِّ بِمَآ أَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ أَكُونَ ظَهِيرًا لِّلْمُجْرِمِينَ ○

۱۷- کہا اے رب جیسا تو نے مجھ پر نعمت کی۔ میں بھی آئندہ مجرموں کا مددگار نہ بنوں گا ○

۱۸- فَأَصْبَحَ فِي الْمَدِينَةِ خَآئِفًا يَتَرَقَّبُ فَإِذَا الَّذِي اسْتَنْصَرَهُ بِالْأَمْسِ يَسْتَصْرِخُهُ ۚ قَالَ لَهُ مُوسَىٰ إِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِينٌ ○

۱۸- پھر صبح کو ڈرتے ہوئے راہ دیکھتا شہر میں گیا۔ تو کیا دیکھتا ہے۔ کہ وہی جس نے کل اس سے مدد چاہی تھی۔ پھر اس کو مدد کے لئے پکار رہا ہے۔ موسیٰ نے کہا کچھ شک نہیں کہ تو صریح گمراہ ہے ○

۱۹- فَلَمَّآ أَنْ أَرَادَ أَنْ يَبْطِشَ بِالَّذِي هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا قَالَ يَٰمُوسَىٰٓ أَتُرِيدُ أَنْ تَقْتُلَنِي كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْأَمْسِ ۖ إِنْ تُرِيدُ إِلَّآ أَنْ تَكُونَ جَبَّارًا فِي الْأَرْضِ وَمَا تُرِيدُ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْمُصْلِحِينَ ○

۱۹- پھر جب اس نے اس پر جو ان دونوں کا دشمن تھا۔ ہاتھ ڈالنا چاہا۔ تو وہ بولا۔ کہ اے موسیٰ تو مجھے قتل کیا چاہتا ہے؛ جیسے کل تو نے ایک شخص کو قتل کیا تھا۔ تو یہی چاہتا ہے کہ ملک میں ظلم و زبردستی کرتا پھرے۔ اور مصلح کاروں میں ہونا نہیں چاہتا ○

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۲۵

یہ تو اس کی قسمت میں مقدر تھا۔ کہ وہ اس ضرب کو برداشت نہ کر سکے۔ اور مر جائے۔ ورنہ عموماً ایک گھونسے کی معمولی چوٹ ہوتی ہے ۔

اس واقعہ سے یہ چلتا ہے۔ کہ مقام نبوت کس درجہ بلند ہوتا ہے۔ اور خدا کے نیک بندے کس جرأت اور صفائی سے اپنی لغزشوں کا اعتراف کر لیتے ہیں ۔

اگرچہ وہ قبطی دشمن کا ایک فرد تھا۔ اور اس دشمن قوم کا جس نے کہ بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا تھا۔ جو سینکڑوں اسرائیلی بچوں کو زندگی سے محروم کر چکی تھی۔ اور جس کے نزدیک خون اسرائیل کی کوئی قیمت نہ تھی۔ مگر باوجود اسکے حضرت موسیٰ نے اپنے فعل کو غلطی سے تعبیر کیا۔ اور اللہ سے عفو و رحم کے طالب ہوئے ۔

موسیٰ علیہ السلام چونکہ بشر تھے۔ جوان تھے

مقابل میں مخالف گروہ کا ایک فرد قبطی تھا۔ اسرائیلی مدد کا طالب تھا۔ اس لئے یقیناً اس وقت کے حالات کا تقاضا یہی تھا۔ کہ حضرت موسیٰ مدد کے لئے آگے بڑھتے مگر وہ اس ناخوشگوار حادثہ کے متوقع نہ تھے۔ اس لئے جب انہوں نے دیکھا۔ کہ قبطی مر گیا۔ تو ان کو قدرتاً ندامت محسوس ہوئی۔ یہ کوئی ایسی گناہ کی بات نہ تھی صرف حالات کا تقاضا تھا۔ مگر شان نبوت کا اقتضا تھا کہ ترک اولیٰ کو بھی گناہ سمجھا جائے۔ اور اللہ سے غیر مشروط طور پر معافی مانگی جائے۔

حل لغات:-

ظَهِيرًا۔ مددگار۔ اِسْتَنْصَرَهُ۔ مدد کے لئے چاہنا۔

جَبَّارًا۔ ظالم۔ اس لفظ کا انتساب جب اللہ کی طرف ہو۔ تو اس کے معنے ضروریات کو پورا کرنے والے کے ہوتے ہیں ۔

۲۰- وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى ۫ قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنَّ الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّىْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِيْنَ ○

۲۰- اور شہر کے پرلے سرے سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا کہنے لگا اے موسٰی اہل دربار تیرے بارہ میں مشورہ کر رہے ہیں کہ تجھے قتل کریں۔ سو تو یہاں سے نکل بھاگ میں تیرے خیر خواہوں میں سے ہوں ○ [ف۱]

۲۱- فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ ۫ قَالَ رَبِّ نَجِّنِىْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○

۲۱- تب وہ ڈرتا اور راہ تکتا ہوا شہر سے نکلا۔ بولا اے میرے رب ظالم لوگوں سے مجھے بچا ○

۲۲- وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّىْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِىْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ○

۲۲- اور جب مدین کی سیدھ پر متوجہ ہوا۔ بولا، اُمید ہے کہ میرا رب مجھے راہ راست دکھلائے گا ○

۲۳- وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ۫ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ

۲۳- اور جب مدین کے پانی پر آیا تو اس پر لوگوں کی جماعت پائی جو پانی پلا رہے تھے۔ اور اُن سے الگ دو عورتیں پائیں کہ اپنی بکریاں، روکے کھڑی

موسٰی مدین کے کنوئیں پر

[ف۱] موسٰی علیہ السلام کے قبطی کو مارنے کے واقعہ سے مصر میں سنسنی پھیل گئی۔ اور حلقہ ملاء میں ہل چل مچ گئی۔ ان کو تشویش لاحق ہوئی۔ کہ کہیں یہی نوجوان بنی اسرائیل کی نجات کا باعث نہ ہو۔ اس لئے سب نے مل کر مشورہ کیا۔ کہ اس کو پکڑ کر مار ڈالو۔ حضرت موسٰی کے مخلصین میں سے ایک آدمی تھا۔ وہ دوڑتا ہوا آیا۔ اور اس نے حقیقت حال سے موسٰی کو آگاہ کر دیا۔ اس نے کہا۔ کہ کہیں بھاگ جائیے۔ آپ کے قتل کے مشورے ہو رہے ہیں۔ اب حضرت موسٰی پریشان ہوئے۔ اور مدین کی طرف چل کھڑے ہوئے۔ ان کو معلوم تھا۔ کہ وہاں اُن کے عزیز و اقارب رہتے ہیں۔ لیکن راستہ معلوم نہیں تھا۔ ڈرتے ڈرتے مصر سے نکلے۔ اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کی۔ کہ مولا اس ظالم قوم سے مخلصی عطا فرمایئے۔

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت موسٰی مصر سے گئے ہیں۔ اس وقت نبوت سے باقاعدہ نہیں نوازے گئے تھے۔ مگر وجدانی طور پر بنی اسرائیل کی محبت ان کے دل میں برقرار جاگزین تھی۔ اور وہ قطعاً فرعون اور اس کی قوم کو ظالم خیال کرتے تھے۔

دوسری بات جو اس ہجرت سے مستفاد ہوتی ہے۔ یہ ہے کہ مصائب و مشکلات کے وقت صرف اللہ سے طلب اعانت کرنا چاہئیے۔ حضرت ابراہیمؑ نے جب ہجرت فرمائی۔ تو آپ نے بھی کہا۔ اِنِّىْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّىْ سَيَهْدِيْنِ۔ کہ میں اپنے رب کے لئے ہجرت کر رہا ہوں۔ میری وہی راہ نمائی کرے گا۔ اور حضرت موسٰی اب جانے لگے ہیں تو یہی فرماتے ہیں۔ عَسٰى رَبِّىْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِىْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ۔

(باقی صفحہ ۹۲۸ پر)

حلِ لغات:-

يَاْتَمِرُوْنَ۔ اِئتمار سے ہے۔ باہم کسی بات کے متعلق سوچنا۔ مشورہ کرنا۔

قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ۖ قَالَتَا لَا نَسْقِي حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ ۖ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ○

۲۴- فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّيْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ○

۲۵- فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ ۫ قَالَتْ اِنَّ اَبِيْ يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ۭ فَلَمَّا جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ ۙ قَالَ لَا تَخَفْ ۪ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○

۲۶- قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ۡ

تھیں۔ بولا تمہارا کیا حال ہے؟ بولیں ہم نہیں پلائیں گے۔ جب تک چرواہے اپنے مویشی ہٹا کر واپس نہ لے جائیں اور ہمارا باپ بوڑھا بڑی عمر کا ہے ○ [1]

۲۴- تب موسیٰ نے اُن کے مویشیوں کو پانی پلایا۔ پھر سایہ کی طرف لوٹ آیا اور بولا اے میرے رب جو بھلائی تو نے میری طرف نازل کی ہے میں اس کا محتاج ہوں ○

۲۵- پھر ان دو میں سے ایک عورت شرم سے چلتی ہوئی اس کے پاس آئی۔ کہا کہ بیشک میرا باپ تجھے بلاتا ہے تاکہ تجھے اس کا بدلہ دے۔ کہ تو نے ہمارے جانوروں کو پانی پلایا پھر جب وہ اسکے پاس آیا اور اس سے سارا حال بیان کیا۔ تو وہ بولا کہ خوف نہ کر تو نے ان ظالموں سے نجات پائی ○

۲۶- ان دو میں سے ایک بولی کہ اے باپ اسے نوکر رکھ لے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۲۷:-

جس کے صاف معنے یہ ہیں۔ کہ ہر واقعہ میں جب انسان اپنے کو کسی الجھن میں دیکھے۔ تو اللہ سے استعانت چاہے۔ اور فی الحقیقت جو لوگ اللہ کے سامنے جھکتے ہیں اور اس پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اور اسے اپنا کارساز اور وکیل سمجھتے ہیں۔ اللہ ان کو کبھی ذلیل اور رُسوا نہیں کرتا۔ وہ ضرور ان کی آرزوں کو سنتا اور خواہشوں کو پورا کرتا ہے۔ اس کی نسبت یہی ہے۔ کہ اس کو پکارو۔ وہ سنے گا۔ اس سے مانگو۔ تو وہ ضرور دے گا۔ اور اگر اس پر مستحکم ایمان نہ ہو۔ اس پر پورا بھروسہ اور توکل نہ ہو۔ تو پھر وہ بھی پروا نہیں کرتا۔ اور اس حالت میں اس پر کوئی الزام بھی عائد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خدا کو آزمانے کی ضرورت نہیں۔ وہ آزمائشوں سے قطعاً منزہ ہے ●

حاشیہ صفحہ ہذا

[1] جب حضرت موسیٰ ڈھونڈتے اور تلاش کرتے ہوئے مدین پہنچ گئے۔ تو وہاں ایک پانی کے مقام پر لوگوں کا مجمع دیکھا کہ اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے ہیں۔ اور ان سے الگ دو عورتیں چُپ چاپ کھڑی ہیں۔ اور دیکھ رہی ہیں۔ موسیٰ اپنی مصیبت کو بھول گئے۔ اور انسانی ہمدردی سے مجبور ہو کر پوچھا۔ خاتون محترم! یہاں کیوں کھڑی ہو؟ انہوں نے کہا۔ ہم جانوروں کو اس وقت تک کیسے پانی پلا سکتی ہیں۔ جب تک کہ یہ بھیڑ نہ چھٹ جائے۔ اور پھر یہ خیال کر کے کہ کہیں یہ اجنبی دل میں ہمارے متعلق کوئی بُری رائے قائم نہ کر لے۔ اور یہ نہ سمجھے۔ کہ یہ پانی پلانے کے لئے یہاں کیوں آئی ہیں؟ انہوں نے وضع و نقل مقدر کے طور پر کہہ دیا۔ کہ ہمارے آبا بوڑھے ہیں۔ وہ یہاں تک نہیں آ سکتے۔ یہ بات سُن کر آپ آگے بڑھے۔ اور ان کے جانوروں کو پانی پلا دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ سے ایک طرف درخت کے سایہ میں کھڑے ہو کر کہا۔ کہ میں تیری رحمت اور نعمت کا محتاج ہوں ●

حل لغات:- مَا خَطْبُكُمَا۔ بمعنی کے معنی ہیں کہ تمہاری خواہش کیا ہے ● اَجْرَ۔ مزدوری۔ ہو سکتا ہے جب لڑکیوں نے انہیں غریب اور مزدور سمجھ کر باپ سے سفارش کی ہو کہ انہیں کچھ دیا جائے۔ اور موسیٰ علیہ السلام جوان کے ساتھ چلے گئے تو آپ کے ہو کر شادی کے ساتھ جانے میں موافق اور مساعد حالات پیدا ہو جائیں ●

إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ ○

البتہ بہتر نوکر جو تو رکھے وہ ہے جو زور آور اور امانت دار ہو ○

٢٧- قَالَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُنْكِحَكَ إِحْدَى ابْنَتَيَّ هَاتَيْنِ عَلَى أَنْ تَأْجُرَنِي ثَمَانِيَ حِجَجٍ ۚ فَإِنْ أَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۖ وَمَا أُرِيدُ أَنْ أَشُقَّ عَلَيْكَ ۚ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ○

٢٧- کہا میں چاہتا ہوں۔ کہ اپنی ان دو بیٹیوں میں سے ایک تیرے نکاح میں دوں۔ اس شرط پر کہ تو آٹھ برس میرا نوکر رہے۔ اور جو تو دس برس پورے کرے تو وہ تیری طرف سے (مہربانی) ہے اور میں تجھے مشقت ڈالنا نہیں چاہتا اگر اللہ نے چاہا تو مجھے نیکو بخت پائیگا ○

٢٨- قَالَ ذَٰلِكَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ ۖ أَيَّمَا الْأَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ ۖ وَاللَّهُ عَلَىٰ مَا نَقُولُ وَكِيلٌ ○

٢٨- وہ بولا میرے اور تیرے درمیان یہی اقرار رہا۔ ان دونوں مدتوں میں سے جونسی مدت میں پوری کروں تو مجھ پر کچھ زیادتی نہ ہوگی۔ اور جو ہم اس پر کہتے ہیں خدا گواہ ہے ○

٢٩- فَلَمَّا قَضَىٰ مُوسَى الْأَجَلَ وَسَارَ

٢٩- پھر جب موسیٰ نے مدت پوری کر دی اور اپنے گھر والوں

شادی کے سامان

ف حضرت موسیٰ کی دُعا قبول ہو گئی۔ اور اللہ تعالےٰ نے رحمت کا سامان مہیا کر دیا۔ ایک لڑکی شرماتی، اور لجاتی ہوئی اُن کے پاس آئی۔ اور کہنے لگی میرے ابا آپکو بلاتے ہیں۔ تاکہ آپ نے ہمارے جانوروں کو پانی پلا کر جو احسان کیا ہے۔ اُسکا معاوضہ آپکو دیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب یہ بہنیں اپنے جانوروں کو پانی پلا کر پہنچی ہیں۔ تو انہوں نے حضرت موسیٰ کی ہمدردی کا تذکرہ اپنے والد حضرت شعیب سے کیا ہوگا۔ اور حضرت شعیب نے اس بنا پر انہیں بلا لیا ہوگا ۔

اس واقعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ عورتیں اگر حالات وقضا سے مجبور ہو کر کام کاج کریں۔ تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ اجنبی عورت سے بیہودہ انداز گفتگو میں کوئی گناہ نہیں۔ بلکہ بعض حالات میں ضروری ہو جاتا ہے۔ کہ اس کمزور طبقہ کی مدد کی جائے ۔

غرض کہ حضرت موسیٰ۔ حضرت شعیب کے ہاں پہنچے تو انہوں نے سارا قصہ سنایا۔ کہ میں فلاں ہوں اور اس طرح مصر سے بھاگا ہوں۔ انہوں نے واقعہ سن کر کہا۔ کہ تم خوف نہ کھاؤ۔ خاطر جمع رکھو۔ اب ظالم فراعنہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے ۔

ف۲ جب ابتدائی رسمی گفتگو ختم ہو گئی۔ تو اللہ نے انتظام فرما دیا۔ کہ مہاجر موسیٰ قصر فرعون سے آزاد ہو کر حضرت شعیب کی صحبت سے استفادہ کرے۔ چنانچہ حضرت شعیب کی لڑکی کی اس سفارش پر کہ ابا انہیں اپنے ہاں ملازم رکھ لیجئے۔ آدمی مضبوط اور دیانت دار ہیں۔ حضرت موسیٰ وہاں رہ پڑے۔ اور منشاء کرم اللہ نے یہ کیا۔ کہ اُن کی خانہ آبادی کی طرح ڈال دی ۔ (باقی صفحہ ٩٣٠)

حل لغات۔

اِسْتَأْجِرْهُ۔ یعنے انہیں "اجیر" بنا کر رکھ لیجئے۔ حِجَجٍ۔ حجۃ کی جمع ہے۔ یعنی سال ۔

بِاَهْلِهٖۤ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۚ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّیْۤ اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝

کو لے کر چلا تو کوہ طور کی طرف سے ایک آگ دیکھی اپنے گھر والوں سے کہا کہ تم ٹھہرو۔ میں نے ایک آگ دیکھی ہے شاید میں تمہارے پاس وہاں سے کچھ خبر یا آگ کا انگارا لاؤں تاکہ تم تاپو ۝

۳۰- فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا نُوْدِیَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَیْمَنِ فِی الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ یّٰمُوْسٰۤی اِنِّیْۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

۳۰- پھر جب وہاں آیا تو اس مبارک قطعہ میں میدان کے داہنے کنارہ کی طرف سے درخت سے یوں آواز آئی۔ کہ اے موسیٰ بیشک میں اللہ رب العالمین ہوں ۝

۳۱- وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰی مُدْبِرًا

۳۱- اور یہ کہ اپنی لاٹھی نیچے ڈال دے۔ پھر جب اس کو اس طرح حرکت کرتے دیکھا۔ کہ گویا وہ سانپ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۲۹ ۔

حضرت شعیب نے کہا۔ تم یہاں رہو یہ تمہارا گھر ہے۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ اپنی ان دو بیٹیوں میں سے ایک بیٹی تمہارے نکاح میں دے دوں۔ مگر شرط یہ ہے۔ کہ پورے آٹھ سال تک میری خدمت میں رہو۔ اور اگر دس سال رہ جاؤ۔ تو یہ تمہاری مرضی ہوگی۔ میری طرف سے جبر نہ ہوگا۔ تم انشاء اللہ یہاں رہ کر محسوس کروگے۔ کہ میں خوش معاملہ آدمی ہوں۔

حضرت موسیٰ نے بخوشی یہ شرط مان لی۔ اور کہا۔ کہ ان دونوں مدتوں میں سے جو چاہوں پوری کر دوں۔ آپ کو کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ بس یہ طے ہے۔ میرے اور آپ کے درمیان اللہ گواہ ہے ۔

عـہ یہ آٹھ سال کی خدمت اصل میں نکاح کے لئے شرط نہ تھی۔ بلکہ بات یہ تھی۔ کہ حضرت شعیبؑ بذریعہ الہام جانتے تھے کہ موسیٰ آئندہ چل کر بڑے جلیل القدر پیغمبر ہونے والے ہیں۔ اور اب نوجوان ہیں۔ ان کو پختہ اور متین ہونے کے لئے کڑی ٹریننگ کی ضرورت ہے۔ اس لئے انہوں نے اس حیلے سے ان کو اپنے ہاں رہنے پر مجبور کر دیا۔ کہ وہ ان کی صحبت اور تربیت سے اس قابل ہو جائیں۔ کہ فرعون کا مقابلہ کر سکیں ۔

حل لغات :- جَذْوَةٌ ۔ شعلہ۔ چنگاری ۔

شَاطِئِ الْوَادِ الْاَیْمَنِ ۔ یعنی مبارک میدان کے کنارے سے یا میدان کے داہنی جانب سے ایمن کا لفظ دونوں معنوں میں مشترک ہے یُمن سے بھی اس کا اشتقاق ہو سکتا ہے۔ اور یمین سے بھی۔

تَهْتَزُّ ۔ اہتزاز سے۔ یعنی جنبش کرنا ۔

وَلَمْ يُعَقِّبْ ۚ يَا مُوسَىٰ أَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ۖ إِنَّكَ مِنَ الْآمِنِينَ ○

۳۲- اسْلُكْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ وَاضْمُمْ إِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ ۖ فَذَانِكَ بُرْهَانَانِ مِنْ رَبِّكَ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ○

۳۳- قَالَ رَبِّ إِنِّي قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَأَخَافُ أَنْ يَقْتُلُونِ ○

۳۴- وَأَخِي هَارُونُ هُوَ أَفْصَحُ مِنِّي

ہے۔ تو پیٹھ پھیر کر بھاگا اور اپنے پیچھے پھر کر نہ دیکھا اے موسیٰ آگے آ اور نہ ڈر۔ بیشک تجھ کو خطرہ نہیں ہے ○

۳۲۔ اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر بغیر برائی سفید نکلے گا۔ اور خوف کے سبب اپنا بازو اپنی طرف ملا۔ (یعنی سینے پر رکھ) غرض فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف یہ تیرے رب کی طرف سے دو سندیں ہیں۔ کیونکہ وہ بدکار لوگ ہیں ○

۳۳۔ بولا اے رب میں نے ان میں سے ایک آدمی کا خون کیا ہے سو میں ڈرتا ہوں کہ مجھے قتل کریں ○

۳۴۔ اور میرا بھائی ہارون جس کی زبان مجھ سے

تجلیات

۱؎ حضرت شعیب کے گھر سے موسیٰ علیہ السلام جس وقت رخصت ہوتے ہیں۔ اس وقت ان کی بیوی ان کے ساتھ تھیں۔ جنگل میں جا رہے تھے۔ تاریکی اور سردی تھی۔ آگ کی ضرورت محسوس ہوئی۔ موسیٰ نے دور سے دیکھا۔ کہ آگ کا شعلہ نظر آتا ہے۔ بیوی سے کہا۔ میں نے آگ دیکھی ہے۔ ذرا دور ہے۔ میں جاتا ہوں۔ شاید آگ مل جائے۔ اور کچھ پتہ لگے۔ تم یہیں ٹھہرو۔ یہ کہہ کر موسیٰ آگے بڑھے۔ دیکھا۔ تو وہاں آگ نہ تھی۔ تجلیات الٰہیہ کا ظہور تھا۔

ارشاد ہوا۔ کہ موسیٰ میں تمہارا خدا ہوں۔ ساری کائنات کا رب ہوں۔ غرض یہ تھی۔ کہ موسیٰ کو عہدہ نبوت پر سرفراز کیا جائے۔ ان کو معجزات عطا کئے جائیں۔ اور بتایا جائے۔ کہ اب تمہاری زندگی کا اصل دور شروع ہوتا ہے۔ یہ تجلی تو صرف مخاطب کرنے کا ایک ذریعہ تھی۔

تجلیات کی حقیقت تفصیل کے ساتھ گذر چکی ہے۔ مختصر یوں سمجھئے۔ کہ جس طرح الفاظ معنی کے اظہار کا ایک ذریعہ ہوتے ہیں۔ اسی طرح تجلیات اللہ کے منشا کے اظہار کی تعبیرات ہیں۔ اور بس۔

ارشاد ہوا کہ یہ عصا جو تمہارے ہاتھ میں ہے۔ زمین پر ڈال دو۔ اور جب موسیٰ نے اس حکم کی تعمیل کی۔ تو دیکھا۔ کہ وہ اژدہا بن گیا ہے۔ اس پر وہ ڈرے۔ اور ڈر کر بھاگے۔ حکم ہوا۔ کہ ڈرتے کیوں ہو۔ واپس آ جاؤ۔ تم بالکل محفوظ اور مامون ہو۔ دوسرا حکم ہوا۔ کہ اپنا ہاتھ گریبان میں ڈالو۔ اور پھر نکالو۔ اور دیکھو۔ کہ کس قدر سفید براق ہو گیا ہے۔

یہ دو معجزے ہیں۔ جو تمہیں دیئے گئے ہیں۔ ۱؎ یوں سمجھو۔ (باقی صفحہ ۹۳۲ پر)

حلِ لغات :-

مِنْ غَيْرِ سُوءٍ ۔ یعنی برص نہ ہونا۔ جیسا کہ بائبل میں لکھا ہے۔

لِسَانًا فَأَرْسِلْهُ مَعِيَ رِدْءًا يُصَدِّقُنِيٓ ۖ إِنِّيٓ أَخَافُ أَن يُكَذِّبُونِ ۝

زیادہ فصیح[1] ہے سو اسے میرے ساتھ مدد کے لئے بھیج دے۔ کہ وہ میری تصدیق کرے۔ میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے ۝

۳۵۔ قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِأَخِيكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطَٰنًا فَلَا يَصِلُونَ إِلَيْكُمَا ۚ بِـَٔايَٰتِنَآ أَنتُمَا وَمَنِ ٱتَّبَعَكُمَا ٱلْغَٰلِبُونَ ۝

۳۵۔ فرمایا۔ ہم تیرے بھائی سے تیرے بازو کو زور دیں گے۔ اور تم دونوں کو غلبہ بخشیں گے سو وہ (بقصد ایذا) تم تک نہ پہنچیں گے۔ ہماری نشانی لیکر جاؤ۔ تم دونوں اور تمہارے تابعین ہی غالب رہیں گے[2] ۝

۳۶۔ فَلَمَّا جَآءَهُم مُّوسَىٰ بِـَٔايَٰتِنَا بَيِّنَٰتٍ قَالُوا۟ مَا هَٰذَآ إِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَمَا سَمِعْنَا بِهَٰذَا فِيٓ ءَابَآئِنَا ٱلْأَوَّلِينَ ۝

۳۶۔ پھر جب موسیٰ ان کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آیا۔ تو بولے کچھ نہیں یہ تو اضوا کیا ہوا جادو ہے۔ اور ہم نے تو اپنے اگلے باپ دادوں سے ایسی باتیں سنی نہیں ۝

۳۷۔ وَقَالَ مُوسَىٰ رَبِّيٓ أَعْلَمُ بِمَن

۳۷۔ اور موسیٰ نے کہا۔ میرا رب خوب جانتا ہے۔

حاشیہ صفحہ ۹۳۱ ؀
کہ فرعون کے عظیم کبر و غرور کو توڑنے کے لئے وہ بڑی بڑی دلیلیں ہیں۔ ان کو لے کر اس کے اور اس کی قوم کے پاس جاؤ۔ کہ وہ فسق و فجور کو اپنا وطیرہ و خصلت بنا چکے ہیں۔ تم ان کی اصلاح کرو ۔

ان دو معجزوں سے ایک تو یہ مقصود تھا کہ بے سر و سامان موسیٰ کا دل مضبوط ہو جائے اور وہ معلوم کرلے۔ کہ اللہ کی مدد ہمیشہ سے شامل حال ہے۔ اور دوسری جانب فرعون اور اس کی قوم کو یہ محسوس ہو کہ جس طرح یہ خشک لکڑی اژدہا بن سکتی ہے۔ اور گوشت پوست کا ہاتھ براق اور چمکیلا ہو سکتا ہے۔ اسی طرح بنی اسرائیل جیسی بے ضرر قوم ہمارے لئے خطرہ اور خوف ثابت ہو سکتی ہے۔ اور اس کا نصیبہ چمک سکتا ہے۔ اور وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو سکتی ہے ۔

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

[1] حضرت موسیٰ نے فرمایا۔ میں اس خدمت پہ خوش ہوں۔ اور میں بنی اسرائیل کی آزادی کے لئے ضرور کوشش کروں گا۔ مگر دقت یہ ہے کہ تمہاری اس ذمہ داری کو اپنے لئے گراں سمجھتا ہوں۔ ہارون کو میرے ساتھ کر دیجئے۔ کیونکہ اس کی زبان مجھ سے زیادہ رواں ہے۔ اور یہی ڈر ہے کہ شاید مجھے وہ قتل والے معاملہ میں مار نہ ڈالیں ۔

[2] اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ تمہاری درخواست قبول ہے ہم تمہارے بھائی کو تمہارا قوت بازو بنائیں گے۔ اور تم دونوں کو غلبہ دینگے۔ مخالفین عداوت کا ہاتھ تمہاری طرف نہیں بڑھا سکیں گے۔ اور تم مع اپنے ماننے والوں کے غالب و منصور رہو گے ۔

حل لغات:- رِدْءًا ۔ مددگار اور معاون ۔

جَآءَ بِالْهُدٰى مِنْ عِنْدِهٖ وَمَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ○

ہے اس کی طرف سے ہدایت لایا ہے اور جس کو آخرت کا گھر ملے گا۔ بے شک ظالموں کا بھلا نہ ہوگا ○

۳۸- وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ وَاِنِّىْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ○

۳۸- اور فرعون نے کہا۔ اے اہل دربار میں تو جانتا نہیں کہ میرے سوا تمہارا کوئی معبود ہو۔ پس اے ہامان میرے واسطے گارے کو آگ دے (یعنی پکی اینٹیں بنا) پھر میرے ایک محل تیار کر تاکہ میں (اس محل پر) چڑھ کر موسیٰ کے معبود کو جھانک کر دیکھوں۔ اور میرے خیال میں تو وہ جھوٹا ہے ○

۳۹- وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِي الْاَرْضِ

۳۹- اور اس کے لشکروں نے ملک میں ناحق تکبر

حق وصداقت کا ایک انوکھا معیار

ف ان آیات میں اس بات کا ذکر ہے۔ کہ موسیٰ علیہ السلام جب خوشخبریوں اور معجزوں سے مسلح ہو کر فرعون کے پاس پہنچے۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ یہ سب جادو اور کرشمہ سازی ہے۔ اور یہ تمہارا پیغام توحید تجربہ تو ہماری سمجھ میں آتا نہیں۔ ہم نے کبھی اپنے باپ دادا سے اس قسم کی باتیں نہیں سنیں۔ گویا حق وصداقت کا یہ بھی ایک معیار ہے۔ کہ فرعون کے باپ دادا یا اس کے اکابر اس سے آشنا ہوں حقیقت یہ ہے۔ کہ یہ وہ قدیم اعتراض ہے۔ جو اہل کفر وعصیان کی جانب سے ہمیشہ پیش کیا جاتا رہا ہے چنانچہ جب بھی اللہ کے پیغمبروں اور رسول آئے۔ اور انہوں نے [illegible] [illegible] اس طرح کی باتوں سے آگاہ نہ تھے۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا۔ تم ہم کو جھوٹا سمجھتے ہو۔ اللہ ہماری صداقت پر گواہ ہے۔ وہ خوب جانتا ہے۔ کہ کون حق وہدایت کی طرف بلاتا ہے۔ اور کون عاقبت کے لحاظ سے کامیاب ہے۔ پھر اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ کہہ کر اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ کہ اگر ہم جادوگر ہیں اور جھوٹے ہیں۔ تو ہم کو کامیابی میسر نہیں ہوگی۔ اور ہمیشہ اپنے مشن میں ناکام اور خائب وخاسر رہیں گے۔

حل لغات

عَاقِبَةُ الدَّارِ۔ حسن انجام سے تعبیر ہے۔ مراد جنت ہے۔
صَرْحًا۔ محل۔

بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ إِلَيْنَا لَا يُرْجَعُونَ ○

اور سمجھے کہ وہ ہماری طرف پھر نہ آئیں گے ○

۴۰- فَأَخَذْنَاهُ وَجُنُودَهُ فَنَبَذْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ ۖ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ ○

۴۰- سو ہم نے اسے اور اس کے لشکروں کو پکڑا۔ پھر ہم نے انہیں دریا میں ڈال دیا۔ سو دیکھ کہ ظالموں کا انجام کیسا ہُوا ○

۴۱- وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يُنصَرُونَ ○

۴۱- اور ہم نے انہیں امام بنایا۔ کہ آگ کی طرف بلاتے تھے۔ اور قیامت کے دن ان کو مدد نہ ملے گی ○

۴۲- وَأَتْبَعْنَاهُمْ فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ هُم مِّنَ الْمَقْبُوحِينَ ○ ع

۴۲- اور اس دنیا میں ہم نے اُن کے پیچھے لعنت لگائی۔ اور قیامت کے دن وہ بُرے لوگوں میں ہوں گے ○ ع

۴۳- وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ مِن بَعْدِ مَا أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ الْأُولَىٰ بَصَائِرَ

۴۳- اور تحقیق اُن کی اُمتوں کو ہلاک کرنے کے بعد موسیٰ کو کتاب دی کہ لوگوں کو راہ

ف فرعون در اصل بڑا مکار اور چالاک تھا۔ جس وقت دیکھا کہ موسیٰ کی تعلیم لوگوں میں اثر کر رہی تو اس نے [illegible] حقیقۃ ترجیحاً مسخرہ اڑایا۔ اور کہنے لگا۔ کہ اے سرداران و خسرو۔ میں تو یہ جانتا بھی نہیں کہ میرے سوا تمہارا خدا بھی ہو۔ اور موسیٰ کے کلام سے جو یہ مستفاد ہوتا ہے۔ کہ اللہ آسمان پر ہے۔ تو یہ کیونکر ممکن ہے اے ہامان ہامان سے مخاطب ہو کر کہا۔ کہ ہامان ایک اونچا سا محل تو تعمیر کرو۔ میں دیکھوں تو سہی کہ موسیٰ کا خدا کہاں ہے اور کیا ہے۔ یہ جملہ محض موسیٰ کے عقیدہ کے استخفاف کیلئے کہا گیا۔ ورنہ انہوں نے کبھی بھی یہ یا اپنی قوم سے یہ نہیں کہا۔ کہ خدا آسمان پر بیٹھا ہوا نظر آتا ہے۔ اور نہ حقیقتاً فرعون یہ سمجھتا تھا۔ کہ موسیٰ کا یہ مذہب ہے۔ یہ تو محض اپنے حاشیہ برداروں کو مطمئن کرنے کا ایک حیلہ تھا۔

ارشاد ہے کہ فرعون کی قوم نے اس پیغام کو ٹھکرا دیا۔ اور سخت کبر و غرور کا اظہار کیا۔ نتیجہ یہ ہُوا۔ کہ اللہ کا قانون ہلاکت حرکت میں آ گیا۔ اور یہ لوگ دریا میں غرق کر دیئے گئے۔

عذابِ الٰہی کب آتا ہے

ف مقصد یہ ہے۔ کہ فرعونیوں پر اس وقت تک عذاب نہیں آیا۔ جب تک کہ انہوں نے کفر و عصیاں میں غلو کا درجہ حاصل نہیں کر لیا۔ کیونکہ خدا کا قانون ہے۔ کہ مفسدین کو مہلت دی جائے۔ ان کے افعال سے تعرض نہ کیا جائے۔ اور کردار و عمل کے لئے پوری آزادی دی جائے حتیٰ کہ دل سیاہ ہو جائے۔ طبیعت میں تاثیر و انفعال کی تمام قوتیں مفقود ہو جائیں۔ اور گناہوں کا پیالہ چھلک جائے۔ قرآن کی اصطلاح میں لعنت سے مُراد اللہ کے فیوض و برکات سے محرومی ہے۔ اور اس کی رحمت سے دوری سب و شتم کے قسم کی کوئی چیز مُراد نہیں۔

حلِ لغات:۔ اَئِمَّۃً۔ امام کی جمع ہے۔ یعنی گناہوں میں پیش پیش۔

بَصَائِرُ:۔ جمع بصیرت۔ بمعنی دلیل۔ یقین۔ عبرت۔ زیرکی۔ بینائی۔

لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ○

بھانے والی اور ہدایت اور رحمت تھی۔ کہ شاید وہ نصیحت پکڑیں ○

۴۴۔ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَآ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ○

۴۴۔ اور تو کوہ طور کی جانب غربی میں نہ تھا۔ جب ہم نے موسیٰ کی طرف حکم بھیجا تھا۔ اور تو حاضرین میں نہ تھا ○

۴۵۔ وَلٰكِنَّآ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۙ وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ○

۴۵۔ اور لیکن ہم نے بہت سی اُمتیں پیدا کیں پھر اُن پر لمبی مدتیں گزر گئیں اور تو اہلِ مدین میں مقیم نہ تھا، کہ اُن کے سامنے ہماری آیتیں پڑھتا۔ لیکن ہم رسول بھیجنے رہے ہیں ○

۴۶۔ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ

۴۶۔ اور تو کوہ طور کے کنارے پر موجود نہ تھا۔ جب ہم نے (موسیٰ کو پکارا تھا) لیکن یہ تیرے رب کی رحمت سے ہے۔ کہ تو ان لوگوں کو ڈرائے جنکے پاس تجھ سے پہلے

اتمامِ حجت

ف ارشاد ہے کہ ہم نے موسیٰ کو توراۃ اس وقت دی۔ جبکہ عاد اور ثمود کی بربادیوں کے واقعات رُونما ہو چکے تھے۔ جب کہ عاد جیسی شاندار قوم باوجود ساز و سامان کی کثرت اور فراوانی کے فنا کے گھاٹ اُتر چکی تھی۔ اور جب کہ کئی قومیں اللہ کے غیظ و غضب کا شکار ہو چکی تھیں۔ مقصد یہ تھا۔ کہ فرعون لوگ اِن واقعات سے عبرت پکڑیں۔ اور نصیحت حاصل کریں اور توراۃ کو اپنے لئے رحمت و ہدایت کا سبب قرار دیں۔ مگر ہوا یہ کہ باوجود واقعات کی تفصیل اور وضاحت کے یہ لوگ آخر وقت تک گمراہی پر مصر رہے۔ تا آنکہ اللہ کے عذاب نے انھیں آپکڑا۔ اور یہ بے بس ہو کر رہ گئے ۔

آنحضرتؐ کی نبوت پر ایک دلیل

ف ان آیات میں واقعات اور قصص کی اس تفصیل کو اللہ تعالیٰ نے بطور اعجاز کے پیش کیا ہے۔ اور حضورؐ کی نبوت پر دلیل ٹھہرایا ہے۔ ارشاد ہے۔ کہ جب موسیٰ کو جبل طور کی غربی جانب مخاطب کیا گیا۔ اور اس کو توراۃ دی گئی۔ تو آپ اس وقت موجود نہ تھے۔ اور نہ آپ مدین میں مقیم تھے۔ جب حضرت موسیٰ اور حضرت شعیب میں ملاقات اور گفتگو ہوئی۔ تو آپ اس وقت بھی حاضر نہ تھے۔ اور نہ اس وقت موجود تھے۔ جب کہ ہم نے موسیٰ کو پکارا۔ اور خلعتِ نبوت سے نوازا۔ پھر جو آپ یہ واقعات مبہرلہ تفصیل کے ساتھ ذکر کر رہے ہیں۔ تو کیونکر؟ ارشاد ہے کہ یہ محض ہمارے فضل و رحمت سے تمہیں یہ علم اور معارف عطا کئے گئے ہیں۔ تاکہ لوگوں کو راہ راست پر گامزن کرو۔ اور گناہ کے نتائج و عواقب سے آگاہ کرو۔ کہ اس سے قبل ان کے پاس کوئی نذیر نہیں آیا۔

(باقی صفحہ ۹۳۶ پر)

حلِ لُغات :-

قُرُوْنًا ۔ زمانے کی جمع ہے۔ مراد اہلِ زمانہ سے ہے۔ قومیں۔ اُمتیں۔

يَتَذَكَّرُونَ ○

کوئی ڈرانیوالا نہیں آیا۔ شاید وہ نصیحت پکڑیں ○

٤٧- وَلَوْلَآ أَنْ تُصِيبَهُمْ مُّصِيبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ فَيَقُولُوا رَبَّنَا لَوْلَآ أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ وَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ○

٤٧۔ اور شاید نزول قرآن اس لئے ہے کہ (مبادا) ان اعمال بد کے سبب جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجے ہیں۔ ان پر کوئی آفت پڑے تو وہ کہنے لگیں کہ اے پروردگار تو نے کوئی رسول کیوں نہیں بھیجا کہ ہم تیری آیتوں کی پیروی کرتے اور ایمان لانے والوں میں ہوتے ○

٤٨- فَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا لَوْلَآ أُوتِيَ مِثْلَ مَآ أُوتِيَ مُوسَىٰ ۚ أَوَلَمْ يَكْفُرُوا بِمَآ أُوتِيَ مُوسَىٰ مِنْ قَبْلُ ۖ قَالُوا سِحْرَانِ تَظَاهَرَا وَقَالُوٓا إِنَّا بِكُلٍّ كَافِرُونَ ○

٤٨۔ سو جب ہماری طرف سے انکے پاس حق آیا تو یوں کہنے لگے کہ اس رسول کو وہ چیز کیوں نہ ملی جو موسیٰ کو ملی تھی کیا وہ لوگ جو چیز کہ پہلے موسیٰ کو ملی تھی منکر نہیں ہو چکے ہیں کہتے ہیں کہ تورات و قرآن دونوں جادو ہیں جو ایک دوسرے کے موافق ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تو دونوں کو نہیں مانتے ○

٤٩- قُلْ فَأْتُوا بِكِتَابٍ مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ هُوَ أَهْدَىٰ مِنْهُمَآ أَتَّبِعْهُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ○

٤٩۔ تو کہہ اگر تم سچے ہو تو تم اللہ کی طرف سے کوئی ایسی کتاب لاؤ جو ہدایت میں ان دونوں سے بڑھ کر ہو میں بھی اسی پر چلنے لگونگا ○

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۳۵۔

یعنی قرآن حکیم میں اقوام وامم کے حالات کو صحت اور تفصیل کے ساتھ ذکر کرنا۔ اور مشکل واقعات کی گتھیوں کو سلجھانا۔ حالانکہ ایام وقرون کے صدہا پردے درمیان میں حائل کر رکھے ہیں۔ یقیناً اعجاز ہے۔ اور آنحضرتؐ کی نبوت پر زبردست دلیل ہے پھر اس چیز پر بھی غور کیجئے۔ کہ آپ اُمی اور ان پڑھ ہیں۔ اور خود تورات میں بھی واقعات کو اس رنگ میں ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ ان حالات میں اگر ایک شخص قوموں کے عروج وزوال پر بحث کرتا ہے اور ان کے اسباب وعلل بیان کرتا ہے۔ اور انکی تہذیب وتمدن کے خط وخال دکھاتا ہے۔ تو پھر اس میں کیا شبہ رہ جاتا ہے کہ تائید غیبی یقیناً اس کے ساتھ ہے۔ ورنہ انسانی طاقت ووسعت میں تو یہ ممکن نہیں۔

(حاشیہ صفحہ ھذا)

منکرین قرآن کی بہانہ جوئی

ف لَوْلَآ أَنْ تُصِيبَهُمْ میں لولا امتناعیہ ہے۔ اور اس کی خبر محذوف ہے۔ اور دوسرا لولا تحضیضیہ ہے۔ مقصد یہ ہے۔ کہ ہم نے جو آپ کو پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ تو محض اتمام حجت کے لئے۔ کیونکہ یہ لوگ اس قسم کے ہیں۔ کہ جب ان کو مصیبت پیش آتی ہے۔ اور عذاب الٰہی کو دیکھتے ہیں۔ تو اس وقت حسرت سے کہتے ہیں کہ لَوْلَآ أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا۔ یعنی مولا آپ نے ہم میں رسول کیوں مبعوث نہیں فرمایا۔ کہ ہم اس کی پیروی کرتے۔ اور گناہ ومعصیت کے کاموں کو چھوڑ دیتے۔ پھر جب وہ وقت آگیا کہ اللہ نے آپ کو حق وصداقت دے کر بھیجا۔ تو اب انکی ہوشیاری یہ کہتے ہیں کہ ہم کو بھی تورات کی طرح کی کتاب ملنا چاہیے تھی۔ قرآن تو ہم نہیں مانتے۔ کیونکہ یہ کسی قدر مختلف ہے۔ کیا ان کو یہ معلوم نہیں۔ کہ انہیں لوگوں نے خواہ مخواہ تاویلیں کرتے تورات کا بھی انکار کیا تھا۔ اور حضرت موسیٰ وہارون کے متعلق صاف کہہ دیا تھا۔ کہ یہ دونوں جادوگر ہیں۔ ہم ان کو نہیں تسلیم کرسکتے (بقایا صفحہ ۹۳۷)

حل لغات۔ اَلْحَقّ۔ پیام صدق وصداقت۔
تَظَاھَرَا۔ ایک دوسرے کے ہم نوا ہیں۔

۵۰- فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ ؕ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۞

۵۰- پھر اگر وہ تیرا کہا نہ پورا کر سکیں تو جان لے کہ وہ صرف اپنی خواہشوں کے پیرو ہیں- اور اس سے زیادہ گمراہ کون ہے جو پیغمبر خدا کی ہدایت کے اپنی خواہش کا مطیع ہے- بے شک اللہ ظالموں کو راہ نہیں دکھاتا ○

۵۱- وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۞

۵۱- اور ہم نے ان کے لیے پے در پے قرآن اُتارا- کہ شاید وہ نصیحت پکڑیں ○

۵۲- اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ۞

۵۲- جن لوگوں کو ہم نے اس قرآن کریم سے پہلے کتاب دی ہے وہ اس قرآن پر ایمان لاتے ہیں ○

۵۳- وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ۞

۵۳- اور جب ان کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے وہ ہمارے رب کی طرف سے حق ہے- اور ہم تو اس سے پہلے بھی فرمانبردار تھے ○

۵۴- اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا

۵۴- انہیں ان کا اجر دوہرا ملے گا- اس لئے کہ انہوں نے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۳۶:-

ارشاد ہے- ان سے کہو- کہ اگر تمہارے پاس تورات و قرآن سے کوئی بہتر کتاب موجود ہے تو اس کو پیش کرو- میں اس کی پیروی کرنے کے لئے تیار ہوں ⁕

غرض یہ ہے کہ ان لوگوں کی بہانہ جوئی اور ضد و عناد کو دور کرنے کے لئے ہم نے رسول بھیجا کہ یہ دیکھیں- اللہ نے ہمارے مطالبہ کو پورا نہیں کیا- ورنہ حق واضح تھا- اور بعثت رسول کی چنداں ضرورت نہ تھی ⁕

فرمایا- کہ اگر یہ لوگ تمہارے اس سوال کا جواب نہ دیں اور ان دونوں جلیل القدر کتابوں سے بہتر کوئی کتاب نہ لاسکیں- تو حضرت آپ سمجھ لیجئے- کہ یہ لوگ نیک نیت نہیں ہیں محض ہوا و ہوس کے بندے ہیں- اور انکار کے لئے بجلی بہانے ڈھونڈتے ہیں اور جہالت کی باتیں کرتے ہیں ⁕

اس کے بعد اس حقیقت کو بیان کیا- کہ اصل گمراہی کیا ہے- اور کون شخص ہے جسکا ٹھکانا ہے اور کون ظالم ہے

(حاشیہ صفحہ ہذا)

ف فرمایا- ضلالت اور بے راہ روی کی جڑ ہوائے نفس کا اتباع ہے- اور گمراہ وہ شخص ہے- جسکے سامنے کوئی اصول نہیں- جسکی زندگی کا کوئی نصب العین نہیں- جو کسی دستورِ عمل کو نہیں مانتا- اور بجز خواہشات نفس کے اور کسی چیز کا احترام نہیں کرتا- اور ظالم کی زندگی بالکل حیوانات کی زندگی ہے- کہ کھالیا پیا بچے جنے- اور مر گئے- ظالم اپنی رائے کو صائب اور صرف اپنے ارادوں کو درست خیال کرتا ہے- اور اللہ کے احکام سے روگردانی کرتا ہے- اور اپنی ہی بات کو بہر طور معقول اور قرین دانش سمجھتا ہے- وہ مغرور ہے- ہوائے نفس کا پجاری ہے- اور ذلیل ہے- جسکی اللہ کے ہاں کوئی [illegible] اور نہ جس کو کبھی توفیق ہدایت ملے ⁕

حل لغات:- [illegible] ترتیب [illegible] کے پاس پیغمبر [illegible] کی باتیں [illegible] ⁕

صَبَرُوْا وَ يَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ○

صبر کیا۔ اور بدی کو نیکی سے دفع کرتے اور جو ہم نے ان کو دیا ہے۔ اس میں سے خرچ کرتے ہیں ○

۵۵- وَ اِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَ قَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَ لَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ○

۵۵۔ اور جب بیہودہ بات سنتے ہیں تو اس سے منہ موڑ لیتے اور کہتے ہیں کہ ہمارے اعمال ہمارے لئے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لئے سلام ہو تمہیں ہم جاہلوں سے الجھنا نہیں چاہتے ○

۵۶- اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ○

۵۶۔ اے محمدؐ تو جسے چاہے راہ پر نہیں لا سکتا۔ لیکن اللہ جسے چاہے راہ پر لائے۔ اور وہ راہ پر آنے والوں کو خوب جانتا ہے ○

۵۷- وَ قَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَ لٰكِنَّ

۵۷۔ اور کہتے ہیں کہ اگر ہم تیرے ساتھ ہدایت کے پیرو ہوں۔ تو ہم اپنے ملک سے اچک لئے جائیں۔ کیا ہم نے انہیں ادب کے با امن مکان میں جگہ نہیں دی۔ جس کی طرف ہر جنس کے میوے کھچے چلے آتے ہیں؛ ہماری طرف سے روزی

اہلِ کتاب میں سے سعادت مند گروہ

ف ان آیات میں اہل کتاب میں سے اس طبقہ کی تعریف کی ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے توفیق ہدایت سے بہرہ ور کیا ہے۔ ارشاد ہے۔ کہ ان لوگوں نے قرآن کو تسلیم کیا۔ اور کہا۔ کہ ہم اس کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ یقیناً یہ پیغام رشد و ہدایت ہے۔ حق اور سچائی ہے۔ اور ہم تو اس کو تورات کی روشنی میں پہلے سے تسلیم کرتے تھے۔

فرمایا۔ ان لوگوں کو قیامت کے دن دوہرا اجر دیا جائیگا۔ کہ انہوں نے تورات کو بھی حرز جان بنایا۔ اور اب قرآن کو بھی مانتے ہیں۔ ان لوگوں نے ایمان کے سلسلہ میں انتہائی صبر اور جلالی سے کام لیا ہے۔

انکی عادت ہے کہ اسلام قبول کرنے کے بعد مخالفین کی تکلیف دہی اور ایذا رسانی کا جواب حسن سلوک سے دیتے ہیں۔ اور اللہ کی راہ میں بے دریغ خرچ کرتے ہیں۔ اور اس درجہ حلیم اور سلیم ہیں۔ کہ خرافات سے تعرض کرتے ہی نہیں جب کبھی پارٹی کے لوگ ان کو ہدفِ ملامت و استہزاء بنانا چاہتے ہیں۔ یہ سلام کرکے رخصت ہو جاتے ہیں۔ اور عزت و کرامت سے آگے بڑھ جاتے ہیں۔ اور کہہ دیتے ہیں۔ کہ ہم اپنے اعمال کے پوری طرح ذمہ دار ہیں۔ تم اپنے اعمال کے ذمہ دار ہو۔ جھگڑے سے کیا فائدہ۔ جاؤ ہم تم سے جاہلوں اور حقیقت ناشناسوں سے کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہتے۔

ف اہل کتاب کے ان اصلاح شعار گروہ کے ساتھ ایک ایسی جماعت بھی تھی۔ جو قرآن کی روشنی سے دلوں کی ظلمتوں کو دور نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اور حضور کی یہ انتہائی خواہش تھی۔ کہ یہ لوگ بھی اسلام کی ضیاپاریوں سے دلوں کو منور کریں۔

(باقی صفحہ ۹۳۹ پر)

حل لغات:- يَدْرَءُوْنَ۔ دَرْءٌ سے ہے۔ بمعنی دور کرنا۔ اَللَّغْوُ۔ خلاف حقیقہ کوئی بات۔ بیہودہ اور باطل بات۔
نُتَخَطَّفْ۔ اچک لئے جائیں گے۔ یعنی ہم کو ہمارے گھروں سے نکال باہر کیا جائے گا۔

أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ○

مگر اُن میں بہت لوگ نہیں جانتے ○

۵۸- وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ بَطِرَتْ مَعِيشَتَهَا ۚ فَتِلْكَ مَسَاكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَن مِّن بَعْدِهِمْ إِلَّا قَلِيلًا ۖ وَكُنَّا نَحْنُ الْوَارِثِينَ ○

۵۸۔ اور ہم نے ایسی بہت سی بستیاں کھپا دیں یعنی ہلاک کر دیں جو اپنی معیشت میں اترا چکی تھیں۔ سو یہ اُنکے گھر پڑے ہیں جو ان کے ہلاک ہونے کے پیچھے شاذ و نادر ہی آباد ہوئے اور آخر ہم ہی وارث ہوئے ○

۵۹- وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَىٰ حَتَّىٰ يَبْعَثَ فِي أُمِّهَا رَسُولًا يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرَىٰ إِلَّا وَأَهْلُهَا ظَالِمُونَ ○

۵۹۔ اور تیرا رب بستیوں کو ہلاک کرنے والا نہیں تھا جب تک کہ اُن کے بڑے شہر میں ایک رسول نہ بھیجے جو اُن کے سامنے ہماری آیتیں پڑھے اور ہم بستیوں کو ہلاک نہیں کرتے۔ جبتک کہ وہاں کے لوگ ظلم اختیار نہ کریں ○

۶۰- وَمَا أُوتِيتُم مِّن شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَزِينَتُهَا ۚ وَمَا عِندَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ○

۶۰۔ اور جو چیز تمہیں ملی ہے سو دُنیا کے جینے ہی کا فائدہ اور اسکی زینت ہے۔ اور جو اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔ کیا تم عقل نہیں رکھتے ؟ ○

ربع

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۳۴۔

قرآن نے کہا۔ کہ آپ ہدایت کی جانب دعوت دے سکتے ہیں اور پکار سکتے ہیں۔ کہ بیم و شعر نہیں ان کے اعمال بد کے نتائج سے آگاہ کر دیتے رہیں۔ مگر توفیق ہدایت آپ کے بس کی بات نہیں۔ یہ آپ کے اختیار سے باہر ہے۔ کہ جس کو چاہیں دائرہ فلاح و فوز میں شامل کر لیں۔ اور اس کے سینے کو حق و صداقت کے لئے کھول دیں۔ مفسرین کی رائے ہے۔ کہ یہ آیت عام نہیں ہے۔ بلکہ جناب ابو طالب سے متعلق ہے۔ کہ ہر چند حضور نے ان سے کہا۔ چچا ایک دفعہ تو میرے سامنے توحید و رسالت کی گواہی دے دیجئے مگر نہوں نے جاتے جاتے یہی کہا۔ کہ بھتیجے یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ میں اعیان قریش کی مخالفت کروں۔ اور اسلام قبول کر لوں گویا باوجود اعتراف علم اور حضور کی خواہش کے ابو طالب رشد و ہدایت کی برکتوں سے محروم رہ گئے۔ کیونکہ اللہ کی طرف سے توفیق و استعداد ارزانی نہیں ہوئی تھی۔ اور خدا کو منظور نہیں تھا۔ کہ ابو طالب دنیائے ایمان و ایقان کی دولت سے بہرہ ور ہو جائے۔

ابتلا اور عذاب میں منطقی فرق

ف آیت کا مطلب بالکل واضح ہے۔ کہ عذاب الٰہی سے پیشتر اتمام حجت کے طور پر انبیاء کا آنا ضروری ہے۔ مگر بعض اہل علم نے اس کے معنے یہ سمجھے ہیں۔ کہ ہر مصیبت اور ہر ابتلاء سے قبل لازمی ہے کہ ایک پیغمبر فرض کر لیا جائے۔ اور اس مصیبت یا ابتلاء کو اس کے انکار کا نتیجہ ٹھہرایا جائے۔ اس مفہوم کے پیش کرنے میں ایک وجہ کہ یہ بھی ہے۔ کہ ہر مصیبت کو عذاب کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے حالانکہ ان دونوں میں منطقی لحاظ سے عموم و خصوص کا تعلق ہے یعنی ہر عذاب تو یقیناً مصیبت ہے۔ مگر ہر مصیبت عذاب نہیں۔ بلکہ ہو سکتا ہے کہ وہ نیک بندوں کیلئے بطور آزمائش کے ہو۔ اور بس۔

فی اُمّہا رسولاً سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء ہمیشہ مرکزی شہروں میں آتے ہیں دیہات میں نہیں۔ الّا و اھلھا ظالمون سے معلوم ہے۔ کہ مہلت تنگ نہیں آتی جبتک کہ ظلم و عصیان کی ترنگ نہ میں بہ جائے۔

حل لغات:۔ بطرت۔ تکبر اختیار کریں۔ بطر۔ سے ہے بمعنی گھمنڈ و غرور۔ اُمّہا۔ قریہ کا بڑا حصہ جو شہر کی شکل رکھتی۔

ام القریٰ کے معنے ہر چیز کے اصل مرکز اور شہر کلاں کے ہیں۔

۶۱- اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ○

۶۲- وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ○

۶۳- قَالَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَغْوَيْنَا اَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا تَبَرَّاْنَآ اِلَيْكَ مَا كَانُوْٓا اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ ○

۶۴- وَقِيْلَ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَرَاَوُا الْعَذَابَ لَوْ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَهْتَدُوْنَ ○

۶۱- بھلا وہ شخص جس سے ہم نے اچھا وعدہ کیا ہے اور وہ اسے پانے والا ہے کیا اس شخص کی مانند ہو جائے گا جسے ہم نے حیات دنیا کے فائدوں سے بہرہ مند کیا۔ پھر وہ قیامت کے دن پکڑے ہوؤں میں آئے گا ○

۶۲- اور جس دن اللہ انہیں پکارے گا۔ تو کہے گا کہ میرے وہ شریک جن کا تم دعوے کرتے تھے کہاں ہیں؟ ○

۶۳- وہ شرکاء، جن پر بات پوری ہو گئی بول اٹھیں گے کہ اے ہمارے رب یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ہم نے بہکایا تھا جیسے ہم گمراہ تھے ویسے ہی ہم نے انہیں بھی گمراہ کیا تھا ہم تیرے آگے ان سے دست بردار ہوتے ہیں۔ وہ فی الحقیقت ہم کو نہ پوجتے تھے۔ بلکہ اپنی خواہشوں کو ○

۶۴- اور کہا جائے گا کہ تم اپنے شریکوں کو بلاؤ۔ پھر وہ بلائیں گے تو وہ انکو جواب نہ دیں گے۔ اور عذاب دیکھیں گے۔ کاش وہ راہ پہ ہوتے ○

دیندار اور مادہ پرستی

ف اس آیت میں مشرکین کے اس شبہ کا جواب ہے کہ اگر ہم اسلام قبول کریں گے۔ تو نتخطف من ارضنا یعنی ہمیں ہماری سرزمین سے نکال باہر کیا جائے گا۔ اور ملک و دولت سب کچھ چھین لیا جائے گا۔ ارشاد ہے۔ کہ کیا تم دولت حقیقی کا مقابلہ دنیائے دنی کے سامان عیش و عشرت سے کرتے ہو۔ کیا تمہیں معلوم نہیں۔ کہ یہ سب کچھ عارضی و فانی ہے۔ اور آخرت کی نعمتیں باقی رہنے والی اور دائمی ہیں اور منافع کے لحاظ سے کہیں بہتر اور موزوں ہیں۔

فرمایا۔ پھر اس بات پر بھی غور کرو۔ کہ دیندار اور دنیا دار کیا آج اور کل میں برابر ہیں؟ دیندار اور متقی کے لئے جنت کے پر بہار درخت کھلے ہوں گے۔ اور دنیا کے طالب کو چند روزہ عیش کے بعد خدا کے حضور میں مجرم کر کے حاضر کیا جائے گا۔

بات اصل میں یہ ہے کہ لوگوں کو حقیقی اور دینداری پر کامل یقین نہیں ہے۔ ورنہ حقیقت میں سچا دیندار انسان ہرگز دنیا میں ایک مادہ پرست سے کم خوش حال نہیں رہتا۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ مادہ پرستی میں قناعت نہیں ہے۔ اور مسرت مفقود ہے اور دینداری میں طمانیت ہے تسکین ہے اور مسرت و قناعت ہے۔

مادہ پرستی حرص و آز کے جذبات کو بڑھا دیتی ہے۔ خود غرضی پیدا کرتی ہے۔ اور انسان کو جانور کے قریب تر کر دیتی ہے۔ کہ وہ انہیں کی طرح چند قسم کے مطمح نظر سے محروم ہو جاتا ہے۔ بخلاف اس کے دینداری میں قناعت ہے ایثار ہے۔ اور محبت ہے۔ اور انسانیت کا بلند ترین نصب العین ہے۔ اس کی وجہ سے خدا کا قرب اور علم بڑھتا ہے اور بندگی کا احساس پیدا ہوتا ہے اور انسان دیکھتا ہے۔ کہ وہ خود غرضی سے منفصل ہے۔ اور علم جو اس کی حقیقت نہیں ہے۔ (ربانی صفحہ ۹۳۱ جلد ۲)

حل لغات

المحضرین۔ محضر کی جمع بمعنے مجرم۔ جس کو پکڑ کر کسی عدالت کے سامنے حاضر کیا جائے۔

۶۵- وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ مَاذَا أَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِينَ ○

۶۵۔ اور جس دن ان کو پکارے گا تو کہے گا کہ تم نے رسولوں کو کیا جواب دیا تھا ○

۶۶- فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْأَنْبَاءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَاءَلُونَ ○

۶۶۔ پھر اس دن انہیں کوئی بات نہ سوجھے گی سو وہ آپس میں بھی پوچھ گچھ نہ کریں گے ○

۶۷- فَأَمَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسَىٰ أَنْ يَكُونَ مِنَ الْمُفْلِحِينَ ○

۶۷۔ سو جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک کام کئے۔ سو اُمید ہے کہ وہ نجات پانے والوں میں ہو ○

۶۸- وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ ۗ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ○

۶۸۔ اور تیرا رب جو چاہے پیدا کرے اور پسند کرے ان کا کچھ اختیار نہیں ہے۔ اور اللہ پاک ہے اور ان کے شرک سے بلند ○

۶۹- وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ○

۶۹۔ اور تیرا رب جانتا ہے جو ان کے سینوں میں چھپا ہوا ہے۔ اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں ○

۷۰- وَهُوَ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ لَهُ الْحَمْدُ

۷۰۔ اور وہی اللہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ دنیا اور

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۲۰۔

...ہیں آج تو مریدان باعقیدت اپنے مرشدوں پر بھروسہ رکھتے ہیں اور انہیں نجات کا اہم ذریعہ سمجھتے ہیں مگر قیامت کے دن معاملہ بالکل برعکس ہوگا۔ بحقیقت کھل جانے پر یہ تو پیران کامل کے پیچھے ہوں گے۔ اور پیران طریقت آگے آگے ان سے بیزاری کا اظہار کرتے اور یہ کہیں گے کہ ان لوگوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا۔ اور وہ جواب دیں گے غلط ہے۔ جس طرح ہم گمراہ ہوئے۔ اسی طرح یہ لوگ بھی بہک گئے۔ اور حقیقت میں یہ محض ہوائے نفس کے تابع تھے۔ انہوں نے ہماری عبادت نہیں کی۔

حاشیہ صفحہ ھذا

اس سے قبل کی آیتوں میں تو مشرکین سے توحید کے متعلق پوچھا تھا۔ اس آیت میں بتلایا گیا۔ کہ نبوت کے سلسلہ میں بھی سوال کیا جائے گا۔ کہ تمہارے پاس ہمارے پیغمبر آئے۔ انہوں نے تم تک ہمارا پیغام پہنچایا۔ اور تمہاری راہنمائی کی۔ بتاؤ تم نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ اس وقت ان کی کیفیت یہ ہوگی کہ مارے خوف اور ندامت کے ان سے کوئی جواب نہ بن پڑے گا۔ خاموش رہیں گے۔ اور اتنا بھی نہ پوچھ سکیں گے۔ کہ کسی ساتھی سے

پوچھیں اور بتادیں۔ ارشاد ہے کہ یہ محاسبہ کی گھڑی بہت شدید اور سخت ہوگی۔ وہی لوگ اس سے عہدہ برآ ہو سکیں گے اور خود کو عذاب سے بچا سکیں گے۔ جو گناہوں سے اسی دنیا ہی میں دست بردار ہوگئے۔ اور جنہوں نے دولت ایمان سے بہرہ وافر حاصل کر لیا۔

اللہ جسکو چاہے اپنی خدمات کے لئے مختص کرلے

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ سے مقصد و مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کو ہمیشہ یہ بات کھٹکتی تھی کہ خدا نے قریش کے بڑے بڑے لوگوں کو چھوڑ کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسے بے یار و مددگار شخص کو نبوت اور رسالت کیلئے کیوں منتخب کیا۔ وہ سمجھتے تھے کہ ہم تو مکہ میں معزز ہیں۔ پڑھے لکھے لوگ ہیں اور دنیا کے لحاظ سے وجیہہ ہیں عظیم الشان ہیں۔ ان سب باتوں سے قطع نظر کرکے آخر اللہ نے یہ کیا سوچا کہ ایک یتیم بچے کو سرداری بخش دی۔ کیا ہم میں کوئی اس قابل نہ تھا۔

حل لغات۔ فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْأَنْبَاءُ محاورہ ہے۔ مقصد یہ ہے کہ کوئی خبر ان کو نہیں سوجھے گی۔

وَيَخْتَارُ۔ کے بعد مَا يَشَاءُ۔ موقوف ہے۔ یعنی جسکو چاہتا ہے دین کی خدمت

فِي الْأُولَىٰ وَالْآخِرَةِ ۖ وَلَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝

آخرت میں اسی کی تعریف ہے اور اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف تم پھیرے جاؤ گے ۝

٧١- قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِن جَعَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ اللَّيْلَ سَرْمَدًا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَنْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ يَأْتِيكُم بِضِيَاءٍ ۖ أَفَلَا تَسْمَعُونَ ۝

۷۱۔ تو کہہ بھلا دیکھو اگر اللہ قیامت کے دن ہمیشہ تم پر رات رکھے۔ تو اللہ کے سوا اور کون سا معبود ہے۔ کہ تم کو روشنی لا دے۔ پھر کیا تم سنتے نہیں ؟ ۝

٧٢- قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِن جَعَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَنْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ يَأْتِيكُم بِلَيْلٍ تَسْكُنُونَ فِيهِ ۖ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ۝

۷۲۔ تو کہہ بھلا دیکھو تو اگر اللہ قیامت کے دن تک ہمیشہ تم پر دن رکھے تو اللہ کے سوا اور کون سا معبود ہے کہ تم کو رات لا دے۔ جس میں تم آرام پاؤ۔ پھر کیا تم دیکھتے نہیں ؟ ۝

٧٣- وَمِن رَّحْمَتِهِ جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِن

۷۳۔ اور اپنی رحمت سے تمہارے لئے رات اور دن کو بنایا تاکہ تم اس میں آرام پاؤ۔ اور اس کا فضل (روزی) تلاش کرو

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۳۱۔

کرتے سر پر حیرت کا تاج رکھا جاتا۔ کیا ہم سب نالائق تھے؟ واقعی ماننے میں بڑی تکلیف دہ اور ناقابل برداشت فروگذاشت تھی۔ وہ بھی یہی اور یہودی بھی اعتراض اس طرح کے اعتراضات کرتے۔ وہ بھی یہ کہتے کہ نبوت کے اعزاز کیلئے ایک بنی اسرائیل کو اپنا کیا گیا ہے۔ اور بنی اسماعیل کو ہمیشہ نظرانداز کیا گیا۔ اسلئے ضروری تھا کہ اگر عرب میں کسی پیغمبر کو بھیجنا منظور تھا۔ تو وہ بنی اسرائیل میں سے ہوتا بنی اسماعیل میں سے نہ ہوتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تم لوگ ہماری مصلحتوں سے آگاہ نہیں ہو۔ تمہاری نظریں بالکل سطحی ہیں۔ تم یہ نہیں جان سکتے۔ کہ کون شخص نبوت کے عہدۂ جلیلہ کے لئے مناسب اور موزوں ہے۔ تم صرف یہ دیکھتے ہو کہ کس میں کون زیادہ سرمایہ دار اور زیادہ اعوان و انصار رکھنے والا ہے۔ اور ہم یہ دیکھتے ہیں کہ کون قلب و دماغ کے لحاظ سے سب سے بلند ہے اور کون بے پایہ وسعت رکھتا ہے۔ کہ ہم اسے منتخب کریں۔ اور لوگوں پر حجت بنا دیں۔ غرض یہ ہے کہ تم کو اللہ کے معاملات میں دخل اندازی کا استحقاق نہیں ہے۔ وہ جو چاہے کرے۔ جس شخص کو چاہے برگزیدہ کرے۔

حاشیہ صفحہ ہذا

ایک واضح حقیقت

ف ۱ یہ بالکل سادہ اور واضح حقیقت ہے۔ کہ تمام اختیارات اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ مگر اتنی سی بات بھی مشرکوں کے دماغ میں نہیں آتی۔ وہ اس کے سوا دوسروں کو اپنا معبود بنا لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ کائنات کا نظم و نسق ان کے ہاتھ میں ہے۔ ارشاد ہے کہ کیا تم نے کبھی اپنے معبودوں کی قوتوں کا جائزہ بھی لینے کی کوشش کی؟ کیا کبھی تم نے سوچا ہے کہ وہ کن اختیارات کے مالک ہیں؟ اور کیا ان کی بیچارگی اور عجز بھی تم نے نظر کی؟ بتاؤ اگر آفتاب اور ماہتاب کا پیدا کرنے والا خدا دن کو روک دے اور آفتاب کو غروب ہونے دے۔ تو پھر یہ تمہارے خدا اور تمہارے مزعومہ معبود کیا تمہارے لئے پرسکون رات کا بندوبست کر سکتے ہیں؟ یہ تو اس کی رحمت و نوازش ہے کہ اس نے لیل و نہار کے اوقات کو باقی رکھا تاکہ رات کو تم آرام کرو اور دن بھر کی تکان دور کرو۔ اور دن میں معاش ڈھونڈو۔ جو کہ ان حقائق پر غور نہیں کرتے۔ اور اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے
(باقی صفحہ ۹۳۳ پر)

حل لغات:۔ سَرْمَدًا ۔ دائمی ہمیشہ ۔

فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○

اور شاید کہ تم شکر کرو ○

۷۴- وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ○

۷۴۔ اور جس دن وہ پکارے گا کہ میرے وہ شریک کہاں ہیں جن کا تم دعوے کرتے تھے ○

۷۵- وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا فَقُلْنَا هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوْٓا اَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ○

۷۵۔ اور ہر امت میں سے ایک گواہ کھینچ لیں گے۔ پھر کہیں گے۔ کہ اپنی سند[ف۱] لاؤ۔ تب کہیں گے کہ حق بجانب خدا ہے۔ اور جو باتیں وہ جوڑتے تھے۔ اُن سے گم ہو جائیں گی ○

ع

۷۶- اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِي الْقُوَّةِ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ○

۷۶۔ قارون[ف۲] موسیٰ کی قوم میں سے تھا سو وہ ان پر ظلم کرنے لگا اور ہم نے اسے اتنے خزانے دیئے تھے کہ ایک زور آور جماعت اسکی کنجیاں اُٹھانے سے تھک جاتی تھی۔ جب اسکی قوم نے اس سے کہا۔ کہ اترا مت۔ اللہ کو اترانے والے پسند نہیں آتے ○

ولتبتغوا من فضلہ۔ کہہ کر اس حقیقت کے چہرے سے پردہ اٹھا دیا ہے۔ کہ مال و دولت کا حصول تقویٰ اور پرہیزگاری کے منافی نہیں۔ بلکہ اللہ کے فضل کا اکتساب ہے۔ افلاس فی نفسہ اسلامی نقطہ نگاہ سے کوئی بہتر چیز نہیں ہے۔ بلکہ بعض حالات میں نہایت مذموم ہے۔ ہاں طبیعت کی مسکنت اللہ کو پسند ہے۔ اور کبر و غرور ناپسند ہے۔ ممکن ہے کہ ایک دولت مند آدمی طبیعت کا نہایت غریب ہو اور ایک مفلس نادار بہت متکبر اور مغرور ہو۔ اس لئے اصل چیز اخلاق کے باب میں تونگری اور افلاس نہیں۔ بلکہ دل کا غنا اور دل کی مسکنت ہے۔ (حاشیہ صفحہ ھٰذا)

ف۱ یعنی اس وقت جو لوگ اپنے مقتداؤں کو عرش بریں پر متمکن سمجھتے ہیں۔ قیامت کے دن جب ان سے مطالبہ کیا جائے گا۔ کہ اپنے عقیدہ شرک پر دلیل لاؤ۔ اور وہ اسباب وعلل بیان کرو جن کی وجہ سے تم نے اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کی پرستش کی۔ تو وہ بالکل خاموش اور ساکت ہو جائیں گے۔ اور کوئی معقول وجہ پیش نہ کر سکیں گے۔ بلکہ اس وقت انہیں محسوس ہوگا۔ کہ کجی اور درست بات اللہ ہی کی تھی۔ اور ہم نے اس کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہرا کر سخت گناہ کا ارتکاب کیا ہے۔

قارون

ف۲ یہ آیات قارون کے متعلق ہیں۔ اس میں یہ بتایا ہے کہ انسان بعض دفعہ مال و دولت کے نشہ میں کس درجہ سرشار ہو جاتا ہے اور تمام انسانی حقوق کو بھول جاتا ہے۔ اور یہ سمجھنے لگتا ہے کہ عیش وعشرت کی یہ فراوانی اللہ کے فضل اور بخشش کا نتیجہ نہیں ہے۔ بلکہ میری اپنی قوت بازو کا ثمرہ ہے۔ اور میری عقل وفراست کا حاصل ہے۔ اس لئے میرے مال و دولت میں خدا کا کوئی حصہ نہیں۔ اس قسم کے لوگ عموماً کم ظرف ہوتے ہیں۔ عالی حوصلہ اور بلند مقام لوگ باوجود تمول کے منکسر ہوتے ہیں اور بڑی فراخدلی سے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ (باقی صفحہ ۹۴۴ پر)

حل لغات: ونزعنا۔ یعنی ہر امت کی صفوں میں سے ایک ایک کو کھینچ لائیں گے۔ الکنوز۔ کنز کی جمع ہے۔ یعنی خزانہ۔ مفاتحہ۔ مفاتح۔ جمع ہے مفتح اور مفتاح کی۔ مفتح بالکسر کے معنی کنجی کے ہیں۔ اور مفتح بالفتح کے معنی خزانہ۔ لا تفرح۔ یعنی جامے سے باہر ہو جاؤ اتراؤ نہیں۔

۷۷- وَ ابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَ اَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِى الْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ۝

۷۷- اور جو اللہ نے تجھے دیا ہے۔ اس سے آخرت کا گھر حاصل کر۔ اور دنیا سے اپنا حصہ فراموش نہ کر اور جیسے اللہ نے تیرے ساتھ نیکی کی ہے تو بھی نیکی کر۔ اور زمین میں فساد نہ چاہ۔ بیشک اللہ کو فساد کرنیوالے پسند نہیں ۝

۷۸- قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِىْ ؕ اَوَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّ اَكْثَرُ جَمْعًا ؕ وَلَا يُسْئَلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝

۷۸- کہا یہ مال تو مجھے اس علم سے ملا ہے جو میں جانتا ہوں۔ کیا اس نے نہ جانا کہ اس سے پہلے اللہ نے قرنوں میں سے ان لوگوں کو ہلاک کیا ہے۔ جو اس سے زیادہ زور رکھتے تھے۔ اور مال میں بھی اس سے زیادہ تھے؟ اور کیا گناہگاروں سے ان کے گناہوں کی بابت بازپرس نہ ہوگی؟ ۝

۷۹- فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِىْ زِيْنَتِهٖ ؕ

۷۹- پھر اپنے ٹھاٹھ سے اپنی قوم کے سامنے نکلا۔

قارون کی شخصیت کے متعلق مفصل معلوم نہیں۔ کہ کون تھا۔ مفسرین نے مختلف قیاس آرائیاں کی ہیں۔ بعض کے نزدیک موسیٰ کے چچازاد بھائیوں میں سے تھا۔ اور بعض کے نزدیک چچا تھا۔ ایک نام یہ بھی ہے۔ کہ موسیٰ کا خالہ زاد بھائی تھا۔ بہر حال قرآن کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسرائیلی تھا۔ اور موسیٰ کی قوم میں سے تھا۔ اللہ نے اس کو خوش حالی بخشی۔ مال و دولت سے نوازا۔ اور بے انتہا خزائن و دفائن کا مالک بنایا۔ چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ یہ اللہ کی ان بخششوں کا شکر ادا کرتا۔ اور مخلوق خدا سے نہایت انکسار و عجز سے پیش آتا۔ مگر یہ اکڑنے اور اترانے۔ قوم نے کہا۔ دیکھو بہت زیادہ غرور اور تمکنت اچھی نہیں۔ اپنے جامے میں رہو کیونکہ اللہ کو ایسی حرکتیں پسند نہیں ہیں۔ مال و دولت میں سے کچھ آخرت کے لئے بھی خرچ کرو۔ اور دنیا میں خدا کو نہ بھولو۔ کہ آخرت میں خسارہ اٹھاؤ۔ لوگوں سے بھلائی کے ساتھ پیش آؤ۔ جس طرح کہ اللہ نے تمہارے ساتھ بھلائی کی ہے۔ اور غرور و کبر سے ملک میں فساد نہ پھیلاتے پھرو۔

قارون نے جب یہ نصیحتیں سنیں۔ تو للغرور و عجب و تکبر کہنے لگا۔ اپنے علم کو دیکھئے وہ۔ میرے مال میں اللہ کی بخششوں کو کوئی دخل نہیں۔ میں نے جو کچھ حاصل کیا ہے۔ اپنی قابلیت سے حاصل کیا ہے۔

فرمایا۔ اس کمبخت کو معلوم نہیں۔ کہ اس سے قبل کئی قوموں کو اللہ تعالیٰ ان کے غرور اور دنیا پرستی کی وجہ سے ہلاک کر چکا ہے۔ اور وہ قومیں دولت و قوت میں اعوان و انصار میں اس سے کہیں بڑھی ہوئی تھیں۔ یہ اپنے ضعف سے مال پھر آئے ارہا ہے اور یہاں جہنم زدوں میں زندگی کی تمام لذتیں چھین لی جاتی ہیں۔ اور پوچھا تک نہیں جاتا۔

(باقی صفحہ ۹۲۵ پر)

حل لغات:- وَلَا تَنْسَ الخ۔ اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ یہاں عقبیٰ کیلئے تو سے کہا جاتا ہے۔ کہ اس کیلئے زاد مہیا کرو۔ وہاں یہ نہیں کہا جاتا۔ کہ دنیا بالکل فراموش کر دو۔ بلکہ مقصد یہ ہے۔ کہ دولت بھی جمع کرو۔ اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ بھی کرو۔

فِىْ زِيْنَتِهٖ ۔ اپنی سج دھج میں۔

قَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا
يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ أُوتِيَ قَارُونُ ۙ
إِنَّهُ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ○

۸۰- وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ
ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ
صَالِحًا ۚ وَلَا يُلَقّٰهَآ إِلَّا الصّٰبِرُونَ ○

۸۱- فَخَسَفْنَا بِهِ وَبِدَارِهِ الْأَرْضَ فَمَا
كَانَ لَهُ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُونَهُ مِنْ
دُونِ اللّٰهِ ۖ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِينَ ○

۸۲- وَأَصْبَحَ الَّذِينَ تَمَنَّوْا مَكَانَهُ
بِالْأَمْسِ يَقُولُونَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ
يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ

جو لوگ حیات دنیا کے طالب تھے یوں بولے
کاش کہ جو قارون کو ملا ہے ہم کو بھی ملے۔
بے شک اس کی بڑی قسمت ہے ○

۸۰- اور جنہیں علم ملا تھا بولے کمبختی تمہاری جو کوئی ایمان
لایا اور نیک کام کئے اسکے لئے اللہ کا ثواب ہی بہتر
ہے۔ اور یہ بات صرف صابروں کو سکھلائی جاتی ہے ○

۸۱- پھر ہم نے قارون کو مع اس کے گھر کے زمین میں
دھنسا دیا سو اللہ کے سوا اس کے لئے کوئی جماعت
نہ تھی کہ اسکی مدد کرتی۔ اور نہ وہ خود اپنا انتقام لے سکا ○

۸۲- اور جو لوگ کل اس کے رتبہ کی آرزو کرتے تھے۔
صبح کو اٹھ کر بولے۔ ارے غضب یہ تو اللہ ہی
اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۳۴)

یہ تو ایک قصص واقعہ ہے۔ مگر مقصد یہ ہے۔ کہ ان لوگوں کو عیش و عشرت میں مصروف دیکھ کر عموماً کمزور طبیعت کے دنیا دار بہت زیادہ متاثر ہوتے ہیں اور کہتے ہیں۔ کہ دیکھئے تو یہ لوگ کس درجہ خوش قسمت ہیں۔ مگر اہل علم و عقل محض جاہ و ثروت کے نظاروں سے فریب میں نہیں آتے ان کی نگاہیں عاقبت پر لگی ہوتی ہیں۔ وہ ان ضعیف الایمان لوگوں سے کہتے ہیں۔ کہ تم دنیا کو کیوں للچائی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہو۔ آخرت کی طرف دھیان رکھو۔ کہ وہ ایمان داروں کے لئے کہیں بہتر ہے۔ اور یاد رکھو عقبیٰ کا اجر صرف صبر کرنے والوں ہی کو ملے گا۔ افلاس و غربت سے گھبرا جانے والوں کو نہیں۔

نفسیات انسانی کا ادق تجزیہ

ف اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں نفسیات انسانی کا نہایت عمدہ تجزیہ کر کے دکھایا ہے۔ کہ کس طرح اس کو کسی پہلو قرار نہیں۔

یا تو یہ کیفیت تھی۔ کہ جب قارون کو بکر و فر میں محل سرا سے نکلتے دیکھتے تو ان کے دلوں میں یہ خواہش پیدا ہوتی۔ کہ کاش کہ ہم بھی اسی طرح مال و دولت سے بہرہ ور ہوتے اور یا اب یہ حالت ہے۔ کہ قارون جب اپنے غرور کی وجہ سے زمین میں دھنس گیا۔ تو یہ لوگ اللہ کا شکر ادا کر رہے ہیں کہ اس نے ان کو اس عذاب سے محفوظ رکھا۔ اور گویا اب انکو احساس ہوا۔ منکرین کیلئے فوز و فلاح نہیں۔

حل لغات:-

حَظٍّ۔ حصہ۔ نصیب اور قسمت۔
فَخَسَفْنَا۔ دھنسا دیا۔
بِالْاَمْسِ۔ گزشتہ۔ کل۔
وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ۔ وی ہے۔ کان سے بالکل الگ ایک کلمہ ہے اس کا استعمال اس وقت ہوتا ہے۔ جب کوئی اپنی غلطی پر متنبہ ہو۔ اور ندامت کا اظہار کرے۔

عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ ۚ لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ۚ وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ○

روزی کشادہ اور تنگ کرتا ہے۔ اگر اللہ ہم پر احسان نہ کرتا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا۔ ارے غضب کافروں کا بھلا نہیں ہوتا ○

۸۳- تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۚ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ○

۸۳- یہ آخرت کا گھر ہم انہیں لوگوں کو دیں گے۔ جو جو زمین میں تکبر اور فساد نہیں چاہتے۔ اور نیک انجام متقیوں کا ہے ○ ف۱

۸۴- مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

۸۴- جو نیکی لائے گا۔ اس کو اس سے بہتر ملے گا۔ اور جو بدی لائے گا۔ سو برائی کرنیوالے اسی قدر سزا پائیں گے ف۲ جو کرتے تھے ○

۸۵- اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ۚ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى وَمَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○

۸۵- جس نے اے محمد تجھ پر قرآن فرض کیا ہے وہ تجھے پھر پہلی جگہ ف۳ لوٹانے جانیوالا ہے۔ تو کہہ میرا رب خوب جانتا ہے کہ کون ہدایت لایا ہے اور کون صریح گمراہی میں ہے ○

ف۱ ارشاد ہے۔ کہ آخرت کی مسرتیں اور آسائشیں ان لوگوں کے لئے مقصود ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ دنیا میں مال و دولت اور اختیار و قوت دیتا ہے۔ اور وہ اس کا غلط استعمال نہیں کرتے۔ وہ یہ نہیں چاہتے۔ کہ خواہ مخواہ دوسرے لوگوں سے اونچا رہنے کی کوشش کی جائے۔ اور نہ وہ یہ چاہتے ہیں۔ کہ دنیا میں ظلم و ستم سے فساد پھیلائیں۔ اور وہ تقویٰ اور پرہیزگاری اختیار کرتے ہیں۔ اور جانتے ہیں۔ کہ انجام انہیں لوگوں کا بہتر ہے۔ جو پاک باز اور متقی ہیں ؂

ف۲ اللہ کے قانون مکافات کی تشریح ہے۔ کہ وہ کسی شخص پر ظلم نہیں کریگا۔ وہ لوگ جو نیک ہیں۔ انکا اجر انہیں اس سے بڑھا دیگا۔ اور جو لوگ برائی کا ارتکاب کرینگے انکو اسی تناسب سے سزا دیگا جس تناسب سے کہ انہوں نے گناہوں کا ارتکاب کیا ہے یعنی وہ اجر و ثواب میں تو اپنے فضل و کرم کا مظاہرہ کریگا مگر سزا اور عذاب میں سخط و غضب نہیں دکھائے گا ؂

مراجعت وطن کی پیشگوئی

ف۳ حضور نے جب مکہ والوں کو رشد و ہدایت کا پیغام پہنچایا۔ تو ان لوگوں کو سخت ناگوار گزرا۔ اور انہوں نے انتہائی درجہ کی مخالفت کی۔ اور اس حد تک عناد اور دشمنی کا مظاہرہ کیا۔ کہ حضور ہجرت پر مجبور ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ آپ فکر نہ کریں۔ آپ کو پھر مکہ میں لوٹا دیا جائے گا۔ اور موقع دیا جائے گا۔ کہ آپ اپنے وطن مالوف میں رہیں اور خیر و برکت کا پیغام ان کے کانوں تک پہنچائیں ؂

غور فرمائیے۔ ایک شخص بے کسی اور بے چارگی کے عالم میں ہجرت کرتا ہے۔ وطن سے تین سو کوس دور جا رہا ہے۔ مگر اس کو یہ مژدہ سنایا جا رہا ہے۔ کہ تم ضرور وطن پہنچو گے چنانچہ قرآن کی یہ پیشگوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔ حضور مکہ میں دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ فاتحانہ داخل ہوئے اور یہی مکہ والے جنہوں نے حضور کو ہجرت پر مجبور کر دیا تھا۔ بالآخر اللہ کے سامنے جھکے اور ان میں سے اکثر لوگوں نے اسلام قبول کر لیا ؂

حل لغات:- معاد۔ اصل مقام۔ وطن۔ جہاں آدمی گھوم گھوم کر پہنچ جائے۔ عالم آخرت ؂

٨٦- وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰٓى اِلَيْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝

٨٦- اور تجھے یہ توقع نہ تھی کہ تجھ پر کتاب نازل کی جائے گی۔ مگر تیرے رب کی رحمت سے نازل کی گئی۔ پس تو کافروں کا مددگار نہ ہو ۝

٨٧- وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَيْكَ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝

٨٧- اللہ کی آیتوں سے اس کے بعد کہ وہ تیری طرف نازل ہو چکیں۔ کافر تجھے روکیں اور اپنے رب کی طرف بلاتا رہ اور مشرکوں میں سے نہ ہو ۝

٨٨- وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝

٨٨- اور تو اللہ کے سوا کسی دوسرے معبود کو نہ پکار اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کی ذات کے سوا ہر چیز فانی ہے اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف پھر لوٹائے جاؤ گے ۝

سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْتِ مَكِّيَّةٌ

(۲۹) سورۂ عنکبوت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

١- الٓمّٓ ۝

١- الٓم ۝

انبیاء منصب نبوت کے اُمیدوار نہیں ہوتے

ف انبیاء علیہم السلام کو جو منصب نبوت سے نوازا جاتا ہے۔ تو اس طرح نہیں کہ وہ نبوت و رسالت کے اُمیدوار ہوتے ہیں اور بتدریج نبوت کے درجہ علیا تک ترقی کر لیتے ہیں۔ بلکہ اس طرح سے نبوت عطا کی جاتی ہے کہ ان کو پہلے سے مطلقاً معلوم نہیں ہوتا۔ اور یکایک قدرت حق ان کو منتخب کر لیتی ہے۔ اور وہ معارف و نکات کا دریا بہانے لگتے ہیں۔ ہاں یہ درست ہے۔ کہ نبوت کی استعداد کا ہونا انبیاء میں ضروری ہے۔ تاکہ ان میں اور دوسرے لوگوں میں ایک قسم کا امتیاز ہو۔ ارشاد ہے کہ آپ کو پہلے سے توقع نہیں تھی۔ کہ نبوت کی گراں بار ذمہ داریاں آپکے کندھوں پر ڈال دی جائیں گی۔ یہ تو آپ کے رب کا فضل اور اسکی مہربانی ہے۔ کہ اس نے آپکو اس خدمت پر مامور فرمایا ہے۔ یہ واضح رہے۔ کہ قرآن میں بعض دفعہ حضورؐ کی سیرت کو بصیغہ امر بیان کیا جاتا ہے۔ جسکا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مسلمان آپکے اسوہ کی پیروی کریں۔ اور اپنے لئے حضورؐ کی زندگی کو مستقل راہ بنائیں مگر جو لوگ قرآن کے اسلوب بیان سے آگاہ نہیں۔ غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں۔ کہ شاید یہ باتیں حضورؐ میں موجود نہیں تھیں۔ یا خطرہ تھا کہ ان باتوں کی آپ مخالفت کریں گے! اسلئے اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو بصورت اوامر و احکام پیش کیا ہے۔ مثال کے طور پر ان آیات پر غور کیجئے۔ انمیں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔ (۱) آپ کافروں اور مجرموں کی تائید نہ فرمائیے۔ (۲) اللہ کے احکام کی پیروی سے یہ لوگ آپکو روک نہ دیں۔ (۳) آپ اللہ کی دعوت دیتے رہئے اور شرک نہ کیجئے۔ (۴) اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو ساجھی سمجھ کر نہ پکارا کیجئے۔

(بقایا صفحہ ۹۴۸ پر)

حل لغات:-

ظَهِيْرًا ۔ پشت پناہ۔ موید

[illegible]

۲۔ أَحَسِبَ النَّاسُ أَن يُتْرَكُوا أَن يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ○

۲۔ کیا لوگوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ صرف آمنّا کہنے پر کہ ہم ایمان لائے وہ چھوڑ دیئے جائینگے اور وہ آزمائے نہیں جائیں گے ○

۳۔ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ ○

۳۔ اور جو لوگ ان سے پہلے[ف۱] تھے ہم نے انہیں بھی آزمایا تھا سو البتہ اللہ ان لوگوں کو معلوم کریگا۔ جو سچے ہیں اور ان لوگوں کو بھی معلوم کریگا جو جھوٹے ہیں ○

۴۔ أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ أَن يَسْبِقُونَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ○

۴۔ کیا وہ لوگ جو برائیاں کرتے ہیں یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ وہ ہم سے بچ جائیں گے؟ وہ لوگ کیا برا فیصلہ کرتے ہیں ○

۵۔ مَن كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ اللَّهِ فَإِنَّ أَجَلَ اللَّهِ لَآتٍ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ○

۵۔ جو کوئی اللہ کی ملاقات کا امیدوار ہے، تو بیشک اللہ کا وعدہ آنے والا ہے۔ اور وہ سنتا جانتا ہے ○

۶۔ وَمَن جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ

۶۔ اور جو کوئی خدا کے کام میں محنت کرتا ہے تو

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۳۶۔

ظاہر ہے کہ ایسا سوچنا ممکن نہیں ہے۔ آپ نے ساری زندگی میں کبھی جرم اور گناہ کی تائید نہیں فرمائی کبھی اسلام کی بے عزتی قبول نہیں فرمایا۔ ہمیشہ ایک اللہ کی دعوت دیتے رہے۔ اور کبھی ایسا نہیں ہوا۔ کہ آپ نے اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک ٹھہرایا ہو۔

ان حالات میں بعض بد باطن مستشرقوں کا ان آیات سے غلط استفادہ کرنا۔ اور کہنا۔ کہ معاذ اللہ حضورؐ سے ان گناہوں کے صدور کا احتمال تھا۔ اس لئے ان سے روکا گیا ہے۔ محض نادانی اور علوم قرآن سے ناواقفیت ہے۔

(حاشیہ صفحہ ھذا)

سورۂ عنکبوت

ف۱ مکے کی زندگی میں مسلمانوں کو جب تکلیفیں پہنچیں۔ تو بعض ضعیف الایمان مسلمان گھبرا اٹھے۔ اس پر ان آیات کا نزول ہوا۔ کہ صرف آمنّا کہہ دینا کافی نہیں۔ بلکہ آزمائش فرض ہے۔ اللہ تعالےٰ واقعات کے رنگ میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ کہ کون لوگ قول و عمل کے لحاظ سے صادق ہیں اور کون لوگ قول و عمل کے لحاظ سے کاذب ہیں۔ کن لوگوں کے دلوں میں ایمان مضبوط ہو چکا ہے۔ اور کون لوگ ابھی ضعیف الایمان ہیں۔

حلِ لغات:۔

لَيَعْلَمَنَّ ۔ اللہ کا علم ازلی ہے۔ جس میں واقعات و حوادث سے کوئی تغیر پیدا نہیں ہوتا۔ اس لئے اس سے مراد علم مستانف نہیں ہے۔ بلکہ وہ علم ہے۔ جو حالات کے بروئے کار آنے سے ہوتا ہے۔

لِنَفْسِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ○

۷۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

۸۔ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ؕ وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ؕ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

وہ اپنی ہی ذات کے نفع کے لئے محنت کرتا ہے اللہ کو جہانوں کے لوگوں کی پرواہ نہیں ○

۷۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے ہم اُن سے ان کے گناہ دور کریں گے ف۱ اور جو کام وہ کرتے تھے ان کاموں سے بہتر ہم انہیں بدلہ دیں گے ○

۸۔ اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ نیکی ف۲ کرنے کا تاکیدی حکم دیا ہے۔ اور اگر والدین تجھ سے ضد کریں تو اس چیز کو جس کا تجھے علم نہیں میرا شریک مان پس تو والدین کی اطاعت نہ کر۔ تم کو میری طرف پھر آنا ہے سو میں تمہیں جتاؤں گا جو تم کرتے تھے ○

نجات کا سچا اور سادہ نظریہ

ف۱ اگر انسان یہ چاہے۔ کہ گناہوں اور لغزشوں سے وہ بالکل پاک ہے اور قطعاً اس سے کسی نوع کی غلطی کا صدور نہ ہو۔ تو یہ ایک ایسی آرزو ہے۔ جو کبھی پوری نہیں ہو سکتی۔ انسان فطرت اور ساخت کے لحاظ سے مجبور ہے۔ کہ کبھی کبھی تقاضا نفس کی رو میں بہہ جائے۔ اس لئے وہ مذہب جو انسان سے سو فی صدی نیک رہنے کا مطالبہ کرتا ہے۔ غلط ہے اور اس کا پیش کرنے والا انسانی نفسیات سے محض ناآشنا اور ناواقف ہے ۔

دیکھئے اللہ تعالیٰ نے جب آدم کو پیدا کرنا چاہا۔ تو فرشتوں نے کہا کیا آپ ایسے شخص کو نیابت سے سرفراز کرنا چاہتے ہیں جو سنگین گناہوں کا ارتکاب کرے گا۔ یُفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِکُ الدِّمَآءَ۔ تو اللہ نے اس کے جواب میں یہ نہیں فرمایا۔ کہ نہیں بنی آدم بڑے پاک اور پارسا ہوں گے اور تقدس و قدوسیت میں وہ تم سے بھی آگے ہوں گے۔ بلکہ فرمایا اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔ یعنی میں تمہاری پاک بازی کو دیکھ چکا۔ اب بنی آدم کے گناہ اور لغزشیں دیکھنا چاہتا ہوں تم بھید اسرار و مصالح سے آگاہ نہیں اس لئے شاکی ہو ۔

معلوم ہوا کہ لغزشیں، گناہ یاں اور جن حالات میں گناہوں کا صدور انسان سے ممکن ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے۔ پھر نجات کے کیا معنی ہوں گناہوں سے خلاصی کیسے ہوتی ہے ۔

جواب یہ ہے کہ قرآن کہتا ہے۔ تم اللہ پر ایمان رکھو۔ اعمال صالح کرتے رہو اور حتی الامکان پورا کرنے کی کوشش کرو۔ اس کے بعد جو غلطیاں بتقاضا بشریت تم سے سرزد ہو جائیں گی۔ ان کو اللہ تعالیٰ بخش دیگا اور پھر تمہارے اعمال حسنہ کا ثواب بھی اتنا کرے گا کہ اپنی طرف سے بڑھا دیگا۔ اور تم کو جنت و نعیم کے فوائد سے بہرہ اندوز ہونے کیلئے آزاد چھوڑ دیگا۔ یہی اسلامی نجات اور طریق خلاصی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔ اس میں کس درجہ فطرت کے ساتھ توافق ہے۔ اور نجات کا یہ کس قدر صحیح اور سچا نظریہ ہے جس میں نہ تناسخ کا چکر ہے نہ صلیب کی الجھن ہے۔ سیدھی سادی بات ہے کہ بالعموم خدا کی فرمانبرداری کرو اور آقا کے احکام بجا لاؤ۔ وہ تمہیں پورا پورا انعام دیگا۔ اور تمہاری لغزشوں اور گناہوں کو معاف بھی کر دے گا ۔

ف۲ یعنی والدین کی اطاعت مذہب اور دین کا اہم جزو ہے۔ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے۔ اور ہر حالت میں انکا احترام کرے بجز اس صورت کے کہ وہ شرک و بدعت کی باتوں پر آمادہ کریں ۔

حل لغات :- وَصَّیْنَا۔ توصیہ کے معنی تاکید کے ساتھ کسی بات کو کہنا ہے ۔

۹- وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصّٰلِحِيْنَ ۝

۹- اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے۔ انہیں ہم نیکوں میں داخل کریں گے ۝

۱۰- وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ؕ وَلَئِنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ؕ اَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِيْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِيْنَ ۝

۱۰- اور لوگوں میں کوئی ایسا بھی ہے جو کہتا ہے کہ ہم اللہ پر ایمان لائے۔ پھر جب آسے اللہ کی راہ میں تکلیف ہے۔ تو لوگوں کے ستانے کو اللہ کے عذاب کی برابر ٹھہراتا ہے اور اگر تیرے رب کی طرف سے مدد آئے تو ضرور کہیں گے کہ ہم تمہارے ساتھ تھے بھلا کیا بات نہیں ہے کہ جو کچھ جہان والوں کے دلوں میں ہے اللہ سے خوب جانتا ہے ۝ ف۱

۱۱- وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ ۝

۱۱- اور اللہ ضرور اہل ایمان کو معلوم کریگا۔ اور منافقوں کو بھی معلوم کرے گا ۝

۱۲- وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ ؕ

۱۲- اور کافروں نے مومنوں سے کہا کہ تم ہماری راہ کی پیروی کرو اور ہم تمہارے گناہ اٹھالیں گے۔ ف۲

ف۱ اس آیت میں منافقین کا ذکر ہے۔ کہ زبان سے تو ایمان کا دعوٰی ہے۔ مگر جب مصائب و تکالیف کا سامنا ہوتا تو گھبرا اٹھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ بھی اللہ کا عذاب ہے۔ اور جب یُسر و آسانی کے لمحات میسّر ہوتے ہیں۔ اس وقت پھر جذبۂ ایمان ان میں عود کر آتا ہے۔

لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی

ف۲ بات یہ ہے کہ جب منکرینِ اسلام مسلمانوں سے کہتے۔ کہ تم باوجود افلاس و غربت اور تکالیف و مصائب کے، اسلام کی امانتِ عزیزہ کو کیوں سینے سے لگائے ہوئے ہو۔ اور کیا وجہ ہے۔ کہ تم ہمارے ساتھ نہیں مل کر ان لذائذ سے محروم رہو۔ تو مسلمان کہتے کہ یہ تمہارا کہنا درست ہے۔ کہ اسلام کو ترک کر کے ایک گونہ دنیا کی مسرتیں حاصل ہو جاتی ہیں۔ مگر آخرت اور عقبیٰ میں کیا ہوگا۔ وہاں کون شخص اللہ کے عذاب سے چھڑائیگا۔ اور کون ہے جو وہاں کی کلفت لیتا ہے اور عذاب سے رہائی کا ٹھیکہ دار بنتا ہے۔ تو اس پر وہ نہایت دیدہ دلیری اور بےہودگی سے کہتے کچھ پرواہ نہیں۔ تم ہمارے مسلک کفر و گمراہی کو قبول کر لو ہم تمہارے گناہوں کا ذمہ لیتے ہیں۔ ارشاد ہے کہ یہ بالکل جھوٹ ہے یہ لوگ ان مسلمانوں کو گناہوں کے بارے تو کیا مخلصی عطا کریں گے البتہ خود اپنی پیٹھ پر اپنے گناہوں کے علاوہ ان کے گناہ بھی لادیں گے اور دگنے عذاب کے مستحق ہوں گے۔

معلوم ہوا کہ اسلامی نقطۂ نگاہ سے گناہوں کی ذمہ داری کوئی شخص نہیں اٹھا سکتا۔ اور کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کہ میں اپنے عقیدتمندوں اور مریدوں کے گناہوں کو بخشوا دونگا۔ کیونکہ گناہ کا تعلق براہ راست ہر فرد سے ہے۔ اور ہر فرد اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے اعمال کا جوابدہ ہے۔

حلِ لغات:۔ فِتْنَةَ النَّاسِ۔ لوگوں کی ایذا دہی کو۔

۴ صُدُوْر۔ صدر کی جمع ہے۔ بمعنی سینہ۔

وَمَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○

حالانکہ وہ انکے گناہوں میں سے کچھ بھی نہ اٹھائیں گے۔ یہ بالکل جھوٹ بک رہے ہیں ○

۱۳- وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ؗ وَلَيُسْـَٔلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۠

۱۳۔ اور البتہ اٹھاویں گے بوجھ اپنے اور بوجھ ساتھ بوجھوں اپنے کے اور قیامت کے دن ان باتوں کی نسبت جو وہ جھوٹ بناتے تھے باز پرس ہوگی ○

۱۴- وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا ؕ فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ○

۱۴۔ اور نوحؑ کو ہم نے اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ پھر وہ ان میں پچاس برس کم ہزار برس رہا۔ پھر انہیں طوفان نے آپکڑا اور وہ ظالم تھے ○

۱۵- فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ وَجَعَلْنٰهَاۤ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ○

۱۵۔ پھر بچا لیا ہم نے اسے اور سب کشتی والوں کو بچا لیا۔ اور ہم نے کشتی کو اہل جہان کے لئے ایک نشانی ٹھہرایا ○

۱۶- وَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

۱۶۔ اور ہم نے ابراہیمؑ کو بھیجا۔ جب اُس نے اپنی قوم سے کہا۔ کہ اللہ کی عبادت کرو۔ اور اس سے ڈرو یہ تمہارے

---

(۱) عہد امم سے اس بات پر استشہاد ہے کہ ظلم کرنے والے کیونکر تباہ ہوتے ہیں۔ اور حق کس طرح کامیاب و کامران رہتا ہے۔

ارشاد ہے کہ حضرت نوحؑ نے پچاس کم ہزار برس تک تبلیغ کی اور قوم کو گمراہی کی ظلمتوں سے نکالنے اور ہدایت کی روشنی میں لانے کی انتہائی جدوجہد فرمائی۔ مگر انہوں نے بہرحال انکار کیا۔ اور ان کے پیغام سے روگردانی کی۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ باد و باران کے طوفان نے ان کو آ لیا۔ اور بجز حضرت نوحؑ اور اہل سفینہ کے سب لوگ ڈوب گئے۔

(۲) حضرت نوحؑ کے بعد جب [illegible] بابل میں [illegible] [illegible] اور ساری قوم خدا کی نافرمان ہو گئی۔ تو حضرت ابراہیمؑ مبعوث ہوئے۔ انہوں نے بڑی ہمت و دانائی اور جرأت و جسارت سے لوگوں کو ایک اللہ کی چوکھٹ پر جھکنے کی دعوت دی۔ اور اللہ کے عذاب سے ڈرایا۔

حلِ لغات:

وَمَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ سے مراد یہ ہے کہ وہ گنہگاروں کے بوجھ کو ہلکا نہیں کر سکیں گے۔

وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ سے مقصود یہ ہے کہ وہ اپنے گناہ اور ان لوگوں کے گناہوں کی سزا بھگتیں گے جنکو انہوں نے گمراہ کیا۔ اس لئے دونوں میں معناً کوئی تضاد نہیں۔

اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا۔ ہزار سال کہہ کر پچاس کم کرنے کے طریق کے بیان اور طرز استثناء کے اختیار کرنے میں تبلیغ نافعے دونوں چیزوں سے تقریب و تخمین کی نفی ہوتی ہے۔

۲۔ عدد اکبر اس بات پر دال ہے کہ حضرت نوحؑ نے بہت زیادہ صبر اور استقلال کا اظہار کیا۔ اور چونکہ اس مقام میں حضورؐ کو کفار کی ایذا دہی پر تسلی دینا مقصود ہے۔ اس لئے یہی عدد اکبر بیان مناسب اور زیادہ مفید تھا۔ کہ پہلے عدد اکبر ہو اور اسکے بعد استثناء ہو (۳) یہ نہایت موثر اور دلکش و ادبی طرز بیان ہے۔ تسعمائۃ و خمسین سنۃ۔ میں وہ موسیقی موجود نہیں جو الف سنۃ الا خمسین عاماً میں ہے۔

تَعْلَمُوْنَ ○

لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو ○

۱۷- اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّ تَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ۭ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○

۱۷۔ تم تو اللہ کے سوا صرف بتوں کو پوجتے ہو وہ تمہاری روزی کے مالک نہیں سو تم اللہ سے رزق طلب کرو۔ اور اس کو پوجو اور اس کا شکر کرو اسی کی طرف تم پھیرے جاؤ گے ○

۱۸- وَاِنْ تُكَذِّبُوْا فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ۭ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ○

۱۸۔ اور اگر تم جھٹلاؤ گے تو تم سے پہلے بہت اُمتوں نے جھٹلایا ہے اور رسول کا ذمہ صرف کھول کر پہنچا دینا ہے ○

۱۹- اَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ○

۱۹۔ کیا نہیں دیکھتے کہ اللہ کس طرح مخلوق کو اول بار پیدا کرتا ہے پھر اُسے دُہرائے گا بے شک یہ اللہ پر آسان ہے ○

ابراہیمؑ کے مواعظ توحید

ف۱ ان آیتوں میں حضرت ابراہیمؑ کا وعظ مذکور ہے۔ جو کہ انہوں نے قوم کے بت پرستانہ خیالات کی تردید فرمائی۔

ارشاد ہے کہ تم اللہ کو چھوڑ کر بتوں کو پوج رہے ہو۔ جن میں کوئی حقیقت نہیں۔ اور جن کی تم پرستش کرتے ہو۔ یقیناً وہ رزق کے مالک نہیں۔ اگر رزق حاصل کرنا ہے۔ تو اللہ کے پاس آؤ۔ اور اس کا شکر ادا کرو۔ یعنی کشائش رزق کی تمام راہیں اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ اور اُسی کے قبضہ اختیار میں ہے۔ کہ جس کو چاہے۔ فراوانی کے ساتھ دے۔ اور جس کو چاہے نانِ شبینہ تک محتاج کر دے۔ اس کے بعد فرمایا۔ اگر تم اس پیغام کو نہ مانو۔ تو میں تم کو مجبور نہیں کرتا۔ تم سے پہلے بھی قوموں نے اپنے پیغمبروں کی تکذیب کی۔ اور تکذیب کی سزا پائی۔ میرا فرض تو صرف یہ ہے۔ کہ اللہ کے احکام بلاکم و کاست تم تک پہنچا دوں۔

لَا یَمْلِکُوْنَ لَکُمْ رِزْقًا میں لفظ رزق کو تنکیر کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اور جب اسی رزق کو اللہ کی طرف منسوب کیا ہے تو اَلرِّزْق کہا ہے۔ یعنی بصورت معرفہ۔ اس میں نکتہ یہ ہے کہ نکرہ جب معرض نفی میں ہو۔ تو عموم نفی کا فائدہ دیتا ہے معنے یہ ہوں گے۔ کہ تمہارے معبودوں کے پاس تو کسی قسم کا رزق موجود نہیں۔ اور معرفہ ہونے کی شکل میں استغراق مدنظر ہے۔ یعنی ہر قسم کا رزق اللہ کے اختیار میں ہے۔

امکان حشر پر ایک منطقی دلیل

ف۲ توحید اور نبوت کی تشریح کے بعد اب تیسرے اصل کے اثبات میں دلائل پیش فرماتے ہیں۔ اور یہ تیسرا اصل نشأۃ آخری یعنی عالم حشر ہے۔

(باقی صفحہ ۹۵۳ پر)

حلِ لغات۔

اُمَمٌ۔ اُمَّۃٌ کی جمع ہے۔ یعنے قومیں۔

۲۰- قُلْ سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۝

۲۰- تو کہہ تم زمین میں سیر کرو۔ پھر دیکھو کہ کیونکر اللہ نے پیدائش کو شروع کیا۔ پھر اللہ پچھلا اٹھان اٹھائے گا۔ بے شک اللہ ہر شے پر قادر ہے ۝ ف

۲۱- يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاِلَيْهِ تُقْلَبُوْنَ ۝

۲۱- وہ جسے چاہے عذاب کرے جسپر چاہے رحم کرے اور تم اسی کی طرف پھر جاؤ گے ۝

۲۲- وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ ۫ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝

۲۲- اور تم زمین میں اور آسمان میں اللہ کو عاجز نہ کر سکو گے۔ اور سوائے اللہ کے تمہارا کوئی دوست اور مددگار نہیں ۝

۲۳- وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَلِقَآئِهٖٓ اُولٰٓئِكَ يَئِسُوْا مِنْ رَّحْمَتِىْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

۲۳- اور جو اللہ کی آیتوں اور اس کی ملاقات کے منکر ہوئے وہی میری رحمت سے ناامید ہیں اور انہیں کیلئے دکھ دینے والا عذاب ہے ۝

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۵۲:-

ارشاد ہے۔ کہ یہ لوگ اس حقیقت پر غور کریں۔ کہ سب سے پہلی مخلوق کو کس نے وجود بخشا۔ اس کے دو ہی جواب ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ یہ مخلوق کسی دوسری علت مخلوقہ کا نتیجہ ہے۔ دوسرے یہ کہ اس کو منصۂ شہود پر لانے والی ذات اللہ کی ذات ہے۔ پہلا جواب خلاف مفروض ہے۔ اور تسلسل کا متقاضی ہے۔ جو عقلاً ناتسلی بخش، اور ناممکن ہے۔ اس لئے منطقی طور پر دوسرا جواب درست ہوگا۔ اس صورت اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب پہلی دفعہ میں نے کائنات کو پیدا کیا ہے تو پھر اس کے دوبارہ پیدا کرنے میں کون چیز مانع ہو سکتی ہے۔

حاشیہ صفحہ ھذا:-

ف غرض یہ ہے کہ غور و فکر بھی عالم حشر کے امکانات پر روشنی ڈالتا ہے۔ اور تجربہ و آزمائش بھی۔ ارشاد ہے کہ تم زمین میں چل کر دنیا پر نظر دوڑاؤ۔ اور دیکھو۔ کہ کیا کائنات کی ہر چیز یہ نہیں بتا رہی ہے کہ اسکو پیدا کرنے والا اللہ ہے۔ اور نشأۃ اخری کے تسلیم کر لینے میں کیا تامل ہو سکتا ہے۔

بات یہ ہے کہ اس قسم کے اعتراضات و شکوک اسوقت پیدا ہوتے ہیں جب اللہ کی قدرت کاملہ پر ایمان نہ ہو۔ اور جب اسکو تسلیم کر لیا جائے۔ تو پھر تمام اعتراضات اٹھ جاتے ہیں۔

حل لغات:- يُنْشِئُ۔ انشاء سے ہے پیدا کرے۔ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ۔ جسکو چاہے گا۔ عذاب میں مبتلا کریگا یعنی اگلے تعیّنات میں دنیا کی کوئی قوت حائل نہیں۔ ورنہ در حقیقت اسکی مشیت عذاب میں وہ لوگ داخل ہیں۔ جو

۲۴- فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○

۲۴- پھر اس (ابراہیمؑ) کی قوم کا بجز اس کے اور کچھ جواب نہ تھا۔ کہ انہوں نے کہا کہ اُسے قتل کر دو یا جلا دو پھر اُسے خدا نے آگ سے بچایا۔ بے شک ان میں ایماندار لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں ○

۲۵- وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۫ وَّمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ○

۲۵- اور کہا کہ تم اللہ کے سوا بتوں کو مانتے ہو کہ صرف تمہاری آپس کی دوستی کا سبب ہے جو دُنیا کی زندگی تک ہے۔ پھر قیامت کے دن تم میں ایک کا ایک منکر ہوگا اور ایک پر ایک لعنت کریگا اور تمہارا ٹھکانا آگ ہے اور کوئی تمہارا مددگار نہیں ○

۲۶- فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَقَالَ اِنِّيْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ

۲۶- پھر لوط اس پر ایمان لایا اور کہا میں اپنے رب کی طرف ہجرت کرتا ہوں۔ بے شک وہی زبردست

نارِ نمرود میں تحویل و تبدیل

ف۱ یہاں سے پھر حضرت ابراہیمؑ کے قصہ کو بیان فرمایا ہے کہ جب انہوں نے اللہ کے پیغام کو اہل کے کونے کونے میں پہنچا دیا۔ اور بتوں کی بے چارگی اور عجز کو سختی کے ساتھ بیان کیا۔ اور توحید کی تائید میں ایسے دلائل قاہرہ ارشاد فرمائے۔ کہ منکرین سے کوئی جواب نہیں پڑا۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ اس کو زندگی سے محروم کردو۔ مار ڈالو۔ اور آگ میں جھونک دو۔ یہ ہمارے مذہب اور دین کے لئے زبردست خطرہ ہے۔ چنانچہ آگ کا ایک بڑا الاؤ تیار کیا گیا۔ اور ابراہیمؑ کے ایمان کا امتحان ہونے لگا۔ منکرین اور کفار کی جماعت خوش تھی۔ کہ ہمارے بتوں کی توہین کرنے والا چشم زدن میں آگ میں جل کر بھسم ہو جائیگا۔ اور ہم اپنے دشمن کو اپنے سامنے فنا ہوتا اور مٹتا دیکھیں گے۔ ان کا خیال تھا۔ کہ اس قربانی سے ان کے دیوتا بھی مسرور ہوں گے۔ کہ ہمارے عقیدت مندوں نے ہمارے ایک ذلت دینے والے سے خوب انتقام لیا۔ مگر اللہ کی تدبیر ان کی اس قساوت قلبی اور معنوی پر جس سے قوی تھی نتیجہ یہ ہے کہ وہ آگ گلزار ہوگئی جو انہوں نے بڑی محنت سے تیار کیا تھا۔ ابراہیمؑ کے اس میں کود پڑنے سے آگ سرد ہوگیا۔ اور سلامتی سے تبدیل ہوگیا۔ کیونکہ یہ اللہ کا فیصلہ ہے کہ وہ اپنے چاہنے والوں کو ذلیل اور رسوا نہیں کرتا۔

اب یہ سوال کہ ایسا کیونکر ہو گیا۔ کیا آگ اپنی فطرت کو بھول گئی۔ یا ابراہیمؑ کی سوزش پنہانی نے اس کو مغلوب کر لیا فی الحقیقت یہ سوال ہی مہمل ہے۔

(باقی صفحہ ۹۵۵ پر)

حل لغات:-

اَوْ حَرِّقُوْهُ - اَوْ یہاں بل کے معنوں میں ہے۔ یا استدراک کے لئے ہے۔ جیسے ارشاد ہے۔ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ۙ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ ۔

اَوْثَانًا - وثن کی جمع ہے۔ بمعنی بت۔

الحکیم ○

حکمت والا ہے ○

۲۷- وَ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ وَ جَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْکِتٰبَ وَاٰتَیْنٰهُ اَجْرَهٗ فِی الدُّنْیَا ۚ وَ اِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ ○

۲۷- اور ہم نے اسے اسحٰق اور یعقوب بخشا اور اس کی اولاد میں نبوت اور کتاب رکھی اور ہم نے اس کا اجر اسے دُنیا میں دیا اور بیشک آخرت میں وہ البتہ نیکوں میں ہے ○ [ط]

۲۸- وَ لُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اِنَّکُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ ۫ مَا سَبَقَکُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ○

۲۸- اور لوط کو بھیجا۔ جب اس نے اپنی قوم سے کہا کہ تم بے حیائی کرتے ہو دنیا میں تم سے پہلے کسی نے ایسی بے حیائی نہیں کی ○

۲۹- اَئِنَّکُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَ تَقْطَعُوْنَ السَّبِیْلَ ۙ وَ تَاْتُوْنَ فِیْ نَادِیْکُمُ الْمُنْکَرَ ؕ

۲۹- البتہ تحقیق مردوں پر گرتے ہو اور راہ مارتے ہو (نسل کی) اور اپنی مجلس میں بُرے کام کرتے ہو۔ سو اس کی قوم کا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۵۴:-

کیونکہ کسی کی عقل تسلیم کرے یا نہ کرے۔ واقعہ یہی ہے۔ کہ آگ بجھ گئی اور ابراہیم اُن کے مکر اور سوچی تدبیر سے بچ نکلے گئے۔

ہم جب خدا کو اس کی قدرت وعظمت کے ساتھ مانتے ہیں تو اس کے بعد اس قسم کے اعتراضات اور شکوک کی گنجائش نہیں رہتی۔ وہ چاہے تو جہنم کی آگ کو جنت کی نہروں میں تبدیل کر دے۔ اور کرۂ آفتاب سے حرارت چھین کر اس کی بجائے برف کی سی برودت رکھ دے۔ یہ سب چیزیں ممکن ہیں۔ اور اس سے بھی زیادہ محالاتِ عقلی ہیں جو اس کے سامنے صف بستہ کھڑے حکم کے منتظر ہیں۔

اس اہمی تسلی کیلئے اتنا سمجھ لیجئے۔ کہ جل جانا یا سوزش کا احساس اصل میں آگ سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ اپنے احساس یقینی سے متعلق ہے آگر ہر قسم کے احساس کو پیدا کرنیکا موجب ہے۔ اس لئے سمجھا جاتا ہے کہ آگ جلاتی ہے اور سوزش پیدا کرتی ہے۔ لہٰذا وہ شخص جو یہ یقین رکھے کہ آگ مجھ کو بجھائے گی۔ وہ آگ میں نہیں جلے گا بشرطیکہ یہ یقین بدرجہ حق الیقین ہو۔ چنانچہ اب تک لوگ نظر آرہے ہیں۔ کہ وہ دہکتے ہوئے انگاروں پر سے باطمینان گزر جاتے ہیں۔ اور دیکھنے والوں کو حیرت میں ڈال دیتے ہیں۔ جب اُن سے پوچھا گیا۔ کہ آپ کیونکر آگ کی بھری کھائی پر سے گزر گئے۔ تو انہوں نے یہی جواب دیا۔ کہ قوت ارادی کی مضبوطی سے۔

ف۱ یعنی پیر اور مرید کے مشرکانہ تعلقات بس یہیں تک ہیں۔ قیامت کے دن یہ لوگ ایک دوسرے سے پیچھا چھڑانے کی کوشش کریں گے۔

ف۲ حضرت ابراہیمؑ کی دعوت کو حضرت لوطؑ نے قبول کیا۔ اور ارضِ بابل سے ہجرت کر کے سدوم میں پہنچ گئے۔ تاکہ وہاں کے لوگوں تک خدا کا پیغام پہنچائیں۔

(حاشیہ صفحہ ہٰذا)

ف۱ مقصد یہ ہے۔ کہ جو شخص اللہ کے دین کی خدمت کرتا ہے۔ اللہ اس کو ضرور برکات دین و دنیا سے بہرہ ور کرتا ہے۔

حلِّ لغات:- نَادِیْکُمْ۔ مجلس نادی کے معنے اصل میں اس بزم کے ہیں۔ جو رات کو منعقد کی جائے۔

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○

اس کے سوا اور کچھ جواب نہ تھا۔ بولے اگر تو سچا ہے تو ہم پر اللہ کا عذاب لے آ ○

۳۰- قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ ○

۳۰۔ لوط نے کہا۔ کہ اے رب میرے مفسد لوگوں پر میری مدد کرو ○

۳۱- وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مُهْلِكُوْٓا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ ۚ اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ○

۳۱۔ اور جب ہمارے (فرشتے) ابراہیمؑ کے پاس بشارت دینے آئے۔ تو کہا۔ ہم اس بستی کے لوگوں کو ہلاک کریں گے۔ بیشک اس کے باشندے ظالم ہیں ○

۳۲- قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا ۚ قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا ۫ لَنُنَجِّيَنَّهٗ

۳۲۔ بولے وہاں لوط رہتا ہے۔ بولے ہم خوب جانتے ہیں جو کوئی اس میں رہتا ہے۔ ہم

لواطت کے نقصانات

ف حضرت لوطؑ کا پیغام خصوصی یہی تھا۔ کہ وہ سدومیوں کو اس لعنت سے بچائیں۔ اور ان کو بتائیں کہ تمہاری یہ حرکات نوع انسانی کے لئے نہایت خطرناک اور مضر ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ تم عورتوں کو چھوڑ کر لونڈوں سے جذبات شہوت کی تسکین کا سامان بہم پہنچاتے ہو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ نسل انسانی منقطع ہو جائے گی۔ وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ سے یہی مقصود ہے۔ کہ تمہارے ان افعال سے افزائش نسل کی راہیں مسدود ہو جائیں گی ۔

سوال یہ ہے کہ یہ فعل عند اللہ اس درجہ مبغوض کیوں ہے۔ کہ اللہ نے اس کے انسداد کے لئے حضرت لوط کو رسول بنا کر بھیجا۔ اور آخر میں انکار کی وجہ سے ان کو ہلاک کر دیا گیا۔ بعض یونانی اخلاقیین نے اس کو بے ضرر مشغلہ کے نام سے موسوم کیا ہے لیکن انہوں نے اس کی قباحتوں پر کبھی نظر نہیں ڈالی۔ جن میں سے کچھ ذیل میں درج کی جاتی ہیں ۔

۱۔ طبی اور عضویاتی نقطہ نگاہ سے دیکھا جائے۔ تو اس مرض کے لوگ جنسی اعتبار سے بالکل بے کار اور عنین ہو جاتے ہیں۔

۲۔ اخلاقی لحاظ سے قوم میں بزدلی۔ بدعملی۔ یاس اور قنوط کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں۔

۳۔ اجتماعی نقصانات یہ ہیں۔ کہ سماج میں فواحش کا رواج اور غلبہ ہو جاتا ہے۔

۴۔ دماغی پستی اس کا لازمی اور فوری نتیجہ ہے۔

۵۔ جو نسل پیدا ہوتی ہے۔ وہ کمزور۔ بیمار۔ اور موت کا جلد لقمہ ہوتی ہے۔

۶۔ عورتیں مردوں کی فطری رفاقت سے عمر بھر محروم ہو جاتی ہیں۔

سب سے بڑا جامع نقصان وہی ہے۔ جو قرآن نے بیان کیا ہے۔ کہ وراثت۔ خاندان داری اور معیشت کا انقطاع ہو جاتا ہے۔

(باقی صفحہ ۹۵۷ پر)

وَ اَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ○

اس کو اور اس کے اہل کو نجات دینگے مگر اسکی عورت کہ رہے گی رہ جانے والوں میں ○

۳۳- وَ لَمَّاۤ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ وَ ضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّ قَالُوْا لَا تَخَفْ وَ لَا تَحْزَنْ اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَ اَهْلَكَ اِلَّا امْرَاَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ○

۳۳- اور جب ہمارے رسول (بھیجے ہوئے یعنی فرشتے) لوط کے پاس آئے تو وہ ان کو دیکھ کر مغموم ہوا۔ اور ان کے سبب سے دل تنگ ہوا اور رسول بولے خوف نہ کر نہ غم کھا۔ ہم تجھے اور تیرے اہل کو نجات دینگے۔ مگر تیری عورت رہے گی پیچھے رہنے والوں میں ○

۳۴- اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰۤى اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ○

۳۴- ہمیں اس بستی والوں پر آسمان سے عذاب نازل کرنا ہے۔ کیونکہ وہ لوگ نافرمان ہیں ○

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۵۶۔

الغرض حضرت لوطؑ نے جب ان لوگوں کو پاکبازی کی تلقین کی اور بتایا۔ کہ تمہارے یہ افعال نہایت برے ہیں۔ اور اس لائق ہیں۔ کہ اللہ کا عذاب تم پر آئے۔ اور تم کو ہلاک کر دے۔ تو انہوں نے ازراہ بدبختی اور اور محرومی بجائے توبہ و استغفار کے عذاب طلب کیا چنانچہ اللہ کے فرشتے پہلے حضرت ابراہیم کے پاس آئے۔ اُن کو بیٹے کی خوشخبری دی۔ اور پھر کہا۔ کہ ہم آگے جا رہے ہیں۔ اور سدومیوں کو ہلاک کر دینے کا قصد ہے۔

ابراہیم نے کہا۔ اس بستی میں تو لوطؑ بھی بستے ہیں۔ فرشتوں نے کہا۔ ہم جانتے ہیں۔ اس کو اور اس کے ماننے والوں کو بجز اس کی منکر بیوی کے ہم نجات دیں گے۔ اور عذاب سے بچالیں گے اور باقی بدکردار لوگوں کے لئے ہلاکت مقدر ہے۔ اس کے بعد حضرت لوطؑ کے پاس آئے۔ وہ ان کو دیکھ کر خوف زدہ اور رنجیدہ ہوئے کہ تباہی کا وقت آگیا

فرشتوں نے تسلی دی اور کہا۔ کہ آپ کو اور آپ کے عقیدتمندوں کو بچا لیا جائے گا۔ البتہ آپ کی بیوی معذبین میں سے ہے کیونکہ اس نے پرانی بدرسموں کا ساتھ دیا۔ اور توحید و پاکیزگی کے پروگرام پر کان نہ دھرا۔

حل لغات:۔

اَلْغَابِرِیْنَ۔ پیچھے رہنے والوں میں۔

ضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا۔ رنجیدہ اور تنگ دل ہوئے۔ محاورہ ہے۔ یعنی لوطؑ نے فرشتوں کے آنے سے ایک قسم کی تکلیف اور الجھن محسوس کی۔

۳۵۔ وَلَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَآ اٰيَةًۢ بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ○

۳۵۔ اور ہم نے اس بستی سے ایک ظاہر نشان اہل عقل کے لئے چھوڑ دیا (یعنی اُلٹ دیا)، کہ سب دیکھ رہے ہیں ○

۳۶۔ وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۙ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَارْجُوا الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ○

۳۶۔ اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا۔ پھر بولا اے قوم اللہ کی عبادت کرو اور آخری دن کی اُمید رکھو اور زمین میں فساد نہ کرتے پھرو ○ ف

۳۷۔ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ○

۳۷۔ سو انہوں نے اُسے جھٹلایا، پھر ان کو بھونچال نے آپکڑا، پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے ○

۳۸۔ وَعَادًا وَّثَمُوْدَا۟ وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ ۫ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ ○

۳۸۔ اور عاد اور ثمود کو ہلاک کیا، اور (اے اہل مکہ) ان کے بعض گھر (یعنی کھنڈرات)، تمہارے سامنے ظاہر ہیں اور ان کے اعمال شیطان نے ان کے لئے مزین کئے تھے۔ پھر انہیں راہ سے روکا تھا اور حالانکہ اپنے گمان میں وہ دانشمند تھے ○

ایام اللہ

ف ان آیات میں تذکیر بایام اللہ کے تحت ہلاک شدہ قوموں کا ذکر ہے۔ کہ کیونکر انہوں نے حق و صداقت کو ٹھکرایا۔ اور کیونکر عذاب کے مستحق ٹھہرے۔ ارشاد ہے کہ مدین والوں کے پاس ہم نے حضرت شعیب کو بھیجا۔ انہوں نے کہا اے قوم ایک اللہ کی عبادت کرو۔ توحید اصل دین ہے۔ فطرت کا تقاضا ہے۔ دل کی آواز ہے معقول اور صحیح عقیدہ ہے۔ اور یوم آخرت کے محاسبہ سے ڈرو۔ کہ ایمان بالآخرت سے دلوں میں نیکی کی تحریص پیدا ہوتی ہے۔ اور کفر و طغیان کرکے زمین میں فساد نہ مچاؤ۔

اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کفر بجائے خود تخریب ہے۔ تباہی ہے اور ہلاکت ہے۔ اور جو لوگ انبیاء کے پیش کردہ نظام کو نہیں مانتے وہ عالم کون و مکان کو غارت کر دینے میں براہ راست ممد و معاون ہوتے ہیں۔

ان لوگوں نے حضرت شعیبؑ کی آواز پر کان نہ دھرا۔ اور رعونت و بدبختی سے کام لیتے ہوئے ان کی تکذیب کی۔ اور کفر و شرک پر مصر رہے۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ قیامت آفرین زلزلہ آیا۔ اور عبرت بنا گیا

پھر دیکھو۔ کہ عاد اور ثمود کی بستیاں کس طرح اُلٹ گئیں۔ شیطان نے اُن کے اعمال کو سنوار کر پیش کیا۔ اور راہ راست سے روکا۔ اور باوجود ہوشیار اور سمجھدار ہونے کے اس کے داؤں میں آگئے۔

قارون کے حالات سنو۔ کہ سرمایہ داری نے اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی۔ وہ دولت کے نشہ میں اس درجہ سرشار ہوا کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو بالکل بھول گیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ میرے مال میں غیر کا کوئی حصہ نہیں۔ میں نے اپنے خزائن دولت کو اپنی عقل و فراست سے پیدا کیا ہے۔ اس میں اللہ کے فضل اور اس کی بخشش کو کوئی دخل نہیں۔ اس لئے میں خدا کی راہ میں کچھ دینے کو تیار نہیں ہوں۔ اور نہ اس کے دین کو مانتا ہوں۔

اسی طرح فرعون اور ہامان علو و اقتدار کی خواہش میں اندھے ہو گئے۔ اور ہرچند حضرت موسیٰ نے ان کے سامنے دلائل رکھے۔ انکو حق اور سچائی کی دعوت دی۔ مگر انہوں نے کبر و غرور کو نہ چھوڑا۔ کسی طرح بھی اسرائیل کو آزادی نہ دی۔

حل لغات:۔ رجز۔ عذاب سختی تکلیف۔

وَارْجُوا الْيَوْمَ الْاٰخِرَ رجا کے معنے خوف اور امید دونوں کے ہیں۔

ف الرجفۃ۔ زلزلہ۔ کپکپی

۳۹- وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ ۖ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِى الْاَرْضِ وَمَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ۝

۳۹- اور قارون اور فرعون اور ہامان کو (ہلاک کیا)، اور موسیٰ ان کے پاس کھلی نشانیاں لیکر آیا۔ سو وہ زمین میں غرور کرنے لگے اور ہم سے جیت جانے والے نہ تھے ○

۴۰- فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝

۴۰- پھر ہر ایک کو ہم نے اس کے گناہ میں پکڑا۔ سو ان میں بعض پر ہم نے پتھر برسانیوالی ہوا بھیجی اور کسی کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور کسی کو ہم نے غرق کیا۔ اور خدا ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرے۔ لیکن وہ اپنی جانوں پر آپ ظلم کرتے تھے ○

ل یعنی ان حالات کی وجہ سے۔ اللہ تعالیٰ کا انتقام بھڑکا۔ اور ان سب کو فنا کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ بعض پر پتھر برسے۔ اور بعض کو چیخ اور شدید آواز نے موت کی نیند سُلا دیا۔ بعض زمین میں دھنس گئے۔ اور بعض پانی میں ڈوب گئے۔

اللہ عذاب کو پسند نہیں کرتا

ط وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ سے مقصود یہ ہے۔ کہ اللہ کا عذاب اس طرح نہیں آتا۔ کہ وہ یونہی بلا کسی عذر اور وجہ کے غیظ و غضب سے بے تاب ہو جائے۔ اور اپنے بندوں کو ہلاک کر دے۔ بلکہ ہوتا یہ ہے۔ کہ جب بندے اس کی مہربانیوں کو ٹھکرا دیتے ہیں۔ اس کے پیغام محبت و شفقت کو نہیں مانتے۔ جب وہ بلاتا ہے۔ اور یہ اکڑتے ہیں۔ جب وہ فضل و کرم سے نوازنا چاہتا ہے۔ تو یہ اپنے لئے غضب اور ناراضگی کو پسند کرتے ہیں۔ جب وہ جنت کے دروازوں کو وا کرتا ہے۔ اور یہ جہنم کی طرف دوڑتے ہیں۔ وہ انہیں باقی رکھنا چاہتا ہے۔ اور یہ فنا کی طرف لپکتے ہیں۔ اور جب وہ انہیں دنیا کی سرداری بخشنا چاہتا ہے۔ تو یہ ذلت و رسوائی اختیار کرتے ہیں۔ تو اس وقت اس کا قاعدہ ہے۔ کہ ایسے ناشکروں اور نااہلوں سے زمین کو پاک کر دیا جائے۔ ورنہ اس سے زیادہ رحیم اور کون ہو سکتا ہے؟ جس نے [illegible] کو پیدا کیا۔ خلعت وجود بخشا۔ زندگی عنایت کی۔ اور کائنات کو ان کی خدمت پر مامور کر دیا۔ کیا یہ سارے انتظامات اس نے محض اس لئے کئے ہیں۔ کہ اپنے بندوں کو یونہی غصہ میں آکر ہلاک کر دے۔ نہیں وہ قطعاً نہیں چاہتا۔ کہ اس کے بندے فنا اور عذاب کی آغوش میں جائیں۔ اسی لئے وہ پیغمبر بھیجتا ہے۔ کتابیں نازل کرتا ہے۔ معجزات اور خوارق سے اُن کو ہوش میں لانے کی کوشش کرتا ہے۔ تاکہ وہ سمجھیں۔ اور اللہ کے پیغام کو عقیدت سے سنیں۔ اور دُنیا و عقبیٰ کی نعمتوں سے بہرہ ور ہوں۔ مگر جب یہ لوگ باوجود ان نوازشہائے بے حد کی گمراہی پر قائم ہوں۔ تو پھر سوائے ہلاکت کے اور کیا طرز عمل متصور ہو سکتا ہے۔

حل لغات

حَاصِبًا۔ حَصْبَاءٌ سے ہے یعنی پتھروں کی بارش۔

۴۱- مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ كَمَثَلِ الْعَنكَبُوتِ اتَّخَذَتْ بَيْتًا ۖ وَإِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ الْعَنكَبُوتِ ۖ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ○

۴۱- ان کی مثال جنہوں نے اللہ کے سوا دوست پکڑے ہیں ایسی ہے جیسے مکڑی۔ جس نے گھر بنایا۔ اور سب گھروں سے زیادہ کمزور مکڑی ہی کا گھر ہے اگر وہ جانیں ○

۴۲- إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُونَ مِن دُونِهِ مِن شَيْءٍ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ○

۴۲- خدا کے سوا جس چیز کو پکارتے ہیں اللہ جانتا ہے۔ خواہ وہ کوئی چیز کیوں نہ ہو۔ اور وہ غالب حکمت والا ہے ○

۴۳- وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۖ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ ○

۴۳- اور یہ مثالیں ہیں جنہیں ہم آدمیوں کے لئے بیان کرتے ہیں اور انکو صرف وہی لوگ سمجھتے ہیں جو علم رکھتے ہیں ○

۴۴- خَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ ○

۴۴- اللہ نے آسمان اور زمین کو جیسا چاہیے پیدا کیا۔ بے شک اس میں مومنوں کے لئے نشانی ہے ○

ایک بے مثل تشبیہ

ف۱ حقیقت یہ ہے کہ مشرکین کے عقیدہ کی کمزوری اور اس کی بے چارگی کی اس سے بہتر مثال نہیں بیان کی جا سکتی ۔ غور فرمایئے۔ کہ گھر کی غرض کیا ہو سکتی ہے۔ یہی کہ وہاں آرام اور آسودگی میسر ہو۔ گرمی اور سردی سے بچا سکے۔ اور باد و باراں کے وقت آرام میسر ہو۔ مگر مکڑی کے گھر میں یہ چیزیں کہاں حاصل ہو سکتی ہیں۔ ہوا کا ایک جھونکا اس کو برباد کر سکتا ہے۔ اور آگ کا ایک شرارہ اس کے سارے تانے بانے کو فنا کر سکتا ہے۔

ف۲ جس طرح اس عنکبوت کے کمزور اور ناچیز گھر میں پناہ نہیں مل سکتی۔ اور یہ گھر آرام و آسودگی کا باعث نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح مشرک جو اوہام و خرافات اور مشرکانہ خیالات کا ایک مکان تعمیر کرنا چاہتا ہے۔ سو اسکو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ یہ مکڑی کے گھر کی طرح دنیا بھر کے گھروں سے بودا اور رقیق ہوتا ہے۔ ذرا سی معقولیت اور ادنیٰ سی بصیرت بھی اس کو ڈھا دینے کے لئے کافی ہے۔ یعنی شرک کا گھر جو آدمی اپنے دماغ و قلب میں خیالات کے آرام اور آسودگی کے لئے بناتا ہے اس سے ہرگز یہ ضرورت پوری نہیں ہوتی۔ ارشاد ہے۔ کہ یہ امثال ان لوگوں کے لئے وجہ ہدایت ہو سکتی ہیں۔ جو عالم اور سمجھدار ہیں۔ اور واقعہ یہ ہے۔ کہ یہ نہایت عمدہ تشبیہ ہے اور اس کے سمجھنے کے لئے صحیح سلیقہ اور [illegible] کی ضرورت ہے۔

حل لغات: الْعَنكَبُوتُ۔ مکڑی۔ أَوْهَنَ۔ بہت زیادہ بودا۔ بِالْحَقِّ۔ یعنی غرض و مقصد کے موافق بہ صحت و راست۔

۴۵- اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ ؕ وَ لَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ؕ وَ اللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ○

۴۵۔ کتاب میں سے جو کچھ تجھ پر وحی کیا گیا۔ اُسے پڑھ اور نماز کو قائم رکھ بے شک نماز بے حیائی اور ناپسند بات سے روکتی ہے۔ اور البتہ اللہ کی یاد سب سے بڑی چیز ہے اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو○

۴۶- وَ لَا تُجَادِلُوْٓا اَھْلَ الْکِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ ۖ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْھُمْ وَ قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ وَ اِلٰھُنَا وَ اِلٰھُکُمْ وَاحِدٌ وَّ نَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ ○

۴۶۔ اور تم (مسلمان) اہل کتاب کے ساتھ جھگڑا نہ کرو۔ مگر ایسے طور پر جو بہتر ہو۔ ہاں جنہوں نے ان میں سے تم پر ظلم کیا (ان سے جھگڑا کرو) اور کہو کہ جو ہماری طرف اُتارا گیا اور جو تمہاری طرف اُتارا گیا ہے ہم سب مانتے ہیں اور ہمارا معبود اور تمہارا معبود ایک ہے۔ اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں○

۴۷- وَ کَذٰلِکَ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الْکِتٰبَ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ ۚ وَ مِنْ ھٰٓؤُلَآءِ

۴۷۔ اور اسی طرح ہم نے تیری طرف کتاب نازل کی ہے۔ سو جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اسے

نماز برائیوں سے روکتی ہے

اس سے مقصد یہ ہے کہ حضور کو تسلی دی جائے۔ اور بتایا جائے۔ کہ آپ کا کام اللہ کے پیغام کو لوگوں تک پہنچانا ہے۔ چاہے وہ قبول کریں یا رد کریں۔ یہ آپ کے فرائض میں داخل نہیں۔ کہ لابد آپ ان کے دلوں تک رسائی حاصل کریں۔ اور زبردستی ایمان کی دولت ان کے سپرد کردیں۔ اس سلسلہ میں یہ ضروری تھا۔ کہ گزشتہ اقوام و ملل کے حالات بتلائے جائیں۔ اس لئے ارشاد فرمایا۔ کہ آپ قرآن پڑھیں۔ اور دیکھیں۔ کہ باوجود انبیاء کی سعی بلیغ کے انسانوں کا کثیر طبقہ رشد و ہدایت سے محروم رہا۔ اس لئے اگر یہ لوگ بھی ان بدبختان ازلی میں داخل ہوں۔ اور قرآن کی برکات سعادت حاصل نہ کریں۔ تو آپ قطعاً تکلیف اور کوفت محسوس نہ کریں۔

نماز کے متعلق یہ تصریح ہے۔ کہ اس کے قیام سے مسلمان میں ترک نواہش کی زبردست استعداد پیدا ہو جاتی ہے۔ اور نمازی کے لئے ناممکن ہو جاتا ہے۔ کہ وہ اللہ کی نافرمانی کی جرأت کرسکے۔ اس کے دل میں تقوٰی اور پرہیزگاری کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں۔ جو اسے ہر برائی کے ارتکاب سے روکتے ہیں۔ نماز کے معنے یہ ہیں کہ ایک گناہگار انسان اللہ سے پاک بازی کا عہد کرتا ہے۔ اور دن رات میں پانچ وقت برابر اللہ کے حضور میں پیش ہوتا ہے۔ یہ ایسا تعلق اور وابستگی ہے۔ کہ جس کے ساتھ گناہوں کا اجتماع محال ہے نمازی نفس کی تمام خواہشات کے ساتھ جنگ کرتا ہے۔ اور اپنے کو کامل طور پر اللہ کے سامنے جھکا دیتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسے نظام عبودیت کی تکرار انسان کو مکمل مطیع و منقاد بنا دیتی ہے۔ اور اس طرح کی مشق نیاز مندی سے انسان بالکل زہد و ورع کی انتہائی بلندیوں پر متمکن ہو جاتا ہے۔ مگر یہ کیفیت اس وقت حاصل ہوتی ہے جبکہ نماز کو اس کی روح اور معنویت کے ساتھ ادا کیا جائے۔ جب اس کو سچے معنوں میں عبادت قرار دیا جائے۔ اور اس کی تمام شروط لازمہ کا خیال رکھا جائے۔ خضوع و خشوع کا دلوں پر غلبہ ہو۔ اور عظمت الٰہی نگاہوں سے اوجھل نہ ہو۔

حل لغات:۔ اَلْفَحْشَآءِ۔ وہ برائی جس کا تعلق افراد سے ہو اور بالطبع ظاہر و نمایاں ہو۔ وہ برائی جو حد سے گزر جائے۔ اَلْمُنْکَرِ۔ وہ برائی جسے سوسائٹی برا سمجھے۔ وہ برا کام جس کو برا سمجھیں۔

ع ۱۱ ناپسند کرے ۔

مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ ۚ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ○

مانتے ہیں ف۱ اور ہماری آیتوں کا انکار صرف وہی لوگ کرتے ہیں جو کافر ہیں ○

۴۸۔ وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ○

۴۸۔ اور اس سے پہلے ف۲ تو نہ کوئی کتاب پڑھتا تھا اور نہ اپنے داہنے ہاتھ سے اُسے لکھتا تھا اگر ایسا کرتا ہوتا تو اس وقت البتہ یہ جھوٹے شبہ کر سکتے تھے ○

۴۹۔ بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ۗ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ○

۴۹۔ بلکہ یہ قرآن تو کھلی آیتیں ہیں اُن کے سینوں میں جنہیں علم دیا گیا ہے۔ اور ہماری آیتوں کا انکار صرف وہی لوگ کرتے ہیں جو ظالم ف۳ ہیں ○

۵۰۔ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۗ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ۗ وَاِنَّمَآ اَنَا

۵۰۔ اور وہ کہتے ہیں کہ اسکے رب کی طرف سے اسپر کچھ نشانیاں کیوں نہ نازل ہوئیں۔ تو کہہ نشانیاں تو اللہ کے پاس ہیں

ف۱ اہل کتاب اور مسلمان میں مذہب کے باب میں بہت سی باتیں مشترک ہیں۔ وہ بھی خدا کے قائل ہیں۔ ملائکہ کو مانتے ہیں۔ حشر و نشر کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور جنت و دوزخ کے معتقد ہیں۔ اس لئے ارشاد ہے کہ جب ان لوگوں سے بحث کرو۔ تو عمدہ اور احسن طریق سے۔ جارحانہ اور خوش اندازی سے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ وہ تمہاری سختی اور خشونت سے اپنے مسلمات کا بھی انکار کر دیں۔

اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا سے مراد وہ لوگ ہیں۔ جو مشرک ہیں اور خدا کے ساتھ دوسروں کو ساجھی قرار دیتے ہیں۔ قرآن کی رُو سے یہ لوگ کسی اخلاقی رعایت کے مستحق نہیں۔

اُمّی نبیؐ

ف۲ اس آیت میں قرآن حضور کی شان اُمیّت کو پیش کرتا ہے۔ کہ وہ شخص جس نے توحید کے اسرار و رموز کو، شگاف طور پر بیان کیا جس نے انسانوں کی صحیح راہنمائی کی۔ جس نے مذہب کی مشکل گتھیوں کو آن کی آن میں نہایت آسانی سے سلجھا دیا جس نے نفس عقل کو حیران و ششدر کر دیا جس کی حکمت حکمت بالغہ جس کا فرمان فرمان فطرت۔ جو دنیا جہان کا محبوب ہے۔ جس کے لئے دنیا تمام علوم کی غلامی فلسفہ نے صدیوں تک کی۔ جس نے قرآن ایسی عظیم الشان کتاب پیش کی جس نے قیامت تک کے لئے دانشوں کو مخاطب کرکے کہا۔ کہ اگر تمہیں اس کی عظمت میں کلام ہے۔ تو آؤ۔ اس کا مقابلہ کرکے دیکھ لو۔ وہ اُمّی تھا۔ اس نے کسی شخص کے سامنے زانوئے تلمذ طے نہیں کیا۔ وہ ذہن و قابلیت کے لحاظ سے کسی انسان کا ممنون احسان نہیں۔ ورنہ کہنے والوں کو موقع ملتا۔ کہ یہ کلام اس کا کلام ہے۔ جو اللہ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

قرآن محفوظ ہے

ف۳ اس آیت میں قرآن کی اس فضیلت کا اظہار ہے۔ کہ یہ کتاب گذشتہ کتابوں کی طرح ضائع نہ ہوگی۔ اور کسی طرح کی تحریف اور تبدیلی اس میں نہیں ہو سکے گی کیونکہ اس کی حفاظت صرف کاغذ و روشنائی قلم پر موقوف نہیں۔ بلکہ یہ سفینوں کے ساتھ ساتھ انسانوں کے سینوں میں موجود رہیگی۔ چنانچہ آج تمام دنیا کی مذہبی کتابوں میں یہ درجہ صرف قرآن مجید کو حاصل ہے کہ اسکا لفظ لفظ اہل علم کے حافظے میں مرتسم ہے۔ یہ ہو سکتا ہے۔ کہ مذاہب پر ایسی آفت آئے کہ اس کا سارا ذخیرہ دینی تلف ہو جائے۔ مگر یہ ناممکن ہے کہ قیامت تک قرآن کو کسی نوع کا صدمہ پہنچ سکے۔ جبتک ایک حافظ قرآن بھی زندہ ہے۔ اس وقت تک اسلام کی تعلیمات زندہ ہیں۔

(باقی صفحہ ۹۶۳ پر)

حل لغات۔ يَجْحَدُ۔ جحد سے ہے۔ بمعنے انکار۔

نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝

اور میں صریح کھول کر ڈرانیوالا ہوں ۝

۵۱- أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَرَحْمَةً وَذِكْرَىٰ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝

۵۱- کیا ان کو یہ کافی نہیں کہ ہم نے تجھ پر کتاب نازل کی جو ان کے سامنے پڑھی جاتی ہے۔ بے شک اس میں ایماندار لوگوں کے لئے رحمت اور نصیحت ہے ۝

۵۲- قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ شَهِيدًا ۖ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوا بِاللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝

۵۲- تو کہہ میرے اور تمہارے درمیان خدا کافی گواہ ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ وہ جانتا ہے اور جو باطل پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ کا انکار کرتے ہیں وہی سب زیادہ زیاں کار ہیں ۝

۵۳- وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ ۚ وَلَوْلَا أَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَاءَهُمُ الْعَذَابُ وَلَيَأْتِيَنَّهُم بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝

۵۳- اور تجھ سے جلد عذاب مانگتے ہیں اور اگر ایک مقررہ میعاد نہ ہوتی تو ضرور ان پر عذاب آجاتا اور البتہ وہ ان پر ناگاہ آئیگا اور انہیں خبر بھی نہ ہو گی ۝

۵۴- يَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَإِنَّ جَهَنَّمَ

۵۴- تجھ سے جلد عذاب مانگتے ہیں۔ اور دوزخ نے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۶۲:-

تورات و انجیل دیکھئے محققین پر یہ بات کھل چکی ہے کہ ان کے متن میں مخالفین نے بہت کچھ گھٹا بڑھا دیا ہے۔ تورات مدت ہوئی کہ یہودیوں کی بے پروائی کی وجہ سے ضائع ہو چکی ہے اور انجیل کا تو دوسری صدی عیسوی تک تو وجود ہی ناپید ہو چکا تھا۔ اور اصل نسخہ مفقود تھا۔ تیسری صدی میں تو جعلی انجیلوں کی یہ کثرت تھی کہ حامیین کو نسخوں کے مقابلہ کرنے میں سخت مشکلات پیش آئیں۔ اور انکو اعتراف کرنا پڑا کہ کوئی نسخہ قابل اعتماد نہیں۔

مگر قرآن کو دیکھئے کہ کیسی حوادث کی ہزاروں گردشوں کے بعد بھی اسی شکل میں ہے جس شکل میں حضور نے پیش کیا تھا۔ اس وقت تک ایک حرف بلکہ ایک زیر و زبر کا بھی فرق نہیں ہوا۔ اسی وجہ سے آج بھی مخالفین یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ قرآن قطعاً ہر قسم کی تحریفات سے پاک ہے۔

(حاشیہ صفحہ ھذا)

ف نزول قرآن سے پیشتر لوگوں میں معجزہ طلبی کا مرض اسی لیے عام تھا کہ انسانی دماغ اس حد تک پست ہو چکا تھا۔ کہ جب تک کرشمہ و عجائب سے ان کی آنکھوں میں چکا چوند نہ پیدا کی جاتی کسی حقیقت کو ماننے کیلئے تیار ہی نہیں ہوتے تھے۔ گویا ان کے نزدیک صدق و راستی کا معیار تجربہ و عقل نہ تھا۔ بلکہ یہ بات تھی کہ پیش کرنیوالا کس درجہ خوارق و عادات پر قادر ہے۔ چنانچہ جب حضور علیہ السلام نے اسلام کی ٹھوس اور سچی تعلیمات کو پیش کیا۔ تو ان لوگوں نے اسی ذہنیت کے ماتحت کہا کہ ہم ان باتوں کو اسوقت تک ماننے کیلئے آمادہ نہیں۔ جبتک کہ آپ معجزات نہ دکھائیں۔ اور حیرت زا نشانیوں کو پیش نہ کریں۔ ان آیات میں اسی ذہنیت کا جواب دیا ہے۔ ارشاد ہے کہ خوارق پیغمبر کے فرائض میں داخل نہیں ہے کہ وہ تعلیم کے ساتھ خوارق کو بھی پیش کرے۔ اور نہ یہ صداقت کا معیار ہے کہ جو پیش کرنیوالا قدرت اور فطرت کے امور میں تصرف کی قدرت بھی رکھتا ہو۔ پیغمبر تو صرف احکامات کا ذمہ دار ہے۔ کہ وہ جو کچھ پیش کرے وہ حق ہو۔ درست ہو۔ ساری نوع انسانی کے لئے ارتقاء و عروج کا باعث ہو۔ معجزات و نشانیاں اللہ کے قبضہ اختیار میں ہیں۔

(باقی صفحہ ۹۶۴ پر)

حل لغات:- ذِكْرَىٰ ۔ نصیحت ۔
الْخَاسِرُونَ ۔ یعنی درحقیقت خسران میں رہنے والے لوگ ۔
بَغْتَةً ۔ خلاف توقع ۔ ناگاہ ۔

لَمُحِيطَةٌ بِالْكٰفِرِيْنَ ۝

کافروں کو گھیر رکھا ہے ۝

۵۵- يَوْمَ يَغْشٰهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

۵۵. جس دن اُن کے اوپر سے اور اُن کے پاؤں کے نیچے سے انہیں عذاب گھیرے گا اور کہے گا کہ جو کچھ تم کرتے تھے چکھو ۝

۵۶- يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ۝

۵۶. اے میرے ایماندار بندو میری زمین فراخ ہے[ولے] سو تم میری ہی عبادت کرو ۝

۵۷- كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝

۵۷. ہر جی موت کو چکھنے گا. پھر تم میری طرف آؤ گے ۝

۵۸- وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝

۵۸. اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے. ہم انہیں جنت کے بالاخانوں میں جگہ دینگے. جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں. وہ انہیں ہمیشہ رہینگے. اچھا اجر ہے کام کرنیوالوں کا ۝

۵۹- الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝

۵۹. جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب پر بھروسہ رکھا ۝

۶۰- وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا

۶۰. اور بہت جانور ہیں جو اپنا رزق اُٹھائے نہیں پھرتے ۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۶۳ ۔

نہیں آیا کسی طرف سے محض اس لئے مامور ہوں. کہ تمہاری اصلاح کروں اور تم کو گناہ و معصیت کے انجام بد سے آگاہ کروں ۔ اور اگر تم معجزہ ہی دیکھنا چاہتے ہو تو قرآن کو دیکھو یہ سب سے بڑا معجزہ ہے ۔ اس میں رحمت و تذکار کا وافر سامان موجود ہے. شرط یہ ہے کہ تمہارے دلوں میں ایمان کی روشنی ہو. اور تمہارے دماغوں میں ان لینے اور تسلیم کرلینے کی صلاحیت ہو ۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

ہجرت

ولے اسلام چونکہ تہذیب و تمدن اور عقائد و عبادات کے لحاظ سے ایسا مذہب نہیں ہے. جس میں کسی خاص ماحول یا فضا کے ساتھ دینی خصائص ہوں اس لئے وہ بالطبع قیود وطن سے آزاد ہے اسکے نزدیک ہر وہ خطہ ارض وطن ہے. جہاں مسلمان تمکین سے زندگی بسر کرسکے ۔ اور ہر وہ جگہ چھوڑ دینے کے لائق ہے جہاں دین کی آزادی میسر نہیں. اگرچہ وہ مکہ جیسی متبرک جگہ ہی کیوں نہ ہو ۔

اسلام ایسا حدود نا آشنا اور ہمہ صداقت مذہب جو کہ زمان و مکان کی حدود سے بے نیاز ہے. ساری دنیا کی وسعتیں اس کا مسکن مکانی ہیں. چنانچہ ارشاد ہے ارضی واسعۃ یعنی میری زمین میرے مومن بندوں پر کشادہ ہے. مقصد یہ ہے کہ جس سرزمین پر ملک کا مستبدانہ قانون مسلمان کی روح آزادی کو زک پہنچائے مسلمان کو ہجرت لازم ہے. کہ اسکے دل اور جسم پر بجز رب کعبہ کے کسی کی حکومت نہ ہو وہ جب جھکے اسکے سامنے جھکے اور جب محبت کا اظہار کرے تو اسی کو

(باقی صفحہ ۹۶۵ پر)

حل لغات ۔

ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۔ ذوق سے ہے. جس کے معنے چکھنے کے ہیں مقصد یہ ہے کہ تم موت کی تلخیوں سے بچنا چاہتے ہو. مگر شربت فنا کے گھونٹ تمہارے حلق میں اُتر کر رہیں گے ۔ اور تم کسی طرح بھی اس کے جرعات سے کام و دہن کو محفوظ نہیں رکھ سکتے ۔

غُرَفًا ۔ بالا خانے ۔ غُرْفَةٌ کی جمع ہے ۔

۶۴- وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّ لَعِبٌ ؕ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ○

۶۴- اور یہ دنیا کی زندگی محض کھیل اور تماشہ ہے۔ اور آخرت کا گھر ہو سو وہی دراصل زندگی ہے کاش وہ جانیں ○

۶۵- فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ۙ

۶۵- پھر جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ کو خالص اس کی بندگی کرتے ہوئے پکارتے ہیں۔ پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف نجات دیتا ہے تو فوراً ہی شرک کرنے لگتے ہیں ○

۶۶- لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۚ وَلِيَتَمَتَّعُوْا ۫ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ○

۶۶- تاکہ جو ہم نے انہیں دیا ہے اسکی ناشکری کریں اور فائدہ اٹھائیں۔ سو آگے وہ معلوم کر لیں گے ○

۶۷- اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ؕ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ

۶۷- کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ ہم نے حرم مکہ کو امن گاہ بنایا ہے۔ اور لوگ ان کے آس پاس سے اچکے جاتے ہیں۔ پس کیا وہ باطل پر ایمان لاتے اور اللہ کے احسان کی

توحید کا اقرار

ف۱ توحید کے متعلق اسلامی نظریہ یہ ہے۔ کہ فطرت کا عقیدہ ہے وہ دل کی آواز ہے۔ اور ایسی صداقت ہے جس کا انکار ہوش و حواس کی سلامتی میں قطعاً ممکن نہیں۔ اسی لئے قرآن حکیم فرماتا ہے۔ کہ جب ان مکے کے مشرکوں سے پوچھا جاتا ہے۔ کہ بتاؤ آسمانوں اور زمین کو کس نے بنایا ہے اور سورج اور چاند کو کس نے تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے، تو یہ لوگ بے اختیار چلا اٹھتے ہیں کہ خدا نے وہی رزق کو بانٹتا ہے۔ اور کشائش و تنگی اسی کے دست قدرت میں ہے۔ اسی طرح جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ جس وقت زمین اپنی تر و تازگی کھو بیٹھتی ہے۔ باغ و راغ پانی کے ایک ایک قطرے کو ترستے ہیں۔ جب کھیتیاں خشک ہو جاتی ہیں۔ تو اس وقت کون پانی برساتا ہے۔ کس کی رحمت جوش میں آتی ہے اور کون چندلموں میں جل تھل کر دیتا ہے۔ ان سب باتوں کا جواب یہی ہے۔ کہ خدا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حقیقت جوان کے لبوں تک آتی ہے۔ دراصل فطرت کی آواز ہے۔ دل کی گہرائیوں کی صدا ہے مگر یہ لوگ دنیا کی عشرتوں میں پڑ کر

اس وجہ غافل ہو جاتے ہیں۔ کہ دل کی باتیں سننے کے لئے ان کے پاس فرصت ہی نہیں رہتی۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ روشنی مند پڑ جاتی ہے۔ یہ آواز ہزاروں خواہشوں تلے دب جاتی ہے اور اس وقت ظاہر ہوتی ہے جب یکایک کوئی مصیبت ان کو گھیر لیتی ہے۔ اور رہ مخلصی کی کوئی راہ نہیں پاتے۔ جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں۔ اور موجیں چاروں طرف سے موت کا پیغام لے کر آتی ہیں۔ اور بڑھ بڑھ کر ان کو ستاتی ہیں۔ اور اس طرح وہ قلق میں یہ محسوس کرنے بیٹھتے ہیں۔ تو ٹھیک اس وقت فطرت خوابیدہ بیدار ہوتی ہے۔ اور دل کی روشنی بڑھنے لگ جاتی ہے اور خواہش سے دبی ہوئی آواز لب تک آنے کی جرأت کرتی ہے۔ اس وقت یہ لوگ بڑے خلوص اور بڑی صداقت سے اللہ کو یاد کرتے اور جب یہ مصیبت دور ہو جاتی ہے۔ زندگی کے جذبات پھر ان کو اپنی جانب متوجہ کر لیتے ہیں۔ اور یہ پھر خدا کو بھول جاتے ہیں اور پھر وہی دیوتاؤں کو پوجنا شروع کر دیتے ہیں ○ واللہ اعلم

حل لغات:۔ لَهْوٌ۔ کے معنے اصل میں ہر شغل کے ہیں جو دنیا ایسا معلوم ہے جیسے مشاغل عقلی کی فکر سے انسان کو برگشتہ کر دیتے ہیں اور ان عارضی دلچسپیوں میں پڑ کر انسان کچھ اس قدر کھو جاتا ہے کہ دنیا کا جاودانی پہلو اس کی نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے ○ ۳

يَكْفُرُوْنَ ○

ناشکری کرتے ہیں ○

۶۸- وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ ۭ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ○

۶۸- اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جس نے خدا پر جھوٹ باندھا یا حق کو جب اس کے پاس آیا جھٹلایا ؟ کیا دوزخ میں کافروں کا ٹھکانا نہیں ؟ ○

۶۹- وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ○

۶۹- اور جنہوں نے ہماری راہ میں محنت کی انہیں ہم اپنی راہیں دکھلائیں گے اور بیشک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے ف۱ ○

ربع

آیاتہا ۶۰	(۳۰) سُوْرَۃُ الرُّوْمِ مَكِّيَّةٌ (۸۴)	رکوعاتہا ۶

(۳۰) سورۂ روم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

۱- الٓمّٓ ○

۱- الم ○

۲- غُلِبَتِ الرُّوْمُ ○

۲- رومی لوگ مغلوب ہو گئے ہیں ف۲ ○

۳- فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ○

۳- قریب تر زمین میں اور وہ بعد اپنے مغلوب ہونے کے عنقریب غالب آجائیں گے ○

بقیہ صفحہ ۹۴۶

انسان کی نفسیات کا در حقیقت کتنی سچی تصویر اس نے کھینچی ہے کہ مصیبت کے وقت تو اللہ کی طرف دوڑتا اور لپکتا ہے۔ مگر مسرت میں اس کو بھول جاتا ہے۔

ان آیات کے ضمن میں بتایا ہے کہ وہ دنیا جو اس کے لئے گمراہی کا باعث ہوتی ہے۔ اپنے رتبے اور تنظیم کے لحاظ سے کس درجہ حقیر اور ذلیل ہے۔ اس کی بے ثباتی اور ناپائیداری کو دیکھئے، تو معلوم ہوتا ہے۔ محض گھروندا ہے۔ ایک کھیل ہے۔ تماشا ہے۔ مگر لوگ بے سمجھ ہیں۔ کہ اس پر جان تک فدا کر رہے ہیں۔ کیا دانائی اور عقلمندی کا یہ تقاضا نہیں۔ کہ دائمی اور ابدی زندگی کے لئے کوشش کی جائے۔ اور آخرت کے لئے زادِ سفر مہیا کیا جائے۔

دارِ آخرت کو لَهِيَ الْحَيَوَانُ کے لفظ سے تعبیر کر کے قرآن نے اس نظریہ کی تائید فرمائی ہے۔ کہ زندگی غیر منقطع اور مسلسل ہے اور موت کے معنے محض یہ ہیں۔ کہ انسان ایک عارضی لباس کو کینچلی کی طرح اتار پھینکتا ہے۔ اور ایک دوسرا جاودانی لباس پہن لیتا ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہٰذا)

فیوضِ رحمت کی بارش

ف۱ عرفان اور سلوک کی وسعتیں بے انتہا ہیں۔ اور مجاہدین ذات و تقرب کے لئے راہ ہائے ایں بوقلموں کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس نے تجلیات و انوار کا پورا پورا احاطہ کر لیا ہے۔ جس قدر اس حظیرۂ قدس کا قرب حاصل ہوگا۔ اسی تناسب سے نظروں میں وسعت پیدا ہوگی۔ اور معلوم ہوگا کہ ہزار وہ پردے ہیں جو درمیان میں حائل ہیں۔ اور مقامات و احوال کی کثرت کا یہ عالم ہے کہ ان سب پر کسی شخص کا حاوی ہونا ناممکن ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ جدوجہد کرنے والوں کے لئے اللہ کی طرف سے توفیق و تیسیر ارزانی ہے۔ اور سالک ایک قسم کی اعانت اور شفقت محسوس کرتا ہے۔ یعنی جہت اور خلوص شرط ہے۔ پروردگارِ عالم کے فیوضِ رحمت کی بارش کمزور اور ناتواں انسان پر ہمیشہ ہوتی ہے۔

غلبۂ روم

ف۲ بات یہ تھی کہ مشرکین مکہ کو حضورؐ سے سخت عناد تھا۔ [illegible] ۹۴۸

۴- فِي بِضْعِ سِنِينَ ۗ لِلَّهِ الْأَمْرُ مِن قَبْلُ وَمِن بَعْدُ ۚ وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ ۝

۴- چند برسوں میں اس سے پہلے اور اس کے پیچھے حکم اللہ ہی کو ہے۔ اور اس دن ایماندار خوش ہوں گے ۝

۵- بِنَصْرِ اللَّهِ ۚ يَنصُرُ مَن يَشَاءُ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝

۵- اللہ کی مدد سے جس کو وہ چاہے مدد دے اور وہی غالب مہربان ہے ۝

۶- وَعْدَ اللَّهِ ۖ لَا يُخْلِفُ اللَّهُ وَعْدَهُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝

۶- اللہ کا وعدہ ہے اللہ اپنا وعدہ خلاف نہ کریگا۔ لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے ۝

۷- يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غَافِلُونَ ۝

۷- وہ حیات دنیا کا ظاہر حال جانتے ہیں اور وہ آخرت سے تو غافل ہیں ۝

۸- أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا فِي أَنفُسِهِم ۗ مَّا خَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَجَلٍ مُّسَمًّى ۗ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ لَكَافِرُونَ ۝

۸- کیا انہوں نے اپنے دل میں غور نہیں کیا کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو اور جو ان کے درمیان ہے اس کو ٹھیک ساد کر اور مدت مقرر کیلئے پیدا کیا ہے؟ اور بہت لوگ اپنے رب کی ملاقات سے منکر ہیں ۝

حاشیہ صفحہ ۹۶۷:- اس لئے وہ نہیں چاہتے تھے۔ کہ عیسائیوں اور آپ کی جماعت کو کسی طرح کی کامیابی حاصل ہو۔ بلکہ وہ اس وجہ سے متعصب تھے کہ موہومات پرستی اور ثنویت کی تائید کرتے کیونکہ یہ چیزیں اسلام کی رُو سے باہم متضاد واقع ہوئی ہیں۔ اور ہر اس واقعہ سے خوش ہوتے جس کا تعلق مسلمانوں کی دل گرفتگی اور آزردگی سے ہوتا ہے۔ چنانچہ جب ایرانیوں اور رومیوں میں جنگ چھڑی اور مجوسیت کو عیسائیت پر فتح ہوئی۔ تو ان لوگوں نے مسرت و ابتہاج کے شادیانے بجائے۔ اس لئے نہیں۔ کہ ایرانیوں سے ان کو کوئی دلچسپی تھی بلکہ محض اس لئے کہ اسلام سے دشمنی تھی۔ اور ایرانی واضح مسلمانوں سے بہ نسبت اہل کتاب کے زیادہ دور تھے۔ ان کا خیال تھا۔ کہ جس طرح یہ لوگ اہل کتاب پر غالب آ گئے ہیں۔ اسی طرح ہم بھی مسلمانوں پر تسلط جما لیں گے۔ سورۂ روم کی ان آیات میں مشرکین کو متنبہ کیا ہے کہ تمہیں اس عارضی فتح پر مغرور نہیں ہونا چاہئے۔ عنقریب یہ فتح ہولناک شکست اور ناکامی میں تبدیل ہونے والی ہے۔ پھر تمہارا یہ جشن کیا ہوگا۔ اللہ کے ہاں یہ بات مقدرات میں سے ہے۔ کہ ایرانیوں کا جاہ و حشم ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا۔ محض تمہاری ہمدردیاں ان کو عذاب الٰہی سے نہیں بچا سکتیں۔ مگر تم اس واقعہ پر ضرور خوش ہونا چاہتے ہیں۔ کہ وہ وقت دور نہیں جب مسلمان خوش ہوں گے اور ایوان عجم پر رومی پھریرا لہرا رہا ہوگا۔ چنانچہ نو برس بعد ایک طرف تو مسلمانوں نے مقام بدر پر صنادید قریش کو ہزیمت دی۔ اور دوسری طرف رومیوں کو ایرانی شان و شکوہ پر نمایاں غلبہ حاصل ہوا۔ اور مجوسیوں کے گھر صف ماتم بچھ گئی۔ غور طلب بات یہ ہے کہ کیا اس طرح کی پیش گوئی بجز تائید الٰہی کے ممکن ہے۔ ورنہ آپ [illegible]

حل لغات:- بضع۔ تین سے نو تک ہر عدد کو بضع کہتے ہیں۔ ظاھرًا۔ اس جگہ لفظ ظاہر آخرت کے مقابلہ میں رکھا ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ زندگی اصل میں نا ختم اور مسلسل ہے۔ مگر کوتاہ بینوں کو اس کا صرف وہ حصہ نظر آتا ہے جس کا تعلق دنیا سے ہے۔ اور جو ظاہر ہے۔ موت کے بعد کے واقعات جن کا مستقبل سے تعلق ہے ان تک ان کی رسائی نہیں ہے۔ بالحق۔ حق کا لفظ قرآن حکیم میں کئی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ یہاں اس سے مطلب ہے کہ کائنات کو یونہی بلا غایت نہیں پیدا کیا گیا۔ اسکے پیدا کرنے میں ایک غرض پنہاں ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان رب العزت کے حضور میں پیش ہو جس کے لئے ذہنی تحقیق میں استفادہ کرے۔

۹- اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ○

۹- کیا وہ ملک میں پھرے نہیں کہ دیکھیں کہ ان لوگوں کا انجام کیا ہوا جو ان سے پہلے تھے۔ وہ ان پر قوت سے زیادہ تھے اور انہوں نے اسکو آباد کیا تھا اور انکے پاس انکے رسول معجزے لے کر آئے تھے۔ سو اللہ ایسا نہ تھا۔ کہ ان پر ظلم کرتا۔ لیکن وہ اپنی جانوں پر آپ ظلم کرتے تھے ○

۱۰- ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَاۗءُوا السُّوْۗآٰى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ○

۱۰- پھر آخر ان لوگوں کا جو برا کرتے تھے برا ہوا۔ اس لئے کہ انہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا اور ان پر ٹھٹھا کرتے تھے ○

۱۱- اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○

۱۱- اللہ پہلی بار پیدا کرتا ہے۔ پھر اُسے دہرائیگا۔ پھر تم اُس کی طرف پھیرے جاؤ گے ○

۱۲- وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ○

۱۲- اور جس دن قیامت قائم ہو گی۔ مجرم ناامید رہ جائیں گے ○

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۶۵:-

حالات یہ ہیں کہ مسلمان ایرانی اور رومی طاقت اور قوت سے تو واسطہ ہی نہیں رکھتے۔ ملک میں خیالات نہیں ہیں۔ کوئی ذریعہ نشر و اشاعت مہیا نہیں ہے۔ جس سے اندازہ ہو سکے کہ آیندہ کیا واقعے ہیں۔ متوقع ابھی تک عصبیت ایران و روم کے مرکزوں سے بہت دور ہے۔ ایسی صورت میں ایسی صحیح پیشگوئی کرنا بجز الہام اور تائید خداوندی کے بالکل محال ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ الہامی کتاب خدا کا کلام ہے۔

اس پیشگوئی سے یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ نفس پیشگوئی کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ بالکل مخالف یا نامعلوم حالات میں کی جائے۔ ورنہ ہر معمولی شخص کے اختیار میں ہے۔ کہ وہ واقعات کی روشنی میں آیندہ کے لئے کچھ کہہ سکے۔

(حاشیہ صفحہ ۹۶۹)

تعلیمات اسلامی عقل پر مبنی ہیں

ف قرآن حکیم میں یہ خوبی ہے۔ کہ وہ اپنی تعلیمات کی بنیاد فکر و غور پر رکھتا ہے۔ اور ہر شخص سے مطالبہ کرتا ہے۔ کہ وہ سوچے سمجھے اور حقیقت کو خوب سمجھ کر ایمان لائے۔ وہ نہیں چاہتا کہ لوگ محض رسم کے ہو کر اسکو تسلیم کریں۔ اور ان کے دل مطمئن نہ ہوں۔ بلکہ وہ چاہتا ہے۔ کہ طالب حق ہر طرح کے شکوک سے دماغ کو پاک کرلے اور پوری طرح حلاوت ایمانی سے بہرہ ور ہو۔ قرآن حکیم کو اپنے عقائد پر اس درجہ یقین ہے۔ کہ وہ عقل و خرد کی جانچ کے سوال کو خود بیدار کرتا ہے۔ اور غور و تدبر کی دعوت دیتا ہے۔ اس کی باتیں جہاں تک سچائی اور صداقت کا تعلق ہے۔ اسکو فطرت اور عقل سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اور نہ صرف خطرہ۔ بلکہ عقل و فکر کا ارتقاء اسکے حقائق کو اور زیادہ روشنی میں لے آتا ہے۔ کیونکہ اسلام بجائے خود نام ہے۔ صداقت کا۔ سچائی کا۔ فطرت کا۔ اور تجربات عقل و فکر کے بہترین نتائج کا۔

ف اس آیت میں یہی کہا گیا ہے۔ کہ جو لوگ آخرت کو نہیں مانتے اور اس حقیقت کو تسلیم نہیں کرتے۔ (باقی صفحہ ۹۷۰)

حل لغات:- اَثَارُوْا۔ اِثَارَۃٌ سے ہے۔ یعنی کاشتکاری کے لئے زمین کو الٹ پلٹ کرنا۔ جوتنا۔
یُبْلِسُ۔ ابلاس سے ہے۔ یعنی مایوسی ابلیس کے معنے ہیں۔ اللہ کی رحمتوں سے قطعی مایوس ہو جانے والا۔

۱۳- وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ شُفَعٰٓؤُا وَكَانُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ كٰفِرِيْنَ ○

۱۳- اور ان کے شریکوں میں سے کوئی اُن کا شفیع نہ ہوگا اور وہ آپ اپنے شریکوں کے منکر ہوں گے ○

۱۴- وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ○

۱۴- اور جس دن قیامت ف۱ قائم ہوگی اس دن لوگ متفرق ہو جائینگے ○

۱۵- فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ○

۱۵- سو جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے اُن کی باغ میں آؤ بھگت کی جائے گی ○

۱۶- وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ○

۱۶- اور جو کافر ہوئے اور انہوں نے ہماری آیتوں اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا وہ عذاب میں پکڑے آئیں گے ○

۱۷- فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ○

۱۷- پس پاک ہے اللہ کو جب تم صبح کرو ف۲ اور جب تم شام کرو ○

۱۸- وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ○

۱۸- اور آسمانوں اور زمین میں اُسی کے لئے تعریف ہے اور پچھلے پہر (یعنی عصر) اور جب تم دوپہر (یعنی ظہر) کرتے ہو ○

حاشیہ پچھلے صفحہ سے آگے:-

کہ ایک دن اللہ کے حضور میں پیش ہونا ہے اور اپنے اعمال کے متعلق آخری فیصلہ سننا ہے اگر چاہئے کہ عقل و ہوش سے کام لیں اور سوچیں کہ اگر مکافات عمل کا اصول غلط اور بے معنی ہے۔ تو پھر اس نظام کائنات کو پیچیدہ کرنے کی کیا ضرورت ہے کہ انسان اپنے اعمال میں بالکل آزاد ہے اور مرنے کے بعد زندگی ختم ہو جاتی ہے اور اسکے بعد کوئی پرسش نہیں ہونے والی ہے۔ تو پھر زندگی اس بکھیڑے سے کیا مطلب ہے؟ یہ جو آسمان کی وسعتیں اور بلندیاں کیوں ہیں۔ اور ایسا کیوں ہے کہ دونوں آفتاب ہماری خدمت کیلئے چمکتا ہے۔ اور چاند متحرک ہے اور ستارے معروف گردش ہیں۔ آخر جو انسان کی یہ خاطر داریاں کیا محض بے مقصد ہیں؟ یا یہ درست ہے کہ ان ساری نعمتوں کے مقابلہ میں انسان سے پوچھا جائے گا۔ کہ اس نے آخرت کے لئے کیا زاد مہیا کیا ہے۔ اور کب اور کس قدر جمع کیا ہے؟

(حاشیہ صفحہ ۹۶۹)

ف۱ ان دو آیتوں میں بتایا ہے کہ دنیا ہی میں دیکھ لیجئے۔ بُرے اعمال کا انجام کتنا عبرت ناک ہوتا ہے۔ اس سطح معمورہ پر کتنی قومیں آئیں۔ رہیں بسیں۔ اور مٹ گئیں۔ کیونکہ انہوں نے خدا کے قوانین سے روگردانی اختیار کی۔

مکہ والوں سے مخاطب ہے۔ کہ انہیں اپنی دولت و ثروت پر گھمنڈ کیوں ہے؟ ان سے پہلے کی قومیں ان سے کہیں طاقت ور اور مضبوط تھیں تمدن و تہذیب کے لحاظ سے بھی کہیں بڑھ چڑھ کر تھیں۔ مگر تکذیب کی وجہ سے جب اللہ کا عذاب آگیا تو کسی کی قوت اور مادی ترقی انکو بچا سکی۔ بتلاؤ۔ کہ آج وہ قومیں کہاں ہیں؟

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

بہترین زاویہ نگاہ

ف۱ قیامت کے دن تمام لوگوں میں ایک قسم کا امتیاز پیدا کر دیا جائے گا۔ وہ لوگ جنہوں نے ایمان کی نعمت کو قبول کیا تھا

(باقی صفحہ ۹۷۱ پر)

حل لغات:- یُحْبَرُوْنَ حِبْرٌ کے معنے اصل میں تحسین و جمال کے نشان کے ہیں۔ جیسے کہ حدیث میں ہے۔ یَخْرُجُ مِنَ النَّارِ رَجُلٌ قَدْ ذَهَبَ حِبْرُهٗ وَسِبْرُهٗ۔ یعنی آدمی جب جہنم میں سے نکلے گا تو اسکا سارا جمال اور خوب صورتی ضائع ہو چکی ہوگی اور رعنائی و زیبائی کے نشانات مٹ چکے ہونگے۔ یہاں یہ مقصد ہے کہ یہ لوگ

اس درجہ مسرت میں ہونگے کہ انکے چہروں سے عیاں ہوگا۔

۱۹- يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ وَكَذَٰلِكَ تُخْرَجُونَ ۝

۱۹- وہ مُردہ میں سے زندہ اور زندہ میں سے مُردہ نکالتا ہے اور زمین کو اس کے مرے پیچھے زندہ کرتا ہے۔ اور اسی طرح تم نکالے جاؤ گے ۝

۲۰- وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ إِذَا أَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُونَ ۝

۲۰- اور اسکی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا۔ پھر ناگہاں تم انسان ہوگئے۔ جو پھیل رہے ہو ۝

۲۱- وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۝

۲۱- اور اسکی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری جنس سے عورتیں پیدا کیں تاکہ تم انکے پاس آرام حاصل کرو اور تمہارے درمیان پیار اور محبت پیدا کی بیشک اسمیں ان لوگوں کیلئے جو دھیان کرتے ہیں نشانیاں ہیں ۝

۲۲- وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَانِكُمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِلْعَالِمِينَ ۝

۲۲- اور اسکی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمہاری بولیوں اور رنگت کا اختلاف ہے۔ بیشک اس میں سننے والوں کے لئے نشانیاں ہیں ۝

۲۳- وَمِنْ آيَاتِهِ مَنَامُكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ

۲۳- اور اسکی نشانیوں میں سے تمہارا رات اور دن کا سونا اور

حاشیہ صفحہ ۹۷۰ :- اور جیسے اعمال تھے ویسے ہی ... نجات کہیں شادمان و فرحاں پھریں گے اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور ... آخرت کا خوف دل سے نکال دیا۔ اور بالکل سرکش ہوگئے۔ یہ جہنم کے عذاب میں پھنسے دکھ اٹھائیں گے۔

بات یہ ہے۔ کہ اس دنیا میں آزمائش ہے کہ جو لوگ ... لوگ قانون اور عدالت کی نگاہوں سے پوشیدہ رہیں بلکہ یہ بھی ممکن ہے۔ کہ عوام کی نگاہوں میں نیک اور پارسا ہوں۔ ... ممکن ہے۔ کہ وہ اللہ کو دھوکہ دے سکیں اور ... قانون سے بچ جائیں۔ وہاں تو یہ عالم ہوگا۔ کہ جن لوگوں کو آپ یہاں نہایت محترم و معزز ... سمجھتے ہیں۔ اکثر وہاں ذلیل اور رسوا ہوں گے۔ اور جو لوگ یہاں بظاہر حقیر اور ناکارہ معلوم ہوتے ہیں۔ وہ وہاں ایمان کی وجہ سے ... خوش قسمتی اور خوش بختی پر نازاں و مفتخر ہوں گے۔

قرآن حکیم نے جہاں ایمان کا ذکر فرمایا ہے۔ وہاں عموماً اعمال صالحہ کا بھی ذکر کیا ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں۔ کہ صرف اقرار باللسان نجات و سعادت کے لئے کافی نہیں۔ بلکہ عمل اور جدوجہد کی بھی ضرورت ہے۔ وہ ایمان جو عمل کا ... اور ضمیر و عقل کے مقرون نہ ہو۔ بیکار ہے۔ خدا ضمیر کا ایمان چاہتا ہے۔ جو عمل کی سرگرمی ... بالکل ملا ہوا ہو۔ جو یکدم تمام اعضاء و جوارح کو حرکت میں لائے ... ہیجان اور تڑپ کا سبب ہو۔ جو بجلی کی طرح دم میں اثر کر جائے۔ اور دل و دماغ میں آگ سی لگا دے۔ اس طرح ایمان و عمل کو باہم ذکر کرنے سے یہ بھی مقصود ہے۔ کہ اعمال صالحہ کے لئے ایمان صحیح کی از بس ضرورت ہے بغیر صحت ... کے عمل اور جدوجہد کی صحت کا یقین کر لینا غلط ہے۔ ایمان کی حدود سے باہر

نیکی اور صلاحیت کا قطعاً پتہ نہیں مل سکتا۔ یعنی جہاں تک زاویہ نگاہ کا تعلق ہے۔ اسلام انسانیت کا آخری اور بہترین زاویہ نگاہ ہے۔ اور جو اس سے محروم ہے۔ گمراہ ہے۔ اور غلط کار ہے۔

ف۱ یہ آیات مطلقاً اس بات پر دال نہیں۔ کہ صرف نماز کے ان مختلف اوقات میں تم لوگ اسکے مظاہر جلال و قدرت کو ملاحظہ کرو۔ اور پھر اس کی تسبیح بیان کرو۔ کہ اللہ تعالیٰ کس طرح رات کی تاریکی کو صبح کی روشنی میں بدل دیتا ہے۔ اور کیونکر عشاء اور ظہر میں حرارت اور روشنی کا تفاوت پیدا کر دیتا ہے۔ نمازوں کی تعیین ان آیتوں میں نہیں ہے۔ ...

ف۲ خدا کی صفت یہ ہے۔ کہ وہ جن چیزوں کو ہم اضداد سمجھتے ہیں ان کو اس طرح ترکیب دیتا ہے۔ کہ ان میں تضاد بالکل دور ہو جاتا ہے۔ اور تضاد پھر انہی چیزیں اسکی قدرت کاملہ سے واقعات کی صورت اختیار کر لیتی ہیں۔ موت اور زندگی باہم بالضد ہیں۔ مگر وہ مُردوں کو جیتا اور زندوں کو موت کی آغوش میں بھیجتا رہتا ہے۔ اسی طرح مٹی ایک بے جان چیز ہے مگر وہ اسی بے جان مٹی سے انسان پیدا کرتا ہے۔ جو انسانی زندگی کا ایک عنصر ثابت ہوا ہے۔

فلسفہ الزواج

ف۳ قرآن حکیم میں یہ عجیب خصوصیت ہے۔ کہ وہ نہایت اختصار کے ساتھ بعض وقت اشاروں اشاروں میں وہ وہ نکات بتا دیتا ہے۔ کہ عقل و فراست کے کئی دفتر بھی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ (باقی صفحہ ۹۷۲ پر)

حل لغات: يُحْيِ الْأَرْضَ۔ مجاز ہے۔ غرض یہ ہے۔ کہ زمین جب خشک ہو جاتی ہے۔ تو اللہ باران رحمت سے اس کو تر و تازہ کر دیتا ہے۔ أَلْسِنَتِكُمْ۔ جمع لسان۔ بمعنی زبان۔ أَلْوَانِكُمْ۔ لون۔ لون کی جمع ہے۔ بمعنی رنگ۔

فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

مثال سب سے بلند ہے اور وہی غالب حکمت والا ہے ۝

۲۸- ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ۭ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَاۗءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَاۗءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝

۲۸- دلائل بخش، اللہ نے تمہارے ہی احوال سے تمہارے لئے ایک مثال بیان کی ہے کہ جو ہم نے تمہیں رزق دیا ہے کیا اس میں تمہارے مملوک غلاموں میں سے جو تمہارے ہاتھ کا مال ہیں کوئی تمہارا شریک ہیں ایسے کہ تم سب اس میں برابر ہو کہ ان سے بھی ایسا ہی ڈرو جیسا اپنوں سے ڈرتے ہو۔ یوں ہم ان لوگوں کے لئے جو عقل رکھتے ہیں پتے کھولتے ہیں ۝

۲۹- بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَاۗءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ يَّهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝

۲۹- بلکہ ظالم بغیر علم اپنی خواہشوں کے تابع ہوتے ہیں۔ سو جس کو اللہ نے گمراہ کیا، اُسے کون راہ بتائے۔ اور ان کا کوئی مددگار نہیں ۝

۳۰- فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۭ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۭ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ڎ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

۳۰- پس تو (اے محمدؐ) ایک طرف کا ہو کر اپنا منہ دین کے لئے سیدھا رکھ۔ اللہ کی فطرت جس پر اس نے آدمیوں کو پیدا کیا ہے۔ (وہ لازم پکڑ) اللہ کی پیدائش میں تبدیلی نہیں یہ سیدھا دین ہے لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے ۝

اَلْمَثَلُ الْاَعْلٰی

ف: اس آیت میں دراصل مشرکین مکہ کو مخاطب کیا گیا ہے۔ جو حشر و نشر کے منکر تھے اور یہ نہیں مانتے تھے کہ مرنے کے بعد پھر دوبارہ زندگی حاصل کریں گے ارشاد ہے کہ یہ بتاؤ جب تم اس حد تک تسلیم کرتے ہو کہ ابتداً تمام کائنات کو اللہ نے پیدا کیا ہے۔ اور یہ بھی مانتے ہو کہ جب یہ چیزیں پیدا کی گئی ہیں، اس وقت کوئی دوسری ذات اس کے شریک و سہیم نہ تھی تو پھر اس ماننے میں کوئی تامل ہے۔ کہ وہ دوبارہ بھی ایسا کر سکتا ہے۔ کیا کسی چیز کو دوبارہ پیدا کرنا نسبتاً زیادہ آسان نہیں ہے۔

وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی کہنے سے غرض یہ ہے۔ کہ یہ تمہیں سمجھانے کیلئے ہم کہتے ہیں۔ کہ کائنات انسانی کو دوبارہ پیدا کرنا ہمارے لئے نسبتاً زیادہ سہل ہے۔ ورنہ یہاں بات ہی نہیں۔ صرف ارادہ کی ضرورت ہے۔ جب جس چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ ہوا۔ وہ فی الفور عدم سے وجود میں آئی۔ مقصد یہ ہے۔ کہ کسی چیز کو منصۂ شہود پر لانے کے لئے مخلوق کو جس وسائل اور ذرائع کی ضرورت ہوتی ہے خدا اس کا محتاج نہیں ہے وہ بلا واسطہ ہر چیز کو بمجرد ارادہ کے پیدا کر سکتا ہے اور پیدا وار بھی کوئی جدید اور الگ چیز نہیں وہ اسکے علم کا ایک عمل ہوتا ہے۔

انتہائی ذلت

ف: کس قدر لطیف وہ تمثیل ہے کہ انسان انسان کو مانے پیچھے لگے اور اس درجہ اسکو عزت و تکریم کا مستحق سمجھے کہ اسکی پوجا کرنے لگ جائے اور دل میں اس سے خوف رکھے۔ اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ کیا مالک اور مملوک کا درجہ برابر ہے۔ کیا غلام آقا کی برابری کر سکتا ہے۔ پھر تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ خدا کے بندوں کو اس مالک الملک اور آقا کے مقابلہ میں لا کھڑا کرتے ہو۔ کیا یہ بے علمی اور جہالت کی بات نہیں۔ کیا یہ سراسر انسانیت کے درجہ سے گری ہوئی بات نہیں کتنا بڑا ظلم ہے کہ حقیر اور ذلیل انسان کو الوہیت کی مسند پر بٹھا دیا جائے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ گمراہی اور ضلالت کا وہ مقام ہے جہاں رشد و ہدایت کی توفیق چھین جاتی ہے اور انسان شرک و بت پرستی کی بھول بھلیوں میں پھنس کر رہ جاتا ہے۔

حل لغات:- اَضَلَّ اللّٰہُ۔ یہ اضلال قرآن حکیم کا۔ [illegible] نہیں ہیں کہ اللہ نے براہ راست ان لوگوں کو گمراہ کیا ہے یا وہ گمراہ کرنا چاہتا ہے یا انکو گمراہ رہنا گوارا ہے بلکہ اصل میں یہ اختصار ہے مقصد یہ ہے کہ اس قسم کے لوگ زندگی کی اسی منزل تک پہنچ جاتے ہیں جہاں انکے لئے گمراہی لازم قرار ہوتی ہے [illegible] اللہ کے نصرت [illegible]

[illegible] اللہ کے [illegible] فطرت کا [illegible]

٣١- مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَوٰةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝

٣١- سب اسکی طرف رجوع ہو کر (رہو) اور تم سب اس سے ڈرو اور نماز پڑھو ف۱ اور مشرکوں میں نہ ہو ۝

٣٢- مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا ۖ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ۝

٣٢- جنہوں نے اپنا دین ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور گروہ گروہ ہو گئے ہر فرقہ جو اسکے پاس ہے اس پر خوش ہے ۝

٣٣- وَإِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُنِيبِينَ إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا أَذَاقَهُمْ مِنْهُ رَحْمَةً إِذَا فَرِيقٌ مِنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ۝

٣٣- اور جب آدمیوں پر سختی آتی ہے تو اپنے رب کی طرف رجوع ہو کر پکارتے ہیں پھر جب وہ اپنی طرف سے انہیں رحمت چکھاتا ہے تب ہی ایک فریق ان میں سے اپنے رب کا شریک ٹھہراتا ہے ۝

٣٤- لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ ۚ فَتَمَتَّعُوا فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۝

٣٤- تاکہ جو ہم نے انہیں دیا ہے اسکی ناشکری کریں، سو فائدہ اٹھا لو آگے معلوم کر لو گے ۝

٣٥- أَمْ أَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوا بِهِ يُشْرِكُونَ ۝

٣٥- کیا ہم نے ان (اہل شرک) پر کوئی سند نازل کی ہے کہ جو یہ شرک کرتے ہیں، سو وہ بتلا رہی ہے ۝

٣٦- وَإِذَا أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوا بِهَا ۖ وَإِنْ

٣٦- اور جب ہم آدمیوں کو کچھ رحمت چکھاتے ہیں تو وہ اس پر خوش

خاشیہ صفحہ ۹۷۳

مذہب کا جدید ترین معیار

ف۱ آج مذہب کیلئے جدید ترین معیار صداقت یہ ہے کہ وہ فطرت کے آئین کے مطابق ہو۔ آج یہ سمجھا جاتا ہے۔ کہ ان قوانین میں جو مہر و ماہ میں اور جبل و کاہ میں کارفرما ہیں۔ اور ان اخلاقی قوانین کے منبع و سرچشمہ میں کوئی فرق نہیں۔ جنکو ہم شریعت یا مذہب کہتے ہیں۔ وہ تعلیم مادیت کے منافی سمجھتے ہیں۔ اور یہ دنیا کے روحانیت کے قوانین۔ دونوں کا سرچشمہ فطرت احساس کا غیر متبدل حسن ہے۔ قرآن حکیم نے آج سے چودہ سو سال قبل اس حقیقت کو اتنا جامع اور واضح الفاظ میں بیان کیا ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔ مذہب کا اتنا تخیل اور اتنا واضح انداز بیان! یہ اس بات کی دلیل ہے۔ کہ قرآن اس ذات کا کلام ہے جسکی نظر زمان و مکان کی بعید ترین وسعتوں سے بھی کہیں آگے ہے۔ ارشاد ہے۔ کہ اطاعت و فرمانبرداری کا جذبہ فطری ہے اور غیر متبدل ہے۔ اور یہی دین قیم ہے مگر اکثر لوگ اس حقیقت سے آگاہ نہیں۔ اور وہ مذہب کو اس نقطہ نگاہ سے نہیں دیکھتے ہیں۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

نماز نہ پڑھنا شرک ہے

ف۱ اس آیت میں تین چیزوں پر روشنی ڈالی ہے۔ ایک تو بتلایا ہے کہ نماز نہ پڑھنا اعلانیہ شرک کا ارتکاب کرنا ہے۔ دوسرے یہ فرمایا ہے کہ تفرق و تشتت پیدا کرنا مشرکین کی صفت ہے۔ اور تیسرے یہ ارشاد ہے کہ اختلاف اور گروہ بندی کیلئے کوئی وجہ جواز نہیں۔ یوں تو ہر گروہ اپنے پاس کچھ ایسے دلائل رکھتا ہے جسکی وجہ سے وہ شاداں و فرحاں ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کو کسی عنوان گروہ بندی اور فرقہ سازی پسند نہیں۔ غور فرمائیے۔ نماز مسلمانوں کیلئے کتنی ضروری ہے۔ اسکے بغیر یہ سمجھنا کہ مسلمان ہیں۔ کیا محض حسن ظن نہیں ہے؟ قرآن تو کہتا ہے کہ جو نماز نہیں پڑھتا۔ وہ مشرکین کی سی عادت کا حامل ہو جاتا ہے۔ (باقی صفحہ ۹۷۵ پر)

حل لغات:- تَمَتَّعُوا۔ تمتع سے ہے۔ یعنی بہرہ مند ہو۔ ضُرٌّ۔ تکلیف۔ دکھ۔ مصیبت۔

سُلْطَانًا۔ دلیل قاہر۔ حجت۔ استدلال۔

يَتَكَلَّمُ۔ یعنی کیا وہ منطقی طور پر اثبات شرک کیلئے کفایت کرتی ہے اور تم کو مجبور کر رہی ہے۔ کہ شرک کا ارتکاب کرو۔

تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ ۝

ہوتے ہیں اور اگر ان کاموں کے سبب جو اُن کے ہاتھوں نے آگے بھیجے ہیں ان پر کوئی مصیبت آتی ہے تو فوراً ہی امید ہو جاتے ہیں ۝

۳۷۔ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

۳۷۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ جس کیلئے چاہے روزی فراخ اور تنگ کرتا ہے۔ بیشک اس میں ایمان دار لوگوں کیلئے نشانیاں ہیں ۝

۳۸۔ فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۡ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

۳۸۔ سو تو رشتہ دار کو اس کا حق دے اور محتاج اور مسافر کو بھی یہ ان کے لئے جو اللہ کی رضامندی چاہتے ہیں بہتر ہے اور یہی چھٹکارا پانے والے ہیں ۝

۳۹۔ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ۝

۳۹۔ اور جو کچھ کہ تم سود دیتے ہو تاکہ ان لوگوں کے مال میں بڑھتا رہے وہ اللہ کے ہاں نہیں بڑھتا اور جو تم خدا کی رضامندی کی طلب میں زکوٰۃ (یعنی پاک دل سے) دیتے ہو سو ایسے ہی لوگ ہیں جن کے دُونے ہو گئے ۝

بقیہ صفحہ ۹۷۴:-
اور آپ نمازیں نہیں پڑھتے پھر بھی مسلمان ہیں، وہ کیسا اسلام ہے؟ نماز نہ پڑھنا شرک اسلئے ہے کہ یہ اللہ کے سب احکام سے زیادہ مؤکدہ حکم ہے۔ پھر اگر ایک شخص مسلمان ہو کر بھی عملاً منکر ہے۔ تو ظاہر ہے کہ کوئی چیز اس سے بھی زیادہ اسکے نزدیک اہم ہوگی جسکو وہ نہیں چھوڑ سکتا۔ اور جسکے لئے نماز کو چھوڑ دیتا ہے۔ یاد رہے کہ یہی شرک ہے کہ خدا کے احکام کے برابر کسی دوسری چیز کو اہمیت دی جائے۔ اور یہ سمجھا جائے۔ کہ یہ چیزیں اتنی ہی ضروری ہیں جتنی کہ خدا کی باتیں ضروری ہیں۔ اور وقت کا اقتضاء ہیں۔

اسلام دین اخوت ہے۔ دین وحدت ہے۔ اس کا منشا ہے کہ تمام انسانوں کو مضبوط لڑی میں منسلک کرے۔ پھر ان کا اگر آپس میں اختلاف ہو۔ تو اسکے معنے یہ ہیں۔ کہ یہ اسلامی نظام عمل کی برکات سے حقیقتاً محروم ہیں۔ قرآن حکیم کے نزدیک اس سے بڑا گناہ اور کوئی نہیں ہو سکتا ہے۔ کہ مسلمان یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح مختلف جماعتوں اور عصبیتوں میں بٹ جائیں۔ اور اسلامی روح سے بے بہرہ ہو جائیں۔ اس لئے طبعاً وہ ہر اس دلیل کو پسند نہیں کرتا جسکو اختلاف کے جواز کے سلسلے میں پیش کیا جائے۔ وہ تمام دنیائے اسلام کو ایک نوع اور ایک جنس قرار دیتا ہے۔ وہ ایک تہذیب اور کلچر دیکھنا چاہتا ہے۔ اسکی خواہش ہے کہ صرف اسلامی عصبیت اور اسلامی نظریات ہی مقبول ہوں۔ اور انسانوں میں بلحاظ عقائد کے صرف مسلم اور غیر مسلم ہوں۔ کوئی تیسرا گروہ نہ ہو جو اسلامی عصبیت کو دوسرے درجہ پر سمجھے اور اپنے فرقہ کو نفس اسلام سے زیادہ اہم قرار دے۔

ف ان آیات میں انسانی نفسیات بیان فرمائی ہیں۔ کہ کیونکر وہ عقل کے عدم توازن سے اپنے دماغی توازن کو کھو بیٹھتا ہے اور یہ نہیں سمجھتا کہ یہ سب انقلابات اللہ کی طرف سے ہیں۔ اور ناگزیر ہیں جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے۔ تو پھر خلوص قلب کے ساتھ اللہ کے سامنے جھکتا ہے۔ اور رو رو کر دعائیں مانگتا ہے اور اللہ کی رحمت و شفقت سے دوچار ہوتا ہے۔ تو پھر اللہ کے ساتھ اپنی کوششوں اور نتائج کو شریک و سہیم ٹھہرا لیتا ہے۔ حالانکہ یہ کفر ہے۔ اور اس کیلئے کوئی دلیل نہیں۔ پھر زندگی کا دوسرا پہلو یہ ہے۔ کہ مسرت میں یہ انسان بہت خوش ہوتا ہے۔ اور تکلیف میں جو سراسر ان کے اعمال کا نتیجہ ہوتی ہے۔ مایوس ہو جاتا ہے۔ (بقیہ صفحہ ۹۷۶ پر)

حل لغات:- یَقْنَطُوْنَ قنوط سے ہے۔ مایوسی۔ جمع

۱ زکوٰۃ پہلی عام صدقات کے معنوں میں ہے۔

۴۰۔ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ یُحْیِیْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ شُرَكَآىِٕكُمْ مَّنْ یَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَیْءٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا یُشْرِكُوْنَ۠ ع

۴۰۔ اللہ وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا۔ پھر تمہیں روزی دی پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں جلائے گا تمہارے شریکوں میں کوئی ہے کہ ان کاموں سے کچھ کر سکے؟ وہ پاک ہے اور جو وہ شرک کرتے ہیں اس سے بالاتر ہے ○

۴۱۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ لِیُذِیْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِیْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ○

۴۱۔ لوگوں کی کرتوتوں سے خشکی اور تری میں فساد ظاہر ہوا ہے تاکہ انہیں ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھائے شاید وہ رجوع کریں ○

۴۲۔ قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِیْنَ ○

۴۲۔ تو کہہ تم زمین میں سیر کرو۔ پھر دیکھو کہ پہلوں کا انجام کیا ہوا۔ اُن میں اکثر مشرک تھے ○

۴۳۔ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّیْنِ الْقَیِّمِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ

۴۳۔ سو تو اپنا منہ سیدھے دین کے لئے سیدھا رکھ۔ اس دن کے آنے سے پہلے جو اللہ کی طرف سے ٹلایا نہیں جائیگا

حاشیہ صفحہ ۹۷۵:-

حالانکہ نہ مسرت میں آپے سے باہر ہونے کی ضرورت ہے۔ اور نہ تکلیف میں مایوس ہونے کی حاجت، رزق کی کشائش اور تنگی سب کی سب اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جس شخص کو جب چاہتا ہے۔ دولت سے نواز دیتا ہے اور جب چاہتا ہے بڑوں بڑوں کو افلاس اور عسرت کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ اس لئے مرد مومن کا فرض ہے کہ وہ حادثات کی مساعدت اور ناموافقت سے بالکل بے نیاز ہو جائے اور ہر حالت میں اللہ کا شاکر رہے۔

ع۔ (وہ دیوانے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں)

سُود خواروں کی دَولت

۵۔ سود خوار لوگ قوم کے لئے اس لئے باعث لعنت ہوتے ہیں۔ کہ انکی دولت اور ثروت قوم کی ضروریات میں صرف نہیں ہوتی وہ دن رات مال جمع کرنے کی فکر میں غلطاں و پیچاں رہتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ یہ رقم جو ہم خیرات اور صدقات کے نام سے دینگے۔ بالکل ضائع جائیگی بہتر ہے یہ رقم سود میں لگا دیا جائے تاکہ مزید نفع ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ بدبختو! تم اس حقیقت کو سمجھنے کہ چاندی اور سونے کے ان ڈھیروں سے کیا فائدہ جو سنگ قرب میں تمہارے کام نہ آسکیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ تمہاری دولت جس طرح دنیا کے کاموں کو سنوارتی ہے اسی طرح عقبیٰ کے کام بھی سنوارے۔ اور تمہارے لئے موجب خیر و برکت ہو۔ اور وہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ تم اپنے مال و دولت کے ذخیروں سے قوم کے غریبوں اور مسکینوں کو فائدہ پہنچاؤ۔ درحقیقت دولت کا یہی حصہ جو تم خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہو محفوظ رہتا ہے اور بڑھتا ہے۔ یہی تمہارے لئے ثواب و اجر کا باعث ہے۔ اور وہ جو بنکوں میں جمع ہے۔ اور جس سے تمہیں بہت آمدنی ہوتی ہے محض ضائع جاتا ہے۔ تمہارے مر جانے کے بعد تمہیں اس سارے ذخیرۂ سیم و زر میں سے ذرہ برابر نفع نہیں پہنچیگا۔ بلکہ اور موجب عذاب ہوگا۔ (باقی صفحہ ۹۷۷ پر)

حل لغت

۶ وَجْهُ اللّٰهِ۔ اللہ کی رضا۔

مِنَ اللّٰهِ يَوْمَئِذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ ۝

۴۴- مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ ۝

۴۵- لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝

۴۶- وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

۴۷- وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَاۗءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ۭ وَ

اس دن لوگ جدا جدا ہوں گے ○

۴۴- جو کافر ہے اس کا کفر اسی پر ہے اور جنہوں نے نیک کام کیا وہ اپنے ہی آرامگاہ درست کرتے ہیں ○

۴۵- تاکہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے اپنے فضل سے بدلہ دے بےشک ۱۱ کافروں کو پسند نہیں کرتا ○

۴۶- اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ وہ بشارت دینے والی ہوائیں بھیجتا ہے اور تاکہ اپنی رحمت میں سے تمہیں کچھ چکھائے اور تاکہ اس کے حکم سے کشتیاں جاری ہوں اور تاکہ اس کا فضل (روزی) تلاش کرو اور شاید تم شکر گزار رہو ○

۴۷- اور ہم تجھ سے پہلے کتنے ہی رسول اپنی اپنی قوم کے پاس بھیج چکے ہیں۔ پھر ان کے پاس معجزات لے کر آئے۔ پھر ہم نے ان لوگوں سے جو گنہگار تھے بدلہ لیا اور

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۷۶ :-

ف۱ شرک کی تردید فرمائی ہے۔ اور مشرکین سے پوچھا ہے کہ بتاؤ تمہاری اس ساری زندگی میں تمہارے معبودوں کو کس درجہ دخل حاصل ہے۔ کیا انہی نے تمہیں پیدا نہیں کیا۔ پھر کیا معبود ہی تمہاری ضروریات کا کفیل نہیں رہا۔ موت کس کے قبضہ میں ہے اور وہ کون ہے جو پھر تمہیں زندہ کرے گا۔ ان سب باتوں کا جواب یہ ہے کہ یہ سب باتیں اللہ ہی کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ تو پھر تمہارے معبودوں کے اختیارات کیا رہے؟ ارشاد ہے۔ کہ وہ تمہارے ان مشرکانہ خیالات سے پاک اور اعلیٰ ہے اور وہ شرک کی بات کو کسی طرح پسند نہیں کرتا۔

ف۲ یہ اس وقت کا نقشہ ہے جب قرآن دنیا میں نازل ہو رہا تھا۔ بتایا ہے کہ کائنات میں اعتقاد اور عمل کا فساد اور طوفان رونما ہے۔ شرک اور بدعت پرستی کی وجہ سے زندگی حیات تیرہ و تاریک ہے۔ انسانیت کے قوام اخلاق میں بگڑ گیا ہے۔ اخلاق ذلیل ترین صورت اختیار کر چکے ہیں۔ اور اب اگر اسلام کی روشنی اور اس کی برکات سے انسان نے استفادہ نہ کیا۔ تو ہلاکت لازم و لابد ہے۔ چنانچہ تاریخ کے ورق الٹ کر دیکھئے۔ معذب قوموں کے حالات کا معائنہ کیجئے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹا دیا

صرف اس بات سے کہ انہوں نے خدا کے حکموں کو نہ مانا اور فطرت کے پیغام سے روگردانی کی۔ پھر اگر یہ سمجھے والے قرآن نہ مانیں گے تو اللہ کی زبردست پکڑ اور گرفت سے کس طرح بچ سکیں گے ؟

کان اکثرھم مشرکین سے غرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شرک سب سے بڑا گناہ ہے اور قوموں کی ہلاکت اور موت میں اس کو بہت بڑا دخل ہے۔ جب یہ مرض پیدا ہوتا ہے۔ تو قوم میں ذلت و ادبار اور جہالت و توہم کی تمام بیماریاں پھیل جاتی ہیں۔ اور اس طرح سارا جسم انسانی مفلوج ہو جاتا ہے اور ان خصائل سے محروم ہو جاتا ہے۔ جو کسی قوم کے لئے حیات و زندگی کا باعث ہوتی ہیں ◆

حاشیہ صفحہ ھٰذا :-

خدا انسان کا حریف نہیں ہے

ف۱ ان آیتوں میں بتایا ہے۔ کہ جہاں تک کفر و انکار کا تعلق ہے اس سے ذات الوہیت کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ اسی طرح ایمان اور اعمال صالحہ سے اس کی جلالت قدر میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔ (باقی صفحہ ۹۷۸ پر)

حل لغات :- يَصَّدَّعُوْنَ ۔ اصل میں يَتَصَدَّعُوْنَ ہے قریب المخرج ہونے کی وجہ سے ت کو ص سے بدل کر مدغم ہو گئی ہے۔ منشا یہ ہے جدا جدا ہو جائیں گے۔ صدع سے مشتق ہے۔ يَمْهَدُوْنَ ۔ مَهْدٌ سے مشتق ہے :-

... کے قبیل سے ہو۔ فَانْتَقَمْنَا ۔ انتقام سے مشتق ہے جس کے معنی سزا دینا کے ہیں۔ اردو میں لفظ انتقام جس مفہوم میں مستعمل ہوتا ہے۔ عربی میں اس مفہوم میں استعمال نہیں ہوتا ◆

كَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ○

مومنین کی مدد ہم پر لازم تھی ○

۴۸- اَللّٰهُ الَّذِیْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِی السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ○

۴۸- اللہ وہ ہے جو ہوائیں بھیجتا ہے۔ پھر وہ ہوائیں بادل اٹھاتی ہیں۔ پھر خدا اس کو جس طرح چاہے آسمان میں پھیلاتا اور اسے تہ بر تہ رکھتا ہے پھر تو دیکھتا ہے کہ اس کے درمیان سے مینہ نکلتا ہے پھر جب اسکو اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے پہنچاتا ہے تو فوراً وہ خوشیاں کرنے لگتے ہیں ○

۴۹- وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ ○

۴۹- اگرچہ وہ اس وقت سے پہلے اس سے پیشتر کہ وہ ان پر نازل ہو ناامید تھے ○

۵۰- فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْیِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ○

۵۰- سو اللہ کی رحمت کے نشان دیکھ کر زمین کو اس کے مرے پیچھے کیونکر زندہ کرتا ہے بیشک وہ مُردے جلانے والا ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے ○

بقیہ صفحہ ۹۷۷ :-

اگر ساری دنیا کفر و عصیان کو اپنا شیوہ بنالے۔ اور برملا خدا کا انکار کر دے۔ تو اسکے وجود باجود میں اور اسکے تعلق و قربت میں ذرہ برابر فرق نہیں ہوتا۔ اسی طرح اگر دنیا میں کوئی منکر نہ ہے۔ تمام لوگ اپنے غلط عقائد سے توبہ کر لیں۔ اور مومن صادق بن جائیں۔ اور زہد و ورع کا لباس زیب تن کرلیں۔ تو اسکی عظمت اور رفعت میں کچھ بھی ترقی نہیں ہوتی۔ یہ کفر و عصیاں تو محض اس لئے مذموم ہے۔ کہ اس سے خود انسان کو نقصان پہنچتا ہے۔ یہ تمدن صالح کیلئے سخت مضر ہے! اور اسکی وجہ سے نوع انسانی اپنے مقام روحانی سے گر کر حیوانیت کے اسفل گڑھوں میں جا پڑتی ہے۔ کفر چونکہ سراسر فساد و اختلال ہے۔ کون و مکان کے لئے اسکا وجود باعث لعنت ہے۔ اس لئے اس سے پرہیز لازم ہے۔ ورنہ منکرین خدائے برتر و غالب کے لئے کسی طرح حریف بن سکتے ہیں! اسی طرح نیکی اور تقویٰ اسکے ذاتی اقتضاء ہیں۔ کہ ان سے نوع انسان میں بھلا ہوتا ہے۔ ان سے اخلاق سنور تے ہیں اور نوع انسانیت بلند تر ین روحانی مقامات پر متمکن ہوتی ہے۔ ورنہ اس ذات بے نیاز کو جانے تقویٰ۔ اور پرہیزگاری کی کیا ضرورت ہے!

اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ سے غرض یہ ہے کہ وہ ما عبادِ تکوین کے کو فروں اور منکروں سے تعرض نہیں کرتا۔ اور انکے افعال و اعمال میں مزاحم نہیں ہوتا۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں ہیں۔ کہ وہ انکے اعمال کو پسند بھی کرتا ہے۔ اور وہ کو باوجود سرکشیوں کے محبوب بھی رکھتا ہے۔ کائنات کی مصالح کا تقاضا ہے کہ منکر کو نکلیں اور مومن کو ایمان میں پوری چھوٹ آزادی بخشی جانے سے بجائے بُرائی کی طرف بڑھنے والوں کو روک نہیں سکتا ہے۔ مگر اسکی خواہش یہی ہے کہ سب بجائے کفر کے نیکی و ایمان تقویٰ کی دعوت کو قبول کریں۔

ف ان آیات میں مظاہر قدرت کے جمال کی طرف نظروں کو متوجہ کیا ہے۔ تاکہ قرآن کا انداز تشریح قائم رہے اور مسلمان علوم و شریعت کے ساتھ تکوینی اسرار و رموز پر بھی غور کریں۔ اور یہ یقین رکھیں۔ کہ دونوں کا سرچشمہ ایک ہے۔ دونوں ایک ہی ذات کے پرتو ہیں۔ ایک ہی جمال کے دو پہلو ہیں۔ اور ایک ہی حسین کی دو ادائیں ہیں بیان فرمایا ہے۔ کہ اسکی نشانیوں میں ہواؤں کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ انکی افادیت پر غور کرو۔ کیونکر وقت نیوال بارش کا پتہ دیتی ہیں۔ پھر کیسی طرح انکی وساطت سے کشتیاں چلتی ہیں۔ اور جہاز سطح سمندر پر رواں دواں نظر آتے ہیں۔ یہ سب نعمتیں اسکے ہیں۔ اگر تم قدرت کے ان فیوض کو دیکھو۔ (باقی صفحہ ۹۸۰ پر)

حلّ لغات :- اَلْوَدْقُ۔ اصل میں مینہ کو کہتے ہیں۔ بارش کو عام طور پر سکو

۵۱- وَلَئِنْ اَرْسَلْنَا رِیْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوْا مِنْ بَعْدِهٖ یَكْفُرُوْنَ ○

۵۱- اور اگر ہم ایک ہوا بھیجیں پھر وہ اس (کھیتی) کو زرد پڑگئی دیکھیں تو اسکے بعد وہ ناشکری کرنے لگتے ہیں ○

۵۲- فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِیْنَ ○

۵۲- سو بیشک تو مُردوں کو نہیں سُنا سکتا۔ اور بہروں کو (بھی) سُنا سکتا ہے۔ جب وہ پیٹھ پھیر کر چلجائیں ○

۵۳- وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْیِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ع

۵۳- اور تو اندھوں کو ان کی گمراہی سے راہ پر نہیں لا سکتا۔ تو تو اسی کو سُنا سکتا ہے جو ہماری آیتوں پر یقین رکھتے ہیں سو وہی مسلمان ہیں ○

۵۴- اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّشَیْبَةً یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَهُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ ○

۵۴- اللہ وہ ہے جس نے تمہیں کمزوری سے بنایا، پھر کمزوری کے بعد قوت دی پھر قوت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا دیا وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے وہی علم اور قدرت والا ہے ○

۵۵- وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ یُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۵لا

۵۵- اور جس دن قیامت قائم ہوگی۔ مجرم قسمیں کھائینگے کہ ہم ایک گھڑی سے زیادہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۷۸۔

اسا پایا، وہی شغل تھا کہ جب ... پھر وہی ان کا مشغلہ رہ گیا ... حکومت کر رہا کرنے میں ہم اللہ کے غضب ہو۔

(ا) مقصد یہ ہے کہ آپ سے پہلے بھی انبیاء آئے ہیں اور لوگوں نے ان کی حسب عادت مخالفت کی ہے، پھر جب ان کی سرکشی حد سے بڑھ گئی۔ تو اللہ تعالیٰ کا قانون مکافات حرکت میں آیا اور ان لوگوں کو سخت ترین سزائیں دی گئیں۔

حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت میں جو اپنے بندوں کو ... اور دعا نہیں کرتے۔ ہر آن اور ہر وقت وہ ان کے لئے اعانت کا اقرار کر چکے ہیں کیونکہ از راہِ نوازش و کرم اس چیز کو اللہ نے اپنے اوپر لازم قرار دیا ہے۔

حاشیہ صفحہ ۹۸۰:-

حشر و نشر

(ا) قرآن کا طرز استدلال کتنا سادہ اور کتنا موثر ہے کہ کہیں زیادہ غور و فکر کی ضرورت ہی نہیں۔ جہاں آپ نے ذرا دل کی آنکھیں کھولیں مظاہر قدرت کو قرآن پیش کرتا ہے جن کو ہم روزانہ دیکھتے ہیں اور کوئی ... جن میں کوئی بات پیچیدہ نہیں۔ جنہیں سمجھنے کے لئے ... فلسفیانہ مسائل کا استنباط کرنا ہو کیونکہ یہ بھی سرسری واقعات منطق کی شہادت میں معلوم رہتی ہیں۔

تھے اور ان میں ایک گروہ احیاء موتی کا منکر تھا۔ جسے بالکل سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیونکر فنا کے عالم کے بعد پھر انسان اللہ کے حضور کھڑے ہوں گے۔ وہ حشر و نشر کی تمام باتوں کو محض افسانہ سمجھتے تھے اور اسی لئے ان کی یہ حقیقت عقل میں نہیں آتی تھی کہ موت کو پھر زندگی میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ان کے اس عقلی استبعاد کو دور کرنے کے لئے کئی دلائل بیان فرمائے ہیں، اور بتلایا ہے کہ جس چیز کو تم محال سمجھتے ہو اسے تم زندگی میں بار بار دیکھتے ہو مگر سرسری نظروں سے غور و فکر سے کام نہیں لیتے۔ آؤ ہم تمہیں دکھائیں۔ کہ روزمرہ کے حقائق ہمارے اس دعوے کے لئے بطور دلیل کے کام آ سکتے ہیں۔ ہوائیں کہ چلتے ہوئے تم نے دیکھا ہوگا یہی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں ہیں۔ وہی پہاڑ سے کی روئی کی طرح فضا میں چلتی پھرتی رہتی ہیں اور پھر کس طرح ساری فضا میں پھیل جاتی ہیں۔ پھر گھٹا کے بادل کی صورت میں منقسم ہو جاتی ہیں پھر برستی ہیں۔ اس نظام میں لوگ جھک کر خدا کے نغمے خوش ہوتے ہیں۔ ابھی ابھی مایوسی سے بدل جاتی ہیں ان آثار رحمت پر غور کرو۔ کیا اس طرح مردہ اور خشک کھیتوں میں زندگی کی روح نہیں پیدا ہو جاتی؟ (باقی صفحہ ۹۸۰ پر)

حلِ لغات:- اَلصُّمُّ۔ اَصَمُّ کی جمع ہے۔ یعنی بہرہ۔

شَیْبَةٌ۔ بڑھاپا۔

الَّذِیْنَ لَا یُوْقِنُوْنَ ۝

آیاتها ۳۴	(۳۱) سُوْرَةُ لُقْمٰنَ مَكِّيَّةٌ (۵۷)	رکوعاتها ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

۱- الٓمّٓ ۝

۲- تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِیْمِ ۝

۳- هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِیْنَ ۝

۴- الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ ۝

۵- اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

۶- وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ ۖ وَّ

نہیں کرتے تجھے پھسلا نہ دیں

(۳۱) سورۂ لقمان

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

۱- الٓمٓ ۝

۲- یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں ۝

۳- نیکوں کے لئے ہدایت اور رحمت ۝

۴- اور جو نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں ۝

۵- وہی اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور وہی فلاح پانے والے ہیں ۝

۶- اور آدمیوں میں کوئی ہے کہ کھیل کی بات خریدتا ہے تاکہ خدا کی راہ سے بے سمجھے گمراہ کرے اور اسے ٹھٹھے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۸۰:-

ف غرض یہ ہے جہاں تک سمجھانے اور حقائق کو دل تک اتارنے کا تعلق ہے۔ قرآن حکیم کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ ہر طرح کے استدلال اور ہر قسم کے احتجاج سے کام لیا ہے ایک جاہل سے لیکر فاضل فلسفی تک کے ذہنیتوں کا خیال رکھا ہے۔ سادہ باتیں بتائی ہیں۔ اور حکیمانہ انداز میں اختیار کیا ہے۔ حق تو یہ ہے کہ عبرت و پند کے جتنے بھی ذریعے افہام و تفہیم کے ہو سکتے ہیں وہ سب قرآن میں موجود ہیں مگر منکرین کو کیا کیا جائے۔ کہ انکو ان میں کوئی خوبی نظر نہیں آتی وہ دلائل اور شواہد کو چٹکلے سمجھتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ سب جھوٹ اور فریب ہے۔ خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے اسلئے کہ انکے دلوں میں ہدایت کو قبول کرنے کی استعداد ہی باقی نہیں رہی ہے

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۔ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

ف حق کی نصرت مقدرات میں سے ہے اسلئے حضور کو تسلی دی جا رہی ہے۔ کہ آپ فکر مند اور ملول نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے یقیناً آپ کامیاب اور فائز المرام ہونگے۔ اور آپکے یہ دشمن ناکام اور رسوا۔ آپ گھبرائیے نہیں اور ایسا نہ ہو کہ یہ بے یقین لوگ اپنی حرکات سے آپکے پائے صبر کو جھٹلا دیں ۔

حاشیہ صفحہ ھذا:-

سورۂ لقمان

ف اس سورۂ کو قرآن کے تعارف سے شروع کیا ہے کہ یہ آیتیں کتاب حکیم سے تعلق رکھتی ہیں ان میں دانائی اور رشد و ہدایت ہے۔ ان میں دلائل کا استحکام ہے ان میں اللہ کے دعوے ہیں اور یہ ان لوگوں کو ہدایت کے اعلیٰ ترین مراتب تک پہنچاتی ہے جو مقام احسان پر فائز ہیں۔ جو نماز کو پوری شرائط اور معنویت کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ آخرت پر یقین رکھتے ہیں اور دنیا کے سُود ... کی ... سمجھتے ہیں ۔

لَهْوَ الْحَدِیْثِ

ف قرآن حکیم وہ کتاب ہے جس پر انسانیت کی فلاح و بہبود موقوف ہے جو رشد و ہدایت ہے جو اللہ کی رحمتوں کی کفیل ہے۔ تمام مشکلات میں تمہارا راہنما ہے سراپا خیر و برکت ہے۔ لوگوں کے لئے قیامت تک آخری دستور العمل ہے۔ (باقی صفحہ ۹۸۲ پر)

حل لغات:- هُدًى۔ یعنی مراتب علیا تک رسائی متعلق راہ نمائی مقصود نہیں ہے۔ لَهْوَ الْحَدِیْثِ۔ افسانے۔ حکایتیں۔ نغمہ و راگ۔ اور اسی نوع کی چیزیں۔ وہ باتیں جو انسان کو حق و صداقت سے باز رکھیں ۔

يَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝

اڑائے ایسوں ہی کو ذلت کا عذاب ہوگا ۝

۷- وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝

۷- اور جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو غرور کرتا ہوا پیٹھ پھیر لیتا ہے گویا انکو سنا ہی نہیں گویا انکے دونوں کان بہرے ہیں پس تو انہیں دکھ دینے والے عذاب کی خوشخبری سنا دے

۸- اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ۝

۸- بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے ان کے لئے نعمت کے باغ ہیں ۝

۹- خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

۹- ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ وعدہ ہو چکا اللہ کا سچا اور وہ زبردست حکمت والا ہے ۝

۱۰- خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَاۗبَّةٍ ۭ وَاَنْزَلْنَا

۱۰- اسی نے آسمانوں کو بغیر ستونوں کے پیدا کیا کہ تم انہیں دیکھ رہے ہو اور زمین میں پہاڑ (بطور) بوجھ ڈال دیئے تاکہ وہ (زمین) تمہیں لیکر جھک نہ پڑے اور ہر طرح کے جانور

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۸۲ :-

حضور جب ان مجموعہ کو سنتے اور چاہتے کہ مکہ کے مشرک انکی روشنی سے اپنے تاریک سینوں کو منور کریں۔ اور اپنے اعمال کو سنوار لیں۔ تو کچھ بدبخت لوگ ایسی لغو کہانیوں اور باتوں میں عوام الناس کو الجھا دیتے کہ وہ ان لغویات کو سن کر قرآن کو نہ سنتے۔ چنانچہ نضر بن حارث انکو عجم کے بیہودہ اور غلط فسانے سناتا۔ رستم و اسفندیار کے قصے نمک مرچ لگا کر بیان کرتا۔ اور وہ مزے سے ان خرافات کو سنتے۔ حالانکہ ان میں کوئی بات بھی ان کے لئے ازدیاد علم و حکمت کا باعث نہ ہوتی۔ ارشاد ہے کہ ایسے لوگوں کو عذاب الیم کی خوشخبری سنا دیجئے۔ جو قرآن حکیم کی آیات کو نہیں سنتے اور غرور و نخوت سے گردن پھیر کر چل دیتے ہیں ۝

حاشیہ صفحہ ھٰذا :-

ف۱ مقصد یہ ہے کہ جھکنے والے مسلمانوں کو خبردار رہنا چاہیئے۔ انکو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ آخرت کی سعادتیں انہیں کے حصہ میں آئینگی۔ کیونکہ انہوں نے ایمان اور تقویٰ کی آواز کو سنا اور یہ ہمیشہ سے اللہ کا سچا وعدہ ہے ۝

ف۲ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ سے ایک ایسے نظریہ کی طرف اشارہ ہے جس کو آج ہم نے معلوم کر لیا ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ زمین جو ہمارا آفتاب کے گرد گھوم رہی ہے۔ اور کسی وقت بھی اپنے خطوط اور دائرے نہیں چھوڑتی تو اس کی وجہ کیا ہے۔ کیوں آفتاب کی کشش اسکو اپنی طرف نہیں کھینچ لیتی۔ اور کیوں یہ کرۂ ارض ایک متناسب فاصلہ پر سورج کے گرد چکر لگا رہا ہے۔ قرآن کہتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ ہم نے اس میں پہاڑوں کی وجہ سے ایسا ثقل پیدا کر دیا ہے۔ کہ اب اس میں غیر طبعی حرکت نہیں پیدا ہو سکتی۔ پہاڑ کشش اور جذب میں توازن برقرار رکھتے ہیں۔ اور اس طرح یہ کرۂ ارض گھومتا ہے اور ہمارے لئے دن رات اور موسموں کے اختلاف کا باعث ہوتا ہے ۝

حل لغات

وِقْرًا - بوجھ۔ ثقل ۝

كَرِيْمٍ - عمدہ۔ نفیس۔ مفید ۝

غَنِيٌّ - بے نیاز۔ یعنی جمال و کمال کا وہ نقطۂ ارتقاء جو ہر ستائش سے بالا اور بے پروا ہو ۝

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِیْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِیْمٍ ○

ایں پھیلائے اور آسمان سے ہم نے پانی اتارا، پھر اس میں ہر قسم کے نفیس جوڑے اُگائے ○

۱۱۔ هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ○

۱۱۔ یہ اللہ کی پیدائش ہے بس اب تم مجھے دکھاؤ کہ اوروں نے جو اللہ کے سوا ہیں کیا پیدا کیا ہے، بلکہ ظالم صریح گمراہی میں ہیں ○

۱۲۔ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ؕ وَمَنْ یَّشْكُرْ فَاِنَّمَا یَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ ○

۱۲۔ اور ہم نے لقمان کو عقل مندی دی کہ اللہ کا شکر کر، جو شکر کرتا ہے تو وہ اپنے ہی نفع کے لئے شکر کرتا ہے اور جو کوئی کفر کرتا ہے، اللہ بے پروا قابل تعریف ہے ○

۱۳۔ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ یَعِظُهٗ یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ○

۱۳۔ اور جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے وقت اس سے کہا کہ بیٹے اللہ کا کسی کو شریک نہ ٹھہرا، بیشک شرک بڑا ظلم ہے ○

۱۴۔ وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰی وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْكَ ؕ

۱۴۔ اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے بارہ میں نصیحت کی اس کی ماں نے تھک تھک کر اسے پیٹ میں اٹھایا اور اس کا دودھ چھڑانا دو برس میں ہے، اسو نے انسان تاکید ہے کہ میرا اور اپنے والدین

وا تھے کہ مشرکوں اور بُت پرستوں سے قرآن پوچھتا ہے کہ اے بتوں اور شخصیتوں کے پوجنے والو۔ یہ آسمان تو ہم نے پیدا کئے اور پہاڑوں کو بھی ہم نے زمین پر رکھا۔ تاکہ توازن درست رہے۔ بارش بھی ہم بھیجتے ہیں بتاؤ اس کائنات میں تمہارے معبودوں نے کیا کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں۔ انہوں نے کون سی دنیا بسائی ہے۔ کس عالم کو ایجاد کیا ہے؟ وہ کس آسمان اور زمین کے مالک ہیں۔ قرآن کا مطالبہ ہے۔ کہ ان کی مصنوعات کو ہمارے سامنے پیش کرو۔ ورنہ اس صریح ظلم سے توبہ کرو۔ اور اس کھلی گمراہی کو چھوڑ دو۔ اور کہہ دو کہ اللہ کا کوئی شریک اور ساجھی نہیں۔ وہ تنہا ساری کائنات کا مالک اور چارہ گر ہے۔

حضرت لقمان

وٹ معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت لقمان پیغمبر نہیں تھے بلکہ ایک صالح اور دانشمند ولی تھے۔ اور جہاں تک اس وقت کے عربوں کا تعلق ہے۔ ان میں ان کے حکیمانہ اقوال کا کافی چرچا تھا۔ یہی وجہ ہے۔ قرآن حکیم نے ان کا تذکرہ اس طرح کیا ہے۔ کہ گویا پہلے سے مخاطبین انہیں جانتے ہیں۔

حکمت کے معنے لغت میں کسی چیز کی حقیقت پہچاننے کے ہیں اور اصطلاح میں دانائی اور درست کرداری سے تعبیر ہے۔ اور اس کی اعلیٰ ترین قسم وہ ہے۔ جس میں دنیا کے معاشرتی عقدوں سے بحث کی جائے اور یہ بتایا جائے۔ کہ کن اصولوں کے ماتحت ایک انسانی ہیئت اجتماعیہ کا بہتر رکن بن سکتا ہے۔ اور کس طرح اس کا وجود اپنے ابنائے جنس کے لئے باعث رحمت و برکت ہو سکتا ہے۔

قرآن حکیم فرماتا ہے۔ کہ لقمان کو سب سے بڑی حکیمانہ باتیں عطا کی گئی تھیں۔ وہ یہی تھیں۔ کہ وہ شکر تھے۔ یعنی وہ یہ جانتے تھے کہ اللہ کے انعامات کی ودہ حاقی کہ استعمال کو اور ان کو ظاہر کرنا، یہ سب سے بڑی فضیلت ہے ان کو یہ معلوم تھا کہ کون حقائق لفظ شکر میں داخل ہیں۔ اور جن کو ان کر انسان بہترین معاشرتی فضائل کو حاصل کر سکتا ہے۔ اور یہ بھی جانتے تھے۔ کہ یہ سب قول عمل، عقیدہ اور اشکر نعمتوں کا اقرار انسان کے اپنے فائدے کیلئے ہے۔ اللہ مطلقاً حمد و شکر سے بے نیاز ہے وہ فی نفسہ لائق حمد اور قابل تعریف ہے۔ جتا نہ کی بات سے یہ سب چیزیں نافع ہیں

حل لغات :۔ مختو دلپ۔ داؤ۔

فعا۔ فی یہاں اجتماع کے لئے ہے۔ یعنی گو وہ صغیرہ و حقیر عمل ہو اور اچھا

نہ بھی ہو۔

إِلَيَّ الْمَصِيرُ ۝

کا شکر کر۔ آخر میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے ۝

۱۵- وَإِن جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَن تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۖ وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا ۖ وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ۚ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

۱۵- اور اگر وہ دونوں تجھ سے اس بات پر اڑیں کہ جس کا تجھ کو علم نہیں اس کو میرا شریک کرے۔ تو تُو ان کا حکم نہ مان اور دنیا میں اُن کے ساتھ اچھی طرح رہ اور جو میری طرف رجوع ہوا اس کی پیروی کر پھر تم کو میری طرف آنا ہے سو میں تمہیں بتاؤں گا جو تم کرتے تھے ۝

۱۶- يَا بُنَيَّ إِنَّهَا إِن تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُن فِي صَخْرَةٍ أَوْ فِي السَّمَاوَاتِ أَوْ فِي الْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ۝

۱۶- اے میرے بیٹے۔ اگر کوئی چیز رائی کے دانے کے برابر بھی ہو۔ پھر وہ کسی پتھر یا آسمانوں یا زمین میں ہو اسے بھی اللہ موجود کرے گا۔ بے شک اللہ باریک بین خبردار ہے ۝

۱۷- يَا بُنَيَّ أَقِمِ الصَّلَاةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ

۱۷- بیٹے نماز پڑھا کر اور بھلائی کا حکم دے۔ اور برائی

ف سب سے پہلے جس چیز کو حضرت لقمان نے قابلِ اعتنا سمجھا ہے۔ وہ مسئلہ توحید ہے۔ اس لئے اپنے بیٹے سے یہی کہتے ہیں۔ کہ دیکھو اس سے بڑھ کر انسانیت کی اور حق تلفی نہیں ہو سکتی کہ انسان اپنی فطری عظمت کھو بیٹھے۔ اور اپنے ابنائے جنس کے سامنے جھکے یا اس مخلوق کے سامنے سربسجود ہو۔ جو مرتبہ کے لحاظ سے اس سے کہیں فروتر ہے۔ یہ شرک ہے ظلم عظیم ہے۔ اور بہت بڑا گناہ ہے بعد والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تلقین فرمائی ہے۔ کیونکہ ان کے بعد ہی یہ رشتہ سب سے زیادہ محترم ہے۔ اور سب سے زیادہ جاذب توجہ ہے۔ مقصد یہ ہے۔ کہ ان بزرگ ترین افراد کی عزت و حرمت اس لئے ضروری ہے۔ تاکہ جذبۂ ربوبیت کو ہم چھوٹے پیمانے پر والدین کی شفقتوں میں دیکھ سکیں اور اس سے اندازہ کر سکیں۔ کہ وہ ربوبیت کبریٰ کس درجہ ہم پر مہربان ہوگی۔ جسکا یہ ادنیٰ کرشمہ ہے۔ والدین کے احترام کے ساتھ اس چیز کی تصریح ضروری ہے۔ کہ یہ احترام اسی حد تک واجب ہے۔ جس حد تک اللہ کے احکام کی نافرمانی نہیں ہوتی لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ۔ اور جہاں یہ والدین اپنی بزرگی کا ناجائز استعمال کرنا چاہیں اور اپنے بچوں کو شرک و بدعات پر مجبور کریں۔ اس وقت سعادتمندی یہ ہے کہ وہ انہیں صاف طور پر انکار کر دیں۔ کیونکہ حق اور صداقت تمام تعلقات سے زیادہ واجب الاحترام ہے ۝

تیسری بات حضرت لقمان نے جو اپنے بیٹے کو بتائی۔ وہ یہ ہے۔ کہ عمل کبھی ضائع نہیں ہوتا۔ حقیر سے حقیر اقدام۔ اور ادنیٰ سے ادنیٰ حرکت بھی نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہے اور اللہ کا علم کامل ہے۔ کوئی نفس اسے دھوکہ نہیں دے سکتا ۝

عزیمت و استقامت

ف حضرت لقمان کی چوتھی نصیحت یہ ہے۔ کہ بیٹا دل کو ذکر اور صلوٰۃ کی برکات سے معمور رکھو۔ اور دنیا میں برائیوں کے خلاف جہاد کرو۔ اور خود تقویٰ و صلاح کا نمونہ بنو۔ اور اس سلسلہ تبلیغ و اشاعت میں جس قدر بھی مصیبتیں پیش آئیں برداشت کرو۔ کیونکہ یہ عزیمت و استقامت کی باتیں ہیں۔ غرض یہ ہے۔ کہ ساری کائنات انسانی کو اللہ کی جو طرف پر جھکا دے۔ سب کے دلوں میں اللہ کی محبت پیدا کر دے۔ اور سب کو نماز کا پابند بنا دے۔ مسلمان کی زندگی کا نصب العین یہ ہے۔ کہ وہ ہر نیکی اور تقویٰ کی بات کو پھیلائے۔ اور ہر برائی کو روکے۔

(باقی صفحہ ۹۸۵ پر)

وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝

سے منع کرو اور جو تجھ پر پڑے اس پر صبر کر بے شک یہ ہمت کے کام ہیں ○

۱۸۔ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝

۱۸۔ اور مت موڑ اپنے گال واسطے لوگوں کے اور زمین پر اترا کر نہ چل ف۱ بے شک اللہ کسی اترانے والے شیخی باز کو پسند نہیں کرتا ○

۱۹۔ وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۭ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ۝

۱۹۔ اور میانہ چال چل اور اپنی آواز نیچی رکھ بے شک تمام آوازوں سے بُری آواز گدھے کی ہے ○

۲۰۔ اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ۭ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ

۲۰۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ اس کو اللہ نے تمہارا مسخر ف۲ کیا ہے۔ اور اس نے اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں تم پر پوری کر دیا اور باوجود اس کے، آدمیوں میں بعض وہ ہیں کہ بغیر علم

(بقیہ صفحہ ۹۸۴)

وہ دنیا میں خدا کی حقانیت کا سب سے بڑا داعی اور ساعی ہے اس کے ایمان کا تقاضا یہ ہے۔ کہ وہ ہر مصیبت کو خدا کی راہ میں آئے خندہ پیشانی برداشت کرے۔ (حاشیہ صفحہ ہٰذا)

ف۱ چونکہ حضرت لقمان کی خواہش یہ ہے۔ کہ ان کا بیٹا ہر طور پر نیک اخلاق سے آراستہ ہو۔ اور صحیح معنوں میں وہ لوگوں میں مساوات کو پھیلائے۔ اس لئے آخر میں اس کو یہ بھی بتایا ہے۔ کہ عام بول چال میں ایسا نہ ہو۔ کہ لوگ تم میں کبر و نخوت کے خیالات کو محسوس کریں چال ڈھال میں بھی میانہ روی اختیار کرنا۔ نہ تو اتنا آہستہ آہستہ اور رک رک کر چلنا۔ کہ غرور ٹپکے۔ اور نہ اتنا جلدی جلدی کہ متانت و وقار کے منافی ہو۔ آواز کو بھی پست رکھنا لازم ہے۔ گدھے کی طرح اونچی آواز بدترین آواز اور سراسر انسانی حلم و وقار کے خلاف بلکہ انسانیت کے منافی ہے

ف۲ مکے والے بہت زیادہ جاہل اور کج بحث تھے۔ چنانچہ ان آیتوں میں بھی بتایا ہے کہ اگر تم کائنات پر بنظر تحقیق غور کرو۔ اور سوچو تو تمہیں معلوم ہوگا۔ کہ آسمانوں اور زمین کی سب چیزوں کو اللہ نے تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے۔ اور تمہیں ہر نوع کی نعمتوں سے نوازا ہے جو ظاہر بھی ہیں۔ اور باطنی بھی۔ مگر تم ہو کہ ابھی تک اللہ کی نعمتوں کو نہیں مانتے۔ اور بتوں کے سامنے جھکتے ہو۔ خدا نے تو ساری کائنات کو تمہارے قبضہ و اختیار میں دے دیا ہے۔ کہ اس سے استفادہ کرو۔ لیکن تم نے ان میں سے بعض کی پرستش شروع کر دی۔

نوٹ:۔ اس سے آگے صفحہ ۹۸۶ پر ف۳ ملاحظہ فرماویں۔

حلِ لغات

تُصَعِّرْ۔ تصعیر سے مشتق ہے۔ غرور سے منہ پھیر لینا۔ یعنی بے توجہی یا تکبر سے پیش آنا۔

مَرَحًا۔ غیر متوازن نشاط۔ حد سے زیادہ خوش ہونا۔

مُخْتَالٍ۔ مغرور۔ متکبر۔

فَخُوْرٍ۔ نہایت ناز کرنا۔ سخت اترانا۔

وَاقْصِدْ۔ قصدؐ سے مشتق ہے۔ میانہ روی۔ اعتدال۔

وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ○

اور بغیر ہدایت اور بغیر روشن کتاب کے خدا کے بارہ میں جھگڑتے ہیں ○

۲۱- وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ○

۲۱- اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ جو خدا نے نازل کیا ہے۔ اُسکے حکم پر چلو تو کہتے ہیں کہ نہیں ہم تو اسی پر چلیں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا ہے۔ بھلا اور جو شیطان انہیں دوزخ کے عذاب کی طرف بُلاتا ہو تو بھی؟ ○

۲۲- وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗۤ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ؕ وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ○

۲۲- اور جس نے اپنا منہ اللہ کی طرف متوجہ کیا اور وہ نیک ہے تو اُس نے مضبوط کڑا پکڑ لیا اور ہر کام کا انجام خدا کی ہی طرف ہے ○

۲۳- وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ؕ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○

۲۳- اور جو کوئی کافر ہوا تو اس کا کفر تجھے غمگین نہ کرے اُنہیں ہماری طرف پھر آنا ہے۔ پھر جو وہ کرتے تھے ہم انہیں بتائیں گے بیشک جو دلوں میں ہے اللہ جانتا ہے ○

ف۱ یعنی جب تمہیں حق و وحدانیت کی طرف دعوت دی جاتی ہے۔ تو تم نہایت ڈھٹائی سے انکار کر دیتے ہو۔ حالانکہ تمہارے پاس کوئی معقول بات نہیں ہے نہ عقل کی۔ اور نہ تم اس امر میں کسی الہام کو پیش کر سکتے ہو۔ نہ روشن کتاب کو۔ اور کیا بھلا تمہیں خیال ہے کہ تم صداقت پر ہو۔ تم سے کہا جاتا ہے۔ کہ دیکھو صرف اللہ کے حکموں کو مانو۔ اور سوا ما انزل اللہ کے اور کوئی بات پلے نہ دھرو۔ مگر تم بدستور تقلید و جہالت کی الجھنوں میں پھنسے رہو اور یہی کہتے چلے جاتے ہو۔ کہ ہم تو اپنے باپ دادا کے مسلک کو نہ چھوڑیں گے۔ تو کیا تم نے طے کر لیا ہے کہ تم بہر حال آباؤ اجداد کے مذہب ہی کی پیروی کرو گے۔ چاہے وہ گمراہ ہوں اور تم کو جہنم ہی میں کیوں نہ جھونک دیں۔

غرض یہ ہے۔ کہ مشرکین محض تقلید پرست ہیں۔ ان میں یہ استعداد نہیں ہے۔ کہ حقائق پر غور کر سکیں۔ اور غلط و صحیح باتوں میں امتیاز کر سکیں۔ ان کے نزدیک حق و صداقت کا معیار صرف یہ ہے۔ کہ ان کے باپ دادا اس پر عمل پیرا تھے اور بس۔

عُروۃ الوثقٰی

ف۲ ان سے قبل کی آیات میں فرمایا تھا۔ کہ جو شخص فکر و خیال سے لے کر حرکت و عمل تک سب چیزوں کو بربنائے اخلاص و عقیدت اللہ کے تابع کر دیتا ہے۔ وہ عقائد کے مضبوط ترین حلقوں کو تھام لیتا ہے۔ اس مقام بلند پر فائز ہونے کے بعد اسکے لئے ذہنی اور خلقی کا کوئی اندیشہ باقی نہیں رہتا۔ جو شخص یہ سمجھ لے۔ کہ میری سمجھ بوجھ میرے جذبات اور میری خواہشات نفس سب کی سب اللہ کے ارادہ اور اسکی منشاء کے ماتحت ہیں۔ اسکی رضا میں میری نجات ہے اسکی خوشی میری زندگی کا نصب العین ہے۔ اور اسکی مرضی پر میں اپنا سب کچھ قربان کرنے کیلئے تیار ہوں۔ ایسا شخص گویا عقیدہ کی ایسی مضبوط چٹان پر کھڑا ہے۔ کہ تزلزل کا کوئی امکان ہی باقی نہیں رہتا۔ اور اسکے برخلاف جسکو اپنی عقل پر ناز ہے۔ جسکی خواہشات نفس اس پر مسلط ہیں۔ جو اللہ کے حکموں کی پرواہ نہیں کرتا۔ وہ حقائق کا منکر ہے۔ وہ گمراہ ہے۔ ان آیتوں میں فرمایا ہے۔ کہ ایسے آدمی کیلئے آپ کیوں دکھ برداشت کریں۔ (باقی صفحہ ۹۸۷ پر)

حلِّ لغت

بِالْعُرْوَةِ ۔ ہر چیز کا کنڈہ اور دستہ

نُمَتِّعُهُمْ قَلِيلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ إِلَىٰ عَذَابٍ غَلِيظٍ ○

وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۚ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ○

لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ○

وَلَوْ أَنَّمَا فِي الْأَرْضِ مِن شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِن بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ○

مَّا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ إِلَّا كَنَفْسٍ

۲۴۔ ہم انہیں تھوڑا فائدہ دیں گے۔ پھر سخت عذاب کی طرف ہم انہیں پکڑ بلائیں گے ○

۲۵۔ اور جو تو ان سے پوچھے کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے بنایا؟ تو کہیں گے کہ اللہ نے تو کہہ سب تعریف اللہ کیلئے ہے۔ پر ان میں بہت لوگ نہیں جانتے ○

۲۶۔ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اللہ کا ہے۔ بیشک اللہ ہی بے پروا قابل تعریف ہے ○

۲۷۔ اور زمین میں جتنے درخت ہیں اگر سب قلم بنجائیں اور سمندر اُس کی سیاہی ہو اسکے بعد سات سمندر اور اسکی مدد کریں تو بھی اللہ کی باتیں تمام نہ ہونگی۔ بیشک اللہ غالب حکمت والا ہے ○

۲۸۔ تمہارا پیدا کرنا اور مرے پیچھے تمہارا جلا اٹھانا ایسا ہی ہے جیسے ایک

بقیہ صفحہ (۹۸۲) ...شخص جو عمداً ہدایت سے اعراض کرتا ہے نعمائے الٰہی کی شفقتوں کا مستحق نہیں ہے۔ [illegible] ہوں۔ و لا یحزنک کفرہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضور بالطبع حد درجہ مشفق تھے۔ اور آپ کو بڑی کوفت معلوم ہوتی تھی۔ جب کوئی شخص اپنے لئے گمراہی کو پسند کرتا تھا۔ آپکے دل میں اس وجہ انسانیت کا جذبہ موجود تھا۔ کہ آپ مخالفین کو بھی غلط راستے پر دیکھ کر بیقرار ہو جاتے تھے۔ [illegible] چاہتے تھے۔ کہ وہ کفر کو چھوڑ کر رشد و ہدایت کی برکتوں [illegible] ہو جائے۔ فرمایا ہے۔ کہ ان سب لوگوں کو ہمارے پاس آنا ہے [illegible] بتائیں گے۔ کہ انہوں نے کیا کیا کام کئے نمایاں دنیا میں [illegible] ہم انکے تمام اسرار سے آگاہ ہیں۔ یہ جو دنیا میں تو متمتع ہو لیں گے [illegible] سے بہرہ مند ہو لیں مگر بالآخر انکے لئے عذاب مقدر ہے۔

حاشیہ صفحہ ھٰذا:-

[illegible] اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ توحید فطرت انسانی کے عین [illegible] ہے اور ہر شخص جس کو عقل سلیم سے بہرہ وافر ملا ہے۔ مجبور ہے [illegible] اس سوال کا یہی جواب دے۔ مگر مصیبت یہ ہے کہ اکثریت ایسے [illegible] کی ہے۔ جو دل کی اس سچی آواز کو نہیں سنتے۔ اور جنکو فطرت کے [illegible] سے آگاہی نہیں ہے۔

ف۲ یعنی تمام کائنات کا وہ تنہا مالک ہے۔ کوئی ذات اسکے کاموں میں اس کی شریک نہیں ہے۔ وہ اس لئے تمام انسانوں کی پرستش اور عقائد کا مرکز ہے۔ کہ وہ مالک اور آقا ہے۔ مجبور بیچارے خود اسے کسی چیز کی احتیاج نہیں۔ وہ بے نیاز ہے۔ اور بذاتہٖ لائق حمد و ستائش ہے۔

عجائب فطرت

ف۳ خدا کے عجائب قدرت اور غرائب فطرت کی جو قلمونی و رنگا رنگی کا تذکرہ ہے کہ وہ غیر محدود اور لامتناہی ہیں۔ انسانی عقل ان تک رسائی حاصل نہیں کر سکتی۔ اگر دنیا کے تمام درخت قلم کی صورت اختیار کرلیں۔ اور تمام سمندر روشنائی بن جائیں۔ اور پھر آدم سے لیکر آخری انسان تک نہیں۔ بلکہ ہر ذی روح تک کو حکم دیا جائے۔ کہ اللہ کی صفات اور خوبیوں کو لکھتے چلے جاؤ۔ تو کئی زمانے ختم ہو جائیں گے۔ کئی نسلیں تمام ہو جائیں گی۔ سمندر خشک ہو جائیں گے۔ (باقی صفحہ ۹۸۸ پر)

حل لغات:۔ نضطرھم۔ کشاں کشاں لے جائیں گے۔ یہ اضطرار ہے۔ کہ جس طرح پر لوگ جہنم کی طرف کھنچ کر جا رہے ہیں۔ اللہ کو وہ سب کچھ معلوم ہے۔ اور وہ خوب جانتا ہے کہ یہ کیونکر عذاب شدید کو اپنے لئے پسند کریں گے۔

سبعۃ ابحر۔ کئی سمندر۔ سبع کا عدد تکمیل کیلئے ہوتا ہے۔

وَّاحِدَةٍ ۗ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ○

۲۹۔ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى وَأَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ○

۳۰۔ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ○ ع

۳۱۔ أَلَمْ تَرَ أَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللَّهِ لِيُرِيَكُمْ مِنْ آيَاتِهِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ○

۳۲۔ وَإِذَا غَشِيَهُمْ مَوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللَّهَ

جی کا پیدا کرنا اور جلا اٹھانا، بیشک اللہ سنتا دیکھتا ہے ○

۲۹۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ دن میں رات اور رات میں دن داخل کرتا ہے اور اس نے سورج اور چاند کو مسخر کیا ہے۔ ہر ایک وقت معین تک چلتا ہے اور یہ کہ جو تم کرتے ہو اللہ کو اس کی ساری خبر ہے ○

۳۰۔ یہ اس لئے کہ اللہ جو ہے وہی حق ہے اور جنہیں وہ اس کے سوا پکارتے ہیں باطل ہیں۔ اور اللہ جو ہے وہی سب سے برتر بڑا ہے ○

۳۱۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ سمندر میں جہاز خدا کی نعمت لیکر چلتے ہیں کہ وہ تمہیں کچھ اپنی قدرتیں دکھائے بیشک اس میں ہر ایک صبر کرنیوالے شکر گذار کے لئے نشانیاں ہیں ○

۳۲۔ اور جبکہ ان کو مثل سائبانوں کے موج ڈھانپتی ہے تو وہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۸۷:۔ اور درخت بہت گھس گھسا کر قلم ہو جائیں گے اور ہنوز شمس [illegible] کے جبار رہ جائیں گے جو ضبط تحریر میں نہیں آئے اور جو کچھ لکھا جائیگا اس کی حیثیت محض یہ ہو گی۔ جیسے کوئی پرندہ [illegible] کے کنارے [illegible] کی تمام دنیا [illegible] کے کھیلنے [illegible] اور سمندر اپنی وسعتوں کے ساتھ بدستور سامنے ہے ۔ ہے

دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عمر ۔ ما ہمچناں در اول وصف تو ماندہ ایم

انسانی علم کی بے مائیگی اللہ کے مقابلہ میں کس درجہ واضح ہے غور فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ نے کتنے خوبصورت انداز میں اپنی لاتعداد قدرتوں کا اظہار فرمایا ہے۔ ہمارے سدیوں کے تجربہ [illegible] کو نہیں۔ کیا ہم حقیقت کے کچھ بھی قریب پہنچ سکے ہیں؟ کیا اس وقت بھی ہم جہالت کے اسی نقطے پر نہیں ہیں جہاں آج سے ہزاروں برس پہلے تھے۔ فرق صرف یہ ہے کہ اب یہ جہالت پہلے سے کہیں وسیع اور پہلے سے زیادہ تحیر زا ہو گئی ہے۔

سمندر بہت بڑی نعمت ہے

ف۱ سمندر پہلے صرف پانی کا ایک اتھاہ ذخیرہ تھا لیکن بعد اس میں کشتیاں چلنے لگیں اور تجارت کے غیر معلوم دروازے کھلے۔ اور پھر اس کو اقتصادی [illegible] میں بہت بڑی اہمیت حاصل ہو گئی چنانچہ آج جس کے پاس بحری قوت زیادہ ہے۔ وہ سب سے زیادہ خوشحال ہے۔ اور سب سے زیادہ مضبوط [illegible] قرآن حکیم نے آج سے چودہ سو سال پیشتر سمندر کی سیاسی اور اقتصادی اہمیت کو ان الفاظ میں ذکر کیا ہے کہ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّکُلِّ صَبَّارٍ شَکُوْرٍ [illegible] کہ سمندر کے فوائد وہی لوگ پہچان سکیں گے جو مصائب کو برداشت [illegible] کی موجوں اور تلاطم انگیزی سے مستعد ہوں [illegible] کی ہمت رکھتے ہوں۔ [illegible]

حل لغات:۔ سَخَّرَ الشَّمْسَ۔ انسان کے علوئے مرتبہ کی طرف [illegible] ہے کہ سورج ایسی چیز بھی انسانی مفاد کے لئے ہے۔

كَالظُّلَلِ۔ ظُلَّة کی جمع ہے۔ یعنی سائبان ۔

مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۗ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ○

۳۳۔ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۡ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۪ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ○

۳۴۔ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ۭ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۭ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

۔۔۔اللہ کو خالص اسی کی عبادت کرتے ہوئے پکارتے ہیں۔ پھر جب وہ انہیں نجات دیکر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو کوئی انہیں بیچ کی چال پر ہوتا ہے اور ہماری آیتوں کا انکار صرف قول کے جھوٹے نا شکرے کرتے ہیں ○

۳۳۔ لوگو اپنے رب سے ڈرو اور اس دن سے ڈرو کہ نہ کوئی باپ اپنے بیٹے کے کچھ کام آئیگا اور نہ کوئی بیٹا اپنے باپ کے کچھ کام آئیگا۔ بیشک اللہ کا وعدہ حق ہے سو تمہیں دنیا کی زندگی فریب نہ دے اور خدا (کے نام) سے تمہیں وہ دغاباز (بھی) دھوکا نہ دے ○

۳۴۔ بے شک اللہ ہی ہے جس کو قیامت کا علم ہے اور وہی مینہ برساتا ہے اور جو ماں کے پیٹ میں ہے وہ جانتا ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کرے گا اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مرے گا۔ بے شک اللہ ہی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۸۸ :- کی گہرائیوں اور وسعتوں ... جائیں۔ جو اُسکے سینے پر کشتیاں کھینا اور جہاز چلانا جانتے ہوں ... ہوں۔ یعنی جنہیں معلوم ہو کہ سمندر کن بے شمار فوائد کا حامل ہے ... اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے استفادہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ ... مسلمان جب زندہ تھے۔ اس وقت ان کے بحری بیڑے دور دراز ... سمندروں میں رواں دواں تھے۔ اور وہ قرآن کی اس آیت کو خوب ... سمجھتے تھے۔ آج وہ محروم ہیں۔ اس لئے سمندر کی تمام برکات سے ... محروم ہیں۔ اب مسلمان صرف حقیر قسم کا قزاق ہے بچھڑا ہے! اور حال جبکہ ہے ... کہ جب سے مسلمان نے قرآن کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ غلامی کے ذلیل ... عذاب میں گرفتار ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

ف۱ قرآن حکیم میں یہ خوبی ہے کہ وہ نہایت خوش اسلوبی سے ایک مضمون سے دوسرے مضمون کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ اس آیت میں سمندر کی ... کیفیت کی طرف اشارہ ہے کہ جب توحید کے یہ منکرین سمندر کا سفر کرتے ہیں۔ اور جب طوفان انکو گھیر لیتا ہے۔ اور موجیں سائبانوں کی طرح ان پر چھا جاتی ہیں۔ تو یہ مارے ڈر کے صرف ایک خدا کو جانتے لگتے ہیں۔ اور اس وقت اپنے تمام معبودوں باطل کو بھی بھول جاتے ہیں۔ پھر جب انکو نجات دیکر خشکی پر پہنچا دیا جاتا ہے۔ تو کچھ لوگوں کے سوا اکثر پھر شرک اور انکار کی لعنتوں میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ یعنی صرف مصیبت کے وقت یہ لوگ فطرت کی آواز کو سننے کی کوشش کرتے ہیں۔ جہاں آسودگی اور تنعم کا دور شروع ہوا۔ اور یہ پھر بھول گئے۔

ف۲ یعنی ہر شخص کو چاہیئے کہ وہ اپنی ذاتی ذمہ داری کو محسوس کرے۔ کیونکہ مکافاتِ عمل کے دن کوئی شخص کسی کی مصیبتوں کو برداشت نہیں کریگا۔ نہ کوئی باپ اپنی اولاد کو گرفت سے بچا سکیگا اور نہ اولاد اپنے باپ کے کام آسکیں گی۔ ہر شخص براہ راست خود اپنے اعمال کیلئے ملا کے سامنے جوابدہ ہوگا۔

ف۳ اسلام کہانت اور غیب گوئی کو ختم کرنے کیلئے آیا ہے۔ جسکے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص کہانت سے غیب کی باتوں کو نہیں جان سکتا۔ کسی شخص میں یہ قوت نہیں ہے کہ وہ اپنے اختیار سے جب چاہے سب کچھ معلوم کرلے۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ قیامت کا سہیم علم صرف خدا تعالیٰ کو ہے۔ وہی جانتا ہے کہ کب بارش ہوگی اسی کو علم ہے کہ رحم مادر میں کیا مستتر ہے۔ وہی جانتا ہے کہ کل کیا ہونے والا ہے اور کون شخص کہاں مریگا۔ ان خصوصیت کے ساتھ انہی چیزوں کو جاننے کا بیان فرمایا ہے کیونکہ عرب کے کاہن عموماً انہی چیزوں کے متعلق پیشینگوئیاں کرتے تھے! اور ان کو دعویٰ تھا کہ ہم اپنی روحانیت کی ڈھاک بٹھاتے تھے۔

عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۝

آیاتہا ۳۰	(۳۲) سُورَةُ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ (۷۵)	رکوعاتہا ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ۝

۱۔ الٓمّٓ ۝

۲۔ تَنْزِيلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِينَ ۝

۳۔ اَمْ يَقُولُونَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ۝

۴۔ اَللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۖ مَا لَكُمْ مِّنْ دُونِهِ مِنْ وَّلِيٍّ

جاننے والا خبردار ہے ۝

(۳۲) سُورہ سجدہ

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

۱۔ آلٓمّٓ ۝

۲۔ کتاب کا اُتارنا اس میں شک نہیں کہ جہان کے رب کی طرف سے ہے ۝

۳۔ کیا وہ کہتے ہیں کہ اسکو وہ باندھ لایا۔ کوئی نہیں بلکہ وہ ٹھیک تیرے رب کی طرف سے حق ہے تاکہ تو اس قوم (عرب) کو ڈرائے جن کے پاس تجھ سے پہلے کوئی ڈرانیوالا نہیں آیا۔ شاید وہ راہ پائیں ف۱ ۝

۴۔ اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین اور اُن چیزوں کو جو اُنکے درمیان ہیں چھ دن میں پیدا کیا پھر تخت پر قرار پکڑا۔ اسکے سوا تمہارے لئے کوئی دوست اور سفارشی نہیں ہے ف۲ ۔ کیا

ف۱ سورۂ لقمٰن میں زیادہ تر توحید کے مسائل کو بیان فرمایا تھا۔ سورۂ سجدہ کا آغاز رسالت سے کیا ہے۔ ارشاد ہے۔ کہ یہ کتاب اللہ کی طرف سے ہے غیر مشکوک ہے۔ اس میں وہ تنزیل ہے جو یہ بتلاتا ہے۔ کہ اس کو بھیجنے والا تمام کائنات انسانی کا رب ہے۔ اس میں ہر ذوق اور ہر قابلیت کے انسان کو مخاطب کیا گیا ہے۔ اس میں ہر ملک اور ہر قوم کے لئے برابر برکات اور سعادتیں ہیں۔ یہ ہر زمانے میں لوگوں کی راہ نمائی کرتی ہے۔ اس لئے اس کے متعلق یہ ظن کہ شاید یہ حضورؐ کا افترا ہو محض سوءظن ہے۔ یہ حق و صداقت ہے۔ واقعات اور فطرت کے مطابق ہے۔ اور عقل و دانش کے قرین ہے۔

مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيرٍ سے مراد یہ نہیں ہے کہ قریش سرے سے کسی پیغام سے آشنا نہیں تھے۔ اور پہلی دفعہ انہوں نے سچائی کی آواز کو سنا۔ بلکہ مقصد یہ ہے کہ ان کی گمراہی کے بعد یہ موقع ہے۔ کہ انہیں رشد و ہدایت سے نوازا گیا ہے۔ اور ان میں حضورؐ کو تبلیغ و اشاعت کے لئے بھیجا ہے۔

مسئلہ استواء

ف۲ ایام سے مراد بارہ گھنٹے کے دن نہیں ہیں۔ بلکہ طویل مدتیں اور فرصتیں مقصود ہیں۔ جن میں کئی قرنوں اور صدیوں کی سمائی ہو سکتی ہے۔ غرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو ایک دم پیدا نہیں کیا۔ بلکہ تدریجاً پیدا کیا ہے۔ جس میں کئی قرن صرف ہوئے ہیں۔ اور اس ساری مدت کو چھ حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

استواء علی العرش کے مسئلہ کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ پہلے اس حقیقت کو ذہن نشین کر لیا جائے۔ کہ خدا کی تنزیہہ ہر لحاظ سے مقدم ہے۔ اور اصل عقیدہ ہے سلف سے لے کر خلف تک سب کا ایمان ہے۔ کہ ہمارا خدا زمان و مکان کی قیود سے بے نیاز ہے۔

(باقی صفحہ ۹۹۱ پر)

وَّلَا شَفِيْعٍ ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ○

۵۔ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ○

۶۔ ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ○

۷۔ الَّذِيْۤ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ○

۸۔ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ○

۹۔ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ

کیا تم نصیحت پذیر نہیں ہوتے ؟ ○

۵۔ آسمان سے زمین تک کام کا انتظام[ف] کرتا ہے پھر وہ کام ایک دن میں جسکی مقدار تمہارے حساب سے ہزار برس کی ہے اس کی طرف چڑھتا ہے ○

۶۔ چھپے اور کھلے کا جاننے والا غالب مہربان ○

۷۔ جس نے جو شے[ف] بنائی خوب بنائی اور انسان کی پیدائش ایک گارے سے شروع کی ○

۸۔ پھر اسکی نسل بے قدر پانی (نطفہ) کے خلاصہ سے بنائی ○

۹۔ پھر اُسے درست کیا اور اس میں اپنی رُوح پھونکی،

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۹۰:۔

اس کا تعلق کائنات سے قومیت کا ہے۔ احتیاج کا نہیں ہے۔ اس کے بعد اب ظاہر ہے۔ کہ استواء کے وہ معنے ہونگے۔ جو کسی طرح بھی اسکی شانِ صمدیت اور ذاتِ احدیت پر اثر انداز نہ ہوں اور وہ یہ ہیں۔ کہ عرش حکومت پر استواء سے مراد تدبیراتِ کونی کو اپنے احاطہ اختیار میں لینا ہے۔ اور آسمان سے اُن امور کو ساری دنیا میں بلکہ تمام عوالم میں نافذ کرتا ہے۔

حاشیہ صفحہ ہذا:۔ ف اللہ تعالیٰ بطور تفسیر کے فرماتا ہے يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ۔ یعنی وہی آسمانِ بلند سے زمین تک اپنے اوامر کو بھیجتا ہے۔ جس طرح کہ انسان کا دل یا دماغ یا حس شاعرہ ان کے ارادہ و امر کا مرکز یا بڑا دفتر ہے۔ کہ یہیں سے تمام اعضاء و جوارح کا احساس ہو جاتا ہے۔ حالانکہ خود اُس کا تعلق اس مرکز سے صرف اتنا ہے۔ کہ وہ اس کا ایک حصہ ہے۔ اسی طرح کائنات میں عرش کو مثل دل کے مقام حاصل ہے۔ کہ تمام تدبیریں اسی بڑے دفتر سے نافذ ہوتی ہیں۔ فرق یہ ہے۔ کہ یہ دل کائنات کا حصہ ہے۔ خدا کا حصہ نہیں ہے۔ خدا تو اس سارے نظام کو پیدا کرنے والا ہے۔ یہ مثال ناقص ہے۔ اور مسئلہ استواء کو سمجھانے کیلئے کوئی مثال بھی ایسی نہیں ملتی جو ناقص نہ ہو۔ مگر اس مسئلہ پر اس مثال سے ایک گونہ ضرور روشنی پڑتی ہے۔

حلِ لغات:۔ مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ۔ مقصد یہ ہے کہ اعمال و اوامر کو وہ بمقتضائے حکمت ایک دن میں اپنے حضور تک پہنچا دیتا ہے۔ حالانکہ تمہارے اندازے کے مطابق ان کو ایک ہزار سال میں کہیں پہنچنا چاہیئے۔

عٰلِمُ الْغَيْبِ۔ یعنی جو باتیں تم سے اوجھل ہیں۔ وہ ان کو بھی جانتا ہے۔

رُوْحِهٖ۔ اضافت محض تشریف و تفضّل کے لئے ہے۔

وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ○

اور تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل پیدا کئے تم تھوڑا شکر کرتے ہو ○

۱۰- وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ڛ بَلْ هُمْ بِلِقَاۗئِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ○

۱۰- اور کہتے ہیں کہ جب ہم مٹی میں رَل جائینگے تو کیا ہم نئی پیدائش میں ہوں گے؟ بلکہ وہ اپنے رب کی ملاقات کے منکر ہیں ○

۱۱- قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ○

۱۱- تو کہہ موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے تمہیں قبض کریگا پھر تم اپنے پھر جاؤ گے ○

۱۲- وَلَوْ تَرٰٓي اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ○

۱۲- اور کاش تو دیکھے۔ جب مجرم اپنے رب کے سامنے اپنے سر نیچے کئے ہونگے اے ہمارے رب ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا اب ہمیں دنیا میں، پھر بھیج کہ ہم نیکی کریں۔ اب ہمیں یقین آگیا ○

۱۳- وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا

۱۳- اور اگر ہم چاہتے تو ہر جی کو اُس کی راہ ہدایت کرتے

مَلَکُ الموت

مکہ والوں کو دو عقیدوں سے بہت زیادہ اختلاف تھا۔ ایک تو یہ کہ خدا ایک ہے۔ اور سب انسانوں کو اس ایک خدا کے سامنے جھکنا چاہیئے۔ دوسرا یہ کہ مرنے کے بعد ہر شخص پھر زندہ ہوگا۔ اور اللہ کے حضور میں پیش کیا جائیگا۔ چنانچہ قرآن حکیم کہتا ہے۔ بَلْ هُمْ بِلِقَاۗئِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ۔ کہ یہ لوگ پروردگار کے سامنے جانے سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔ کہ یہ ناممکن ہے۔ اس آیت میں انکی اس غلطفہمی کو دُور فرمایا ہے۔ وہ کہا ہے۔ فرشتۂ موت وقت مقررہ پر ضرور تمہاری روحوں کو قبض کریگا۔ مگر پھر تم رب ذوالجلال کی طرف ضرور، لوٹو گے اور اپنے اعمال کے متعلق جواب دو گے۔ یہ یاد ہے کہ موت کے ظاہری اسباب مثلاً بیماری وغیرہ ہیں۔ وہاں فوق الادراک اسباب بھی ہیں جنکو ہم محسوس نہیں کر سکتے اور وہ مخفی اسباب یا فعل شعور سے بالا ہیں۔ باطنی اسباب کا ذکر اور ملائکہ موت کا تصرف ہے۔ یہی وجہ ہے بعض دفعہ وہ مریض جو مہلک ترین مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور اس کے جانبر ہونے کی بظاہر کوئی توقع نہیں ہوتی۔ وہ یکایک صحتیاب اور تندرست ہو جاتا ہے۔ کیونکہ خدا کا ارادہ یہ نہ تھا کہ وہ مرے۔ اور بعض دفعہ وہ شخص جس کی رگوں میں شباب وصحت کا خون دوڑ رہا ہوتا ہے۔ جو تنومند ہوتا ہے۔ اور ڈاکٹر جس کی صحت کی کامل تصدیق کرتا ہے۔ وہ فوراً حرکت قلب بند ہو جانے سے مرجاتا ہے کیوں؟ اس لئے کہ گو صحت وتوانائی کے اسباب موجود ہیں مگر اللہ کا ارادہ ان اسباب کا ساتھ نہیں دیتا ہے۔ لہٰذا وہ مرجاتا ہے اسوقت یورپ کے ادبیں حکما اس کوشش میں ہیں کہ جس طرح باد وبرق کو انہوں نے مسخر کر لیا ہے۔ اسی طرح نفس موت وحیات پر بھی اقتدار حاصل کرلیں مگر مصیبت یہ ہے کہ ابھی تک وہ یہ بھی نہیں جان پائے۔ کہ زندگی بذات خود چیز کیا ہے؟ اور شاید یہ کبھی بھی معلوم نہ کر سکیں گے۔ اس لئے انکی کوشش کا بار آور ہونا قطعی محال ہے۔ اور اب تو مادیت کا طلسم ٹوٹ رہا ہے۔ اور علم الحیات کے ماہرین اس طرف جھک رہے ہیں کہ زندگی کوئی بسیط جوہر ہے جسم کی ساخت یا اسباب طبعی کے ساتھ اس کا بہت زیادہ تعلق نہیں ہے۔ اس لحاظ سے وہ قرآن کے پیش کردہ نقطۂ نگاہ کے قریب آ رہے ہیں ○

حل لغات:- يَتَوَفّٰكُمْ۔ قبض روح ○

وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ○

لیکن میرا قول پورا ہوا کہ میں ضرور دوزخ کو سب (نافرمان) جنوں اور آدمیوں سے بھروں گا ف۱ ○

۱۴۔ فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

۱۴۔ پس تم مزہ چکھو اس لئے کہ تم اپنے اس دن کی ملاقات کو بھول گئے تھے ہم نے بھی تمہیں بھلا دیا اور جو تم کرتے تھے اسکے بدلے میں ہمیشہ کا عذاب چکھو ○

۱۵۔ اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ○ السجدة

۱۵۔ ہماری آیتوں پر صرف وہی ایمان لاتے ہیں کہ جب انہیں ہماری آیتوں سے نصیحت کیجاتی ہے تو وہ فوراً سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اسکی پاکی بیان کرتے ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے ف۲

۱۶۔ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۡ وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ○

۱۶۔ انکی کروٹیں بچھونوں سے الگ رہتی ہیں خوف اور طمع سے اپنے رب کو بلاتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں ○

۱۷۔ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ

۱۷۔ پس کوئی شخص نہیں جانتا کہ انکے اعمال کے بدلے میں ان ف۳ کے لئے

ف۱ جب یہ مجرم سر جھکائے ہوئے اللہ کے حضور میں پیش ہونگے اس وقت انہیں احساس ہوگا کہ ہم نے خدا کی نافرمانی کرکے بہت بڑے ظلم کا ارتکاب کیا۔ اس لئے وہ خواہش کریں گے کہ خدایا ہمیں ایک بار اور دنیا میں جانے کا موقع دیا جائے۔ پھر دیکھئے کہ کس طرح ہم تیرے نیک اور پاکباز بندے بن جاتے ہیں۔ جواب ملیگا۔ کہ کائنات کا نظام پہلے سے مقدر اور متعین ہے۔ اس میں کوئی ترمیم اور تنسیخ نہیں ہوسکتی اگر منظور ہوتا کہ کوئی شخص گمراہ نہ ہو۔ تو ہم سب کو دنیا ہی میں ہدایت سے بہرہ ور کر دیتے۔ مگر ایسا نہیں ہے۔ اس دنیا کی زینت اختلاف اور تحول سے ہے۔ جب میں نے کہہ دیا تھا۔ کہ جو شخص شیطان کی پیروی کرے گا۔ وہ ضرور جہنم میں جائے گا۔ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ تو اس قول کو پورا ہونا چاہیئے۔ اور بمقتضائے انصاف تم لوگوں کو جہنم میں جانا چاہیئے۔ جاؤ۔ اور جہنم کا عذاب چکھو۔ تم نے دنیا میں ہمیں بھلا رکھا تھا۔ آج ہم تم سے اسی طرح کا معاملہ کریں گے۔ کہ گویا ہم تم کو بھول گئے ہیں •

ف۲ ان آیتوں میں صحابہ کرام کے مرتبہ ایمان کا ذکر ہے۔ کہ کیونکر وہ خدا کے کلام کو سن کر کس طرح ان پر رقت طاری ہوجاتی ہے۔ کہ ان کی اس محبت کا تذکرہ ہے جو ان کو خدا کے ساتھ ہے۔ کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر مولا کی یاد میں مصروف ہوجاتے ہیں۔ ان کے پہلو خواب گاہوں سے جدا رہتے ہیں۔ خدا سے ڈرتے ہیں۔ اور اس کی رحمتوں کے امیدوار رہتے ہیں۔ اور جو کچھ خدا نے انہیں دے رکھا ہے۔ اسے اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں •

ف۳ یعنی جنت کی جن مسرتوں کا ذکر قرآن میں کیا گیا ہے۔ وہ ان نامعلوم راحتوں اور روحانی آسائشوں کے مقابلہ میں کوئی حقیقت ہی نہیں رکھتیں۔ جن کا ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ اور جن کا اس دنیا میں سمجھنا ممکن ہی نہیں۔ مختصر یوں سمجھئے۔ کہ وہاں روح کی بالیدگی کا پورا پورا سامان ہوگا۔ جس کو پاکر دل اور آنکھیں اطمینان اور تسکین محسوس کریں گی •

حل لغات

تَتَجَافٰى ۔ جدا رہتے ہیں •
جُنُوْبُهُمْ ۔ جَنْبٌ کی جمع ہے۔ پہلو •

قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

آنکھوں کی ٹھنڈک سے پوشیدہ رکھا گیا ہے ○

۱۸- اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوٗنَ ○

۱۸- بھلا جو شخص مومن ہے کیا اُس کی برابر ہو جائیگا جو فاسق ہے ہرگز برابر نہیں ہو سکتے ○

۱۹- اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى نُزُلًاۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

۱۹- سو وہ جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کئے ان کے اعمال کے بدلے مہمانی میں رہنے کے باغ ملیں گے ○

۲۰- وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۚ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ○

۲۰- اور جو فاسق ہیں اُن کا ٹھکانا آگ ہے۔ جب وہاں سے نکلنے کا ارادہ کریں گے۔ پھر اُسی میں لوٹائے جائینگے اور اُن سے کہا جائے گا کہ آگ کا عذاب چکھو، جسے تم جھٹلاتے تھے ○

۲۱- وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ○

۲۱- اور بڑے عذاب سے ہم ضرور انہیں تھوڑا عذاب بھی چکھائیں گے شاید وہ پھریں ○

ایمان کی مخالفت فسق و فجور ہے

(۱) مومن کے مقابلہ میں فاسق کو رکھا ہے۔ اور فرمایا ہے۔ کہ مومن اور فاسق درجہ میں برابر نہیں ہیں۔ اس لئے کہ قرآن اس حقیقت کو پیش کرنا چاہتا ہے۔ کہ دنیا میں اگر نیکی اور تقویٰ کی روح پھیل سکتی ہے۔ تو صرف ایمان سے۔ یہ تسلیم کر لینے سے کہ اس کائنات کو پیدا کرنے والا ایک احکم الحاکمین خدا ہے۔ اور موت کے بعد حساب سے تعلق ہوگا۔ اور ظالم سے ظالموں کی نسبت بازپرس کی جائے گی۔ اور محمد اللہ کے آخری رسول ہیں۔ اور ان کا پیغام آخری پیغام ہے اگر ان حقائق کو تسلیم نہ کیا جائے۔ تو انسانوں میں کبھی نیکی کی ذمہ داری کا احساس پیدا نہیں ہو سکتا۔ اور کبھی وہ صحیح معنوں میں اپنے دل میں تقویٰ اور پاکبازی کے جذبات بلند کو نہیں پا سکتا۔ وہ برتری سائنس کو ارتقاء بخشے۔ مادیت کو فروغ دے۔ مگر یہ ناممکن ہے۔ کہ اس نظام سے اخلاق حسنہ کی تعمیر ہو سکے۔ روحانی ترقی کے منازل طے کر سکے۔ باطن صاف ستھرا اور پاکیزہ ہو سکے۔ کیونکہ اخلاق کے ارتقاء اور روحانیت کی بلندی کے لئے جن عناصر کی ضرورت ہے۔ وہ وہ برتری میں قطعی مفقود ہیں۔ آج یورپ میں کیا کچھ نہیں ہے۔ قوت ہے۔ علم و حکمت ہے۔ دولت ہے۔ اور ہر قسم کی آسودگی مہیا ہے۔ جو مادی دنیا میں متصور ہو سکتی ہے مگر اس سائنس شعور ترقی اور غوغائے ارتقاء میں کہیں ذرہ بھر اخلاق کا پتہ نہیں چلتا۔ وہ اخلاق نہیں جسے اپنی کیفیت و نوعیت میں رسمیہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ظاہری نشست و برخاست کے قاعدے اور قوانین نہیں۔ بلکہ وہ پاکیزگی۔ تقویٰ۔ اللہ کا ڈر۔ عفاف صداقت شعاری اور ایسی چیزیں جن کی طرف ایمان بالخصوص توجہ دیتا ہے۔ آپ دیکھیں گے۔ کہ اس برق و ہوا کی دنیا میں ان چیزوں کا کہیں شائبہ تک نہیں۔

(باقی صفحہ ۹۹۵ پر)

حل لغات

نُزُلًا۔ مہمانی۔ جنت کی نعمتوں کو ضیافت کے ساتھ اس لئے تعبیر کیا ہے۔ کہ مہمان کی خاطر داری زیادہ کی جاتی ہے۔ گویا اہل جنت تکلفات و آسودگی کے لحاظ سے یوں رہیں گے جس طرح مہمان ○

ذُوْقُوا الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ۔ ذوق کے معنے چکھنے کے بھی ہوتے ہیں اور لینے کے بھی۔ یہاں دونوں معنے مراد ہیں۔

۲۲۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ؕ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ○

۲۲۔ اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے کہ اس کو اس کے رب کی آیتوں سے نصیحت کی گئی۔ پھر ان سے منہ موڑا۔ ہمیں ان مجرموں سے ضرور بدلا لینا ہے ○

۲۳۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ○

۲۳۔ اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی۔ پس تو بھی اس (قرآن) کے ملنے سے شک میں نہ رہ۔ اور ہم نے موسیٰ کی کتاب کو بنی اسرائیل کے لئے ہدایت ٹھہرایا تھا ○

۲۴۔ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ۣؕ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ○

۲۴۔ اور جب ہم نے بنی اسرائیل میں سردار کئے تھے کہ ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے جب وہ ثابت قدم رہے تھے اور ہماری نشانیوں پر یقین رکھتے تھے ○

۲۵۔ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ○

۲۵۔ تیرا رب جو ہے وہی ان میں قیامت کے دن ان کی اختلافی باتوں کے درمیان فیصلہ کرے گا ○

۲۶۔ اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ

۲۶۔ کیا انہیں اس سے ہدایت نہ ہوئی کہ ہم نے کتنی امتیں سے پہلے ہلاک کی ہیں۔ جو اپنے گھروں میں چلتے پھرتے تھے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۹۴۔

کیونکہ یہ لوگ ایمان کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ اور ان میں عادت فسق و فجور کا ارتکاب لازم ہے۔ ایمان سے دوری اور بعد کا منطقی نتیجہ عصیاں و بدکرداری ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس طرح یہ لوگ اعمال کے لحاظ سے برابر نہیں ہو سکتے۔ جو لوگ ایمان کی نعمت سے بہرہ ور ہیں۔ جن کے دل روشن ہیں۔ اور خدا کی نظر میں نیک اور پارسا ہیں۔ وہ جنت میں بہائی کے لطف اٹھائیں گے۔ اور حسین اعمال کی حسین ترین جزا کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے۔ اور جو فاسق ہیں۔ جن کے دل کفر کی وجہ سے تاریک ہیں جو صداقت سے محروم ہیں۔ ان کا ٹھکانا آگ ہے۔ وہ گھبرا کر اس سے نکلنے کی کوشش کریں گے مگر کامیاب نہ ہوں گے۔ ان سے کہا جائے گا۔ کہ جس دوزخ کے عذاب کو تم جھوٹ سمجھتے تھے۔ اس کے مزے چکھو۔ اور مزید براں تمہیں دنیا میں بھی فسق و فجور کی سزا مل کر رہے گی۔ اور اس بڑے عذاب سے پہلے پہلے تم اس قریب کے عذاب کو بھی دیکھ لو گے۔ فطرت کی گرفت سے بچنا محال ہے۔ اس دنیا میں خوب سمجھ سوچ لو۔ اور عارضی لذات کے لئے ہمیشہ ہمیشہ کے عذاب کو اختیار نہ کرو۔

حل لغت

مُنْتَقِمُوْنَ۔ انتقام کے معنے عربی میں سزا دینے کے ہیں۔ انتقام کے لئے نہیں۔ کیونکہ اللہ کی ذات کو گناہوں سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا کہ وہ اس نقصان اور خسارے کا بدلہ لے البتہ یہ گناہ خود انسانوں کو ضرور نقصان پہنچاتے ہیں اور انکو انکی پاداش میں وہ سزا دیتا ہے۔

ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ ؕ اَفَلَا یَسْمَعُوْنَ ۝

بیشک اس میں نشانیاں ہیں کیا وہ سنتے نہیں؟ ۝

۲۷۔ اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ ؕ اَفَلَا یُبْصِرُوْنَ ۝

۲۷۔ کیا اور انہوں نے نہیں دیکھا؟ کہ ہم بنجر زمین کی طرف پانی رواں کرتے ہیں پھر اس سے کھیتی نکالتے ہیں کہ اس میں سے وہ اور ان کے چوپائے کھاتے ہیں۔ پھر کیا وہ دیکھتے نہیں؟ ف۱ ۝

۲۸۔ وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝

۲۸۔ اور کہتے ہیں کہ یہ فتح کب ہوگی ۔۔۔ اگر تم سچے ہو؟ ۝

۲۹۔ قُلْ یَوْمَ الْفَتْحِ لَا یَنْفَعُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِیْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ ۝

۲۹۔ تو کہہ فتح کے دن کافروں کو ان کا ایمان نفع نہ دیگا اور نہ انہیں مہلت ملے گی ۝

۳۰۔ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ۝

۳۰۔ سو تو ان سے منہ موڑ اور منتظر رہ وہ بھی منتظر ہیں ۝

آیاتھا ۷۳	(۳۳) سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ مَدَنِیَّةٌ (۹۰)	رکوعاتھا ۹

(۳۳) سورۂ احزاب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ف۱

ف۱ قرآن حکیم بار بار لوگوں کو اس جانب متوجہ کرتا ہے۔ کہ وہ مظاہر فطرت کو بدقت نظر دیکھیں۔ اور غور کریں۔ کہ ان میں کتنی حکمتیں پوشیدہ اور مستتر ہیں۔ یہ معلوم کرنے کی کوشش کریں۔ کہ آخر اس کارگاہ حیات کو پیدا کرنے کا مقصد کیا ہے؟ فطرت کی کتاب بہت وسیع اور ضخیم ہے۔ اس کا ایک ایک صفحہ صداقت اور حکمت کے صدہا دفتر اپنے اندر پنہاں رکھتا ہے۔ اور قرآن اس لئے اس کے مطالعے کو اہمیت دیتا ہے کہ ہر شخص آزادی کے ساتھ فیصلہ کر سکے۔ کہ ان دونوں صحیفوں میں کس درجہ تطابق ہے۔ کتاب فطرت، اور الہام خاطر میں یعنی اس کتاب میں جو کائنات کے ذرہ ذرہ پر لکھی ہوئی ہے۔ اور اس کتاب میں جو لاکھوں سینوں میں محفوظ ہے۔ کیا فرق ہے۔

فرماتا ہے۔ کہ دیکھو ہم کیونکر خشک اور بے آب وگیاہ زمین کو پانی کی برکات سے سرسبز اور شاداب کر دیتے ہیں۔ اور اس طرح حیوانوں اور انسانوں کے لئے چارہ اور غذا کا سامان مہیا کرتے ہیں۔ کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ دلوں کی دنیا جب خشک ہو جائے۔ اس میں ایمان و یقین کے پھول نہ کھلیں۔ تو اس وقت آپ رحمت کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیا اب بھی تمہیں حضور کی نبوت سے انکار ہے؟ کیا تمہاری یہ رائے ہے۔ کہ ایسی تعلیمات کی تمکو ضرورت نہیں ہے۔ جو تمہارے دلوں کو شگفتہ و شاداب بنادے۔ پھر اسی مظہر فطرت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ حشر اجساد کا عقیدہ عقلاً محال نہیں ہے۔ جب مردہ اور خشک زمین لہلہا اٹھتی ہے۔ اور پانی اس میں زندگی پیدا کرسکتا ہے۔ تو پھر تم لوگ مرنے کے بعد کیوں زندہ نہیں ہو سکو گے؟ اس میں کیا استبعاد ہے؟ پھر اسی مثال سے یہ بھی واضح ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کو انسان کے فائدہ کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور ہر وقت وہ اُن کی ضروریات کا خیال رکھتا ہے۔ وہ ان کے کھیتوں اور باغوں کے لئے زندگی کا سامان مہیا کرتا ہے۔ ان کے چوپایوں کے لئے چارہ پیدا کرتا ہے۔ اور انکی توقعات کے خلاف غیر آباد، قطعات الارض کو شاداب ترین زمین بنا دیتا ہے۔

(باقی صفحہ ۹۹۷ پر)

حل لغات

اَلْجُرُزُ۔ بے آب و گیاہ زمین ٭

اَلْفَتْحُ۔ فیصلہ ٭

۱۔ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝

۲۔ وَّاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝

۳۔ وَّتَوَكَّلْ عَلَي اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝

۴۔ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ اڿ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَاۗءَكُمْ اَبْنَاۗءَكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ ۝

۱۔ اے نبی اللہ سے ڈر اور کافروں اور منافقوں کا کہا نہ مان۔ بیشک اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ۝

۲۔ اور جو تجھے تیرے رب کی طرف سے وحی کیا جاتا ہے اسی کی پیروی کر۔ بیشک اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے ۝

۳۔ اور اللہ پر توکل (بھروسہ) رکھ اور اللہ کام بنانے والا کافی ہے ۝

۴۔ اللہ نے کسی آدمی کے پیٹ میں دو دل پیدا نہیں کئے اور نہ ہی تمہاری بیویوں کو جنہیں ماں کہہ بیٹھتے ہو تمہاری (حقیقی) ماں بنایا اور نہ تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارا بیٹا ٹھہرایا۔ یہ تو تمہارے منہ کی باتیں ہیں، اور اللہ سچ کہتا ہے، اور وہی راہ دکھلاتا ہے ۝

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۹۶ :-

تو اس کی مہربانی اور فضل و عنایت کا کوئی مقصد نہیں؟ کیا یونہی بلا کسی غرض و غایت کے انسان کے لئے اتنی نعمتیں پیدا کی گئی ہیں؟ یہ سب باتیں سوچنے اور سمجھنے کی ہیں۔ اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ ؟

(حاشیہ صفحہ ھذا)

فلا کہنے والے جو لوگ قیامت کے منکر تھے۔ اس لئے وہ ازراہ طنز حضورؐ سے پوچھتے تھے۔ کہ قیامت کب آئیگی فیصلہ کا دن کس وقت آئے گا؟ قرآن کہتا ہے کہ وہ جب بھی آئے گا۔ آئے گا۔ مگر تم یاد رکھو۔ کہ اس وقت کا ایمان سود مند نہ ہوگا۔ اور نہ اس وقت تمہیں پھر دوبارہ مہلت دی جائیگی۔ کہ دنیا میں جاؤ۔ اور اپنے اعمال سنوار لو۔ وہ مکافات کا دن ہے اس وقت اعمال منقطع ہو جائیں گے ۔

سورۂ احزاب

ف اس سورۃ میں معاشرت انسانی کے جہات کی مسائل سے بحث ہے۔ اور منافقین کی دوں ہمتی اور بزدلی کو واضح کیا گیا ہے۔ کہ کیونکر یہ لوگ جہاد سے جان چراتے تھے! اور یہ بتایا گیا ہے۔ کہ امہات المومنین کا دوسری عورتوں میں کیا درجہ ہے۔ اور حضورؐ کے ازدواجی حقوق کیا ہیں؟ فرمایا ہے۔ کہ صرف اللہ کی خشیت دلوں میں ہونی چاہیئے۔ آپ کسی معاملہ میں یہ نہ دیکھیں کہ کفار اور منافقین کے جذبات کیا ہیں؟ آپ صرف یہ دیکھیئے۔ کہ اللہ کے ارشادات آپکو کس طرف لے جاتے ہیں۔ اور اسی پر بھروسہ کیجئے اور اپنے تمام کاموں میں اسی کو کارساز اور چارہ ساز سمجھئے۔

حل لغات :- اِتَّقِ اللّٰهَ ۔ تقوی سے ہے غرض یہ ہے۔ کہ زید کے معاملہ میں آپ عام لوگوں کی رسم و رواج کو نہ دیکھیں۔ اور نہ اس پر غور کریں۔ کہ لوگ کیا کہیں گے۔ کیونکہ آپ کا منصب رشد و ہدایت اور قیادت و رہنمائی کا منصب ہے۔ آپ اسلئے مبعوث نہیں ہوئے۔ کہ لوگوں کے پیچھے پیچھے چلیں۔ دونوں قسم کے خیالات کی پیروی کریں۔

م تظاہرون۔ ظہار سے مشتق ہے۔ یہ ایک رسم ہے۔ جسکے معنے یہ ہیں۔ کہ کوئی اپنی بیوی سے یہ کہے کہ انت علیّ کظہر امّی۔ اَدْعِيَاۗءَكُمْ۔ دعی کی

٥۔ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ ۚ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ ۙ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ○

٦۔ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ ۚ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

٥۔ لے پالکوں کو ان کے حقیقی باپوں کی طرف (منسوب) کرکے پکارو۔ یہی اللہ کے نزدیک پورا انصاف ہے۔ پھر اگر تم اُن کے باپوں کو نہ جانتے ہو تو وہ تمہارے دینی بھائی اور تمہارے دوست ہیں اور جس بات میں تم چوک جاؤ اس میں تم پر گناہ نہیں لیکن گناہ اس میں ہے جس کا دل سے ارادہ کرو اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○

٦۔ نبی کا مسلمانوں پر اُن کی جانوں سے زیادہ حق ہے اور اس کی عورتیں اُن کی مائیں ہیں، اور رشتہ دار، اللہ کی کتاب کے مطابق مومنین اور مہاجرین سے زیادہ ایک دوسرے کا لگاؤ

زید بن حارث اور حضرت زینب

ف ان آیات میں در اصل ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ اور ان غلط فہمیوں کو دور کیا گیا ہے۔ جو اس واقعہ سے وابستہ تھیں۔ واقعہ یہ تھا کہ حضور نے نبوت کے پہلے ازراہ شفقت زید بن حارث کو جو کہ غلام تھے۔ اپنا متبنّٰی قرار دیا تھا۔ اور اس نسبت نے یہاں تک شہرت حاصل کی۔ کہ انکو عام طور پر زید بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے یاد کیا جانے لگا۔ حضور کو یہ بہت عزیز تھے۔ اور آپ چاہتے تھے۔ کہ ان کے رتبہ کو سوسائٹی میں بلند کر دیا جائے۔ اور لوگوں کو بتایا جائے۔ کہ غلام بھی جب اسلام کی آغوش میں آ جاتے ہیں۔ تو کس درجہ رفیع مرتبت ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے حضرت زینب کو زید کے نکاح میں دیدیا۔ پھر اتفاق یہ ہے۔ کہ دونوں کی آپس میں نہ نبھ سکی۔ زید ان سے حقوق زوجیت کی بنا پر بہت زیادہ خدمت کے متوقع تھے۔ اور زینب بالطبع یہ چاہتی تھیں۔ کہ مرتبہ و مقام کے لحاظ سے زید انکو عزت و احترام کی نگاہوں سے دیکھیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں میں جدائی ہو گئی۔ اب حضرت زینب ملول تھیں۔ حضور نے انکی دلجوئی کے لئے اور نیز اس لئے کہ متبنّٰی کی رسم کو توڑا جائے۔ ان کو اپنے حرم میں داخل کر لیا۔ اور اس طرح انہیں امہات المومنین کی مقدس جماعت میں شمول کا موقع مل گیا۔ ادھر مخالفین نے یہ کہنا شروع کر دیا۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بہو سے شادی کر لی ہے۔ جو ان کے یہاں مذموم رسم تھی۔ قرآن کی ان آیات میں ان کے خیال کو غلط بتایا ہے۔ ایک طرف تو حضور سے خطاب ہے۔ کہ آپ ان لوگوں کے خیالات اور جذبات کے تابع نہیں ہیں۔ اور آپ کے پہلو میں جو دل ہے۔ اس میں صرف اللہ کی خشیت کا جلوہ ہے۔ اس لئے آپ ان لوگوں کے طعن و تشنیع سے ذرہ برابر دل برداشتہ نہ ہوں۔ دوسری طرف ان مخالفین سے کہا۔ کہ تم عجیب کیا تم اتنی سی بات کو نہیں سمجھتے کہ عرف اور حقیقت میں ایک نمایاں فرق ہوتا ہے۔ وہ شخص جس کو آپ اپنے عرف میں بیٹا کہتے ہیں۔ کیا وہ اپنی فطرت کے لحاظ سے وہی بیٹا ہو سکتا ہے۔ جو حقیقی بیٹا ہوتا ہے۔ جس طرح ظہار کی صورت میں تم اپنی بیویوں کو ابتی مائیں نہیں قرار دے لیتے ہو۔ اور وہ فی الواقع تمہاری مائیں نہیں ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح لے پالک بیٹے بھی معاشرت انسانی میں وہ درجہ حاصل نہیں کر سکتے اور ان کے ساتھ وہ حقوق وابستہ نہیں ہوتے۔ جو بیٹوں سے متعلق ہوتے ہیں۔ اس لئے تمہیں چاہیئے۔ کہ تم اپنے اعتراضات کو واپس لے لو۔

(باقی صفحہ ٩٩٩ پر)

حل لغات:۔ اُولُوا الْاَرْحَامِ۔ رشتہ دار۔ غَلِيْظًا۔ گاڑھا۔ پکا۔

وَالْمُهٰجِرِيْنَ اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓى اَوْلِيٰۗىِٕكُمْ مَّعْرُوْفًا ۭ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ○

رکھتے ہیں۔ مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں سے کچھ احسان کرنا چاہو۔ یہ کتاب میں لکھا ہے ○

۷- وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۠ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ○

۷- اور جب ہم نے سب نبیوں سے عہد لیا اور تجھ سے اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ بن مریم سے اور ہم نے اُن سے پختہ عہد لیا ○

۸- لِّيَسْــَٔـلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ○

۸- تاکہ صادقوں (سچوں) سے انکے صدق (سچ) کی بابت سوال کرے اور کافروں کیلئے دکھ دینے والا عذاب تیار کیا ہے

۹- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَاۗءَتْكُمْ جُنُوْدٌ

۹- مومنو! اپنے اوپر اللہ کا احسان یاد کرو، جب تم پر خندق کے دن فوجیں آگئیں،

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۹۸:-

اور آئندہ کسی شخص کو اس کے مفروضہ باپ کی طرف منسوب نہ کرو۔ کیونکہ یہ عرف پھر آئندہ چل کر بہت سی غلط فہمیوں کا موجب بن جاتا ہے۔ اگر تمہیں معلوم نہ ہو۔ کہ اُن کا باپ کون ہے۔ تو اخوت دینی کا رشتہ کافی ہے۔ انہیں اپنا بھائی کہو ٭

۴۔ زینب کے نکاح کے سلسلہ میں ایک لطیف جواب یہ دیا ہے۔ کہ تم لوگوں کو چونکہ منصب نبوت کی پہچان نہیں ہے۔ اس لئے تمہارے دلوں میں اس قسم کے شبہات پیدا ہو رہے ہیں۔ ورنہ پیغمبر سے زیادہ اور کون مسلمانوں کے نزدیک تر ہو سکتا ہے؛ پیغمبر خوب جانتا ہے۔ کہ شفقت اور مہربانی کا تقاضا کیا ہے۔ اس لئے اگر انہوں نے زینب سے نکاح کر لیا ہے۔ اور اُن کو اس منصب جلیلہ سے مفتخر فرمایا ہے۔ کہ وہ سارے مسلمانوں کی ماں ہیں۔ تو پھر اس میں برائی کی کیا بات ہے؟ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ میں ختم نبوت کی طرف بھی ایک دقیق اشارہ ہے۔ یعنی جب پیغمبر کی بیویاں اُمت کی مائیں قرار پائیں تو پیغمبر بجز باپ کے ہوئے بلکہ شفقت اور احسانات میں باپ سے کہیں بڑھ کر اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ پھر جب تمک نبوت موجود ہے۔ دوسرے مثل نبوت کی کیا ضرورت ہے ٭

حل لغات

جُنُوْدٌ۔ عساکر۔ یعنی فرشتے ٭

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۹

تو ہم نے ان پر ہوا اور ایسے لشکر بھیجے، جو تم نے نہیں دیکھے اور اللہ جو کچھ تم کرتے ہو دیکھتا ہے ○

۱۰- اِذْ جَاۗءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَـنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ○

۱۰- جب وہ تم پر تمہارے اوپر اور تمہارے نیچے (یعنی وادی مدینہ) کے نشیب و فراز سے آئے اور جب آنکھیں ڈگمگانے لگیں اور دل حلق تک آ پہنچے، اور تم اللہ کی نسبت طرح طرح کے خیال کرنے لگے ○

۱۱- هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا

۱۱- وہاں مومنین کا امتحان کیا گیا اور وہ خوب ہ

غزوۂ احزاب

جب مسلمانوں نے مکہ چھوڑا اور مدینہ کو اپنی تگ و دو کا مرکز بنایا۔ تو مکے والوں کو یہ بہت ناگوار ہوا۔ وہ تو یہ سمجھتے تھے۔ کہ ہم نے ان کو گھروں سے نکال دیا ہے۔ اور اب یہ مسافرت میں عسرت اور بے چینی سے زندگی بسر کریں گے۔ مگر ہوا یہ کہ مسلمانوں کو آرام اور دلجمعی کے ساتھ اپنی قوتوں کو مستحکم کرنے کا موقع مل گیا۔ بدر کی جنگ میں پہلی دفعہ قریش کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ کہ ہم نے مسلمانوں کو ہجرت پر آمادہ کرکے کوئی اچھا کام نہیں کیا۔ مسلمان اس طرح اور زیادہ مضبوط ہو گئے۔ چنانچہ بدر کے بعد وہ متواتر اس کوشش میں رہے کہ حضورؐ کی مخالفت میں ایک متحدہ محاذ قائم کریں۔ اور ساری قوم کی کچھ اس طرح تنظیم کی جائے۔ کہ مسلمان مقابلہ نہ کر سکیں۔ ہجرت سے چار سال بعد ان کو یہ موقع مل گیا۔ کہ یہودیوں کے مختلف قبائل ان کے ساتھ تھے۔ بارہ ہزار کی تعداد میں یہ جمع ہو کر آئے۔ اور مدینے کے باہر خیمہ زن ہو گئے۔ تقریباً ایک مہینہ تک ان کا محاصرہ قائم رہا۔ اس عرصہ میں مسلمانوں کی کیفیت یہ تھی۔ کہ مصیبت کے اس غیر متوقع انداز سے گھبرا گئے تھے۔ شدت تھی۔ کھانے کو کچھ نہ تھا۔ خندق کھودتے وقت حضور کے پیٹ پر پتھر بندھے تھے۔ نتیجہ یہ تھا۔ کہ کلیجہ منہ کو آنے لگا۔ خوف و ہراس۔ اور قنوط و مایوسی چھا گئی تھی سخت آزمائش اور ابتلا کا وقت تھا۔ ادھر منافقین مسلمانوں کو یہ کہہ کر اور گھبرا رہے تھے۔ کہ دیکھو فتح و نصرت کے تمام وعدے غلط ثابت ہوئے ہیں۔ ہماری طاقت زیادہ ہے۔ اس لئے تمہارے لئے کامیابی کی تمام راہیں مسدود ہیں۔

(بقایا صفحہ ۱۰۰۱ پر)

حل لغات

اِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ۔ یعنے جب مارے خوف و شدت کے آنکھیں پھر گئیں ○

اَلْحَنَاجِرَ۔ جمع حنجر۔ گلے ○

اَلظُّنُوْنَا۔ ظنون۔ جمع ظن۔ یعنے گمان ○

زِلْزَالًا شَدِيدًا ○

۱۲۔ وَإِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا غُرُورًا ○

۱۳۔ وَإِذْ قَالَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ يَا أَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوا ۚ وَيَسْتَأْذِنُ فَرِيقٌ مِنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُولُونَ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ ۛ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۛ إِنْ يُرِيدُونَ إِلَّا فِرَارًا ○

سے ہلائے گئے ○

۱۲۔ اور جب منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض تھا بول اٹھے کہ ہمیں اللہ اور اسکے رسولؐ نے جو وعدہ دیا تھا سب فریب تھا ○

۱۳۔ اور جب ان میں سے ایک گروہ نے کہا کہ اے مدینہ والو تمہارے لئے کوئی ٹھکانا نہیں ، سو پھر چلو اور ایک فریق ان میں سے نبی سے رخصت مانگتا تھا۔ کہتے تھے کہ ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں اور حالانکہ وہ ہرگز کھلے پڑے نہ تھے ان کا ارادہ صرف بھاگنے کا تھا ○

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۰۰:

منافقین کو محاصرین اکسا رہے تھے۔ کہ مسلمانوں کو دون ہمتی اور بزدلی پر آمادہ کر دیں۔ کہ تاب مقاومت نہ لا سکیں۔ اور آسانی سے مدینہ فتح ہو جائے۔ تاکہ مسلمانوں سے بدر کا انتقام لیا جا سکے۔ چنانچہ کمزور اور پست ہمت لوگ آ آ کر حضورؐ سے کہتے۔ کہ جناب ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں۔ ہم کو شرکت جہاد سے محفوظ رکھئے۔ عین اس وقت اللہ تعالیٰ نے یاوری کی۔ اس شدت کی سردی میں زور کی آندھی بھیجی۔ کہ مخالفین کے خیمے اکھڑ گئے۔ کھانے پینے کے ظروف الٹ گئے۔ اور یہ لوگ اس عذاب کی تاب نہ لا کر بھاگ نکلے۔ اللہ فرماتا ہے۔ مسلمانو! کیا اس نعمت اور مہربانی کو بھول گئے ہو۔ کہ نہایت مشکل کے وقت میں تمہاری کس طرح مدد کی تھی۔ اور تمہیں متحدہ کفر کی زد سے بچا لیا۔ ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کی نصرت اور تائید کے قوانین کیا ہیں؟ کیا وہ بغیر مصیبت برداشت کرنے کے اپنی اعانت سے اپنے بندوں کو نوازتا ہے؟ اس وقت جب سخت آزمائش میں ڈال کر آزما لے۔ اور مصائب کی بھٹی میں ڈال کر پرکھ لے +

حل لغات

يَثْرِبُ۔ نام مدینہ منورہ +
مُقَامٌ۔ مقاومت کا موقع +
عَوْرَةٌ۔ خالی +

۱۴- وَ لَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا ○

۱۴۔ اور اگر وہ (کفار) شہر میں اسکے اطراف سے ان پر گھس آتے پھر ان سے فتنہ برپا کرنے کو کہا جاتا۔ تو وہ ضرور فتنہ برپا کرتے اور اپنے گھروں میں تھوڑی دیر ٹھہرتے ○

۱۵- وَ لَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ؕ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْـُٔوْلًا ○

۱۵۔ حالانکہ وہ پہلے اللہ سے اقرار کر چکے تھے، کہ پیٹھ نہ پھیریں گے اور اللہ کا عہد پُوچھا جائے گا ○

۱۶- قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ○

۱۶۔ تو کہہ اگر تم موت یا قتل سے بھاگو گے تو بھاگنا ہرگز تمہارے کام نہ آئیگا اور بھاگ کر بچ بھی گئے۔ تو تھوڑے ہی دنوں فائدہ اٹھاؤ گے (پھر اخیر مرنا ہے) ○

منافقین کا شر و فساد سے شغف

ف۱ غرض یہ ہے۔ کہ منافقین جو جہاد سے جی چراتے ہیں۔ اور یہ کہہ کر پیچھا چھڑاتے ہیں۔ کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں۔ تو یہ فقط نیک نیتی پر مبنی نہیں۔ بلکہ وہ محض بھاگنا چاہتے تھے۔ یہ بات نہیں۔ کہ ان میں لڑنے کی قوت نہیں۔ بلکہ اصل بات یہ ہے۔ کہ یہ لوگ اسلام کا ساتھ نہیں دینا چاہتے۔ ورنہ یہی لوگ جو آج معذرت کر رہے ہیں۔ اور جہاد میں شریک نہیں ہونا چاہتے۔ اگر یہ دیکھیں۔ کہ ہمارے مسلک کے لوگ مدینہ میں آگھسے ہیں اور ہماری اعانت کے طالب ہیں۔ تو یہی گرم جوشی کے ساتھ ان کے ساتھ آمادۂ فساد ہوں۔ اسوقت انہیں نہ گھروں کے غیر محفوظ ہونے کا خیال ہو۔ اور نہ پست ہمتی کا۔ فرمایا۔ کہ اس سے قبل تم عہد کر چکے ہو۔ کہ اب آئندہ کبھی پیٹھ نہیں دکھائیں گے۔ اور مسلمانوں کے ساتھ ہو کر اعداء دین کا مقابلہ کریں گے پھر تمہیں کیا ہو گیا۔ کہ اس عہد کے نباہنے کی بجائے پیش کر کے عہد شکنی پر آمادہ ہو۔

دُنیوی زندگی عارضی ہے

ف۲ فرمایا ہے۔ کہ اگر تم از راہ بزدلی بھاگ جاؤ گے۔ تو پھر کیا ہو گا کیا ہمیشہ ہمیشہ تم زندہ رہو گے۔ کیا پھر کبھی نہیں مرو گے۔ کیا تم یہ سوچتے۔ کہ یہ زندگی بظاہر طویل نظر آنے کے بہت کوتاہ اور قصیر ہے۔ موت کا ایک دن مقرر اور معین ہے۔ پھر جب ہر صورت میں مرنا ہے۔ تو ان چند دنوں کی عارضی زندگی کو کیوں ٹھکراتے ہو۔ عاجل کا نفع تمہارے سامنے ہے۔ اور آجل کی بہرہ اندوزی سے محروم ہو۔ یہاں کی عقل مندی اور دانائی ہے کہ حیات چند روزہ کے عوض ابدی زندگی کو بیچ ڈالا جائے۔

حلِ لغات

اَلْفِتْنَةَ۔ فساد۔ شرارت۔

۱۷۔ قُلْ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَعْصِمُکُمْ مِّنَ اللّٰہِ اِنْ اَرَادَ بِکُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِکُمْ رَحْمَۃً ؕ وَلَا یَجِدُوْنَ لَھُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا ○

۱۸۔ قَدْ یَعْلَمُ اللّٰہُ الْمُعَوِّقِیْنَ مِنْکُمْ وَالْقَآئِلِیْنَ لِاِخْوَانِھِمْ ھَلُمَّ اِلَیْنَا ۚ وَلَا یَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِیْلًا ○

۱۹۔ اَشِحَّۃً عَلَیْکُمْ ۚۖ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ

۱۷۔ پوچھا وہ کون ہے جو تمہیں اللہ سے بچائے گا اگر اللہ تمہارے ساتھ برائی کا ارادہ کرے یا تم پر مہربانی کرنا چاہے اور وہ اللہ کے سوا اپنے لئے کوئی حمایتی اور مددگار نہ پائیں گے ○ ع

۱۸۔ اللہ تم سے روکنے والوں کو خوب جانتا ہے اور انکو بھی، جو اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں کہ ہمارے پاس چلے آؤ اور لڑائی میں نہیں آتے مگر کبھی کبھی ○

۱۹۔ (وہ) تم مسلمانوں کے ساتھ بخل کرتے ہیں پھر جب ڈر کا

ف بتاؤ۔ تمہارے پاس اس بات کی کیا ضمانت ہے۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہیں کوئی تکلیف پہنچانا چاہے۔ تو تم یا تمہارا کوئی ساتھی، اس کو روک سکے گا۔ یا اگر وہ تم پر فضل کرنا چاہے تو کوئی اس کو باز رکھ سکے گا۔ پھر جب ایسا کوئی شخص نہیں ہے۔ تو کیوں اس کی مشیت اور اس کے دین کی حمایت میں صف آرا نہیں ہو جاتے۔ کیوں بزدلی اور جبن کو پسند کرتے ہو۔

ان آیات میں یہ بتایا ہے۔ کہ جنگ اور جہاد سے باز رکھنے والے یہ نہ سمجھیں۔ کہ وہ خدا کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ اور خدا ان کے کھلا دول سے آگاہ نہیں۔ وہ خوب جانتا ہے۔ کون لوگ مسلمانوں میں تعویق پیدا کر رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کو کہہ رہے ہیں۔ کہ دیکھو ہمارے ساتھ مل جاؤ۔ تم سے مقابلہ نہیں ہو سکے گا۔

حل لغات

سُوْٓءٌ۔ تکلیف۔ دکھ۔

اَلْمُعَوِّقِیْنَ۔ روکنے والے۔ تعویق سے ہے۔

اَشِحَّۃٌ۔ شحیح کی جمع ہے۔ معنے حریص، بخیل۔

وَ اٰتِیْكُمْ لَیَنْظُرُوْنَ اِلَیْكَ تَدُوْرُ اَعْیُنُهُمْ كَالَّذِیْ یُغْشٰى عَلَیْهِ مِنَ الْمَوْتِۚ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَیْرِؕ اُولٰٓىٕكَ لَمْ یُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرًا ۝

وقت آتا ہے تو تُو ان کو دیکھتا ہے وہ تیری طرف تکتے ہیں اُن کی آنکھیں اس شخص کی طرح پھرتی ہیں جس پر موت کی بے ہوشی طاری ہو۔ پھر جب خوف چلا جاتا ہے تو مال غنیمت پر بخیلی کرتے ہوئے تیز زبانوں سے چڑھ چڑھ بولتے ہیں۔ وہی ہیں جو ایمان لائے۔ سو اللہ نے انکے عمل اکارت کر دیئے اور یہ اللہ پر آسان ہے ۝

۲۰۔ یَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ یَذْهَبُوْاۚ وَ اِنْ یَّاْتِ الْاَحْزَابُ یَوَدُّوْا لَوْ

۲۰۔ وہ گمان کرتے ہیں کہ فوجیں اب تک نہیں گئیں اور اگر وہ فوجیں پھر آ جائیں تو تمنا کریں کہ کاش وہ

ان آیات میں منافقین کے خوف و ہراس کی تصویر کھینچ دی ہے۔ کہ یہ لوگ کس درجہ بزدل ہیں اور کس درجہ مرعوب اور متاثر ہیں۔

فرمایا۔ جب خوف و ہراس کا کوئی واقعہ پیش آتا ہے۔ آپ دیکھتے ہیں۔ کہ ان کی آنکھیں اس طرح پھر رہی ہیں۔ جس طرح موت کی غشی ان پر طاری ہے۔ جب وہ خوف و ہراس دور ہو جاتا ہے۔ تو زبانوں پر طعن و تشنیع کے کلمات جاری ہو جاتے ہیں۔ اور بڑی دیدہ دلیری سے مال غنیمت میں اپنے حصے لگاتے ہیں۔ گویا ان کو نفاق و طمع کی اس وقت سوجھتی ہے۔ جب بلا ٹل جاتی ہے۔ اور مصیبت کے وقت یہ بالکل حواس باختہ ہو جاتے ہیں۔

حل لغات

اَلْاَحْزَابُ۔ گروہ۔ حزب کی جمع ہے۔

أَنَّهُم بَادُونَ فِي الْأَعْرَابِ يَسْأَلُونَ عَنْ أَنبَائِكُمْ ۖ وَلَوْ كَانُوا فِيكُم مَّا قَاتَلُوا إِلَّا قَلِيلًا ○

باہر گئے ہوں گاؤں میں اور وہاں تمہاری خبر پوچھا کریں ف۱ اور اگر یہ لوگ تم میں سے ہوتے تو بہت تھوڑا لڑتے ○

۲۱- لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ○

۲۱۔ بیشک تمہارے لئے (یعنی) اس کے لئے جو اللہ اور پچھلے ف۲ دن کی توقع رکھتا ہے اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتا ہے رسولؐ خدا کی چال نیک اچھی تھی ○

۲۲- وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ ۙ قَالُوا هَٰذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ ۚ

۲۲۔ اور جب ایمانداروں نے لشکر دیکھے تو کہا کہ وہی ہے جس کا ہم سے اللہ اور اس کے رسولؐ نے وعدہ کیا تھا اور اللہ اور انکے رسولؐ نے سچ کہا تھا اور انکا

بُزدلی کی انتہا

ف۱ یہ منافقین کی انتہائی بزدلی اور جبن تھا کہ مخالفین کے عساکر تو آندھی کے طوفان کی تاب نہ لا کر بھاگ چکے تھے مگر یہ اس وہم میں تھے کہ وہ ابھی تک محاصرہ کئے ہوئے ہیں اور اگر یہ عساکر خدانخواستہ پھر پلٹ کر آجائیں۔ تو ان لوگوں کی بہترین خواہش ہوگی۔ کہ کہیں جنگل میں جا کر رہیں۔ اور آئے دن جو جنگ و جدال ہوتا رہتا ہے۔ اس سے محفوظ رہیں۔ یہ لوگ سخت بزدل ہیں۔ اور اگر چاروناچار انہیں لڑنا بھی پڑے۔ تو جی داری سے نہیں لڑتے بلکہ انکی کوشش یہی ہوتی ہے۔ کہ کسی طرح یہ مصیبت ٹل جائے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ اصل قوت جو سپاہی کو میدان جنگ میں شجاعانہ اقدام پر مجبور کرتی ہے۔ وہ اس کا عقیدہ ہوتا ہے عقیدہ کی قوت سے وہ لڑتا ہے۔ اور انکی کیفیت یہ ہے۔ کہ سرے سے کوئی عقیدہ ہی نہیں رکھتے۔ نہ کفر کیلئے دلوں میں عصبیت ہے اور نہ ایمان کیلئے محبت۔ اب لڑیں تو کیسے جیو کیلئے لڑیں تو کیونکر

اُسوۂ حسنہ

ف۲ حضورؐ جس طرح اللہ کے پیغام کو وضاحت کے ساتھ پیش کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ اسی طرح ان میں یہ بھی اہلیت تھی۔ کہ شمشیر و سنان سے اسکی حمایت بھی کریں۔ چنانچہ اکثر غزوات میں آپ نے داد شجاعت دی۔ اور نازک سے نازک اوقات میں بھی پہاڑ کی طرح میدان جنگ میں قائم رہے۔ جب کہ بڑوں بڑوں کا زہرہ آب ہوتا تھا۔ ارشاد ہے۔ کہ رسولؐ انسانیت کیلئے بہترین اسوہ ہے۔ اس کی پیروی کرو۔ اور اس کو دیکھ کر اپنے معائب کو معلوم کرو۔ اور جبن و بزدلی کی عادات کو ترک کرو۔ تاکہ تم سعادت اُخروی حاصل کر سکو۔

یہاں اُسوۂ حسنہ کا لفظ اگرچہ سیاق جنگ میں آیا ہے۔ مگر معنی اس میں عموم ہے ہر شخص جو اللہ سے اور روزِ آخرت کے خوف سے ڈرتا ہو۔ اور اس کے دل میں ذکر و شغل کی محبت ہو۔ ضروری ہے کہ زندگی کے تمام شعبوں میں حضورؐ رسالت پناہ

حلِ لغات:۔ بَادُوْنَ۔ وہ جو جنگل میں باہر جا بسنے والے۔ اُسْوَۃٌ۔ لائق تقلید نمونہ، پیشوا اور امام۔ پیشوا و مقتدی۔

وَمَا زَادَهُمْ إِلَّآ إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا ۝

۲۳۔ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ ۖ فَمِنْهُم مَّن قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا ۝

۲۴۔ لِّيَجْزِيَ اللَّهُ الصَّادِقِينَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ إِن شَاءَ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝

یقین اور (جذبہ) اطاعت اور بڑھا ۝

۲۳۔ مومنوں میں ایسے مرد بھی ہیں کہ جس بات کا انہوں نے اللہ سے عہد باندھا تھا، اس کو سچ کر دکھایا اور بعض ان میں سے وہ ہیں۔ جنہوں نے اپنا نذر پورا کر لیا (یعنی جہاد میں ہی جان دے دی جیسے شہدائے بدر مثل انس بن النضر رضی اللہ عنہ کے) اور بعض ایسے ہیں جو ابھی راہ دیکھ رہے ہیں (جام شہادت پینے کی) اور انہوں نے اپنی وعدہ وفائی میں، ایک ذرہ تبدیلی نہیں کی ۝

۲۴۔ تاکہ اللہ سچوں کو ان کے سچ کا بدلہ دے اور منافقوں کو اگر چاہے عذاب کرے یا اُن کے دل پر توجہ فرمائے۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۝

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۰۵۔

وہ تمام پیغمبرانہ اوصاف جو چہرۂ نبوت کا غازہ ہیں۔ آپ کی ذات میں موجود ہیں آپ کے رُخ زیبا میں ہر نوع کے خلائق کے لئے تسکین نظر کا وافر سامان مہیا ہے۔ آپ خلاصۂ انسانیت ہیں۔ آپ کی کوئی حرکت غیر جمیل نہیں۔ آپ سیرت و عمل کا بہترین نمونہ ہیں۔ اور جسم و قالب سے لیکر روح کی گہرائیوں تک آپ میں حُسن ہی حُسن ہے۔ آپ قوموں اور ملکوں کے حالات پڑھیں۔ اور ان میں قائدین اور حکماء و انبیاء کو دیکھیں۔ اور ان میں حُسن جس مقدار میں جہاں جہاں موجود ہے۔ اُسکو نگاہ میں رکھیں۔ اور پھر اس کا مقابلہ کریں۔ جمال حبیب سے۔ آفتاب نبوت سے۔ آپ یقیناً یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہونگے کہ ع

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

ف ان آیتوں میں پھر نفس مضمون کی طرف براہ راست توجہ مبذول فرمائی ہے۔ ارشاد ہے۔ کہ یا تو منافقین کی حالت آپ نے دیکھی کہ اپنے عہد کو بھی بھلا بیٹھے۔ اور بدرجہ غایت بزدلی کا اظہار کیا۔ اور یا یہ مومنین ہیں۔ کہ عساکر کو دیکھ کر جوشِ ایمانی سے معمور ہوگئے۔ اور کہنے لگے۔ کہ اللہ کی نصرت اور فتح کا وعدہ آپہنچا ہے۔ اور اللہ اور رسولؐ نے جو کچھ فرمایا تھا۔ وہ بالکل سچ اور درست ہے۔ اس میں سر مو شک اور شبہ کی گنجائش نہیں۔ ع

بہ بیں تفاوت راہ کجا است تا بہ کجا

پھر ان میں ایسے بھی تھے جنہوں نے انس بن نضر کی طرح اپنے عہد کو پورا کیا۔ اور بڑھ کر جام شہادت نوش فرمایا اور ایسے بھی تھے۔ جو خلوص و بے تابی سے اس ساعت سعید کے منتظر ہیں۔

حل لغات

قضی نحبہ۔ موت سے کنایہ ہے۔ وہ عادت اور خصلت جس سے اعتماد کی جائے۔

۲۵ وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ۚ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ۚ

۲۶۔ وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ۚ

۲۷۔ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا ۚ وَكَانَ

۲۵۔ اور اللہ نے کافروں کو ان کے غصہ میں لوٹا دیا ان کے ہاتھ کچھ بھلائی نہ لگی۔ اور لڑائی میں مسلمانوں کی طرف سے خدا کافی ہو گیا اور اللہ زور آور زبردست ہے ۝

۲۶۔ اور اہل کتاب میں سے جو لوگ ان کے مددگار ہوئے تھے انکو انکی گڑھیوں سے نیچے اتار دیا اور ان کے دلوں میں خوف ڈال دیا کہ تم (مسلمان ان میں سے) بعض کو قتل اور بعض کو قید کر رہے تھے ۝

۲۷۔ اور اللہ نے انکی اور انکے گھروں اور انکے مالوں کا تمہیں وارث کر دیا اور زمین کا بھی (خیبر میں) کہ اس پر تم نے

خدا کمزوروں کی دستگیری کرتا ہے

ف۱ جنگ احزاب میں جو مخالفین کو شکست ہوئی۔ وہ محض اس وجہ سے کہ اللہ تعالے ہمیشہ کمزوروں کی دستگیری فرماتے ہیں۔ اور مایوسوں کی مایوسی کو امید و کامیابی سے بدل دیتے ہیں۔ اللہ کا قانون ہے جب اس کے بندے ہر طرف سے گھر جائیں۔ اور مخلصی کی کوئی راہ باقی نہ رہے۔ اور بظاہر یاس کے بادل دلوں پر چھا جائیں۔ عین اسی وقت وہ بڑھے۔ اور فرشتوں کے لاؤ لشکر کے ساتھ حملہ آور ہو۔ اور مخالفین کی صفوں میں ہلچل مچا دے۔ وہ ہمیشہ سے اپنے قوی اور عزیز ہونے کا ثبوت دیتا آیا ہے۔ اس نے اپنی غیر متوقع اعانتوں سے دانما اپنے بندوں کو یقین دلایا ہے۔ کہ مادی قوتیں اس کے مقابلہ میں پرکاہ کے برابر وقعت نہیں رکھتیں۔ وہ جب چاہے۔ اور جن وسائل سے چاہے۔ دشمنوں کو ہلاک کر دے۔ وہ ہمیشہ قوت کے مقابلہ میں عاجزی اور مسکنت کی مدد فرماتا ہے۔ وہ موسیٰ کو فرعون کی سرکوبی کے لئے بھیجتا ہے۔ ابراہیم کو نمرود جیسے جبار کے واسطے مسیح کو یہود حکومت کیلئے مبعوث فرماتا ہے۔ اور حضور کو قیصر و کسریٰ کی منظم حکومتوں کو درہم برہم کرنے کے لئے۔ نتیجہ یہ ہے۔ کہ ہمیشہ یہ پاکباز اور بے سرو سامان بزرگ کامیاب ہے اور کفر باوجود اپنی شان و شوکت کے مغلوب ہوا غرض یہ ہے۔ کہ کمزور ایمان کے مسلمان اور منافقین ان واقعات پر غور کریں۔ اور سوچیں۔ کہ کیونکر اللہ تعالے اپنے دین کو سربلند کرتا ہے۔ اور کس طرح کفر ذلیل ہوتا ہے ۔

وہ یہودی جو مزے کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ اپنی اس شرارت کی وجہ سے کہ انہوں نے معاہدہ شکنی کر کے مشرکین مکہ کا ساتھ دیا۔ اپنی املاک کو کھو بیٹھے۔ اور مضبوط قلعوں سے نکل جانے پر مجبور ہوگئے ۔

حل لغات: [illegible]

اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۝

پاؤں نہ رکھا تھا۔ اور اللہ ہر شئے پر قادر ہے ۝

۲۸- يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۝

۲۸- اے نبی اپنی بیویوں سے کہہ دے کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ فائدہ دوں۔ تمہیں اچھی طرح سے رخصت کر دوں ۝

۲۹- وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝

۲۹- اور اگر تم اللہ اور اس کے رسولؐ اور پچھلے گھر کو چاہتی ہو تو اللہ نے تم میں سے نیکوں کے لئے اجرِ عظیم تیار کیا ہے ۝

۳۰- يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۚ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝

۳۰- نبی کی بیبیو! جو کوئی تم میں سے صریح بے حیائی کا کام کرے گی۔ اُس کو دوہرا عذاب دیا جائے گا۔ یہ اللہ پر آسان ہے ۝

کاشانۂ نبوت

وہ بات یہ تھی۔ کہ کاشانۂ نبوت میں بھی بادشاہوں کی طرح دولت کی فراوانی نہیں تھی۔ امراء اور سلاطین کی سی حالت نہیں تھی بلکہ بعض اوقات تو وہاں ضروریاتِ زندگی کا بھی فقدان تھا۔ اس لئے بالطبع پردہ نشینانِ حرمِ نبوت کو بتقاضائے بشریت بعض دفعہ اس کا احساس ہوتا اور وہ ملول خاطر ہو جاتیں۔

ایک دفعہ تو وہ اس دکھ کے اظہار پر مجبور ہو گئیں۔ حضورؐ نے جب یہ سنا۔ تو آپ کو بدرجۂ غایت رنج ہوا۔ آپ نے عہد کر لیا کہ ایک مہینہ تک ان خواتین کے پاس نہ جائیں گے۔ اس کے بعد تسکین خاطر کے لئے یہ آیات نازل ہوئیں۔ کہ اے پیغمبرؐ! تم محترم مخدرات سے کہہ دیجئے۔ کہ میرے ہاں روح و قلب کی زینت و آرائش کا سامان تو موجود ہے۔ مگر جسم کی آسائشوں کیلئے جگہ نہیں۔ اگر تمہارا مقصد صرف دنیا کے متاع سے استفادہ ہے۔ اور شرفِ صحبت کو تم کچھ نہیں سمجھتیں۔ تو آؤ میں تم کو اچھا

[illegible]

اور اس کا رسولؐ اور عقبیٰ و آخرت ہے۔ تو پھر میں تم کو خوشخبری سناتا ہوں۔ کہ تمہارے لئے اللہ تعالیٰ نے اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے۔

ازواجِ مطہرات نے جب یہ آیتیں سنیں۔ تو حقیقت و عرفان کا نور سامنے چمکتا ہوا نظر آیا۔ حرمِ نبوت کی صحیح قدر و قیمت معلوم ہوئی۔ بولیں نہیں۔ کہ ہمیں تو اللہ اور اس کا رسولؐ پسند ہے۔ ہم دنیا کو اس کے مقابلہ میں کوئی وقعت نہیں دیتیں۔

وہ لوگ جو تعدد ازدواج کی وجہ سے حضورؐ پر معترض ہیں۔ وہ تصویر کے اس رُخ کو دیکھیں۔ کیا زندگی کا اس سے پاکیزہ نمونہ انہوں نے کہیں دیکھا ہے۔ کیا اس کے بعد بھی وہ کہیں گے۔ کہ آپؐ نے معاذ اللہ شادیاں حظوظِ نفس کے لئے کیں؟

حل لغات: سَرَاحًا جَمِيْلًا۔ سراح کے معنے چھوڑ دینا اور رخصت کرنا۔
يَسِيْرًا۔ آسان۔ سہل۔

۳۱۔ وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ۝

۳۱۔ اور جو کوئی تم میں سے اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت اور نیک عمل کرے گی۔ ہم اس کو اس کا دونا اجر دیں گے اور اس کے لئے ہم نے عزت کی روزی تیار کی ہے ۝

۳۲۔ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝

۳۲۔ نبی کی بیبیو! اور عورتوں کی مانند نہیں ہو اگر تم ڈر رکھو سو (تم مردوں) سے دب کر نہ بولو کہ جس کے دل میں (نفاق کی) بیماری ہے وہ (کہیں) لالچ کرے اور معقول بات کہو ۝

۳۳۔ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى

۳۳۔ اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو (اپنا بناؤ سنگار) دکھاتی نہ پھرو جیسے زمانہ جاہلیت میں

اُمّہات المومنین

ف۱ چونکہ وہ نشیمان حرم نبوت کی ذمہ داریاں عام عورتوں سے کہیں زیادہ ہیں۔ اس لئے جہاں ان کیلئے برائی کے ارتکاب پر دوگنی سزا تجویز فرمائی ہے۔ وہاں انکے لئے اجر و ثواب بھی دوچند رکھا ہے۔ کیونکہ وہ ساری اُمّت کی عورتوں کے لئے پاکبازی اور عفاف میں نمونہ ہیں۔ ان کے لئے ہر بات میں تقویٰ و وقار کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ انکے ہر فعل میں یہ ضروری ہے کہ تہذیب اور تربیت کا حسن نمایاں ہو۔ اس لئے انکو بالطبع اس درجہ آزادی اور سہولت میسر نہیں ہوتی جس درجہ کہ عام مومنات کو حاصل ہے۔ بلکہ ان کی زندگی کا فی الواقع نبوی کی روایات تقدیس و تقویٰ کے مطابق ہوتی ہے۔ اور پھر ساتھ ساتھ یہ بھی لازم ہے کہ یہ مخدرات اس پاکیزہ زندگی کے لئے رضا کارانہ طور پر بھی تیار ہوں۔ ان پر کوئی جبر نہیں ہوتا۔ یہ خود اس معیار کو نبھانے کیلئے کوشاں رہتی ہیں۔ جو ان کے لئے موزوں ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ قدرتاً دوسری عورتوں سے زیادہ ثواب اور اجر کی مستحق ہیں ٭

ف۲ اس آیت میں واضح طور پر بتا دیا گیا ہے۔ کہ امہات المومنین کا درجہ اُمّت کی تمام عورتوں سے زیادہ ہے۔ اس لئے انہیں مشکوٰۃ نبوت سے کسب انوار کا سب سے زیادہ موقع ملتا ہے۔ یہ شمع رسالت پر ہر وقت پروانہ وار نثار ہونے کو تیار رہتی ہیں۔ اور قرب حضوری کا جو درجہ انکو حاصل ہے۔ وہ دوسری عورتوں کو حاصل نہیں ہو سکتا ٭

اسی آیت میں عفاف کے تحفظ اور ناموس کی بقاء کا ایک نہایت باریک نکتہ ارشاد فرمایا ہے۔ جو تمام مخدرات کیلئے یکساں ضروری اور اہم ہے حقیقت یہ ہے۔ کہ اس طرح کی بیباکانہ باتوں کو اگر عمل کا جامہ پہنا دیا جائے۔ تو پھر بدی کا احتمال ہے۔ ہمیشہ کیلئے حجاب فرمایا۔ دیکھو جب تم دوسروں سے مسائل کے متعلق گفتگو کرو۔ تو انداز بیان پر حشمت اور باوقار ہونا چاہئے۔ اس طرح نہ گفتگو کرو کہ اس میں تمام نسائی لطافتیں جمع ہو جائیں۔ اور سننے والے کے دل میں کسی نوع کی جنسی تحریک پیدا ہو سکے ٭

آنکھوں کے بعد زبان سب سے زیادہ بدی کی محرک ہے۔ یہ وہ کامل اثر انگیز ہے۔ (باقی صفحہ ۱۰۱۰ پر)

حلِ لغات: یَقْنُتْ۔ قنوت سے ہے بمعنی فرمانبرداری اور پوری پوری اطاعت ٭ وَقَرْنَ۔ گھروں میں ٹکی رہو۔ باوقار کے ساتھ رہو ٭

وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝

دکھاتے پھرنے کا دستور تھا۔ اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دیتی رہو اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو۔ اے گھر والو اللہ یہی چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی دور کرے اور تمہیں خوب صاف کرے۔ ۝

٣٤۔ وَ اذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَ الْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ۝

٣٤۔ اور اللہ کی آیتوں اور حکمت میں سے جو کچھ تمہارے گھروں میں سے پڑھا جاتا ہے اسے یاد کرو بیشک اللہ بھید جاننے والا خبردار ہے ۝

٣٥۔ اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ وَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْقٰنِتِيْنَ وَ الْقٰنِتٰتِ وَ الصّٰدِقِيْنَ وَ الصّٰدِقٰتِ وَ الصّٰبِرِيْنَ وَ الصّٰبِرٰتِ وَ الْخٰشِعِيْنَ وَ الْخٰشِعٰتِ وَ الْمُتَصَدِّقِيْنَ وَ الْمُتَصَدِّقٰتِ وَ الصّٰٓئِمِيْنَ

٣٥۔ بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایمان دار مرد اور ایمان دار عورتیں فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور صابر مرد اور صابر عورتیں اور عاجز مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں اور خیرات کرنیوالے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں

بقیہ حاشیہ صفحہ ١٠٠٩:-

جس کا تریاق نہیں۔ جسے رب العزت نے عورتوں کو مجبور محض کے سامنے اس طرح استعمال سے روکا ہے جس میں فتنے و دلال شرع ہو۔ اور جو معصیت اور گناہ کے لئے پیغام دعوت کے ہو۔

(حاشیہ صفحہ ہٰذا)

ف اسلامی نقطۂ نگاہ سے عورتوں اور مردوں کی تگ و دو کیلئے دو الگ الگ دائرے ہیں۔ مردوں کیلئے گھر سے باہر کی دنیا میں دلچسپی ہے۔ اور عورتوں کیلئے انتظام خانہ داری کے مسائل ہیں۔ مرد اس لئے پیدا کیا گیا ہے۔ کہ وہ مدنیت صالحہ کیلئے بہترین ثقافت کی تعمیر کرے۔ اور عورت اس لئے پیدا کی گئی ہے۔ کہ وہ اپنی آغوش میں ایسے بچوں کی ترتیب کرے جو آئندہ نسل کے لئے فخر و مباہات کا باعث ہو سکیں۔ دونوں کے لئے بالکل جُدا جُدا میدان عمل موجود ہیں۔ اور یہ وہ نظریہ ہے۔ جس کو یورپ نے بقا تو ہزار خرابی کے بعد تسلیم کر لیا ہے۔ اور جس پر تمام نوع انسانی کی سعادتوں کا مدار ہے۔

قرآن حکیم فرماتا ہے۔ اے عورتو! تم اپنے گھروں میں وقار و حشمت کے ساتھ ٹک کر بیٹھی رہو۔ اور اپنی دوڑ دھوپ کو صرف تدبیر منزل کے مسائل کو سلجھانے کیلئے وقف کرو۔ تمہاری جگہ دفتروں اور ایوانوں میں نہیں ہے۔ تم اپنے گھروں کی رونق اور روشنی ہو۔ تمہاری نقل و حرکت سے سعادت انسانی کو ختم کر دوگی۔ اور خود اپنی نسوانی عصمت کو کھو دو گی۔ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى سے مراد یہ ہے۔ کہ ضروریات مدنیہ کیلئے حرکت کرنا ممنوع نہیں ہے۔ تم گھروں میں محصور نہیں ہو۔ کہ ابداً ابداً گھروں سے قدم باہر نہ رکھ سکو۔ بلکہ تمہاری توجہات کا نصب العین گھر کی زینت و آرائش ہونا چاہیئے۔ اور جب گھروں سے باہر نکلو۔ تو حسن و جمال کے تیر و کمان سے مسلح ہو کر نہ نکلو۔ اور جاہلیت اولیٰ کی طرح عریانی کا مظاہرہ نہ کرو۔ بلکہ اسلامی آداب کو ہمیشہ ملحوظ رکھو۔ آیت تطہیر میں یہ بات ملحوظ ہے۔ کہ اولاً اور اصالتاً صرف ازواج مطہرات مراد ہیں۔ اور دوسرے لوگ اس میں محض ثانوی طور پر ہیں۔ کیونکہ سیاق و سباق کا یہی تقاضا ہے۔ کہ خود لفظ اہل بیت کیلئے مستقل حیثیت بیوی کے لئے ہوتا ہے۔ اور دوسروں کو بالتبع اس میں شامل کر لیا جاتا ہے۔

حل لغات

اَلرِّجْسَ۔ نفسانی معائب۔

وَالْحِكْمَةِ۔ سنت۔

وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ○

اور اپنی شرمگاہوں کو محفوظ رکھنے والے مرد اور محفوظ رکھنے والی عورتیں اور یاد کرنیوالے مرد اور بہت سا یاد کرنے والی عورتیں ان کے لئے اللہ نے معافی اور اجر عظیم تیار کیا ہے ○

٣٦۔ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ○

٣٦۔ اور جب اللہ اور اس کا رسول کوئی بات مقرر کر دے تو کسی ایمان دار مرد اور ایماندار عورت کے لائق نہیں کہ ان کو اپنے کام کا کچھ اختیار ہے اور جس نے اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کی وہ صریح گمراہ ہوا ○

٣٧۔ وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ

٣٧۔ اور جب تو اس سے جس پر خدا نے اور تو نے انعام کیا کہتا تھا کہ اپنی عورت کو اپنے پاس رہنے دے اور خدا سے ڈر اور (تو یہ بھی اسے کہتا تھا کہ) اپنے دل میں

مرد اور عورت دونوں برابر کے مکلف ہیں!

ف مقصد یہ ہے کہ مرد اور عورت کی زندگی کے دائرے الگ الگ ہیں مگر جہاں تک اخلاق و روحانیت کا تعلق ہے۔ دونوں کیلئے مراتب میں بڑھنے کیلئے شریعت کے دروازے کھلے ہیں۔ دونوں اسلام و ایقان کی نعمتوں سے بہرہ ور ہو سکتے ہیں۔ دونوں شیوہ اطاعت و قنوت اختیار کر سکتے ہیں۔ دونوں کے لئے صدق و صفا فرض ہے۔ دونوں صبر اور شکر کے زیور سے آراستہ ہو سکتے ہیں۔ دونوں کیلئے صدقات، صوم و صلوٰت کے باب وا ہیں۔ دونوں برابر کے مکلف ہیں۔ کہ اپنی خواہشات نفس کو قابو میں رکھیں۔ دونوں ذکر و فکر کی پاکیزہ دنیا میں گامزن ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ تمام فیوض و برکات سے بہرہ مندی کا استحقاق دونوں کو بلا لحاظ جنس پورا پورا ہے۔

ف اس آیت میں اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ کہ مسلمان کو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کس قدر عقیدت ہونی چاہیے۔ ارشاد ہے کہ جب خدا اور اس کا پیغمبر کسی مصلحت پر متفق ہو جائیں۔ تو پھر کسی مومن اور مومنہ کو یہ اختیار باقی نہیں رہتا۔ کہ وہ اس سے اختلاف کرے۔ اور اپنی رائے کو ان کے مقابلہ میں ترجیح دے کیونکہ ایمان نام ہے عقل و ہوش کی ساری متاع کو حضور کے سپرد کر دینے کا۔ اور خود اس باب میں بے حس ہو جانا۔ پھر اگر کتاب و سنت کا کوئی حکم کسی شخص کے دل میں کھٹکتا ہے۔ تو سے اپنے ایمان کا جائزہ لینا چاہیے۔ اور دیکھنا چاہیے۔ کہ نفاق نے کیونکر اس کے پاک دل پر تسلط جما لیا ہے!

حل لغات

فُرُوْجَهُمْ ۔ فرج کی جمع ہے شرمگاہ ●

اَلْخِيَرَةُ ۔ اختیار، کام کا اختیار ●

وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰهُ ؕ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَیْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِیْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ○

اس بات کو چھپاتا تھا۔ جسے اللہ ظاہر کرنا چاہتا ہے، اور تو آدمیوں سے ڈرتا تھا۔ حالانکہ تجھے اللہ سے زیادہ ڈرنا چاہیے۔ پھر جب زید اس عورت سے اپنی غرض پوری کر چکا تو ہم نے تیرا نکاح اسی عورت سے کر دیا کہ ایمانداروں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی عورتوں پر تنگی نہ رہے۔ جب وہ ان سے اپنی غرض پوری کر چکیں، اور اللہ کا کام تو ہو کر ہی رہتا ہے ○

۳۸۔ مَا كَانَ عَلَى النَّبِیِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ؕ سُنَّةَ اللّٰهِ فِی الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا ○

۳۸۔ جو بات اللہ نے نبی کے لئے ٹھہرا دی ہے اس میں نبی پر کچھ تنگی نہیں۔ ویسی طرح، اللہ کا دستور رہا ہے ان لوگوں میں جو پہلے ہو گذرے ہیں اور اللہ کا کام اندازہ پر مقرر کیا ہوا ہے ○

۳۹۔ الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَ

۳۹۔ جو خدا کے پیغام پہنچاتے اور اس سے ڈرتے ہیں،

حضرت زینب کا قصہ

ف۱ حضرت زید غلام تھے۔ حضور نے انہیں آزادی کی نعمت بخشی۔ اور پھر اپنی آغوش تربیت میں لے لیا۔ یہ بڑے ہوئے اور پروان چڑھے۔ حضور نے اپنی پھوپھی زاد بہن سے نکاح میں دے دی۔ تاکہ غلام کے رتبے کو دنیا میں بلند کیا جائے۔ اور یہ بتایا جائے۔ کہ اسلام میں آقا و غلام کی کوئی تمیز نہیں۔ جب کوئی شخص مسلمان ہو جاتا ہے۔ اور آزادی کی نعمت کو بھی پا لیتا ہے۔ تو پھر غلامی کا داغ مٹ جاتا ہے۔ اس پر نہیں رہتا بلکہ وہ اسلام کی روشنی سے چمک اٹھتا ہے۔ پھر ایسا اتفاق ہوا۔ کہ حضرت زید کی وجہ سے سماج کی ایک اور رسم کو توڑنا اللہ کو منظور ہوا۔ اس لئے میاں بیوی میں بناؤ نہ ہو سکا حضور کی خواہش تو یہی تھی۔ کہ ان دونوں میں نباہ ہو جائے۔ اور حتی الامکان تعلق قائم رہے۔ مگر اللہ کو یہ منظور تھا۔ کہ ان دونوں میں جب جدائی واقع ہو جائے۔ تو آپ اس رسم کو توڑیں۔ کہ متبنّی کو وہی حیثیت حاصل ہے۔ جو بیٹے کو حاصل ہے۔ اور حضرت زینبؓ سے نکاح کر لیں۔ حضورؐ اس وجہ سے۔ کہ لوگ خواہ مخواہ اس پر معترض ہوں گے۔ چاہتے تھے۔ کہ زید کے تعلقات نہ بگڑیں۔ اور وہ آخر تک اس رشتہ کو نباہیں یہی وجہ ہے کہ آپ خلوص کے ساتھ زید کو تقویٰ کی تلقین کرتے اور کہتے۔ کہ اپنی بیوی کے ساتھ حسن سلوک روا رکھو۔ اور اسے نہ چھوڑو۔ مگر فیصلہ خداوندی ہو چکا تھا۔ کہ حضرت زینب کو ہم زوجیت کے شرف سے نوازا جائے۔ اور اس کی دلجوئی کی جائے۔ اس لئے باوجود نہ چاہنے کے اور اس اشارہ خداوندی کو دل میں پنہاں رکھتے کہ آپ بالآخر مجبور ہو جائیں گے۔ کہ حضرت زینبؓ سے نکاح کریں۔ اتنی سی بات تھی جسے دشمنوں نے افسانہ بنا دیا۔ اور یہ کہنا شروع کر دیا۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بہو سے شادی کر لی ہے۔ بڑا شور و غوغا ہوا۔ اللہ تعالیٰ یہ جانتے تھے۔ کہ یہ سب کچھ ہوگا۔ مگر چونکہ مقصد یہ تھا۔ کہ ہمیشہ ہمیشہ مسلمانوں کو یہ وقت پیش نہ آئے۔ کہ وہ اپنے منہ بولے بیٹوں کے ساتھ کس طرح کے تعلقات رکھیں۔ اس لئے ضروری تھا۔ کہ حضورؐ خود بڑھ کر ایک بہترین اسوہ قائم کریں۔ اور مسلمانوں کے لئے صحیح راہ ہدایت متعین کریں۔ یہ بات عزیمت کی تھی۔ اور غیر معمولی جرأت و جسارت کی تھی۔ کہ بہرحال آپ نے سماج کے ایسے قانون کو اپنے عمل سے توڑا جس سے آپ پر اعتراضات کی بوچھاڑ ہونے لگی۔ دشمنوں کے لئے تو یہ بات قابل گرفت تھی ہی۔ کہ بعض سادہ لوح مفسرین نے بھی اس کو نہایت ذلیل انداز میں بیان کیا ہے۔ اور تسلیم کر لیا ہے۔ کہ معاذ اللہ حضور حضرت زینبؓ کی جھلک دیکھ کر عاشق ہو گئے تھے اس لئے دل ہی دل میں اس خواہش کو چھپائے تھے۔ اور لوگوں سے بظاہر ڈرتے تھے۔ اور شرماتے تھے۔ (ربانی صفحہ ۱۰۱۳ ج)

حل لغات۔ وَطَرًا۔ حاجت۔ ضرورت۔
قَدَرًا مَّقْدُوْرًا۔ طے شدہ بات۔

يَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ○

اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اور اللہ حساب لینے والا کافی ہے ○

۴۰۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ○

۴۰۔ محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں ہے لیکن اللہ کا رسول اور ختم کرنیوالا تمام نبیوں کا اور ہے۔ اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے ○

۴۱۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ○

۴۱۔ مومنو! کثرت سے اللہ کو یاد کرو ○

۴۲۔ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ○

۴۲۔ اور صبح اور شام اس کی تسبیح کرو ○

۴۳۔ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ○

۴۳۔ وہی ہے کہ تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی تاکہ تمہیں تاریکیوں سے روشنی میں لائے اور ایمانداروں پر مہربان ہے ○

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۱۲

کہ کسی طرح زینب کو اپنے لئے حاصل کر لیں۔ قطع نظر اس کے یہ افسانہ کسی وجہ منصب نبوت کی توہین کا باعث ہے۔ آپ یہ غور فرمایئے کہ عقلاً یہ کیونکر درست ہو سکتا ہے۔ جبکہ حضرت زینب آپ کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ آپ نے بارہا انکو دیکھا تھا۔ خود انکی خواہش کے خلاف انکو زید کے حوالے کیا تھا اور جب آپ نے سنا کہ ان میں باہم ناچاقی ہے۔ تو دلسوزی سے انکو ایسے اقدامات سے روکا تھا جو طلاق پر منتج ہوں۔ اگر آپ چاہتے تو ابتداء ہی میں حضرت زینب کے لئے رشتہ فخر و مباہات کا باعث ہوتا اور وہ اس کو ضرور منظور کر لیتیں۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ قصہ محض لغو ہے جسے بعض مفسرین نے سادگی سے ایسی روایات کو جمع کر دیا ہے جو اصل منافقین نے آپکو بدنام کرنے کی خاطر وضع کی تھیں۔

ف۲ حضرت زینب سے نکاح کر کے حضورؐ نے ایک بڑی رسم کو توڑا جو عرب کا جاہلانہ شیوہ تھا۔ اسلئے آپ نہیں چاہتے تھے۔ کہ اس طریق سے لوگوں کو نفس اسلام کے متعلق کچھ کہنے اور سننے کا موقع ملے۔ اس آیت میں انکی مزید طمانیت قلب کے لئے فرمایا کہ اس قسم کے معاملات میں کوئی مضائقہ نہیں۔ یہ اللہ کی سنت ہے۔ کہ پیغمبر ہمیشہ عوام الناس کی خواہشات کے خلاف اقدام کر کے خود ان حقوں اور طعنوں کا نشانہ بنا کرتے ہیں۔ وہ تو مبعوث ہی اسلئے ہوتے ہیں۔ کہ رسوم سابقہ کے غلط نظام کو درہم برہم کر دیں۔ انکے تبلیغ کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے۔ کہ اپنے عمل سے اپنے لئے ایک بالکل اچھوتے اور جداگانہ طریق زندگی کی طرح ڈالیں۔ اسلئے وہ بالطبع صرف خدا سے ڈرتے ہیں اور لوگوں کے خیالات اور جذبات سے بالکل بے نیاز ہو جاتے ہیں۔ وہ صرف خدا سے ڈرنا جانتے ہیں اسلئے آپ مطمئن رہیں اور یقین رکھیں۔ کہ یہ مخلصانہ جرأت ایک ایسا انقلاب پیدا کر دیگی جس کی مصلحتیں آئندہ نسلوں کو محسوس ہوں گی۔

(حاشیہ صفحہ ھذا)

عقیدہ ختم نبوت ایجابی حقیقت ہے

ف۱ اس آیت میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ آیندہ حضورؐ کو ابو زید نہ کہو۔ وہ تو کسی صلبی فرزند کے باپ نہیں ہیں۔ دوسرے یہ کہ وہ روحانی ابوت کے شرف سے ضرور بہرہ ور ہیں۔ اور تم میں کا ہر مومن انکا بیٹا ہے۔ اور تیسرے یہ کہ ابوت صرف تم تک نہیں ہے۔ بلکہ تا قیام قیامت جاری رہے گی۔ اور تمام فرزندان توحید کو شامل ہوگی۔ کیونکہ آپ اللہ کے آخری پیغمبر ہیں۔ جن کے بعد کوئی دوسری رسالت یا نبوت نہیں جسکو مسلمان اپنے کو منسوب کر سکیں۔ آپ نبوت کا وہ آخری اور انتہائی کمال ہیں۔ جس کے بعد یہ تکمیل پذیر ہو جاتا ہے۔ اور مزید رشد و ہدایت کیلئے بروز کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ (باقی صفحہ ۱۰۱۴ پر)

حل لغات :- خاتم النبیین ... میں ہے۔ خاتم کل شئ و خاتمتہ: عاقبتہ و آخرہ۔ خاتم ... جس کو ختم کیا جائے ... خاتم ... خفہ

۴۴۔ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۚ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ○

۴۴۔ جس دن اُن سے ملیں گے انکی دعا خیر سلام ہوگی اور اُس نے اُنکے لئے عزت کا اجر تیار کیا ہے ○

۴۵۔ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ○

۴۵۔ اے نبی ہم نے تجھے گواہ اور بشارت دینے والا بنا کر بھیجا ہے ○

۴۶۔ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ○

۴۶۔ اور خدا کی طرف اسکے حکم سے بُلانے والا اور روشن چراغ ○ ف۱

۴۷۔ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ○

۴۷۔ اور مومنوں کو بشارت دے کہ ان کے لئے اللہ کی طرف سے بڑا فضل ہے ○

۴۸۔ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ○

۴۸۔ اور کافروں اور منافقوں کا کہنا مان اور چھوڑ دے ان کا ستانا اور اللہ پر بھروسہ رکھ اور اللہ کارساز کافی ہے ○

۴۹۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ

۴۹۔ مومنو! جب تم ایماندار عورتوں سے نکاح کرو پھر تم انہیں ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دیدو تو تم کو

حاشیہ صفحہ ۱۰۱۳۔

یہ آیت سلسلہ ختم نبوت میں خاص اہمیت رکھتی ہے۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ اسلام حضور کی تعلیمات کی موجودگی میں اب کسی حالت منتظرہ کا متمنی نہیں ہے اس کو قیامت تک بالکل وہبی اور اطمینان حاصل ہے۔ کہ یہی صراط مستقیم پر گامزن ہوں اور کسی وقت بھی تجدید دین کا مطالبہ نہیں کیا جائیگا۔ یہ عقیدہ ایک بہت بڑی حقیقت کا آئینہ دار ہے! اور وہ یہ ہے۔ کہ اسلام کامل ہے! اور خدائی بادشاہت کا تصور تکمیل و تمام کی تمام منزلیں طے کر چکا ہے اس کے سمجھنے کیلئے اور اس پر عمل پیرا ہونے کیلئے کسی نبوت جدیدہ اور رسالت مستقلہ کی ضرورت نہیں۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مسلمان کے پاس کتاب و سنت کی مشعل فروزاں رہے گی۔ اور وہ اس سے براہ راست استفادہ کر سکے گا۔ اسلام کے آفتاب صداقت کے طلوع ہو جانے کے بعد صبح تک اور کسی چراغ راہ کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ حضور کی نبوت کا فیضان باقی اور دائمی ہے۔ انکی نبوت ہمیشہ آنکھوں روحانی بیٹھوں کیلئے وجہ تسکین رہے گی۔ اور آپ کی شخصیت ایک تصویر اور سیرت کے کبھی اپنے عقیدت کیشوں سے اوجھل نہیں ہو سکیں گے

(حاشیہ صفحہ ۱۰۱۵)

حضورؐ کے چار منصب

ف۱ اس آیت میں جناب رسالتمآب کے چار منصب بیان کئے گئے ہیں۔

۱۔ آپ شاہد ہیں۔ یعنی جو کچھ کہتے ہیں اور جس چیز کی پیش گوئی کرتے ہیں وہ آپ کا وجدانی تجربہ ہے۔ کیونکہ آپ حق و صداقت کی منزل تک عقل و استدلال کی راہوں سے نہیں پہنچتے ہیں۔ بلکہ مشاہدہ و احساس کے ذریعے آپ نے رسائی حاصل کی۔

۲۔ حضور سے پہلے جس قدر انبیاء مبعوث ہوئے۔ انکے اسلوب بیان پر یا تو بشارت کا رنگ غالب تھا یا انذار کا۔ یا تو انکے پیام کا غالب حصہ یہ تھا کہ وہ لوگوں کو خدائی بادشاہت کی خوشخبری سنائیں اور یا گناہ کے عواقب سے آگاہ کریں۔ مگر حضور بیک وقت بشیر اور نذیر تھے۔ آپنے ایک ہی وقت میں کتاب کے ذریعہ مطیعین کو راحتوں کا مژدہ بھی سنایا ہے۔ اور خدا کے عذاب کی دھمکی بھی دی ہے آپکے یہاں ایک طرف مومنین پر رحمت و انتقام کی منزلیں گامزن بھی فرمایا ہے۔ اور مخالفوں کو موت کے گھاٹ بھی اتارا ہے یعنی آپ میں جلال و جمال کا بہترین امتزاج تھا۔

۳۔ آپ کی مرکزی تعلیم یہ تھی کہ مخلوق کو خالق کی چوکھٹ پر جھکا دیا جائے۔ اور دنیا کو شرک کی آلودگیوں سے پاک کر دیا جائے۔ اس لئے آپ داعی الی اللہ تھے۔

(باقی صفحہ ۱۰۱۵ پر)

حل لغات۔ شاھدا۔ گواہ

فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّونَهَا فَمَتِّعُوهُنَّ وَسَرِّحُوهُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ۝

ان پر عدت بٹھانے، کا کچھ حق نہیں کہ ان سے شمار عدت پوری کراؤ۔ سو تم انہیں کچھ فائدہ دو اور اچھی طرح سے رخصت کر دو ۝ [ف۱]

۵۰۔ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتِ عَمِّكَ وَبَنَاتِ عَمَّاتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ اللَّاتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَأَةً مُؤْمِنَةً إِنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ يَسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَكَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِي أَزْوَاجِهِمْ

۵۰۔ اے نبی ہم نے تیرے لئے تیری وہ عورتیں حلال کر دی ہیں جن کا مہر تو دے چکا ہے اور وہ (لونڈیاں بھی)، جو تیرے ہاتھ کا مال ہے جو خدا نے تیرے ہاتھ لگوا دیا ہے، اور تیرے چچا کی بیٹیاں اور تیری پھوپھیوں کی بیٹیاں اور تیرے ماموں کی بیٹیاں اور تیری خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے تیرے ساتھ ہجرت کی ہے اور مومن عورت (بھی حلال ہے)، اگر اپنی جان نبی کو بخشدے (یعنی بن مہر نکاح میں آنا چاہے) [ف۲] اگر نبی بھی اس کو نکاح میں لینا چاہے (تو جائز ہے)

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۱۳۔

م۔ سراج منیر ہونیکے معنے یہ ہیں۔ کہ آپکا سلسلۂ فیض تمام انبیاء سے زیادہ وسیع ہے۔ آپ سے تمام دلوں کی قندیلوں کو روشن کرنے کیلئے آپ سے کسب ضو کیا جائے۔

ف۔ غرض یہ ہے۔ کہ مسلمان خوش و خرم رہیں۔ مطمئن رکھیں۔ کہ عنقریب اللہ کی طرف سے انکی بڑے فضل و کرم کی بارش ہونیوالی ہے! وہ اگلی ایذا رسانیوں سے بے تعلق ہوں۔ وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ سے مقصود انسداد نہیں ہے۔ بلکہ تعبیر ہے یعنی حضورؐ سے یہ توقع رکھنا کہ وہ ان منکران حق اور منافقین کی خواہشات کفر و انکار کا احترام کریں گے۔ غلط ہے۔

(حاشیہ صفحہ ھذا)

ف۱ اس آیت کی تفصیل کی آیات میں حضورؐ کو بتلایا گیا تھا۔ کہ آپ کے تعلقات اپنے حرم کے ساتھ کس طرح کے ہونے چاہئیں۔ اور اس میں یہ بتلایا ہے کہ خود مومنین اپنے سامنے کیا لائحہ عمل رکھیں۔

ارشاد ہے۔ کہ اگر تم عورت کو مساس سے قبل طلاق دے دو۔ تو ان پر عدت واجب نہیں۔ اور تمہارے لئے یہ موزوں ہے۔ کہ ان کو جب رخصت کرو۔ تو کچھ مال و متاع دیکر۔ اور اس طرح ان کو جمیل کیا جائے گا۔

یعنی جب یہ عورت جسکے ساتھ تمہارے تعلقات زیادہ گہرے نہیں ہیں۔ تمہارے التفات کی اس درجہ مستحق ہے۔ کہ اس کو عزت و احترام کے ساتھ چھوڑنا لازم ہے۔ تو پھر ان عورتوں کے ساتھ تمہارا حسن سلوک کیس درجہ کا ہونا چاہیے۔ جو تم سے وابستہ ہیں۔ اور تمہاری محبت میں سرشار ہیں۔ اسلام اصل میں یہ چاہتا ہے۔ کہ مسلمان کے تعلقات جس طرح اس کے خدا کے ساتھ اچھے ہوں۔ اسی طرح مخلوق کے ساتھ بھی وہ عمدگی کا برتاؤ کرے۔ اور بالخصوص اس جنس لطیف کے ساتھ تو بدرجہ غایت مروت و احسان کی ضرورت ہے۔ جسے کہ اگر اسکو چھوڑ دینے پر بھی بحالت مجبوری ہو جائے۔ تب بھی اسکو بدنام اور ذلیل نہ کرے بلکہ عزت و احترام کے ساتھ پیش آئے۔ اور یہ بتلائے۔ کہ میں نے جو جدائی اور علیحدگی اختیار کی ہے وہ محض اس بنا پر کہ ہماری آپس میں نہیں نبھ سکی۔ ورنہ میں تمہارے ساتھ کسی بدسلوکی کو روا نہیں رکھتا۔ اور تمہیں ہر طرح لائق عزت سمجھتا ہوں۔ (باقی صفحہ ۱۰۱۶ پر)

حل لغات:۔ فَمَتِّعُوهُنَّ۔ متاع سے ہے۔ أُجُورَهُنَّ۔ اجر کی جمع ہے۔ بمعنی مہر۔ خَالِصَةً لَكَ۔ آپ کے لئے مخصوص ہے۔ فَرَضْنَا۔ مقرر کئے ہیں۔

وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُونَ عَلَيْكَ حَرَجٌ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ○

۵۱۔ تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ تَقَرَّ أَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَا آتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي قُلُوبِكُمْ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَلِيمًا ○

۵۲۔ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ

یہ خاص تیرے ہی لئے ہے سوا اور ایمانداروں کے۔ ہمیں معلوم ہے جو ہم نے ان پر ان کی بیویوں اور ان کے ہاتھ کے مال (لونڈیوں) کے حق میں فرض کیا ہے تاکہ تیرے اوپر تنگی نہ رہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○

۵۱۔ ان عورتوں میں سے جسے تو چاہے علیحدہ رکھے اور جسے چاہے اپنی طرف جگہ دے اور جن کو تو نے علیحدہ کر دیا تھا اگر ان میں سے تو کسی کی خواہش کرے تو تجھ پر کچھ گناہ نہیں۔ اس میں زیادہ قریب ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور غم نہ کریں اور وہ سب اس پر جو تو نے انہیں دیا راضی رہیں اور اللہ جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے اور اللہ جاننے والا بردبار ہے ○

۵۲۔ اس کے بعد تیرے لئے عورتیں حلال نہیں ہیں اور نہ یہ حلال ہے کہ ان کے بدلے اور بیویاں کرے۔ اگرچہ

حضورؐ کے تعدد ازدواج کا فلسفہ

مخالفین نے تعدد ازدواج پر بہت اعتراض کئے ہیں، اور کہا ہے کہ جس شخص کے حرم میں بیک وقت نو بیویاں ہوں، وہ کیونکر روحانیت کا پیکر ہو سکتا ہے۔ گویا ان کے نزدیک روحانیت کے معنے تجرد اور رہبانیت کے ہیں، اور نعوذ باللہ ہر وہ شخص ان کے نظریہ کے مطابق وہ ہے۔ جو دنیوی برکات سے یکسر محروم ہو۔ قطع نظر اس اصل کے ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ حضورؐ کی شادی کے محرکات میں جنسی جذبات نہ تھے۔ بلکہ تبلیغی حاجات کا تقاضا یہ تھا۔ کہ حضورؐ قبائل عرب میں اشاعت دین کی خاطر رشتے استوار کریں۔ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل حقائق پر غور فرمائیے۔

۱۔ پچیس سال کی عمر تک آپ نے کامل تجرد کی زندگی بسر کی ہے۔

۲۔ گرم ممالک میں اس سے بہت عرصہ پہلے آدمی شادی کے قابل ہو جاتا ہے۔

۳۔ پہلی شادی ایک رانڈ عورت سے کی ہے۔ جو آپ سے پندرہ برس عمر میں بڑی تھیں۔ یعنی حضرت خدیجہؓ سے۔

۴۔ ۵۰ برس کی عمر تک تنہا حضرت خدیجہؓ کے ساتھ بسر کی۔

۵۔ مدینہ میں آ کر یعنی ۵۳ برس کے بعد مختلف قبائل میں شادی کی طرح ڈالی ہے۔

گیارہ و اتصالات کے بعد بھی کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ معاذ اللہ تسکین جنس کے لئے اس طرح متعدد بیویاں اپنے حرم میں ڈال رکھی تھیں۔ بات یہ تھی کہ اس طرح متعدد شادیوں سے آپ مختلف قبائل کے داماد ہو گئے تھے اور وہ ان تعلقات مصاہرت کی بنا پر مجبور تھے۔ کہ آپ کی عزت کریں اور ٹھنڈے دل سے اسلام کے متعلق غور کریں۔

ان آیات میں یہ بتایا ہے۔ کہ کون کون رشتے اس قابل ہیں۔ کہ ان سے ازدواجی تعلقات کو قائم کیا جائے۔ اسلام چونکہ دین فطرت ہے۔ اس لئے اس نے ان رشتوں کو زناشوئی کے لئے جائز رکھا ہے۔ جن سے فطرتاً انسان معاشقہ کر سکتا ہے۔ جیسے چچا کی بیٹی۔ خالہ کی بیٹی۔ ماموں کی بیٹی وغیرہ۔ جو لوگ ان رشتوں کو ازدواج کے لئے ناجائز قرار دیتے ہیں۔ انہوں نے انسانی فطرت کا اور انسانی تاریخ کا مطالعہ گہرائی سے نہیں کیا ہے۔ وہ نہیں جانتے۔ کہ انسان بالطبع سب سے پہلے انہیں رشتوں کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اور جھکتا ہے۔ اگر وہ رسم و رواج کی پابندی کی وجہ سے شادی نہ کر سکے۔ مگر اپنے دل میں ان کے متعلق جذبات محبت ضرور رکھتا ہے۔

(باقی صفحہ ۱۰۱۷ پر)

حل لغات:۔ ترجی۔ ارجاء سے ہے۔ پیچھے ہٹانا۔ دور رکھنا۔

وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيبًا ۝

تجھے اس کا حسن پسند بھی آئے۔ مگر جو تیرے ہاتھ کا مال ہو اور اللہ ہر شے پر نگہبان ہے ۝

۵۳۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَن يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَىٰ طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ وَلَٰكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنكُمْ ۖ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ ۚ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ ۚ ذَٰلِكُمْ

۵۳۔ مومنو! نبی کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو۔ مگر یہ تمہیں کھانے کیلئے اجازت دی جائے۔ کھانا پکنے کی راہ نہ دیکھا کرو۔ لیکن جب تم بلائے جاؤ تب آؤ۔ پھر جب کھا چکو تو آپ چلے جاؤ۔ اور باتیں سننے کیلئے جی لگا کر نہ بیٹھے رہو۔ یہ تمہاری بات نبی کو ایذا پہنچاتی تھی پھر نبی تم سے شرماتا تھا اور اللہ سچ بات سے نہیں شرماتا۔ اور جب تم نبی کی بیویوں سے کچھ اسباب مانگنے جاؤ تو ان سے پردہ کے باہر سے

حاشیہ صفحہ ۱۰۱۶:-

لگ ہیں بھی ایک طرح کا عقد ہو گیا ہے۔ اسلئے مملوکہ عورتوں سے بھی وہ تعلقات ہو سکتے ہیں۔ جو شادی شدہ عورتوں سے ہوتے ہیں۔ جو لوگ آج ہم غلام ہیں اور برسوں سے عسکری ضرورتوں اور گھریلوں سے ناآشنا ہیں۔ ان کیلئے یہ بات کچھ قابل اعتراض معلوم ہوتی ہے۔ حالانکہ اس میں بہت سی مصلحتیں ہیں جن کے اظہار کا یہ موقع نہیں۔

حضور کے لئے یہ مخصوص رخصت ہے کہ اگر کوئی عورت آپ اپنے کو خدمات ازدواج کیلئے پیش کرے۔ تو بلا معاوضہ یعنی بغیر مہر اس کو قبول فرما لیں۔ اور یہ کہ جس عورت کو جب تک چاہیں اپنے پاس رکھیں۔ اور جسکو جس وقت تک چاہیں شرف صحبت سے دور رکھیں۔ گو آپ نے اس رخصت سے کبھی استفادہ نہیں کیا۔ آپ نے اپنے اوقات کو تقسیم کر رکھا تھا۔ اور تمام ازواج مطہرات برابر آپ سے استفادہ کرتی تھیں۔ جہاں آپ کیلئے یہ پابندی بھی تھی۔ اور وہ یہ تھی۔ کہ آپ اب ان موجودہ بیبیوں کو چھوڑ کر ان کی جگہ دوسری بیبیوں کو اپنے گھر میں نہیں لا سکتے۔ کیونکہ وہ بہر حال آپ سے خوش ہیں اور اسلام کیلئے ہر قربانی کرنے کیلئے تیار ہیں۔

آداب دعوت

ف قرآن ایک مکمل دستور العمل ہے۔ اس میں تمام ضروری مسائل سے تعرض کیا گیا ہے۔ اور کسی بحث کو تشنہ نہیں چھوڑا گیا۔ جہاں عقائد کی تفصیل بتائی ہے۔ وہاں معاملات کا بھی ذکر ہے۔ معاشرت انسانی کی تعمیر کو بھی سمجھایا گیا ہے۔ اور اخلاق و سیرت کے متعلقہ لوازم کی بھی تشریح کی گئی ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ عام آداب یا قواعد تہذیب کیا ہونے چاہئیں۔ تاکہ مسلمان اپنی تہذیب میں دوسروں کے محتاج نہ ہوں۔ اور ساری کائنات کیلئے ان کا وجود اسوہ اور نمونہ ہو۔

حضرت زینبؓ کے ولیمہ کے موقع پر ایسا ہوا۔ کہ بعض صحابہ دیر تک کھانے سے فراغت کے بعد حضور کے ہاں بیٹھے رہے! اور باتوں میں مشغول رہے۔ جس سے حضور کے دل میں تکدر پیدا ہوا۔ مگر شرم کی وجہ سے کچھ کہہ نہ سکے۔ اس پر ان آیات کا نزول ہوا۔ جس میں دعوت کے آداب بتائے گئے ہیں۔ فرمایا۔ جب تک تمہیں کھانے کی دعوت نہ دی جائے۔ اس وقت تک آنے کی زحمت نہ فرماؤ۔ اور جب کہا جائے۔ آؤ کھانا حاضر ہے۔ یہ کچھ شرکت طعام کی دعوت دی جاتی ہے۔ تو اس وقت تمہیں جانا چاہئے۔ بغیر اجازت اور اذن کے گھروں میں گھس جانا غیر مہذبانہ بات ہے۔ یہ بھی مناسب نہیں۔ کہ دعوت سے کئی گھنٹے پہلے ہی جا دھمکے۔ اور لگے انتظار کرنے کہ کب پکتا ہے اور کب سامنے آتا ہے۔ پھر جب کھا پی چکو۔ تو فوراً اٹھ کھڑے ہو۔ اور چل دو۔ غیر ضروری باتیں نہ شروع کرو۔ (باقی صفحہ ۱۰۱۸ پر)

حل لغات:- اِنٰہُ۔ اس کے پکنے کا۔ اِنیٰ پانی سے ہے ۔ ۔

۔ مُسْتَأْنِسِيْن۔ انس ہونے والے ۔

أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ ۚ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا ۝

مانگ لیا کرو۔ اس میں تمہارے دلوں اور ان عورتوں کے لئے زیادہ پاکیزگی ہے۔ اور تمہیں مناسب نہیں۔ کہ اللہ کے رسولؐ کو ایذا پہنچاؤ۔ اور نہ یہ کہ تم نبی کی عورتوں سے اس کے پیچھے کبھی نکاح کرو۔ بیشک یہ اللہ کے نزدیک بڑا گناہ ہے ۝

۵۴۔ إِنْ تُبْدُوا شَيْئًا أَوْ تُخْفُوهُ فَإِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝

۵۴۔ تم کسی شئے کو ظاہر کرو یا اُسے چھپاؤ۔ اللہ تو ہر شئے کو جانتا ہے ۝

۵۵۔ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِي آبَائِهِنَّ وَلَا أَبْنَائِهِنَّ وَلَا إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءِ إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءِ أَخَوَاتِهِنَّ وَلَا نِسَائِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ ۗ وَاتَّقِينَ اللَّهَ

۵۵۔ ان عورتوں پر کچھ گناہ نہیں کہ اپنے باپوں اور اپنے بیٹوں اور اپنے بھائیوں اور اپنے بھتیجوں اور اپنے بھانجوں اور اپنی ہم جنس عورتوں اور اپنے ہاتھ کے مال (باندی غلاموں) کے سامنے آئیں۔ اور اے عورتو اللہ سے

حاشیہ بقیہ صفحہ ۱۰۱۷۔ یہ تو ایسی بات ہے
صاحب خانہ کو تکلیف ہوتی ہے اسکے بعد یہ فرمایا۔
کہ اس پابندی کے معنی یہ نہیں کہ تم اپنی ضرورتوں کے
لئے حضورؐ کے ہاں نہیں آسکتے ہو۔ اور کچھ طلب
نہیں کرسکتے ہو۔ بلکہ مقصد یہ ہے۔ کہ ذرا احتیاط سے
جس چیز کی ضرورت وہ پردے کی اوٹ سے منگالو۔
تاکہ دلوں میں پاکیزگی باقی رہے۔ اور تقاضائے بشریت
خیالات میں برائی کی تحریک نہ ہو۔
کچھ ایسے لوگ بھی تھے۔ جو ازواج مطہرات
کے متعلق یہ خواہش رکھتے تھے۔ کہ حضورؐ کے بعد
اُن سے شادی کرلیں گے۔ چنانچہ طلحہ بن عبیداللہ
صاف طور پر کہتا تھا۔ کہ اگر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کے بعد زندہ رہا۔ تو عائشہؓ سے ضرور شادی
کروں گا۔ فرمایا۔ اس نوع کے ناپاک جذبات
کو دل سے نکال دو۔ پیغمبر کی عزت و حرمت
کا تقاضا یہ ہے۔ کہ اسکی بیویاں ساری اُمت کی
مائیں قرار پائیں۔ ان کے متعلق اس قسم کے
خیالات رکھنا خبث باطنی اور گناہ ہے۔
یہ علم نہ بھی ہوتا۔ اور یہ آیتیں
نازل نہ ہوتیں۔ جب بھی ازواج مطہراتؓ
کے سامنے کردار و سیرت کا اتنا
بہترین ذخیرہ تھا۔ کہ وہ عمر بھر بھی کسی
کی طرف آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھتیں۔ بھلا
جن لوگوں نے صحبتِ نبوی سے استفادہ
کیا ہو۔ کیا وہ دوسرے لوگوں کی صحبت
میں اُن انوار و تجلیات کو پا سکتے ہیں
جن آنکھوں نے حضورؐ کے رُخِ زیبا کو
دیکھا ہو۔ ان کے سامنے دوسروں کا
کیا مُنہ ہے کہ آسکیں۔

إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا ○

ڈرتی رہو بے شک ہر شے اللہ کے سامنے ہے ○

۵۶- إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ○

۵۶۔ بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ مومنو! تم بھی اس پر درود اور سلام بھیجا کرو ○ ف۱

۵۷- إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا ○

۵۷۔ جو لوگ اللہ اور اس کے رسولؐ کو ایذا پہنچاتے ہیں اللہ نے دنیا اور آخرت میں ان پر لعنت کی ہے اور ان کیلئے رسوائی کا عذاب تیار کیا ہے ○

۵۸- وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا ○

۵۸۔ اور وہ جو ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں کو بغیر اسکے کہ انہوں نے کوئی (قصور کا) کام کیا ہو ایذا دیتے ہیں۔ انہوں نے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھایا ہے ○ ف۲

پیغمبر پر درود بھیجو

ف۱ اس سے قبل کی آیتوں میں یہ بتایا تھا۔ کہ پیغمبر کا رتبہ اور مقام کس درجہ رفیع ہے۔ اور کیونکر وہ اور اس کی ازواج مطہرات بدرجہ غایت احترام کی مستحق ہیں۔ اس آیت میں اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔ کہ پیغمبر کا احترام صرف عالم ادنیٰ یا عالم ناسوت تک محدود نہیں ہے۔ بلکہ ملاء اعلیٰ تک حضورؐ پر صلوٰۃ و برکات کا تحفہ بھیجتے ہیں۔ اس لئے تم پر بھی واجب ہے۔ کہ اسکا احترام کرو۔ اور اس پر رحمت اور سلام بھیجو۔

اس آیت میں لفظ صلوٰۃ مختلف معانی میں استعمال ہوا ہے۔ صلوٰۃ کے معنے برکت کے ہیں یعنی خدا اپنی برکات رسولؐ پر بھیجتا ہے اور فرشتوں کے درود کے معنے یہ ہیں۔ کہ وہ رسولؐ کیلئے رحمت سلامی کی دعا کرتے ہیں۔ اور مسلمانوں سے مطالبہ ہے۔ کہ وہ بھی رسولؐ پر درود بھیجیں۔ نیز لفظ صلوٰۃ کے معنے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ دین محمدؐ کی تائید میں کوشاں ہے۔ فرشتے بھی یہی چاہتے ہیں۔ اور تمہارا فرض بھی یہی ہے کہ قول و عمل سے حضورؐ کے اس پیغام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤ۔ بہترین اور زیادہ اہم درود کا حامل وہ درود ہے۔ جو ہم نمازوں میں پڑھتے ہیں۔

ف۲ اللہ تعالیٰ کو مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کی عزت و حرمت نہایت عزیز ہے۔ وہ نہیں چاہتے۔ کہ کوئی شخص کسی مرد مسلمان کو ذلیل کرے کیونکہ مسلمان کی عزت اور حرمت سے کائنات کا نظام حیات قائم ہے مسلمان کی آنکھ نیچے ہونا حق و صداقت کی تذلیل ہے۔ اور خدا پرستوں کی ایسی جماعت کی تحقیر ہے۔ جو کائنات میں امام ہیں اور ساری دنیا کی راہنمائی جن کا دینی فرض ہے۔

حل لغات

لَعَنَهُمُ ۔ یعنی خدا ان لوگوں کو اپنی رحمت سے دُور رکھتا ہے۔

۵۹۔ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ ۚ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ○

۵۹۔ اے نبی اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دے۔ کہ اپنی چادریں اپنے اوپر تھوڑی سی نیچی لٹکا لیا کریں۔ یہ طریقہ قریب تر ہے۔ کہ وہ (کہیں) پہچانی جائیں تو ستائی نہ جائیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○

۶۰۔ لَّئِن لَّمْ يَنتَهِ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَالْمُرْجِفُونَ فِي الْمَدِينَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا ○

۶۰۔ منافق اور وہ جن کے دلوں میں روگ ہے اور وہ جو مدینہ میں بُری خبریں اُڑاتے ہیں اگر باز نہ آئیں گے تو ہم تجھے انکے پیچھے لگا دینگے۔ پھر وہ مدینہ میں تیرے پڑوس میں رہنے نہ پائیں گے مگر تھوڑے دنوں ○

۶۱۔ مَّلْعُونِينَ ۖ أَيْنَمَا ثُقِفُوا أُخِذُوا وَقُتِّلُوا تَقْتِيلًا ○

۶۱۔ پھٹکارے ہوئے جہاں پائے گئے پکڑے گئے اور جان سے مارے گئے ○

ف بات یہ تھی کہ اوائل اوّل جبکہ پردہ کا رواج نہ تھا اسلئے مسلمان عورتیں ضروریات کی وجہ سے گھروں سے نکلتیں۔ تو بدکار اور آوارہ لوگ انکو چھیڑتے۔ اور جب ان سے پوچھا جاتا۔ کہ تم ایسی حرکات کا کیوں ارتکاب کرتے ہو۔ تو کہتے۔ ہمیں غلط فہمی ہوئی ہم یہ سمجھے تھے۔ کہ شاید غلام عورتیں ہیں۔ لونڈیوں سے چھیڑ چھاڑ اسوقت اس قبیل کے لوگوں میں معیوب نہیں تھی۔ اس پردہ کا یہ حکم نازل ہوا کہ امہات المومنین اور عام مسلمان عورتوں کو چاہیئے کہ کھلے منہ باندیوں کی طرح گھروں سے باہر نہ نکلا کریں۔ بلکہ نکلیں۔ تو گھونگھٹ نکال کر۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ شریف پردہ دار خاتونیں ہیں۔ لونڈیاں نہیں ہیں۔ اور اس طرح ان بدقماش لوگوں کو شرارت کا موقع نہ ملے۔

یہ پردہ کی وہ سادہ اور نہایت حیا پرور صورت ہے۔ جو معقول بھی ہے۔ اور حفاظت کے لئے ضروری تھی۔

برقع موجودہ حالات میں شرعی پردہ نہیں ہے۔ بلکہ پردہ کی ایک ارتقائی شکل ہے۔ اور تمدن کے ارتقاء کے ساتھ اس نوع کا ارتقاء بھی ضروری تھا۔ گو یہ بڑی حد تک مفید ہے۔ مگر چونکہ تمدن کی ارتقائی بدعت ہے۔ اور اسلامی سادگی سے ذرہ مختلف ہے۔ اس لئے طبعاً اس میں چند نقائص ہیں جن کا ذمہ دار اسلام یا قرآن نہیں ہے جو کہ معترضین حضرات پردہ اور برقع میں بعض اوقات امتیاز روا نہیں رکھتے۔ اسلئے ان سے اس باب میں فروگزاشت ہو جاتی ہے۔ اور وہ ان عیوب کو جو برقع کا لازمی نتیجہ ہیں نفس پردہ کی جانب منسوب کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ دونوں بالکل جدا جدا چیزیں ہیں۔ پردہ ایک قرآنی نصب العین ہے۔ جس کا مقصد ہے۔ حفاظت ناموس اور برقع محض ایک ذریعہ ہے۔ جو گونا مفید ہے۔ اور بعض مضرتیں بھی اس میں ہیں۔ اس لئے اس ذریعہ کو چھوڑ کر کسی دوسرے ذریعہ کو اختیار کیا جا سکتا ہے۔ جس سے غرض پوری ہو سکتی ہو۔ زینت کے مقامات بھی خفا پردہ ہوں۔ اور وہ ذرائع میں بے ضرر بھی ہو بشرطیکہ کوئی دوسرا ذریعہ اسکی جگہ لے سکے۔

حل لغات

جلابیبھن۔ جلباب کی جمع ہے۔ یعنی چادریں۔

ان یعرفن۔ یعنی پردہ کی وجہ سے یہ معلوم ہو جائے۔ کہ شریف زادیاں ہیں۔

المرجفون۔ پروپیگنڈا کرنے والے۔

۶۷- وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ○

۶۷- اور کہیں گے اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کا کہا مانا تھا سو انہوں نے ہمیں راستے سے بہکا دیا ○

۶۸- رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ○

۶۸- اے ہمارے رب انہیں دوگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت بھیج ○

۶۹- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ۭ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ○

۶۹- مومنو! تم ان جیسے مت ہو جنہوں نے موسیٰ کو ستایا۔ پھر اللہ نے اُن باتوں سے جو انہوں نے کہی تھیں موسیٰ کو پاک ثابت کیا اور وہ اللہ کے نزدیک آبرو والا تھا ○ ف

۷۰- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ○

۷۰- مومنو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو ○

۷۱- يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ○

۷۱- کہ وہ تمہارے لئے تمہارے اعمال سنوار دے اور تمہارے گناہ بخش دے اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی اس نے بڑی مراد پائی ○ ف

حاشیہ صفحہ ۱۰۲۱:-
کہ قانونِ قدرت بجائے خود منشاءِ الٰہی کا دوسرا نام ہے کسی چیز کے ظہور و وجود باقی رہنے کیلئے اصل چیز وہ قانون نہیں جو ہمیں کارفرما ہے۔ بلکہ اللہ کا ارادہ اور اس کی تحریک ہے۔

ف یعنی بعض چیزیں ایسی ہیں جن کا علم صرف جناب باری کو ہے کسی انسان کو اس سے بہرہ ور نہیں کیا گیا۔ اس لئے اگر حضور قیامت کے متعلق نہیں جانتے۔ کہ کب برپا ہوگی۔ تو یہ آپ کے منصب نبوت کے منافی نہیں۔ کیونکہ اس کا علم [illegible] سے مختص ہے اور انسانی مصالح کا تقاضا ہے کہ اس کو فطرت کے بعض [illegible] سے ناآشنا رکھا جائے ورنہ پریشانی کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ زندگی گزارنا دشوار ہو جائے اور دنیا عالم افسوس کا جہنم زار بن جائے۔

ف یہاں ان لوگوں کا انجام ہے۔ جو دنیا میں اللہ اور رسول کی اطاعت سے محروم رہے۔ اور شرک و کبائر کی اندھی عقیدت میں مبتلا تھے۔ جو اس وقت محسوس کریں گے کہ ان لوگوں نے انکو دنیا میں گمراہ کر رکھا ہے۔ اس لئے ان کی عقیدت اس وقت عقوبت و انتقام سے بدل جائیگی۔ اور یہ خواہش کریں گے۔ کہ اے کاش! ان لوگوں کو عذاب ہو۔ اور یہ غلط قیادت کے مزے کو چکھیں۔

حاشیہ صفحہ ھٰذا:- ف اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ تم کو رسول کو اذیت پہنچانی ہے جو اللہ کا قانون ہے کہ وہ جب اپنے پیغمبروں کو ازار [illegible] سے بری کرتا ہے۔ ان کا الزام تراشنے والا ہے اور دکھ پہنچانے والے لوگوں کو ذلیل و رسوا کرتا ہے۔ دیکھو موسیٰ جیسے جلیل القدر پیغمبر کے متعلق بنی اسرائیل کی قوم نے کتنا افترا اور وہ رویہ اختیار کیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو عزت بخشی۔ اور ان کو [illegible] کی نظروں میں معتبر ثابت کیا۔

ف مسلمان کے معنی یہ ہیں۔ کہ وہ اس دنیا میں ایک مشن کی تکمیل کیلئے بھیجا گیا ہے۔ اس لئے جہاں اس پر بعض ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ جو دوسروں پر عائد نہیں ہوتیں۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ عقائد و افکار سے لے کر اعمال و جوارح تک تقویٰ اور پاکیزگی تقرب کا حامل ہو اور جو باتیں کہے اس میں کوئی [illegible] ہو۔ جو قرآن اور جو منزل من اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کو اپنا [illegible] بھی نہیں۔ بلکہ ہر نفس اس کا فرشتہ اطاعت میں ڈوبا ہوا ہونا چاہیئے۔ تاکہ معلوم ہو کہ مسلمان کائنات میں منصب امامت کا حقدار ہے اور [illegible] دنیا کے [illegible] سے کوئی قوم اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ یہ وہ فلاح کا کفیل ہے اور خدا کی مخلوق میں سب سے زیادہ کامیاب مخلوق ہے تمام مسرتیں اس کے حصہ میں آئی ہیں۔ اور ہر کسی [illegible] دنیا والوں سے پیچھے نہیں۔

حلِ لُغات:- سادتنا۔ جمع سید کے لحاظ سے [illegible]

۲ کبرآءنا۔ جمع کبیر یعنی بڑے لوگ۔ [illegible] صاحب اقتدار لوگ۔ سدیدا۔ پکی بات۔

۷۲۔ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۝

۷۲۔ ہم نے (ایک) امانت آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کی۔ سو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اُسے اٹھا لیا بیشک وہ بڑا بے ترس اور بڑا نادان تھا ۝

۷۳۔ لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

۷۳۔ تاکہ اللہ منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو عذاب دے، اور ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں کو معاف فرمائے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۝

آیاتہا ۵۴	(۳۴) سُوْرَةُ سَبَا مَكِّيَّةٌ (۵۸)	رکوعاتہا ۶

(۳۴) سورۂ سبا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

۱۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ ۭ

۱۔ سب تعریف اس اللہ کیلئے ہے کہ جو کچھ آسمانوں اور جو زمین میں ہے سب اُسی کا ہے اور سب اُسی کی تعریف

عرض امانت

ف ۱۱ امانت سے مراد عقل و شریعت کی ذمہ داری ہے اور عرضنا سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب کائنات کو پیدا کیا۔ تو دیکھا۔ کہ کیا آسمانوں کی بلندیاں، اور زمین کی وسعتیں اور پہاڑوں کا استحکام اس قابل ہے کہ ان چیزوں پر عقل و شریعت کی ذمہ داریاں ڈالدی جائیں۔ اور ان کو اپنے صفات حسنہ کا مظہر بنایا جائے (ان کی) فطرت کو ٹٹولا گیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ ان سب میں یہ اہلیت نہیں ہے۔ پھر انسانی مشت خاک پر نظر پڑی۔ تو معلوم ہوا۔ کہ یہ باوجود کائنات میں بہت زیادہ کمزور اور ضعیف ہونے کے اپنی فطرت اور استعداد کے لحاظ سے اس قابل ضرور ہے۔ کہ تکلیفات شرعیہ کو اٹھا سکے۔ اور دنیا میں خلافت الٰہیہ کا مظہر بن سکے۔ چنانچہ یہ امانت کا بار گراں اسکے حوالہ کیا گیا۔ اور اس نے اس کو اٹھا لیا ؎

آسماں بار امانت نتوانست کشید ❊ قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

غرض یہ ہے۔ کہ حضرت انسان کو فطرت نے ازل سے اس خدمت کے لئے منتخب کر رکھا تھا۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ یہ اس منصب جلیل کا اہل ثابت ہو۔ اور اپنے عمل سے آسمانوں اور زمین پر تفوق اور پہاڑوں پر اپنا تفوق ثابت کرے۔

یہ ایک پیرایہ بیان ہے انسانی فضیلت کے اظہار کا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اس سے زیادہ بلیغ اسلوب اختیار کر کے انسانی وسعت کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔ یہ مقصود نہیں ہے۔ کہ خدائے تعالیٰ کو یہ معلوم نہیں تھا۔ کہ دنیا میں کون شریعت کے اس بار کو اٹھا سکتا ہے۔ اور کون نہیں اٹھا سکتا۔

اس صورت میں ظلوما اور جہولا کا لفظ بطور طنز کے نہیں ہے۔ کیونکہ انسانی فطرت کا عین تقاضا تھا۔ کہ وہ رشد و ہدایت کا محتاج ہو۔ اور شریعت کی راہنمائی کو قبول کرے۔ اسکے لئے اور کوئی چارہ ہی نہیں۔ بجز اسکے کہ اس امانت عظمیٰ کا بسر و چشم متحمل ہو جائے اور اس برتری کو محسوس کرے۔ جو اس کو کائنات کی تمام چیزوں پر حاصل ہے۔ یہاں انسانی شرف و مجد کا ذکر ہے۔ لہٰذا اسکے معنی یہاں ظالم اور متعسف کے ہونگے بلکہ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ دیکھو یہ ظالم اور ناعاقبت اندیش انسان کس درجہ جرأت کے قابل ہے کہ اس نے اس بار ذمہ داری کو تنہا اٹھا لینے کا دعویٰ کیا ہے۔

حل لغات۔ یحملنہا۔ حمل کے معنے یہ بھی ہوتے ہیں۔ کہ وہ بوجھ اور ثقل سے عہدہ برآ نہ ہو سکا۔ اس صورت میں آیت کا مطلب اصل یہ ہوگا۔ کہ ہم نے آسمان زمین اور پہاڑوں کے سامنے نظریہ امانت [illegible]

وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ○

آخرت میں اور وہ حکمت والا خبردار ہے ○

۲۔ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا ۚ وَهُوَ الرَّحِيمُ الْغَفُورُ ○

۲۔ جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو اس میں سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے اترتا اور جو اسمیں چڑھتا ہے وہ سب جانتا ہے اور وہی مہربان بخشنے والا ہے ○

۳۔ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَأْتِينَا السَّاعَةُ ۖ قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتَأْتِيَنَّكُمْ عَالِمِ الْغَيْبِ ۖ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَا أَصْغَرُ مِن ذَٰلِكَ وَلَا أَكْبَرُ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ○

۳۔ اور کافر کہنے لگے کہ ہم پر وہ گھڑی نہ آئیگی تو کہہ کیوں نہیں مجھے اپنے رب کی قسم وہ ضرور تم پر آئے گی۔ اس رب کی جو چھپی باتوں کو جانتا ہے اس سے ایک ذرہ بھر بھی پوشیدہ نہیں ہو سکتا۔ اور نہ آسمان اور زمین میں اور نہیں ذرے سے چھوٹی اور نہ ذرہ سے بڑی کوئی شے مگر وہ روشن کتاب میں موجود ہے ○

۴۔ لِّيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۚ أُولَٰئِكَ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ○

۴۔ تاکہ انہیں جو ایمان لائے اور نیک کام کئے بدلا دیوے انہیں کے لئے بخشش اور عزت کی روزی ہے ○

سورہ سبا

ف۱ قرآن حکیم کا اصل موضوع بیان یہ ہے کہ ذات باری کے متعلق جو شکوک و شبہات لوگوں کے دلوں میں جہالت کی وجہ سے پیدا ہو گئے ہیں۔ انکو دور کرے۔ اور اسکے تعلق کو اس طرح ایمانی آفرین شکل میں پیش کرے کہ وہ نفس انسانی کیلئے بلندی اور رفعت کا سبب بن سکے۔ یہی وجہ ہے کہ اسکے صفات و شیون کو جس وضاحت کے ساتھ قرآن حکیم نے بیان فرمایا ہے اسکی مثال کسی مذہبی کتاب میں ملنا مشکل ہے۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ فکر انسانی اس سے زیادہ وضاحت نہیں کر سکتا۔ اور خدا کے متعلق جس قدر قرآن نے بیان کیا ہے۔ اس پر سر مو اضافہ ممکن نہیں ۔

فرمایا۔ ستائش اور تعریفیں اس خدائے برتر کو سزاوار ہیں۔ جو تمام جہانوں کا مالک ہے۔ اور زمین کی تمام چیزیں جسکے قبضۂ قدرت میں ہیں دنیا میں بھی اسی کی ہے اور آخرت میں بھی اسی کی تعریف ہے حکمت والا اور ہر بات سے آگاہ ہے۔ وہ ان چیزوں کو بھی جانتا ہے۔ جو زمین سے نکلتی ہیں۔ اُس کا علم ہر جنبش و حرکت پر حاوی ہے۔ ان اشیاء کو بھی جو اس کی طرف صعود کرتی ہیں۔ وہ بدرجہ غایت رحم کرنے والا ہے اور خطا ہائے بخشنے والا ہے ۔

— یہ تخیل کتنا بلند اور واضح ہے۔ کس درجہ قابل قبول اور وثوق انگیز ہے۔ یہ عجیب ہے۔ کہ قرآن حکیم جب اللہ تعالیٰ کے متعلق صفات کا تذکرہ کرتا ہے۔ تو قلب عقیدت و معرفت کے جذبات سے لبریز ہو جاتا ہے اور وجدانی طور پر محسوس کرتا ہے۔ کہ وہ اس کی حضوری اور قرب میں ہے ۔

ف۲ حشر و جزاء کا مسئلہ منکرین کے لئے ہمیشہ تعجب کا باعث رہا ہے۔ ان کی سمجھ میں یہ حقیقت کبھی نہیں آئی۔ کہ جس خدا نے کتم عدم سے دنیا کو نکالا ہے اور خلعت وجود بخشا۔ وہ جب چاہے گا۔ اپنے بندوں کو قبروں سے اٹھا کر کھڑا کر دیگا۔ انہوں نے کبھی نہیں سمجھا کہ جب خدا کو تسلیم کر لیا۔ اس کی قدرتوں اور صفتوں پر ایمان لے آئے۔ تو پھر یہ محال اور مشکل کے لئے کون گنجائش باقی رہ جاتی ہے

(باقی صفحہ ۱۰۲۵ پر)

حل لغات

یعزب۔ العازب۔ اس شخص کو کہتے ہیں۔ جو چارہ کی تلاش میں اپنے لوگوں سے بہت دور نکل جائے۔ اور نظروں سے اوجھل ہو جائے۔ غرض یہ ہے۔ کہ خدا سے کوئی چیز مستور نہیں ہے ۔

رزق کریم۔ عطیہ معزز۔ لفظ کریم کا تعلق جب اشیاء سے ہو تو اس سے افادہ مراد ہوتا ہے ۔

۵- وَالَّذِيْنَ سَعَوْ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ○

۵- اور جنہوں نے ہماری آیتوں کے ہرانے میں کوشش کی انہیں کے لئے سخت قسم کا درد دینے والا عذاب ہے ○

۶- وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَيَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ○

۶- اور جنہیں علم دیا ہے وہ جانتے ہیں کہ جو کچھ تیرے رب کی طرف سے تجھ پر اتارا گیا ہے وہی حق ہے اور وہ اس زبردست خوبیوں والے کی راہ دکھلاتا ہے ○

۷- وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّكُمْ لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ○

۷- اور کافروں نے آپس میں کہا کہ کیا ہم تمہیں ایک آدمی بتائیں؟ جو تمہیں یہ خبر دیگا۔ کہ جب تم بالکل پارہ پارہ ہو جاؤ گے تو تم کو نئی پیدائش میں آنا ہوگا ○

۸- اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ۭ بَلِ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ ○

۸- کیا اس نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے یا جنون ہے؟ کوئی نہیں بلکہ وہ جو آخرت کو نہیں مانتے عذاب اور پرلے درجے کی گمراہی میں پڑے ہیں ○

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۲۴ -

وہ قادر مطلق مجرد اپنے ارادہ کے ہزاروں عالم بیک وقت پیدا کر سکتا ہے۔ اور فنا کر سکتا ہے۔ اس کی ایک نگاہ غضب ساری کائنات کو چشم زدن میں تباہی کے گھاٹ اتار سکتی ہے۔ اور اس کی التفات کی نظر سے دیکھ لینا زندگی اور حیات کو بیدار کر دیتا ہے۔ قرآن حکیم نے منکے والوں کے شبہات کو دور کرنے کے لئے مختلف طریقوں اور مختلف دلائل سے کام لیا ہے۔ یہاں دو باتوں کو بطور استدلال کے پیش فرمایا ہے۔ یا یوں سمجھ لیجئے کہ دو طریقوں سے ان کی توجہ کو اس مسئلہ کی حقیقت کی طرف منتقل فرمایا ہے۔

ارشاد ہے۔ کہ جب ہر چیز اس کے علم میں ہے۔ اور چھوٹی بڑی ہر شے اُن کے سامنے عیاں ہے جب چاہے وہ آسمان کی بلندیوں میں موجود ہو۔ اور چاہے وہ زمین کی گہرائیوں میں ہو۔ تو پھر عناصر حیات کو جمع کر لینا کیا مشکل ہے؟ دوسری دلیل یہ ہے۔ کہ انسان کے نفس اعمال ایک مکافات کی دنیا کے متقاضی ہیں۔ اگر یہ درست ہے۔ کہ بہت سے فاسق و فاجر انسان تعزیر و عقوبت سے بچ جاتے ہیں۔ اور بہت سے نیک اور صالح حضرات اس دنیا کے دوں میں تکلیف و حسرت کے ساتھ بسر کرتے ہیں تو پھر یہ بھی درست ہے۔ کہ انصاف و عدل کے لئے ایک دن مقرر ہونا چاہیئے

{ باقی صفحہ ۱۰۲۶ پر ملاحظہ ہو }

٩- أَفَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُم مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۚ إِن نَّشَأْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْأَرْضَ أَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَاءِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيبٍ ۝

١٠- وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُودَ مِنَّا فَضْلًا ۖ يَا جِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُ وَالطَّيْرَ ۖ وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ ۝

١١- أَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ ۖ وَاعْمَلُوا صَالِحًا ۖ إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝

٩۔ سو کیا انہوں نے آسمان اور زمین کی طرف جو ان کے آگے اور پیچھے ہیں نظر نہیں کی کہ اگر ہم چاہیں تو انہیں زمین میں دھنسا دیں یا ان پر آسمان کا ایک ٹکڑا گرا دیں؟ بیشک اس میں ہر ایک رجوع کرنیوالے بندے کیلئے نشانی ہے ○

١٠۔ اور ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے برتری بخشی (کہ) اے پہاڑو اس کے ساتھ رجوع سے تسبیح پڑھو اور (اے) پرندو (تم بھی)؟ اور ہم نے اس کے لئے لوہے کو نرم کر دیا ○

١١۔ اور کشادہ زرہیں بنا اور اندازے سے کڑیاں جوڑ اور تم سب نیک کام کرو۔ جو تم کرتے ہو میں دیکھتا ہوں ○

(بقیہ حاشیہ صفحہ ١٠٢٥)

تابش نظر

ف پیغمبر کی نظروں میں الہام اور وحی کی وجہ سے اس درجہ تابش آجاتی ہے۔ کہ وہ ان واقعات وحقائق کو اس طرح محسوس کرتے ہیں جو آئندہ کبھی صدیوں کے بعد نمودار ہوں جس طرح ہم موجود مناظر کو دیکھتے ہیں۔ وہ ان کے متعلق محکم یقین رکھتے ہیں کیونکہ ان کے جاننے کا ذریعہ محض استدلال نہیں ہوتا۔ جس میں شک وشبہ کو اصلاً دخل نہیں۔ وہ پیغمبرانہ بصیرت سے دیکھتے ہیں اور القاء وکشف سے حقائق و واقعات کو جانتے ہیں۔ مخالف ماننے کے لوگ صرف الہام کی عظمت سے آگاہ نہیں ہوتے۔ بلکہ پرلے درجے کے کوتاہ نظر بھی ہوتے ہیں۔ وہ ان کی باتوں کو محض جنون اور کذب سمجھتے ہیں۔ ان کی نظریں سطحی ہوتی ہیں۔ اس لئے وہ اس طرح کی باتوں کو سنتے ہیں۔ تو ہنسی میں اڑا دیتے ہیں۔ اور باور نہیں کرتے کہ یہ اپنے دعاوی میں سچے ہیں۔ چنانچہ حضورؐ نے جب خدا سے اطلاع پاکر قیامت کی خبر دی۔ اور یہ بتایا۔ کہ جس دنیا کو تم دائمی سمجھتے ہو۔ اس کا طلسم ایک دن ٹوٹنے والا ہے۔ اور اس کے بعد پھر دوبارہ یہ عالم انسانی ظہور پذیر ہو گا۔ اور ہر شخص کو اس کے اعمال کے مطابق سزا وجزا ملے گی۔ تو انہوں نے اس عقیدے کو بڑی حیرت کیساتھ سنا۔ کبھی اس میں شکوک وشبہات کا اظہار کیا۔ کبھی انکار کیا۔ اور کبھی یہ کہا۔ کہ یہ باتیں تو محض جنون کی باتیں ہیں۔ بھلا یہ کیونکر ممکن ہے۔ کہ موت کے بعد پھر ہم زندہ ہو جائیں؟ فرمایا اصل بات یہ ہے۔ کہ یہ لوگ جو آخرت کو نہیں مانتے ہیں اور عقبیٰ کے حقائق کا انکار کرتے ہیں۔ ذہنی اور فکری عذاب میں مبتلا ہیں۔ ان سے بصیرت چھن چکی ہے۔ یہ غور وتفحص کی تمام استعداد سے محروم ہو چکے ہیں۔ اور گمراہی کی اس منزل میں ہیں۔ جہاں پہنچ کر انسان ہدایت سے بہت دور ہو جاتا ہے۔ (بقایا صفحہ ١٠٢٧ پر)

حل لغات:

اَوِّبِیْ۔ اوب سے ہے جس کے معنے رجوع کے ہیں۔ حضرت داؤد و سلیمان کے متعلق ان آیتوں میں جن واقعات کا تذکرہ ہے۔ ممکن ہے کہ ان سے مراد حکمت ومعرفت کے معجزات ہوں اور بتانا یہ مقصود ہو۔ کہ یہ لوگ رب کی طرف سے علمی وعملی لحاظ سے نظر کی رو سے پوری طرح آشنا ہوں۔ پہاڑوں سے کام لیتے ہوں۔ پرندوں کو صحیح مقصد کیلئے استعمال کرتے ہوں۔ اور آہن وفولاد سے متعلق فن کو جانتے ہوں۔ یہ ہو سکتا ہے کہ اس وقت حضرت سلیمان نے ایسا مرکب ہوائی ایجاد کر لیا ہو جو فضا میں پرواز کرتا ہو۔ اور ترقی کے اس انتہائی درجہ تک رسائی حاصل کر لی ہو۔ ٭

٭ یہ سب چیزیں ممکن ہیں۔

۱۲- وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ۭ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۭ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝

۱۲- اور سلیمانؑ کیلئے ہوا کو مسخر کیا، صبح کی سیر (یا منزل) اس کی ایک مہینے کی راہ اور شام کی سیر اس کی ایک مہینے کی راہ تھی۔ اور اس کے لئے ہم نے گلے ہوئے تانبے کا ایک چشمہ جاری کر دیا اور جنات میں وہ جن لگے تابع کئے، جو اس کے سامنے اس کے رب کے حکم سے کام کرتے تھے۔ اور اُن جنوں میں سے جو کوئی ہمارے رب کے حکم سے پھریگا ہم اسے دوزخ کا عذاب چکھائیں گے ۝

۱۳- يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَاۗءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ۭ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ۭ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ۝

۱۳- وہ جنات اس کیلئے جو چاہتا بناتے تھے قلعے اور تصویریں اور لگن جیسے تالاب کے دیگیں چولھوں پر جمی ہوئیں، اے آل داؤد شکر گذاری کرو اور میرے بندوں میں تھوڑے شکر گذار ہیں ۝

۱۴- فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰي مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَاۗبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ

۱۴- پھر جب ہم نے اس پر موت کو مقرر کیا تو جنوں کو اس کی موت کی خبر کسی نے نہ دی۔ مگر گھن کے کیڑے نے کہ اس کے عصا کو کھاتا رہا۔

حاشیہ بقیہ صفحہ ۱۰۲۶ :-

ف یہ توحید کی دلیل ہے۔ غرض یہ ہے۔ کہ یہ دنیائے فانی کو دائمی نہ سمجھیں۔ اگر ہم چاہیں، تو چشم زدن میں اس کو تباہ کر دیں۔ اور پھر یہ دیکھیں کہ اس عالم کے متعلق ان کے مزعومات کس درجہ لغو اور غلط ہیں۔

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ

ف اس سے قبل کی آیات میں بتایا تھا۔ کہ انسان میں جب انابت الی اللہ کا جذبہ پیدا ہو جائے۔ تو وہ آیاتِ فطرت کو خوب سمجھنے لگتا ہے۔ اب اس آیت میں اپنے دو بندوں کا ذکر فرمایا ہے۔ جو منیب تھے۔ اور بہت زیادہ فضل و برکات کے مالک تھے۔ حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ بائبل میں ان کی بادشاہت اور شان و عظمت کا تفصیل کے ساتھ تذکرہ ہے۔ قرآن حکیم نے نہایت مختصر انداز میں چند واقعات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اس لئے کہ عرب تفصیل کے ساتھ ان چیزوں سے آگاہ تھے۔ بتانا صرف یہ مقصود ہے کہ انابت الی اللہ کا صحیح مفہوم کیا ہے! فرمایا۔ حضرت داؤدؑ کو دیکھو۔ کہ پہاڑ بھی ان کے مسخر ہیں اور باوجود اس صلابت کے جو ان کا فطری خاصہ ہے۔ داؤد کے روحانی نغموں پر جھومتے ہیں! اور ان کے ساتھ تسبیح بیان کرتے ہیں۔ پرندوں کو دیکھو۔ وہ بہت کم مانوس ہوتے ہیں مگر داؤد کی تسبیح سے رکتے تھے اور آزاد دلوں میں بھی گداز پیدا ہو جاتا ہے۔ لوہے کے جگر میں بھی رقت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور وہ اللہ کی خشیت سے انکے مبارک ہاتھوں میں نرم ہو جاتا ہے۔ جس سے وہ زرہیں اور دیگر سلوکی چیزیں بناتے ہیں۔

حضرت سلیمانؑ کیلئے ہوا مسخر ہے۔ انکا تخت ہوائی اس قدر تیز رفتار ہے کہ ایک مہینے کی منزل شام لمحے کر لیتا ہے۔ نیز تانبے سے متعلق معلومات کو وہ پوری طرح جانتے ہیں۔

حضرت سلیمانؑ کی شان و شوکت

ف حضرت داؤدؑ کی ساری عمر مخالفین سے جہاد کرتے گذری۔ انہوں نے اپنے وقت کے بڑے بڑے جبابرہ کو شکست دی ہے! اور تا بندہ شمشیر و فولاد کو باطل ختم کرنے کیلئے پوری عربی قوت کا استعمال فرمایا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ان کے ذکر میں سلاح سازی کو خصوصیت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ اور اس کو فضل کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ تاکہ معلوم ہو جائے۔ کہ دشمنوں کو کچلنے کیلئے اسلحہ بنانا عمل خیر ہے۔ اور دشمنانِ مجید کی بہترین خدمت ہے۔ (باقی صفحہ ۱۰۲۸ پر)

لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ۝

وہ گر پڑا تو جنوں نے جانا کہ اگر وہ غیب جانتے تو ذلت کے عذاب میں نہ رہتے ۝

۱۵- لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ ۭ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ۭ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ ۝

۱۵- بے شک قوم سبا کے لئے اُن کی بستی میں ایک نشانی تھی۔ داہنے اور بائیں دو باغ تھے۔ اپنے رب کا رزق کھاؤ اور اس کا شکر کرو۔ شہر ستھرا ہے اور رب بخشنے والا ہے ۝

۱۶- فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ۝

۱۶- پھر انہوں نے منہ موڑا تو ان پر ہم نے زور کا نالہ چھوڑ دیا اور ان کے دو باغوں کے عوض ہم نے اُن کو اور دو باغ بدل دیئے۔ جن کا میوہ کسیلا اور جھاؤ اور کچھ تھوڑے سے بیر تھے ۝

۱۷- ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ۭ وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ ۝

۱۷- یہ اُن کے کفر کا بدلہ ہم نے اُن کو دیا اور بڑی سزا سوائے ناشکر کے اور کسی کو ہم نہیں دیا کرتے ۝

۱۸- وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِيْ

۱۸- اور ہم نے اُن (اہل سبا) کے اور اُن دیہات کے درمیان

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۲۷ ہ حضرت سلیمان کا زمانہ امن کا زمانہ تھا۔ اسلئے ملکے ذکر میں سامان شان و شوکت کی تفصیلات ہیں۔ ارشاد ہے۔ کہ جن انکے مسخر تھے! وہ قصر شاہی اور معابد کی تعمیر میں لگے رہتے تھے۔ محل کی زینت و آرائش کیلئے نقشے بھی وہ بناتے تھے! ورنہ بڑے کھانے پکانے کے ظروف بھی۔ تاکہ حضرت سلیمان کے شاہی دستر خوان پر جتنے لوگ بھی آسکیں۔ انکی مہمانی ہو جائے۔ فرمایا آل داؤد سوچو۔ تو نیابت الٰہی اللہ کی وجہ سے تم کتنے بڑے رتبے دیئے گئے ہیں۔ اور دنیا کی کتنی عظیم نعمتوں سے تم بہرہ ور ہو۔ اور اسکے بعد اس حقیقت کا اظہار فرمایا ہے۔ کہ شکر اور شاہانہ ٹھاٹ میں خدا پرستی کے جذبات تم جیسے لوگوں کے ساتھ ہی مخصوص ہیں۔ ورنہ اکثریت کی حالت تو یہ ہے۔ کہ جہاں ذرا آسودگی ہوئی۔ خلقت کی کثیف عادات وغیرہ دل پر چھا گئے۔ ہو سکتا ہے۔ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا سے مراد یہ واقعہ ہو۔ کہ حضرت سلیمان باوجود شاہانہ شان و شوکت کے کسی وقت بھی اللہ کو نہیں بھولے۔ اور آسودگی اور فارغ البالی کی کسی منزل میں بھی انہوں نے اس کو فراموش نہیں کیا۔ اور غرض یہ ہے۔ کہ بائبل کی تردید کی جائے۔ جہاں یہ لکھا ہے۔ کہ سلیمان آخر وقت میں شرک میں مبتلا ہو گئے تھے۔ معاذ اللہ۔

ف۱ حضرت سلیمان کو بنی عمارات کے ساتھ خاص شغف تھا۔ انہوں نے اپنے زمانے میں کئی محلات اور شاندار معابد بنوائے۔ اور عمر کے آخری حصے میں ارادہ تھا کہ خدا کے لئے بہت بڑا ہیکل تعمیر کرایا جائے۔ جیسا کہ بائبل میں مذکور ہے۔ اسکا آغاز ہو گیا تھا۔ وہ مصروف ہی تھی۔ کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔ اور وہ ہیکل اختتام تک نہ پہنچ سکا۔ اس وقت کی سیاسی حالت یہ تھی۔ کہ تمام مفسد حضرت سلیمان کے مخالف تھے اور مسلم جنات بھی جو مزدوروں اور صناعوں کی حیثیت سے کام کر رہے تھے بعض انکی رعب و جلال کی وجہ سے مجبور تھے۔ وہ دل میں انکے ساتھ نہیں تھے۔ آپکی وفات کے بعد ولد نے یہ مناسب سمجھا۔ کہ آپکی وفات خفیہ رکھی جائے۔ کہ ان پر موت کا شبہ نہ ہو۔ (باقی صفحہ ۱۰۲۹ پر)

حل لغات :- سَبَاٍ۔ ایک قوم کا نام ہے۔ جو نہایت سرسبز و شاداب زمین پر بسی ہوئی تھی جسکے شہر کے دائیں اور بائیں عمدہ عمدہ باغات تھے۔ ان سے کہا گیا تھا۔ کہ تم اللہ کی ان نعمتوں سے ہمیشہ بہرہ ور رہنا چاہتے ہو تو شکر کرو۔ انہوں نے غفلت اور سرکشی و شیخی بگھاری جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک سیلاب آیا اور سب کچھ بہا لے گیا! اور اسکے بعد بدمزہ جھاڑیاں اور درخت وہاں پیدا ہو گئے۔ جن کی وجہ سے وہ عذاب الٰہی میں گرفتار ہو گئے۔ سَيْلَ الْعَرِمِ۔ زور دار سیلاب۔

م ۲ یعنی تیز رو پانی جو بند توڑ دے۔ خَمْطٍ۔ بدمزہ ترش پھل کا درخت۔ اَثْلٍ۔ جھاؤ۔ سِدْرٍ۔ بیری۔

بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ ؕ سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَاَيَّامًا اٰمِنِيْنَ ○

جن میں ہم نے برکت رکھی ہے (راہ پر) نظر آنے والی بستیاں بنا دی تھیں اور ان میں چلنے کی منزلیں (یعنی سرائیں) مقرر کیں (اور عام اجازت دی) کہ راتوں اور دنوں انکے درمیان امن سے سیر کرو ○

۱۹- فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ○

۱۹- پھر اہل سبا نے کہا کہ اے ہمارے رب ہمارے سفروں میں دوری ڈال دے۔ اور انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ پھر ہم نے انہیں افسانے بنا دیا۔ اور انہیں بالکل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ بیشک اس میں ہر صابر شاکر کیلئے نشانیاں ہیں ○

۲۰- وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○

۲۰- اور بلاشبہ ابلیس نے اپنا گمان ان کے حق میں سچ کر دکھایا۔ سو سوائے تھوڑے سے ایمانداروں کے سب نے اسکی پیروی کی ○

۲۱- وَمَا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِيْ شَكٍّ ؕ وَرَبُّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ○ ع

۲۱- اور شیطان کا ان پر کچھ زور نہ تھا مگر یہ اس لئے ہوا کہ ہم اُسے جو آخرت پر ایمان لاتا ہے اس سے جو آخرت کی طرف سے شک میں ہے جدا کر کے ظاہر کریں اور تیرا رب ہر شے پر نگہبان ہے ○

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۲۹۔ اور اس طرح اس کی موت کی خبر ملکی مصالح کی بنا پر پوشیدہ رکھی جائے۔ چنانچہ اس تدبیر پر عمل کیا گیا۔ اور مدت تک مخالفین اور جنات یہ نہیں جان پائے تھے۔ کہ حضرت سلیمان کا انتقال ہو چکا ہے۔ کیونکہ وہ دور سے ہیکل میں وقت مقررہ پر ان کو عصا کے سہارے ٹیک لگائے کھڑا دیکھتے تھے۔ پھر جب اتفاق سے زیادہ عرصہ گزر جانے کے بعد دیمک نے عصا کو کھوکھلا کر دیا۔ تو حضرت سلیمان کی لاش زمین پر آ رہی۔ تب راز فاش ہو گیا۔ مگر اس وقت ہیکل کی تعمیر ہو چکی تھی۔ اور سیاسی سازشوں وغیرہ پر قابو حاصل کر لیا گیا تھا۔ بائبل میں لکھا ہے۔ کہ یہ عمارت تیرہ سال تک زیر تعمیر رہی۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

سبا والوں کی سرکشی

ف قوم سبا کی گروہ جن کی بستیاں بالکل قریب قریب واقع تھیں (وہ) مطمئن اور پُرامن تھے۔ جب چاہتے ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں کی جانب آسانی سے منتقل ہو جاتے۔ پھر جب انہوں نے سُنا۔ کہ دوسرے ملکوں کی آبادیاں بہت زیادہ فاصلہ پر ہوتی ہیں۔ اور وہ بہت بڑی مسافت طے کر کے ایک دوسرے کے پاس پہنچتے ہیں۔ تو وہ بھی اس بات پر اُلجھ گئے۔ اور اللہ سے دُعا کی۔ کہ ہماری آبادیاں بھی دُور دُور واقع ہوں۔ اور ہم بھی جُدا جُدا رہیں۔ اور باقاعدہ سفر کر کے ایک دوسرے کے پاس پہنچیں۔ ہو سکتا ہے یہ مطالبہ اسی قسم کا ہو جیسا بنی اسرائیل کا تھا یعنی وہ جب ایک طرح کی زندگی سے اُکتا گئے۔ تو ترکاریوں کو من وسلویٰ پر ترجیح دینے لگے۔ اور کہنے لگے۔ کہ ہم تو وہی محنت ومشقت کی زندگی کو پسند کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سبا والوں نے محض تفریح کی خاطر اس خواہش کا اظہار کیا۔ اور چاہا۔ کہ ان کی آبادیاں دُور دُور کے قطعات میں منقسم ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہ تھا۔ کیونکہ اس طرح ان کی وحدت قومی میں انتشار پیدا ہو جاتا۔ اور یہ ایک سلک کے لوگ دُور دُور رہنے کی وجہ سے ایک دوسرے کی ہمدردی سے بالکل محروم ہو جاتے۔ نیز یہ بھی ممکن تھا۔ کہ ان میں باہمی عداوت اور رقابت کے جذبات پیدا ہو جاتے۔

(باقی صفحہ ۱۰۳۰ پر)

حلِ لُغات:۔ قُرًى ظَاهِرَةً ۔ یعنی قریب قریب اس طرح کہ ایک گاؤں سے دوسرا گاؤں دکھائی دے۔ اَحَادِيْثَ ۔ خبریں اور افسانے یعنی اول جمع حدیث ومعنی ثانی جمع احدوثہ۔ مَزَّقْنٰهُمْ ۔ کئی ٹکڑیوں میں تقسیم کر دیا یا تباہ کر دیا۔ مِنْ سُلْطٰنٍ ۔ غلبہ یعنی شیطان پر

ﮯ انسان پر غالب نہیں ہے بلکہ محض وسوسہ اندازی قلب ودماغ میں گمراہ کن خیال ابھار دیتا ہے۔

۲۲۔ قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُونِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيرٍ ○

۲۲۔ تو کہہ خدا کے سوا جن کو تم مدعی ہو انہیں پکارو۔ وہ نہ آسمانوں میں ایک ذرہ بھر کے مالک ہیں اور نہ زمین میں اور نہ آسمان و زمین میں انکی کچھ شرکت ہے، اور نہ ان میں کوئی اس (خدا) کا مددگار ہے ○

۲۳۔ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهٗ ۚ حَتّٰى إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ۚ قَالُوا الْحَقَّ ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ○

۲۳۔ اور خدا کے نزدیک شفاعت کچھ فائدہ نہیں دیتی مگر اس کے لئے جس کے واسطے اللہ اذن دے یہاں تک کہ جب تک ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور کی جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ پھر آپ کہتے ہیں سچی بات فرمائی ہے اور وہی بلند مرتبہ سب سے بڑا ہے ○

۲۴۔ قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۖ قُلِ اللّٰهُ ۙ وَإِنَّا أَوْ إِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى أَوْ فِي ضَلٰلٍ مُّبِينٍ ○

۲۴۔ تو کہہ آسمانوں اور زمین میں سے تمہیں رزق کون دیتا ہے؟ تو کہہ کہ اللہ اور یا ہم تم البتہ ہدایت پر ہیں یا صریح گمراہی میں (غور کرو کوئی تو سچا ہے) ذرا سوچو ○

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۲۹ :-

اللہ تعالیٰ نے انکی اس خواہش کو پورا کر دیا۔ یہ مختلف گروہوں اور ٹکڑیوں میں بٹ گئے! اور بالآخر اس تشتت اور افتراق کی بدولت مٹ گئے۔ اور صرف انکے افسانے باقی رہ گئے●

یعنی رَبَّنَا بَاعِدْ بَيْنَ أَسْفَارِنَا کا ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ ان لوگوں نے ازراہ سرکشی عذاب کا مطالبہ کیا ہو۔ اور یہ کہا ہو۔ کہ ہم صداقت اور سچائی کو قبول نہیں کر سکتے اگر واقعی اس انکار کا نتیجہ ہلاکت ہے تو آئیے اور ہماری بستیوں کو ویران کر دیجئے، ہم اس ویرانی اور ہلاکت کا انتظار اور عذاب کا خیر مقدم کرتے ہیں●

ف فرمایا۔ ان چند مومنوں کے سوا سب لوگوں نے شیطان کی پیروی کی، اور اسکے مزعومات کو سچا ثابت کرکے دکھایا۔ یعنی یہ جو اس نے کہی تھی کہ میں ان لوگوں کو گمراہ کرکے رہونگا۔ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ وہ پوری ہوئی۔ اور یہ لوگ اس کے چنگل میں گرفتار ہو گئے●

یعنی ان لوگوں کی گمراہی محض اس قانون ازلی کے مطابق ہے کہ دنیا میں ہمیشہ دو گروہ موجود رہیں گے! ایک وہ جو عقلی اور فطرت پر ایمان رکھتا ہے۔ اور دوسرا وہ جو مادیت پرست ہے! ان دو قسم کے خیالات کا بقاء دنیا کے تکوینی مقاصد کے لئے ضروری ہے●

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

ف مشرکین سے کہئے کہ تم جن لوگوں کو خدا سمجھتے ہو وہ کائنات میں ایک ذرہ پر بھی اقتدار نہیں رکھتے! اور نہ زمین اور آسمان کی تخلیق میں انکا کچھ حصہ ہے اور نہ یہ درست ہے۔ کہ کسی کام میں اللہ کے شریک و سہیم ہیں۔ پھر تمہاری عقلوں کو کیا ہو گیا ہے۔ کہ تم ان لوگوں کو اپنا معبود سمجھتے ہو●

حقیقت ثانیہ

ف حضور کو مخاطب فرمایا ہے اور کہا ہے۔ کہ ان لوگوں سے پوچھئے جو ما سوا ہیں، اُلجھے ہوئے ہیں! اور شرافت انسانی سے قطع نظر کرکے کائنات کے حقیر مظاہر کے سامنے جھکتے ہیں۔ کہ تمہیں آسمانوں اور زمین سے کون روزی عطا کرتا ہے؟ یعنی یہ ابر و باد کا انتظام کس کے ہاتھ میں ہے۔ کون پانی سے لدی ہوئی ہوائیں بھیجتا ہے! اور کون مردہ کھیتوں کو ہرا بھرا اور شاداب بنا دیتا ہے؟ کون انگوریاں، غلہ اور چارہ پیدا کرتا ہے؟ فرمایا۔ کہ اس سوال کا جواب سوائے اسکے کیا ہو سکتا ہے کہ یہ اللہ کے اختیار میں ہے۔ گویا یہ جواب تمام تر اور واقعیت پر مبنی ہے۔ کہ کوئی شخص اس سے اختلاف نہیں کر سکتا اسکے بعد فرمایا۔ کہ اس حقیقت ثانیہ کے بعد اب تمہیں غور کرنا چاہئے۔ (باقی صفحہ ۱۰۳۱ پر)

۲۵- قُلْ لَّا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّآ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْـَٔلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○

۲۶- قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ؕ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ○

۲۷- قُلْ اَرُوْنِيَ الَّذِيْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَكَآءَ كَلَّا ؕ بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

۲۸- وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

۲۹- وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

۲۵- تو کہہ جو گناہ ہم نے کئے ہیں انکی بازپرس تم سے نہیں کی جائیگی اور نہ تمہارے اعمال کی بازپرس ہم سے ہوگی ○

۲۶- تو کہہ ہمارا رب ہم سب کو جمع کریگا۔ پھر ہم میں انصاف سے فیصلہ کریگا اور وہی حکم کرنیوالا جاننے والا ہے ○

۲۷- تو کہہ تم مجھے وہ اشخاص دکھلاؤ جنہیں تم نے شریک ٹھہرا کر خدا سے ملا دیا ہے ○ کوئی نہیں بلکہ وہی اللہ ہے زبردست حکمت والا

۲۸- اور تجھے جو ہم نے بھیجا ہے تو سب لوگوں کے لئے خوشی اور ڈر سنانے کو بھیجا ہے۔ لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے ○

۲۹- اور کہتے ہیں اگر تم سچے ہو، تو یہ وعدہ کب آئے گا ○

حاشیہ صفحہ ۱۰۳۰:-

کہ ہم دونوں میں سے کون راہِ راست پر گامزن ہے اور کون گمراہ ہے کون صداقت شعار ہے اور کون اصنام پرستی میں مبتلا۔ کون اس خدا کو مانتا ہے جو حقیقی اور سچا رازق ہے اور کون ان بتوں کی پرستش کرتا ہے۔ جن کا رزق کی کشائش اور تنگی میں کوئی دخل نہیں۔

آیت کے اس چھوٹے سے ٹکڑے میں چند لفظی اور معنوی صنائع ہیں۔ جنکو ملحوظ رکھا گیا ہے اور وہ یہ ہیں:-

۱- انداز بیان ایسا اختیار کیا گیا ہے۔ جو مشرکین کو جزکا دینے اور غور و تامل پر مجبور کرنے۔ یعنی یہ نہیں فرمایا۔ کہ ہم دونوں میں سے ایک ضرور راہِ صادق۔ وصفا پر گامزن ہے اور دوسرا گمراہ ہے۔

۲- لفظ ھُدًی کہہ کر گویا یہ بتا دیا ہے۔ کہ ہمارا راہِ راست پر ہونا زیادہ قرین عقل ہے۔

۳- ہدایت کیلئے علٰی کا لفظ اور ضلال کے لئے فی استعمال کرنا یہ بھی کسی مصلحت سے ہے۔ کہ توحید کی راہ علو و رفعت کی راہ ہے اور شرک کی راہ گمراہی اور پستی کی۔

۴- اَوْ حرف تردید ہے۔ جس کے معنے ہیں کہ حق و صداقت اور گمراہی میں کوئی تیسری راہ نہیں ہے۔ ہر شخص کے متعلق یہی دو ہی لفظ چسپاں ہو سکتے ہیں۔ یا تو وہ صحیح مسلک پر قائم ہے یا گمراہ۔

(حاشیہ صفحہ ھذا)

فیضانِ عام

۱ یعنی حضور کی نبوت تمام کائنات کے لئے ہے۔ کسی خاص عصر کے لوگوں کے ساتھ مختص نہیں۔ کسی خاص حالات اور مقامات کے تابع نہیں۔ ہر وقت اور ہر آن آپ کی تعلیمات لائق قبول اور قابل اتباع ہیں۔ آپ ہر زمانے میں اپنے پیغام کے لحاظ سے زندہ ہیں۔ اور یہ زندگی تا قیامت جاری رہے گی۔ کَافَّۃً لِلنَّاسِ سے مقصود یہ ہے۔ کہ کسی زمانہ اور کسی قرن میں بھی کسی دوسرے نبوت کے تک پناہ گزین ہونے کی ضرورت نہیں ہے آپکی نبوت کا پھریرا ہر وقت لہراتا رہے گا۔ اور لوگوں کو امن و سعادت کا پیغام پہنچاتا رہے گا۔

حلِ لغات

اَلْفَتَّاحُ ۔ ٹھیک ٹھیک فیصلہ کرنے والا۔

کَافَّۃً ۔ یعنے ہمہ و تمام۔ عموم و استغراق کے لئے ہے۔

۳۰۔ قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ۝

۳۰۔ تو کہہ تمہارے لئے ایک دن کا وعدہ ہے اس سے تم نہ ایک ساعت پیچھے رہو گے اور نہ آگے بڑھو گے ۝

۳۱۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ۗ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ ِۨ الْقَوْلَ ۚ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ۝

۳۱۔ اور کافروں نے کہا۔ کہ ہم اس قرآن پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے اور نہ اس پر جو اس سے پہلے ہے، اور کاش کہ تو دیکھے جب ظالم اپنے رب کے پاس کھڑے کئے جائیں گے، ایک دوسرے پر بات ڈالے گا۔ جو دنیا میں ضعیف سمجھے گئے تھے متکبروں سے کہیں گے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور ایماندار ہوتے ۝

۳۲۔ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ۝

۳۲۔ متکبر لوگ ضعیفوں سے کہیں گے کہ جب تمہارے پاس ہدایت آئی تھی، کیا ہم نے اسکے پہنچنے کے بعد تمہیں ہدایت سے روکا تھا؟ ہرگز نہیں بلکہ تم ہی مجرم تھے ۝

زیردستوں کی گفتگو زبردستوں سے

جب آفتاب جب چمکتا ہے۔ تو یہ ناممکن ہے کہ لوگ اسکی روشنی کو محسوس نہ کریں۔ رات کی تاریکی جب دور ہوتی ہے۔ اور پو پھٹتی ہے تو ہر شخص ایک روحانی کیف کو محسوس کرتا ہے۔ موسم بہار میں بوقلمون پھولوں کی بہار سے کون محظوظ نہیں ہوتا؟ بالکل اسی طرح دنیا میں طویل تاریکی اور ظلمت کے بعد مہر صداقت جب طلوع ہوتا ہے تو ساری دنیا کو منور کر دیتا ہے۔ جب فلاح وسعادت کی صبح رونما ہوتی ہے۔ تو ہر سلیم الفطرت انسان اس کی کیفیتوں سے زندگی حاصل کرتا ہے۔ اور جب کشت زار قلوب کی بہار کا موسم آتا ہے۔ تو فیضان الہٰی کی تراوش ہوتی ہے ان کیفیات سے انکار کرنا جہود اور کجاولد ہے۔ اور چند حقیر دنیوی مصالح کا تقاضا ہے۔ ورنہ کون ہے جو ان چیزوں کو دیکھے۔ محسوس کرے۔ اور جھٹلا دے۔ ان آیات میں قرآن حکیم اسی صداقت کا اظہار کرنا چاہتا ہے۔ کہ ان لوگوں نے جو دنیا میں تکذیب اور سرکشی کو روا رکھا۔ تو محض اس لئے کہ ان میں سے امراء۔ کبراء عائد اور بڑے بڑے مشائخ اپنے نشۂ کبر میں سرشار تھے۔ اور ان کی مصلحتوں کا تقاضا یہ تھا۔ کہ اسلام کو ٹھکرا دیا جائے۔ کیونکہ اسلام کے پھیل جانے سے ان کی عزت دینی اور وجاہت دنیوی خطرہ میں تھی۔ ورنہ کوئی معقول عذر ان پیشوایان دین کے پاس تھا اور نہ ان کے عقیدت مندوں کے پاس۔ نہ سرمایہ داروں کے پاس اور نہ تہیدست محتاجوں کے پاس۔ بات صرف یہ تھی۔ کہ یہ لوگ خود تو بتقاضائے مصلحت عمداً اسلام کو قبول نہیں کرتے تھے مگر ساتھ ساتھ یہ کوشش بھی کرتے تھے۔ کہ عوام بھی اس نعمت سے محروم رہیں۔ میدان حشر میں یہ لوگ اللہ کے دربار میں پیش ہوں گے۔ اور اس کی حضوری میں اپنے جرائم پر نظر کریں گے۔ تو ان کو سخت ندامت ہوگی۔

(باقی صفحہ ۱۰۳۳ پر)

حل لغت

صَدَدْنٰكُمْ۔ صَدٌّ سے ہے۔ بمعنی روکنا۔ منع کرنا۔

۳۳۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ۭ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۭ وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

۳۳۔ اور ضعیف لوگ متکبروں سے کہیں گے، کوئی نہیں بلکہ رات اور دن کے فریب نے ہمیں گمراہ کیا۔ جب کہ تم ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم اللہ کا انکار اور اس کے لئے شریک ٹھہرائیں، اور جب عذاب دیکھیں گے دل ہی دل میں پچھتائیں پشیمان ہونگے اور ہم کافروں کی گردنوں میں طوق ڈالیں گے۔ جو کرتے تھے اسی کی وہ سزا پائیں گے ○

۳۴۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ○

۳۴۔ اور ہمنے جس بستی میں کوئی ڈرانے والا بھیجا وہاں کے دولت مندوں نے یہی کہا کہ جو کچھ (پیغام) تمہارے ہاتھ بھیجا گیا ہے، ہم اس کے منکر ہیں ○

۳۵۔ وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۙ وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ○

۳۵۔ اور کہا کہ ہم مال و اولاد میں زیادہ ہیں اور ہم پر آفت نہیں آئے گی ○

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۳۲:-

۱) اور اس وقت یہ کہیں گے۔ کہ ہم سب کیوں اللہ کے اس فضل سے محروم رہے؟ کمزور عقیدت مند گنہگار اپنے اکابر اور مرشدین سے کہیں گے۔ کہ تم لوگوں نے اپنے مطلب اور خود غرضی کے لئے ہم کو اسلام کی برکات سے محروم رکھا۔ اگر ہم اس معاملہ میں خالی الذہن ہوتے۔ تو ضرور اسلام قبول کر لیتے۔ تو اس وقت وہ بڑے بڑے لوگ کامل بے زاری کا اظہار کریں گے۔ اور کہیں گے۔ کہ ہم نے تمہیں کبھی ہدایت کی باتوں کو قبول کر لینے سے نہیں روکا۔ تم اپنے اعمال کے آپ ذمہ دار ہو۔ اس کا وہ یہ جواب دیں گے۔ کہ پھر صبح و مسا تمہاری سازشوں اور تدبیروں کا کیا مقصد تھا۔ جو حق کے مقابلہ میں اختیار کی جاتی تھیں۔ جب کہ تم ہم لوگوں کو کفر پر مجبور کرتے تھے۔ اور شرک کے لئے آمادہ کرتے تھے۔ فرمایا۔ اس بحث اور الزام دہی سے اب کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ جہانتک جرائم کا تعلق ہے۔ تم دونوں برابر کے مجرم اور ذمہ دار ہو۔ اسلئے اب ان مغرور گردنوں میں ذلت وحقارت کے طوق پہننے کیلئے تیار رہو۔

حل لغات :- مَكْرُ الَّيْلِ۔ یعنی مَكْرُكُمْ۔ اَسَرُّوا النَّدَامَةَ۔ ذوات الاضداد سے ہے۔ اسکے معنے چھپا لینے کے بھی ہیں، اور ظاہر کرنے کے بھی۔ اَلْاَغْلٰلُ۔ غُلّ کی جمع ہے۔ طوق زنجیر لوہے کا طوق۔ اَعْنَاق۔ جمع عنق۔ یعنی گردنیں۔

۳۶- قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ؏

۳۶- تو کہہ میرا رب جس کے لئے چاہتا ہے روزی کشادہ کرتا ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ○

۳۷- وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ○

۳۷- اور تمہارے مال اور تمہاری اولاد وہ نہیں کہ ہمارے پاس تمہارا درجہ قریب کردیں۔ مگر وہی جو ایمان لایا اور اس نے نیک کام کئے تو ایسے ہی لوگوں کو انکے اعمال کا دوچند بدلا ملے گا۔ اور وہ بالا خانوں میں نڈر بیٹھے ہوں گے ○

۳۸- وَالَّذِيْنَ يَسْعَوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ○

۳۸- اور جو لوگ ہماری آیتوں کے عاجز کرنے میں سعی کرتے ہیں وہی عذاب میں پکڑے جاتے ہیں ○

۳۹- قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ يَقْدِرُ لَهٗ وَ

۳۹- تو کہہ میرا رب اپنے بندوں میں سے جس کیلئے چاہے رزق کشادہ کرتا ہے اور جسکے لئے چاہے تنگ کرتا ہے،

رُوحانی تقاضے

ف مکے والوں کو مال و دولت اور اپنی اولاد پر بڑا غرور تھا۔ وہ سمجھتے تھے۔ کہ اس سے زیادہ سعادت اور خوش بختی اور کیا ہوسکتی ہے۔ کہ ایک شخص دولت سے بہرہ ور ہو۔ اور اسکے اولاد بھی ہو۔ ان دو چیزوں کی موجودگی میں روحانیت بے معنے شے ہے۔ اور مذہب کی ضرورت نہیں۔ آج بھی مادہ پرست دنیا یہی سمجھتی ہے۔ کہ جہاں تک حظوظ دنیا کا تعلق ہے۔ اس سے استفادہ کرنا تو ضروری ہے۔ اور ان کو پاکر پھر مابعد الطبعی مسئلوں کے پیچھے دوڑنا حماقت ہے۔ چودہ سو سال کی مادیت میں کوئی فرق نہیں۔ آج بھی وہی خیالات ہیں۔ جو آج سے پہلے مکے کے جاہلوں میں رائج تھے۔ اضافہ صرف یہ ہوا ہے۔ کہ ان لوگوں کی خواہشات محدود تھیں۔ آج ان خواہشات میں توسیع اور تنوع پیدا ہوگیا ہے۔ اور بس۔ قرآن حکیم کہتا ہے۔ یہ بات جب درست ہوتی۔ جب تم صرف جسم ہوتے اور تم میں روح نہ ہوتی۔ اور روحانی تقاضے نہ ہوتے۔ جب تمہارے جسم کے ساتھ تمہاری روح بھی ہے۔ اور وہ روح اُس روح اکبر سے جا ملنا چاہتی ہے۔ اس کے تقرب کے لئے بیقرار ہے۔ اور اس کے کچھ تقاضے بھی ہیں۔ تو پھر بتاؤ۔ کہ تم مال و دولت کے انباروں کے ساتھ کیونکر ان لطیف تقاضوں کو پورا کرسکتے ہو۔ (باقی صفحہ ۱۰۳۵ پر)

حلِ لغت

زُلْفٰی۔ تقرب۔ حضوری ●

اَلْغُرُفٰتُ۔ غرفہ کی جمع ہے۔ یعنی بالا خانے ●

وَيَقْدِرُ۔ تنگی سے دیتا ہے ●

مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ○

اللہ جو تم خرچ کرتے ہو وہ اس کا بدلا دیتا ہے اور وہ بہتر روزی دینے والا ہے ○

۴۰- وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ○

۴۰- اور جس دن وہ ان سب کو اٹھائے گا پھر فرشتوں سے پوچھے گا۔ کہ کیا یہ لوگ تمہیں پوجتے تھے؟ ○

۴۱- قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ ۚ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ○

۴۱- وہ کہیں گے تو پاک ہے۔ تو ہی ہمارا کارساز ہے نہ وہ۔ نہیں بلکہ یہ توجنّوں کو پوجتے تھے، ان میں سے اکثر ان ہی پر ایمان رکھتے تھے ○

۴۲- فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۗ وَنَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّتِیْ

۴۲- سو آج تم ایک دوسرے کی بھلائی اور بُرائی کا اختیار نہیں رکھتے اور ہم ظالموں سے کہیں گے کہ جس آگ کو تم جھٹلاتے تھے، اس

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۳۴

اور کیونکر اللہ تک رسائی حاصل کر سکتے ہو۔ یاد رکھو۔ وہاں تک پہنچنے کے لئے جن کیفیات کی ضرورت ہے۔ وہ سیم وزر سے دل میں پیدا نہیں ہوتیں۔ اور نہ اولاد واعوان سے ان کے حصول میں کچھ مدد مل سکتی ہے۔ وہ کیفیتیں تو ایمان سے پیدا ہوتی ہیں۔ اور اعمال صالحہ کی آبیاری سے بڑھتی اور تازگی حاصل کرتی ہیں ○

ف۱ یعنی مال ودولت کی کشائش اور تنگی قطعاً اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ چاہے۔ تو ایک بندۂ مفلس کو تاج وتخت کا مالک کر دے۔ اور چاہے تو پل بھر میں تخت نشین کو خاک نشین کر دے ؎

عجب نادان ہیں جنکو ہے عجب تاج سلطانی
فلک بال ہُما کو پل میں سونپے ہے مگس رانی

مال ودولت وہ ہے۔ جس کو تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ جو جیبوں اور بنکوں سے نکل کر قومی ضروریات پر صرف ہو۔ وہ دولت نہیں۔ جو قومی نحوست ہو۔ لعنت ہو۔ عیاشی اور بدمعاشی ہو۔ کبر وغرور ہو۔ اور جیسے کے صندوقوں میں بند تہ خانوں میں پنہاں اور زمین میں دفن ہو ○ (حاشیہ صفحہ ھٰذا)

ف۱ مشرکین مکہ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے۔ اور ان کی پرستش کرتے تھے۔ میدان قیامت میں اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے عقیدہ کی تغلیط اور توہین کیلئے فرشتوں سے ان کے روبرو پوچھے گا۔ کہ کیا یہ لوگ تمہاری پوجا کرتے تھے۔ فرشتے جواب دیں گے۔ کہ اے اللہ تیری ذات پاک ہے صرف تو ہی عبادت کے لائق ہے۔ ہم تیری عبودیت اور بندگی پر مفتخر ہیں۔ ہمیں جو تعلق تیری ذات سے ہے وہ کسی سے نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ انہیں شیطان بہکاتے تھے! اور یہ شیطانوں کی پیروی کرتے تھے ○

كُنتُمْ بِهَا تُكَذِّبُونَ ○

کا عذاب چکھو ○

۴۳۔ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالُوا مَا هَٰذَا إِلَّا رَجُلٌ يُرِيدُ أَن يَصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُكُمْ وَقَالُوا مَا هَٰذَا إِلَّا إِفْكٌ مُّفْتَرًى وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ○

۴۳۔ اور جب ہماری روشن آیتیں ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں۔ تو کہتے ہیں کہ اور کچھ نہیں تو صرف ایک آدمی ہے چاہتا ہے کہ جنکی عبادت تمہارے باپ دادے کرتے تھے تمہیں ان سے روک دے اور کہتے ہیں یہ (قرآن) کچھ نہیں ہے تو جھوٹ بنایا ہوا ہے اور کافروں نے حق کی نسبت جب وہ ان کے پاس آیا تو یوں کہا کہ یہ اور کچھ نہیں صرف کھلا جادو ہے ○

۴۴۔ وَمَا آتَيْنَاهُم مِّن كُتُبٍ يَدْرُسُونَهَا وَمَا أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِن نَّذِيرٍ ○

۴۴۔ اور ہم نے انکو کچھ کتابیں نہیں دی تھیں جنکو یہ پڑھتے ہوں اور نہ تجھ سے پہلے ہمنے انکی طرف کوئی ڈرانیوالا بھیجا ○

۴۵۔ وَكَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَمَا بَلَغُوا مِعْشَارَ مَا آتَيْنَاهُمْ فَكَذَّبُوا رُسُلِي فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ○

۴۵۔ اور ان سے پہلے لوگوں نے بھی جھٹلایا تھا اور جو کچھ ہمنے انکو دیا تھا یہ اسکے دسویں حصہ کو بھی نہیں پہنچے، پھر انہوں نے ہمارے رسولوں کو جھٹلایا تو کیسا تھا ہمارا انکار (یعنی انکا انجام) ○

تقلید آباء

ف۱ قرآن حکیم اپنے مطالب کی وضاحت میں اور دلائل کے استحکام میں بے نظیر کتاب ہے۔ حضور کی نبوت اس درجہ تابانی اور روشن ہے کہ اس میں کوئی شبہ قطعاً نہیں ہو سکتا۔ بالخصوص ان لوگوں کیلئے جنہوں نے یہ معجزہ خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو کہ کیونکر ایک شخص جو چالیس سال کی عمر کے بعد الہام کا دعوے کرتا ہے اور یکایک فلسفہ و حکمت کا دریا بہانے لگتا ہے۔ وہ جو کتاب پیش کرتا ہے۔ نہایت موثر ہے۔ اسکی تعلیم دل میں اتر جانیوالی ہے۔ اور خواب غفلت سے چونکا دینے والی ہے۔ اسکا انداز بیان بالکل نرالا اور اچھوتا ہے۔ اسکو پیش کرنے والا الصادق المصدوق اور صحیح العقل ہے۔ اس کا چہرہ سچائی کے نور سے چراغ کی طرح روشن ہے۔ ان لوگوں کے لئے جنہوں نے یہ ساری کیفیتیں بچشم خود دیکھی ہوں۔ بالکل مجال انکار نہیں۔ کیا بات تھی۔ کیوں ان لوگوں نے اس پیغام کو نہ مانا۔ اور حق و صداقت کو ٹھکرا دیا۔ کیوں ان لوگوں نے کفر و گمراہی کو ترجیح دی۔ اور اس روشنی کی طرف سے آنکھیں موند لیں۔

کیا اس لئے کہ انکے دلوں میں کچھ معقول شکوک تھے اور انکے ازالہ کی کوشش نہیں کی گئی؟ یا اس لئے کہ اسلامی تعلیمات کی عظمت نے انہیں مرعوب نہیں کیا؟ قصہ صرف اتنا ہے۔ کہ تقلید آباء کا پرانا جذبہ دلوں میں کارفرما تھا۔ دل نہیں چاہتا تھا۔ کہ صدیوں کے تعلقات عقیدت کو اسلام کی وجہ سے خیرباد کہہ دیں۔ اور یہ تسلیم کرلیں۔ کہ انکے آباؤ اجداد باطل پر تھے۔ اور حق کی روشنی سے محروم۔ پرانے عقیدے اور پرانی رسمیں چھوڑ دینا ان کے لئے ناممکن تھیں۔ یہ بے جان حرفوں کے پجاری تھے۔ بوسیدہ اور کھوکھلی پرانی عظمت تھیں جنپر انکی نگاہیں تھیں۔ کہ ہمارے باپ دادا اور قدیم علماء ان سے باہر آکر ہم کو دین محمد قبول کرلینے کی اجازت دیں۔ اس لئے بالطبع ان حالات میں اسلامی تعلیم ان کے لئے قابل نہیں تھی۔ (باقی صفحہ ۱۰۳۷ پر)

حل لغات:- اِفْكٌ۔ جھوٹ۔ سِحْرٌ۔ یعنی باطل و فریب کا جادو ہے۔ مِعْشَارَ۔ دسواں حصہ۔ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ۔ باطل (معبود) نہ تو پہلی بار پیدا کرسکتا ہے! ورنہ دوبارہ پیدا کریگا۔

* محاورہ ہے یعنی باطل نہ اب مفید تھا اور نہ آئندہ

۴۶- قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۫ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ○

۴۷- قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ○

۴۸- قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ ۚ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ○

۴۹- قُلْ جَاۗءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ ○

۴۶- تو کہہ میں تمہیں صرف ایک ہی نصیحت دیتا ہوں یہ کہ تم دو دو اور ایک ایک اللہ کے لئے اٹھ کھڑے ہو پھر فکر کرو کہ تمہارا صاحب دیوانہ نہیں ہے وہ تو تم کو ایک سخت عذاب کے آگے ڈرانیوالا ہے ○

۴۷- تو کہہ جو میں نے تم سے کچھ مزدوری مانگی ہو وہ تمہیں کو مبارک رہے، میری مزدوری تو صرف اللہ پر ہے اور وہ ہر شے پر حاضر ہے ○

۴۸- تو کہہ میرا رب سچا دین ڈالتا جاتا ہے۔ اور وہ خفیہ باتوں کا جاننے والا ہے ○

۴۹- تو کہہ حق آگیا اور جھوٹ نہ پہلی بار پیدا کرتا ہے اور نہ دوسری بار ف۱ ○

حاشیہ صفحہ ۱۰۳۶ سے

اور انکے لئے ناممکن تھا۔ کہ باپ دادا کی روایات کے خلاف اس قسم کی عبادت کرتے۔ اسلئے کبھی کہتے۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو باپ دادا کی تقلید سے روکتے ہیں کبھی کہتے۔ یہ سب جھوٹ اور افسانہ ہے۔ اور کبھی جب اسلام کے اثرات اور جذب کو دیکھتے۔ تو یہ کہتے۔ کہ یہ کھلا جادو ہے۔ فرمایا۔ یہ اس قسم کے تخیلات گھڑتے ہیں۔ حالانکہ انکے پاس کوئی معیار صداقت موجود نہیں۔ دوسری کوئی کتاب قرآن کے سوا انکے پاس ہے۔ اور نہ کوئی پیغمبر آپ سے پہلے ان لوگوں میں آیا ہے۔ ان لوگوں کو اپنی قوت اور طاقت پر ناز نہیں ہونا چاہیئے۔ ان سے پہلے بھی قومیں اس کرۂ ارضی میں آئی ہیں۔ جو طاقت و قوت میں ان سے کہیں زیادہ تھیں۔ لیکن جب ان لوگوں نے اللہ کے نام کو ٹھکرا دیا۔ تو ان کا کیا حشر ہوا۔ کس طرح اللہ کے عذاب نے انکو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ اور فنا کے گھاٹ اتار دیا۔

ف اس آیت میں مقام محمدی کے استحکام کی طرف اشارہ ہے۔ کہ کیونکر وہ عقل وفکر کی مضبوط چٹانوں پر قائم ہے۔ اسکا مطالبہ انسانوں سے صرف یہ ہے۔ کہ وہ خوب چھان بین سے کام لیں اور سوچیں۔ کہ ایسا جلیل القدر انسان کیا مخل دماغ کا مریض ہے تو پھر خدارا بتایا جائے کہ صحت کیا چیز ہے۔ کیا وہ شخص جس کی تعلیمات سے آج بھی کروڑوں انسان مستفید ہو رہے ہیں۔ مجنون ہے کیا جس کا وجود اور وجود سارے کا سارا انسان کیلئے مشعل راہ ہے۔ تو پھر بتایا جائے۔ کہ یہ توازن عجز پیغمبر کی ذات کے

اور کہاں پایا جا سکتا ہے؟

(حاشیہ صفحہ ھذا)

حضور کی صداقت پر سب سے بڑی دلیل

ف۱ حضور کی صداقت پر سب سے بڑی دلیل یہ تھی۔ کہ آپ محض حسبۃً للہ لوگوں کو خدا کی طرف دعوت دیتے تھے۔ اس میں آپ کی کوئی ذاتی منفعت ہرگز پنہاں نہ تھی۔ بلکہ جب آپ سے کہا گیا۔ کہ اگر آپ نبوت کے دعویٰ سے (معاذ اللہ) باز آجائیں۔ تو ہم بہترین معاوضہ دینے کیلئے تیار ہیں۔ ہم آپکے قدموں میں سونے اور چاندی کے ڈھیر لگا سکتے ہیں۔ ہم عرب کی حسین ترین اور شریف ترین خاتون کو آپکے عقد میں دے سکتے ہیں۔ اور ہم یہ بھی کر سکتے ہیں۔ کہ آپ کو قیادت مطلقہ کے منصب پر سرفراز کر دیں۔ تو آپ نے پورے جوش کے ساتھ فرمایا۔ کہ تم لوگوں نے مجھے بالکل سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ اگر تم میرے ایک ہاتھ پر آفتاب رکھ دو۔ اور دوسرے ہاتھ پہ چاند۔ تو بھی میں یہی کہوں گا۔ جو اب تک کہتا آیا ہوں۔ میرے خیالات میں کوئی تبدیلی نہیں پیدا ہو سکتی۔ ایسا آپ نے کیوں فرمایا اسلئے کہ آپ صداقت محض صداقت کیلئے پھیلانا چاہتے تھے۔ اور نہیں چاہتے تھے کہ میری کوئی م

۴ قیمت وصول کی جائے۔

٥٠- قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰى نَفْسِىْ ۚ وَاِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوْحِىْٓ اِلَىَّ رَبِّىْ ۭ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ ○

٥٠- تو کہہ اگر میں گمراہ ہوا تو اپنے ہی بُرے کے لئے گمراہ ہوا اور اگر میں نے ہدایت پائی تو اس وحی کے سبب جو میرا رب مجھ پر نازل کرتا ہے بیشک وہ سننے والا نزدیک ہے ○

٥١- وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ○

٥١- اور کاش تو دیکھے جب وہ گھبرائیں گے پھر بھاگ نہ سکیں گے اور قریب جگہ سے پکڑے آئیں گے ○

٥٢- وَّقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ○

٥٢- اور کہیں گے کہ ہم قرآن پر ایمان لائے اور (حالانکہ) اب دور جگہ سے انکا ہاتھ کہاں پہنچ سکتا ہے ○

٥٣- وَّقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ○

٥٣- حالانکہ پہلے وہ اسکے منکر ہوئے تھے اور بن دیکھے دور جگہ سے نشانے پر پھینکتے رہے تھے ○

٥٤- وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا فِىْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ○

٥٤- اور انکے اور انکی خواہشوں کے درمیان انکاؤ پڑ جائیگا جیسے پہلے ان کے ہم مشربوں سے کیا گیا تھا۔ البتہ وہ قوی شک میں تھے ○

ف يَقْذِفُ بِالْحَقِّ سے مراد یا تو یہ ہے۔ کہ باوجود قلّتِ وسائل کے میرا رب ضرور اس کے لئے دلوں کے اندر پذیرائی کی صلاحیت پیدا کرے گا۔ اور ضرور اسلام کی حقانیت اور صداقت کو ان کے قلوب میں ڈال دے گا۔ کیونکہ صداقت بجائے خود اپنے اندر جاذبیت رکھتی ہے۔ اور اس لائق ہوتی ہے۔ کہ لوگ اس کو ترجیح دیں۔ یا یہ مراد ہے۔ کہ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ یعنی حق باطل سے متصادم ہوتا ہے۔ اور باطل دب جاتا ہے۔ اور حق کو غلبۂ قوت عطا ہوتی ہے۔ تم بھی یہ دیکھتے رہو۔ کہ اسلام کے عقائد کیونکر تمہارے مزعومات باطلہ سے ٹکرا کر انھیں کس طرح پاش پاش کر دیتے ہیں۔ حق وصداقت کی پہچان یہ بھی ہے۔ کہ بالآخر حق بقا ودوام کی نعمت سے نوازا جاتا ہے۔ اور باطل فنا کی گہرائیوں میں گم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جس طرح کائنات کی مادی چیزوں میں بقاء الاصلح کا قانون جاری ہے۔ اسی طرح حقائق دینی ونظریات میں بھی یہی قانون کارفرما ہے۔ غلط اور معرض عقیدے زیادہ مدت تک قائم نہیں رہ سکتے۔ اور ان کو فروغ حاصل نہیں ہو سکتا۔ ان میں منطقی طور پر وہ زندگی نہیں ہوتی جو ہمیشہ باقی رہ سکے۔

ف یعنی حق وصداقت کا آفتاب اپنی پوری تابانی کے ساتھ جلوہ گر ہو چکا ہے۔ اس لئے اب باطل اس کے مقابلہ میں نہیں چھپ سکتا۔ بلکہ یوں سمجھئے۔ کہ باطل کا اصلاً وجود ہی نہیں۔ اور اب وقت آگیا ہے۔ کہ اس کی صحیح صحیح حیثیت متعین کر دی جائے۔ اور بتا دیا جائے۔ کہ دنیا کا سچا مذہب صرف اسلام ہے۔ اور اس کے سوا جو کچھ ہے۔ فریب نظر ہے! وہ نفس کا دھوکہ ہے۔

حلِ لغات:۔

اَلتَّنَاوُشُ۔ تَنَاوُشٌ سے ہے۔ جس کے معنے کسی چیز کو ہاتھ میں پکڑنے اور کسی کو جلدی پہنچا لینے کے ہیں۔
بِاَشْيَاعِهِمْ۔ شِيْعَةٌ کی جمع ہے بمعنے ہم مشرب ہم خیال گروہ جیسا، اتباع وانصار۔

آیاتها (٤٥)	(٣٥) سُوْرَةُ فَاطِرٍ مَكِّيَّةٌ (٤٣)	رکوعاتها (٥)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

١- اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِیْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ مَا یَشَآءُ ۚ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○

٢- مَا یَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا یُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ○

٣- یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ ۚ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرُ اللّٰهِ یَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۚ

(٣٥) سُورۂ فاطر

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

١- سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو آسمانوں اور زمین کا خالق ہے۔ بنانیوالا فرشتوں کو رسول (پیغام پہنچانیوالا) جنکے دو دو اور تین تین اور چار چار پر ہیں۔ف۱ پیدائش میں جو وہ چاہتا ہے بڑھاتا ہے۔ بیشک اللہ ہر شے پر قادر ہے ○

٢- رحمت اللہ کے لوگوں کے لئے کھولدے تو کوئی اس رحمت کا رُکنے والا نہیں اور جو بند کردے تو اسکے بعد اس کا کھولنے والا کوئی نہیں اور وہ زبردست حکمت والا ہے ○

٣- اے لوگو اللہ کی نعمت جو تم پر ہے یاد کرو۔ کیا اللہ کے سوا کوئی اور خالق ہے؟ کہ جو آسمان اور زمین میں سے رزق دیتا ہو۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں پھر کہاں

سُورۂ فاطر

ف۱ یہ سورت مکی ہے۔ اور اس میں دوسری مکی سورتوں کی طرح عام طور پر توحید و رسالت کے معارف سے بحث کی گئی ہے۔ اور حشر و نشر پر دلائل قائم کئے گئے ہیں۔ اور ان تمام شکوک و شبہات کو دور کیا گیا ہے جو اس وقت کے لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوتے تھے۔ اور یہ بتایا گیا ہے۔ کہ یہ اللہ کا سچا اور آخری پیغام ہے۔

اللہ کی حمد و ستائش سے اس کا آغاز فرمایا ہے۔ تاکہ معلوم ہو کہ روحانیت کی پہلی منزل نفس انسانی کا تذلل اور اللہ کی جلالت قدر کا اعتراف اور یقین ہے جب تک یہ مقام عبودیت طے نہ ہو اس وقت تک عارف و سالک دوسری منزلوں تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا

فاطر کے معنے جیسا کہ حضرت ابن عباس کی تصریح ہے۔ مُبدِع اور آفرینندہ کے ہیں۔ یعنی وہ خدا جس نے کائنات کو اوّلًا کتم عدم سے پیدا کیا ہے۔ اور جو پیدا کرنے کے لئے ذریعوں اور وسیلوں کا محتاج نہیں ہے۔ اس کی قدرت کاملہ بجائے خود یہ صلاحیت رکھتی ہے۔ کہ ہر چیز کو ہر وقت بغیر کسی تیاری کے پیدا کردے۔ اس کے متعلق یہ سوال بھی پیدا نہیں ہوتا۔ کہ وہ کیونکر کائنات کو پیدا کرتا ہے۔ کیونکہ وہ بہر نہج کامل ہے۔ اور تمام شروط لامر اس کے اشارہ پر موقوف ہیں۔ اس نے آسمانوں اور زمین کو اس حالت میں پیدا کیا۔ جب کہ ان کا وجود خارج میں متحقق نہیں تھا۔

حل لغات:-

اَجْنِحَةٍ۔ جَنَاحٌ کی جمع ہے۔ یعنی بازو پر۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۖ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ○

پھیرے جاتے ہو ○

٤- وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ ۗ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ○

٤- اور اگر وہ تجھے جھٹلائیں تو تجھ سے پہلے کتنے ہی رسول جھٹلائے گئے ہیں اور سب کام اللہ کی طرف پھیرے جاتے ہیں ○

٥- يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۥ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ○

٥- لوگو بے شک اللہ کا وعدہ سچ ہے۔ سو کہیں دنیا کا جینا تمہیں فریب نہ دے ○

٦- اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ۭ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ○

٦- بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے۔ سو تم اسے دشمن سمجھو، وہ اپنی جماعت کو صرف اس لئے بلاتا ہے کہ وہ دوزخی ہوں ○

٧- اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۥ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

٧- جو لوگ کافر ہوئے ان کے لئے سخت عذاب ہے اور جو ایمان لائے، اور انہوں نے

بقیہ حاشیہ صفحہ ١٠٣٩:-

فرشتوں کے متعلق اتنی تفصیل بتائی ہے۔ کہ ان کے دو دو، تین تین، چار چار پر ہوتے ہیں۔ جن کے ذریعے وہ پرواز کرتے ہیں۔ مگر یہ ضروری نہیں ہے۔ کہ یہ پر پرندوں کے پروں کے مانند ہوں۔ بلکہ یہ ان سہولتوں سے تعبیر ہے۔ جن کی وجہ سے وہ فضائے قدس میں اڑتے پھرتے ہیں۔ غرض یہ ہے کہ یہ فرشتے اگر آسمان سے اللہ کا پیغام لے کر بسرعت تمام زمین تک پہنچ جاتے ہیں۔ تو اس میں عقلاً کوئی استبعاد نہیں۔ اللہ نے ان کو ایسے لطیف اور لطافی ذرائع پرواز دے رکھے ہیں۔ کہ انہیں ہزاروں میل کی مسافت ایک لمحہ میں طے کرنے میں کوئی دقت محسوس نہیں ہوتی ○

ف٢ ان دو آیتوں میں توحید کی حقیقت بیان فرمائی ہے۔ کہ تمام اختیارات اور قدرتیں صرف اس اللہ سے مختص ہیں۔ کوئی شخص اسکے ارادوں میں مزاحمت نہیں کرسکتا۔ وہ اگر کسی شخص کے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے تو پھر کوئی شخص ان دروازوں کو بند نہیں کرسکتا۔ اگر کسی شخص پر اس کے فضل وکرم کے ابواب بند ہو جائیں۔ تو پھر کوئی بڑی سے بڑی شخصیت بھی انکو کھول دینے پر قادر نہیں وہ تنہا اس کائنات کا حاکم ہے تم صرف اسی کے ممنون احسان ہو۔ اور کسی ماسوا سے رزق کی توقع نہ رکھو ○

حل لغت

اَلْغَرُوْرُ - دھوکہ دینے والا۔ شیطان ○

اَلسَّعِيْرُ - آگ ○

الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝

نیک کام کئے۔ ان کے لئے مغفرت اور بڑا ثواب ہے ۝

٨۔ اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ؕ فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۖ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝

٨۔ کیا وہ شخص جس کا بدعمل اسکے لئے آراستہ کیا گیا پھر اُس نے اسے اچھا سمجھا مومن صالح کے برابر ہوسکتا ہے اصل تو یہ ہے کہ اللہ جسے چاہے گمراہ کرے اور جسے چاہے ہدایت کرے سو کہیں ان پر پچھتا پچھتا کر تیری جان نہ جاتی رہے بیشک اللہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں ۝

٩۔ وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحْيَيْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ۝

٩۔ اور اللہ وہ ہے جو ہوائیں چلاتا ہے۔ پھر وہ بادل اٹھاتی ہیں پھر ہم اس بادل کو مُردہ شہر کی طرف ہانک لیجاتے ہیں۔ پھر اس سے زمین کو اسکے مرے پیچھے زندہ کرتے ہیں۔ اسی طرح (مردوں کا) جی اُٹھنا ہے ۝

شیطان کی حسین کمندیں

ولا جس طرح دنیا کی سعادت کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ دوستوں اور دشمنوں میں امتیاز کیا جائے۔ اسی طرح فلاح اخروی کے لئے ناگزیر ہے۔ کہ شیطان کو اپنا دشمن سمجھا جائے۔ اور اسکے متعلق محکم یقین ہو۔ کہ وہ دوستی اور خیر خواہی کا کبھی ارادہ نہیں کرے گا۔ اسکی تمام چالیں محض اس لئے ہونگی۔ کہ کسی طرح اس کا گروہ الگ پیدا ہو جائے۔ اور ان سب کو وہ جہنم کا کندا بنائے۔ اور اس طرح وہ مخلوق خدا سے انتقام لیکر اپنا کلیجہ ٹھنڈا کرے۔ یہ یاد رہے کہ شیطان کبھی براہ راست حملہ نہیں کرتا۔ کبھی جرأت کیساتھ گمراہی کی جانب دعوت نہیں دیتا۔ اور کبھی کھلم کھلا مقابلے میں نہیں آتا۔ بلکہ وہ نہایت حسین حسین کمندیں لے کر بڑھتا ہے۔ چاندی اور سونے کی زنجیریں پہناتا ہے۔ اور خفیہ خفیہ دل کی چھاؤنی پر بیٹھ جاتا ہے۔ اسکے پاس انسان کو پھانسنے کے لئے بے شمار خوبصورت ذریعے ہیں۔ وہ مال و دولت کی شکل میں نمودار ہوتا ہے۔ وہ عزت و جاہ کا تاج لے کر آتا ہے۔ وہ بیوی بچوں کی محبت بن کر پاؤں پکڑ لیتا ہے۔ اور اس طرح ناصرف طریق سے حق کی منزل سے دُور پھینک دیتا ہے۔ اسلئے سالک راہ محبت کیلئے ضروری ہے۔ کہ وہ وقت نظر کا مالک ہو۔ اور جانتا ہو کہ کن کن راہوں سے مخالف حملہ آور ہوگا۔ اسکو خواہشات پر سخت نگرانی کرنا ہوگی۔ اور دل کے خیالات پر پہرہ بٹھانا ہوگا۔

ولا فرمایا۔ کہ مرد مومن جو ایمان کی بہرہ مندی کے ساتھ دولت اعمال سے بھی مالا مال ہے۔ اور وہ جو برائی کی ظاہری ٹیپ ٹاپ سے متاثر ہو کر گناہوں میں گرفتار ہو گیا۔ برابر نہیں ہیں۔ یہ اللہ کا دین ہے جسکو چاہے ہدایت کی توفیق دے اور جسکو چاہے اس نعمت سے محروم رکھے۔ اے پیغمبر! آپ مغموم نہ ہوں۔ اور انکے گناہوں پر تلف و الم کو محسوس نہ کریں۔ کیونکہ انہوں نے خود کوتاہی نظر کے باعث اس گمراہی کو پسند کیا ہے۔ اور یہ چاہتے ہیں۔ کہ گمراہی کی حالت میں ہمیشہ رہیں۔ (باقی صفحہ ۱۰۴۲ پر)

حل لغات:-

حَسَرٰتٍ ۔ حَسْرَةٌ کی جمع ہے۔ بمعنے افسوس و پشیمانی۔

١٠۔ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا ؕ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ؕ وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ وَمَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُوْرُ ○

١٠۔ جو کوئی عزت چاہتا ہے تو ساری عزت اللہ ہی کی ہے۔ اسی کی طرف پاکیزہ کلام چڑھتے ہیں، اور نیک عمل اس کو اٹھا لیتا ہے اور جو لوگ برائیوں کی فکر میں رہتے ہیں اُن کے لئے سخت عذاب ہے، اور اُن کا مکر ہی ٹوٹے گا ○

١١۔ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا ؕ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ؕ وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ○

١١۔ اور اللہ نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا۔ پھر نطفہ سے پھر تمہیں جوڑے جوڑے بنایا اور ممکن نہیں کہ کسی عورت کو پیٹ رہے یا بچہ جنے اور جنے اُس کو خبر نہ ہو اور نہ کوئی بھی بڑی عمر والا عمر پاتا ہے اور نہ کچھ کسی کی عمر سے کم ہوتا ہے مگر سب کچھ کتاب میں لکھا ہے بیشک یہ اللہ پر آسان ہے ○

١٢۔ وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ ۖ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ؕ وَمِنْ

١٢۔ اور دو سمندر برابر نہیں یہ میٹھا پیاس بجھانیوالا پینے میں خوشگوار ہے اور یہ کھاری کڑوا ہے اور تم دونوں میں سے

حاشیہ صفحہ ١٠٣٢۔

معلوم ہوا۔ کہ حضور کو ان لوگوں کی گمراہی سے روحانی اذیت محسوس ہوتی تھی، اور آپ یہ نہیں چاہتے تھے، کہ ایک نفس بھی اللہ کی رحمت سے محروم رہے۔ اور جہنم میں جائے۔ آپ کی بعثت کا مقصد ہی یہ تھا کہ بنی نوع انسان کو گناہوں کی تاریکی سے نکال کر صداقت کی روشنی میں لے آئیں۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

ف٤ حشر و نشر پر استدلال ہے۔ کہ جس طرح مردہ زمین بارش کی وجہ سے زندگی کا لباس زیب تن کر لیتی ہے۔ اسی طرح اللہ کی نگاہِ کرم سے لوگ بھی اٹھیں گے۔ اس میں کون بات عقل سے بعید ہے۔

ف٥ مکّہ والے اپنے مال و دولت کی وجہ سے مغرور تھے۔ اور مسلمانوں کو انکے افلاس کی وجہ سے حقیر سمجھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ کم بختو! ذلت و عزت کا تعلق سرمایہ اور دنیوی متاع سے نہیں ہے۔ بلکہ عزت اور وقار تو اللہ کی طرف سے ہے۔ وہ شخص صحیح معنوں میں معزز ہے۔ جو اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور اعمال صالحہ سے اپنی رفعت ثابت کرتا ہے۔ تمہارا مکر و فریب نہیں چلنے کا۔ تمہاری تمام تدبیریں، حیلے کارباں ناکام رہیں گی اور اللہ کا ہی بول بالا ہو گا۔

کتابِ فطرت

ف٦ قرآنِ حکیم کو تمام مذہبی کتابوں پر فضیلت حاصل ہے کہ اس میں مظاہرِ قدرت کا کثرت سے بیان ہے۔ اس میں انسانی توجہ کو براہِ راست فطرت کے عجائبات کی طرف مبذول کیا گیا ہے۔ اور فکر و کاوش پر زور دیا گیا ہے۔ یہ کتاب انسان کو اسکی کوتاہ بینی نظر پر متنبہ کرتی ہے۔ اور بتلاتی ہے۔ کہ کائنات کا ذرہ ذرہ علوم و غرائب کا حامل ہے۔ اور اس لائق ہے۔ کہ گہری نظر سے اُسے دیکھا جائے۔ قرآن جس مذہب کو پیش کرتا ہے۔ وہ ہر حال ملّۃ اور فطرت کے اصولوں کے تقاضا مطابق ہے۔ اس میں منطقی اشکال وصورت سے بحث نہیں کی گئی۔ بلکہ بجبر کے سادہ سہل اور جمیل اصول بیان کئے گئے ہیں۔ (باقی صفحہ ١٠٣٣ پر)

حلِ لغات:۔ يَبُوْرُ۔ ہلاک ہوگا۔ نُطْفَةٍ۔ قطرۂ آب۔ عَذْبٌ۔ میٹھا پانی۔ خوش گوار و خوش مزہ۔ فُرَاتٌ۔ آبِ شیریں۔ عمدہ پانی۔ سَآئِغٌ۔ خوش گوار۔ مِلْحٌ۔ نمکین۔ اُجَاجٌ۔ کڑوا۔

كُلٍّ تَأْكُلُونَ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُونَ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ فِيهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ○

تازہ گوشت (مچھلی کا) کھاتے ہو اور زیور نکالتے ہو جسکو پہنتے ہو اور تو دریا میں جہازوں کو دیکھے گا کہ پانی چیرتے چلتے ہیں۔ تاکہ تم اسکے فضل (روزگار) کی تلاش کرو۔ شاید تم شکر کرو ○

۱۳- يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُسَمًّى ۚ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۚ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ ○

۱۳- وہی دن میں رات کو داخل کرتا ہے اور رات میں دن کو داخل کرتا ہے اور سورج اور چاند کو قابو رکھتا ہے۔ ہر ایک وقت مقررہ تک چلتا ہے۔ یہ اللہ تمہارا رب ہے۔ اسی کی سلطنت ہے۔ اور جنہیں تم اسکے سوا پکارتے ہو وہ (کھجور) کی گٹھلی کے، ایک چھلکے کے بھی مالک نہیں ف ○

۱۴- إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ ۚ وَلَا يُنَبِّئُكَ

۱۴- اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار نہ سنیں اور جو سنیں تو جواب نہیں دے سکتے اور قیامت کے تمہارے شرک کا انکار کریں گے اور خبردار (دیکھنے)

حاشیہ صفحہ ۱۰۴۲ :- اس کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے۔ کہ اللہ کا علم کس درجہ وسیع ہے اور کس درجہ متنوع۔ فرمایا۔ پہلے خود اپنی ذات اور ساخت پر غور کرو۔ اب تم عقل و حکمت کا مجموعہ ہو اور دانش و بینش کا پیکر ہو۔ آسمان میں پرواز کرتے ہو اور عقاب و شاہین کا مقابلہ کرتے ہو۔ مگر تم ایک قطرہ آب سے ترقی کر کے اس منزل تک پہنچے ہو۔ تم مٹی سے بنائے گئے ہو۔ اللہ تعالیٰ کے علم کی وسعت پر غور کرو۔ اور کس طرح جنسی حالات اور مخلوق کی تمام روداد حیات سے واقف ہے۔ وہ کس طرح ہر ماں کے پیٹ میں بچے کی تربیت کرتا ہے۔ اور اس کو نشو و نما دیتا ہے پھر عالم وجود میں یہ بچہ آتا ہے۔ تو اس کی عمر عطا کرتا ہے۔ کس کی زیادہ کس کی کم۔ یہ سب باتیں لوح محفوظ میں درج ہیں۔ اور اسکے علم میں متحقق ۔

ف۔ اس مشاہدہ میں دو دریاؤں کو پیش فرمایا ہے۔ کہ دیکھو دونوں میں یکساں پانی بہتا ہے۔ مثلاً ایک تو ان میں شیریں اور خوشگوار ہے۔ اور دوسرا شور اور تلخ ہے۔

(حاشیہ صفحہ ھذا)

ف۱ پھر تم ان دونوں میں سے اپنے لئے تازہ گوشت مہیا کرتے ہو۔ اور انکی گہرائیوں میں سے قیمتی موتی نکالتے ہو۔ اور اس کا بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ تم دریا میں کشتیاں چلاتے ہو جسکی وجہ سے تم دور دور تک تجارت کا مال لے جاتے ہو۔ اور کسب معاش کرتے ہو۔ یہ نعمتیں اللہ نے اسلئے پیدا کی ہیں۔ تاکہ تم اسکی شکر گزاری کرو۔ مفسرین کی رائے ہے۔ کہ ان دو دریاؤں سے مراد مومن اور کافر ہے۔ مومن سے فائدہ ہوتا ہے۔ شیریں ہوتا ہے۔ پیاس بجھاتا ہے۔ اور وہ دوسرے مسلمان کے لئے وجہ تسکین ہوتا ہے۔ اور کافر سراپا مضرت، کڑوا، اور کھاری ۔

ف۲ یہ قدرت کا تیسرا مظہر ہے۔ کہ وہ کیونکر رات کا کچھ حصہ گھٹا کر دن میں داخل کر دیتا ہے۔ اور کیونکر دن کو کم کر کے رات میں داخل کر دیتا ہے۔ اور آفتاب و ماہتاب کو کس طرح تمہاری خدمت میں لگا دیتا ہے ۔

(باقی صفحہ ۱۰۴۴ پر)

حل لغات :- حِلْیَۃً۔ یعنی وہ موتی جنکو بطور زیور کے استعمال کیا جاتا ہے ۔ فَضْلِہٖ۔ یعنی دولت ۔ کُلٌّ یَّجْرِیْ۔ یہ عرف لسانی ہے اسکو حقیقت یا واقعی سے کوئی بحث نہیں۔ خواہ آفتاب گھومتا ہے خواہ ساکن

ہم اور دوسرے گھومتے ہیں۔ دونوں صورتوں میں اسکا اطلاق ہو سکتا ہے ۔ قطمیر۔ کھجور کی گٹھلی میں جو شگاف کے درمیان ایک تاگا سا ہوتا ہے یعنی نہایت ہی حقیر چیز ۔

مِثْلُ خَبِيرٍ ۝

۱۵- يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۝

۱۶- إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ ۝

۱۷- وَمَا ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ ۝

۱۸- وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۚ وَإِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ إِلَىٰ حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ۗ إِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ ۚ وَمَنْ تَزَكَّىٰ فَإِنَّمَا يَتَزَكَّىٰ لِنَفْسِهِ ۚ وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ ۝

کی مانند تجھے کوئی خبر نہ دے گا ۝

۱۵- لوگو! تم اللہ کے محتاج ہو اور اللہ وہی بے پروا قابل تعریف ہے ۝ فل

۱۶- اگر وہ چاہے تمہیں لے جائے اور ایک نئی خلقت لے آئے ۝

۱۷- اور یہ کام اللہ پر مشکل نہیں ۝ فل

۱۸- اور کوئی اٹھانے والا بوجھ نہ اٹھائیگا اور اگر کوئی بھاری بوجھ والا کسی کو اپنے بوجھ کی طرف بلائے تب بھی تو اسکی طرف سے کچھ بھی نہ اٹھایا جائیگا۔ اگرچہ قرابتی کیوں نہ ہو تو تو صرف انہیں کو ڈراتا ہے جو بغیر دیکھے اپنے رب سے ڈرتے اور نماز پڑھتے ہیں۔ اور جو کوئی پاک ہوتا ہے اور اپنے ہی بھلے کے لئے پاک ہوتا ہے اور اللہ کی طرف پھر جانا ہے ۝

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۴۳

ان مظاہر کو بیان کر کے فرمایا۔ کہ خدا وہ ہے جو تمہارا مدد گار ہے اور ساری کائنات کا مختار کل ہے۔ تم جن لوگوں کو پکارتے ہو اور ان کی پرستش کرتے ہو۔ وہ دنیا میں ذرہ برابر اختیارات نہیں رکھتے

(حاشیہ صفحہ ھذا)

تم سب محتاج ہو

فل اس ایک آیت میں مسئلہ شرک کا سارا زور توڑ دیا ہے۔ فرمایا ہے کہ تم دیکھو۔ کہ باوجود اسکے کہ تم میں بڑے بڑے جلیل القدر لوگ موجود ہیں اور اخلاقی اور روحانی اعتبار سے اعلیٰ ترین مراتب پر فائز ہیں۔ مگر کیا کوئی شخص بھی ایسا ہے۔ جو اللہ سے بے نیازی کا دعویٰ کر سکے۔ جو اسکے بنائے ہوئے قوانین کے سامنے اپنے آپ کو بے بس نہ پاتا ہو۔ کیا کوئی ایسا ہے۔ جو موت کے آہنی چنگل سے نکل جائے۔ جو بیماری کی تکلیف کو محسوس نہ کرے۔ جو بھوک کے ہاتھوں بے قرار نہ ہو جائے۔ جسے پیاس تنگ نہ کرے۔ پھر ان حالات میں جبکہ تم محتاج ہو۔ ہر حالت میں ایک ایک دم اور قدم میں اس کے مقرر کردہ نظام کے تابع ہو۔ تمہارا یہ دعویٰ کیونکر صحیح قرار دیا جا سکتا ہے۔ کہ تم میں سے کوئی الوہیت کا مستحق ہے۔ یہ تو شاید جب ہو سکتا ہے۔ کہ وہ خدا کی زمین کو چھوڑ دے اسکے آسمانوں کے سایہ کو مستقل ترک کرے۔ اسکے سورج اور چاند سے استفادہ نہ کرے۔ ایک الگ دنیا بنا سکے اور وہاں ایک الگ عالم پیدا کرے اور جب وہ اللہ کی زمین پر رہتا ہے اور آسمان تلے زندگی کے دن گزارتا ہے تو پھر وہ خدا کس طرح ہو سکتا ہے۔

فل فرمایا۔ کہ اللہ کو تمہاری احتیاج نہیں ہے۔ بلکہ تم اسکے محتاج ہو جب تک اسکے احکام پر چلو گے۔ باقی اور زندہ رہو گے۔ اور جہاں تم نے سرکشی اور اسکی نافرمانی کی۔ وہ تم کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیگا۔ اور ایک دوسری قوم پیدا کر دیگا۔ جو اسکی اطاعت شعاری کا دم بھرے گی۔ اور زمین میں اسکے مشن کی تکمیل میں مصروف جدوجہد رہے گی۔

فل یعنی ہر شخص اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے۔ یہ نہیں ہو سکے گا۔ کہ گناہ تو ہم کریں۔ اور سزا میں کسی دوسرے شخص کو گرفتار کیا جائے۔ اسی طرح یہ بھی درست نہیں ہے۔ کہ تزکیہ کرے ایک اور دوسرا قالب میں نکھر نکھر جائے۔ سزا اور اجر کا وہ "انا" مستحق ہے جس کا براہ راست اعمال سے تعلق ہے۔ (بقیہ صفحہ ۱۰۴۵)

حل لغات: ۔ الفقراء۔ فقیر کی جمع ہے۔ بمعنی محتاج ۔

۱۹- وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ۝

۱۹- اور اندھا اور دیکھتا برابر نہیں ۝

۲۰- وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا النُّورُ ۝

۲۰- اور نہ ہی اندھیرا اور نہ اُجالا ۝

۲۱- وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُورُ ۝

۲۱- اور نہ ہی سایہ اور نہ دھوپ ۝

۲۲- وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ مَن يَشَاءُ ۖ وَمَا أَنتَ بِمُسْمِعٍ مَّن فِي الْقُبُورِ ۝

۲۲- اور زندے اور مُردے برابر نہیں۔ خدا جسے چاہے سناتا ہے۔ اور تو انہیں جو قبروں میں ہیں سنانے والا نہیں ۝

۲۳- إِنْ أَنتَ إِلَّا نَذِيرٌ ۝

۲۳- تو تو صرف ڈرانیوالا ہے ۝

۲۴- إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۚ وَإِن مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ ۝

۲۴- بیشک ہم نے تجھے سچا دین دے کر خوشخبری سنانے اور ڈرانے کیلئے بھیجا ہے۔ اور کوئی امت ایسی نہیں جس میں ایک ڈرانے والا نہ گذرا ہو ۝

۲۵- وَإِن يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ

۲۵- اور جو وہ تجھے جھٹلائیں تو ان سے پہلوں نے بھی جھٹلایا ہے۔ انکے رسول انکے پاس معجزے اور ورق اور

حاشیہ صفحہ ۱۰۳۳-۱:

اس "انا" میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی کفارہ اور تناسخ عقیدہ اس لئے غلط ہے۔ کہ ان دونوں صورتوں میں سزا اور جزا کا تعلق اُس "انا" سے باقی نہیں رہتا۔ اور مکافات عمل کے اصول پر منطقی طور پر اعتراضات وارد ہوتے ہیں۔ جن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔

(حاشیہ صفحہ ھذا)

۱ غرض یہ ہے۔ کہ اسلام ہے بصیرت کا۔ نور کا۔ اور سراسر زندگی کا۔ کفر محض بے بصری ہے۔ ظلمت و تاریکی ہے۔ اور موت کے مترادف ہے۔ اور اور ان دونوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ یہ ناممکن ہے۔ کہ درجہ میں دونوں برابری حاصل کر سکیں۔

فرمایا۔ کہ یہ سننے والے چونکہ جہل و تعصب کی تاریک قبروں میں مدفون ہیں۔ اس لئے آپکی باتوں کو نہیں سمجھ سکتے۔ اور باوجود اس کے کہ اسلام اور کفر میں ایک بیّن فرق ہے۔ یہ نہیں محسوس کر سکتے۔

۲ اس آیت میں وحدتِ تعلیم کے نظریہ کو پیش کیا گیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ہر زمانے اور ہر قریہ میں اپنے پیغمبروں کو مبعوث فرمایا ہے۔ اور اپنے پیغام کو ان تک پہنچایا ہے۔

حل لغت

اَلْحَرُوْرُ۔ تمازت۔ دھوپ۔

وَ بِالزُّبُرِ وَ بِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ۝

۲۶- ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۝

۲۷- اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا ؕ وَ مِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّ حُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَ غَرَابِيْبُ سُوْدٌ ۝

۲۸- وَ مِنَ النَّاسِ وَ الدَّوَآبِّ وَ الْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ؕ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ۝

روشن کتاب لے کر آئے ۝

۲۶- پھر میں نے کافروں کو پکڑا تو میرا انکار کیسا ہوا ! ۝

۲۷- کیا تو نے نہیں دیکھا ؟ کہ اللہ نے آسمان سے پانی اُتارا۔ پھر ہم نے اس سے رنگ برنگ کے میوے نکالے اور پہاڑوں میں سفید اور سرخ گھاٹیاں ہیں جنکے رنگ مختلف ہیں اور کالے بھجنگ ہیں ۝

۲۸- اور اسی طرح آدمیوں اور کیڑوں اور چوپایوں میں بھی کئی رنگ ہیں اللہ سے اس کے بندوں میں سے صرف علم والے لوگ ہی ڈرتے ہیں۔ بیشک اللہ زبردست ہے بخشنے والا ۝

سرکشی کا نتیجہ

ف۱ حضورؐ سے خطاب ہے۔ کہ آپ اوّل رسولؐ نہیں ہیں۔ اگر یہ لوگ پیغام الٰہی کے پہلے مخاطب نہیں ہیں۔ آپ سے پہلے بھی کئی ہزار انبیاء مبعوث ہوتے رہیں۔ اور انہوں نے پوری وضاحت وتفصیل کے ساتھ اللہ کے پیغام کو لوگوں تک پہنچایا ہے۔ پھر ان پاکبازوں کی آواز کو بھی بدبختوں نے جھٹلایا۔ اور اُن کے حکموں کو ماننے سے انکار کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ کی غیرت جوش میں آئی۔ اور اس کا قانون مکافات بروئے کار آیا۔ چنانچہ تو میں باوجود ظاہری شان وشوکت کے صفحۂ ہستی سے میٹ گئیں۔ کہ کوئی ان کو جانتا تک نہیں ہے۔ اسی طرح مکّے کے سرکشوں کا حشر ہونیوالا ہے۔ انکے اگر غور معلوم ہو۔ کہ تم پیغمبرؐ کی مخالفت کرکے اور عناد ودشمنی کا مظاہرہ کر کے اُنکے مقابلہ میں فتح وکامیابی کو حاصل نہیں کر سکتے۔ یہ مقدمات میں سے ہے۔ کہ حق وصداقت کی فتح ہو اور باطل ہمیشہ کیلئے دب جائے پھر تم کو متنبہ کیا جاتا ہے۔ کہ تاریخ اقوام وملل کی روشنی میں اپنے انجام وثمرہ کو دیکھو۔ اور عبرت وتذکیر حاصل کرو۔ ف۲ آپکی تسکین خاطر کیلئے ارشاد فرمایا۔ کہ اختلاف اور تنوع کا ہونا فطرت وتکوین کا مقصد ہے۔ اس لئے آپ ان لوگوں کی گمراہی اور ضلالت پر دُکھ محسوس نہ کریں۔ کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتے۔ تو سب کو ہدایت کے ایک مسلک پر گامزن کر دیتے مگر اللہ کی مشیت یہی ہے۔ کہ کفر وایمان کا امتیاز باقی رہے۔ جھوٹ اور سچائی میں فرق رہے۔ دیکھئے آسمان سے ایک نوع کا پانی برستا ہے مگر گونا گوں پھول اور پھل پیدا ہوتے ہیں۔ زمین ایک ہے مگر پہاڑوں کے رنگ مختلف ہیں۔ اسی طرح انسانوں، حیوانوں اور دوسرے جاندار وں میں ایک کا رنگ دوسرے سے نہیں ملتا۔ ٹھیک اسی طرح طبائع انسانی میں اختلاف ہے۔ ذہنوں اور دماغوں میں اختلاف ہے۔ ایک دوسرے کی صلاحیتوں اور استعدادوں میں اختلاف ہے۔ اگر یہ لوگ اس چشمہ ہدایت سے سیرابی حاصل نہیں کرتے۔ تو کیا ہوا۔ وہ جاننے والے ہیں۔ جنکی نظر سابقہ کتب اور صحائف پر ہے۔ وہ تو حقیقت کو پہچانتے ہیں جن کے دلوں میں تو خوفِ خدا کی جھلک ہے۔ وہ تو آپ کی عظمت ونبوت کا اعتراف کرتے ہیں۔

(باقی صفحہ ۱۰۴۷ پر)

حل لغات:- اَلزُّبُر۔ زَبُور کی جمع ہے۔ یعنی کتابیں صحیفے۔ جُدَدٌ۔ جُدّۃ کی جمع ہے۔ یعنی راستے۔ غَرَابِیبُ۔ غِرْبِیب اس کا واحد ہے۔ بہت زیادہ سیاہ۔

۲۹- اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً یَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ۝

۳۰- لِیُوَفِّیَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَیَزِیْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝

۳۱- وَالَّذِیْۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِیْرٌۢ بَصِیْرٌ ۝

۳۲- ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ

۲۹- جو لوگ اللہ کی کتاب پڑھتے اور نماز ادا کرتے اور جو ہم نے انہیں دیا ہے اس میں چھپا کر اور علانیہ خرچ کرتے ہیں وہ اس تجارت کی امید رکھتے ہیں۔ جو برباد نہ ہوگی ۝

۳۰- تاکہ وہ انہیں انکا پورا بدلہ دے اور اپنے فضل سے کچھ انہیں زیادہ دے۔ بیشک وہ بخشنے والا قدر دان ہے ۝

۳۱- اور جو کتاب ہم نے تیری طرف نازل کی ہے۔ وہی حق جو اس سے پہلے ہے انکی تصدیق کرتی ہے۔ بیشک اللہ اپنے بندوں سے خبردار ہے (اور) انہیں دیکھ رہا ہے ۝

۳۲- پھر ہم نے کتاب کا اپنے بندوں میں سے انہیں وارث کیا جنہیں ہمنے چن لیا۔ پھر ان میں سے کوئی تو اپنی جان پر ظلم کر رہا ہے اور کوئی میانہ رو ہے اور کوئی ان

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۴۶

فل علماء کی فضیلت بیان کرنیکے بعد اب یہ بتایا ہے۔ کہ یہ لوگ واقعی عزو احترام کے مستحق ہیں۔ یہ اللہ کی کتاب غور و فکر سے پڑھتے ہیں۔ اپنی عبودیت اور اسکی الوہیت کا اقرار کرتے ہیں اسکے سامنے جھکتے ہیں۔ اسکی عبادت کرتے اور اپنے مال و دولت میں سے اسکی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ فرمایا۔ کہ انکی یہ تجارت ایسی ہے۔ جس میں خسارہ کا کوئی اندیشہ نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ انکی مساعی میں برکت پیدا کر دیتا ہے۔ اور اپنے فضل اور قدردانی سے ان کے اجر میں اضافہ کر دیتا ہے ۔

حاشیہ صفحہ ھذا

قرآن کا احسان کتب مقدسہ پر

ول قرآن حکیم کی ایک خصوصیت یہ ہے۔ کہ یہ مستقل ہے پچھلی الہامی کتابوں میں جو صداقتیں ہیں۔ انکی یہ تصدیق کرتا ہے۔ قرآن کے نزول سے پہلے کتب مقدسہ کی یہ حیثیت تھی۔ کہ ان میں کافی تحریف ہو چکی تھی۔ اور بہت سی باتیں بدل گئی تھیں۔ کہ پار بار اعتقادات سے ساقط ہو گئی تھیں۔ یہ قرآن کا ان کتابوں پر بہت بڑا احسان ہے۔ کہ اس نے دوبارہ انکی تصدیق کی۔ اور اس طرح صحت کی تاریخ کو پیش کیا۔ جو ہا وجود ترمیم و اصلاح کے اب تک ان کتابوں میں موجود تھی۔ اس میں شک نہیں۔ کہ اگر قرآن مجید نازل نہ ہوتا۔ تو ابراہیم موسیٰ اور مسیح علیہم السلام کو اور انکی تعلیمات کو کوئی شخص یقین کے ساتھ نہ جان سکتا۔ قرآن نے انھیں زندگی بخشی۔ اور پھر سے ان کتابوں کو یہ مرتبہ و مقام بخشا ہے۔ کہ وہ لوگ ان میں حق و صداقت کو تلاش کر لیں ۔

تصدیق کے معنے عربی میں یہ بھی ہوتے ہیں۔ کہ کتب قدیمہ میں جو پیشگوئیاں تھیں۔ انکو قرآن سچا کر کے دکھاتا ہے۔ یعنی اسکے وجود میں انکی تعلیمات میں اور اسکے پیغام میں تمام پہلی آوازیں پوری ہو جاتی ہیں۔ تصدیق کے ان معنوں کی تصدیق عربی لغت و محاورات سے بھی ہوتی ہے۔ جیسے ع فوارس صدقت فیھم ظنونی

یعنی یہ وہ شہسوار ہیں جن میں میری تمام امیدیں بر آتی ہیں ۔

وک باعتبار اعمال کے مسلمانوں کی تقسیم فرمائی ہے۔ کچھ لوگ تو وہ ہیں۔ جو کتابی مجبور اور ظلم ہیں یعنی گو قرآن کو اللہ کی کتاب تسلیم کرتے ہیں مگر عمل میں بتقاضائے بشری سست ہیں۔ کچھ وہ ہیں جو متوسط درجے کے ہیں۔ نہ تو نیکی کے بلند ترین مراتب پر فائز ہیں۔ اور نہ فسق و فجور کے عادی ہیں۔ اور کچھ وہ ہیں جنکی رگ رگ میں اسلام رچا ہوا ہے۔ جن میں ہر وقت جذبہ سبقت کا جذبہ موجزن رہتا ہے۔ جو ہر کارِ خیر میں بڑھ بڑھ کر حصہ لیتے ہیں فرمایا یہی لوگ درحقیقت اللہ کے بہت بڑے فضل کے حامل ہیں ۔

حل لغت

سِرًّا۔ پوشیدہ طور پر۔ ریاکاری سے بچنے کے لئے ۔ عَلَانِیَةً۔ ظاہر طور پر۔ دوسروں کو نیکی پر آمادہ کرنے کے لئے ۔ تَبُوْرَ۔ بور سے ہے بمعنی ہلاکت ۔ مُقْتَصِدٌ۔ اقتصاد سے ہے۔ درمیان کی راہ۔ میانہ رو ۔

بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ۝

ہیں اللہ کے حکم سے نیکیوں میں آگے بڑھ گیا ہے۔ یہی بڑی بزرگی ہے ۝

٣٣- جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ۝

۳۳۔ رہنے کے باغ ہیں جنہیں وہ داخل ہونگے وہاں انہیں گہنا پہنایا جائیگا سونے کے کنگن اور موتی اور وہاں ان کا لباس ریشمی ہوگا ۝

٣٤- وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ ۝

۳۴۔ اور کہیں گے اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے غم[ف۱] کو دور کیا۔ بیشک ہمارا رب بخشنے والا قدردان ہے ۝

٣٥- الَّذِيْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ ۝

۳۵۔ جس نے ہمیں اپنے فضل سے ہمیشہ رہنے کے گھر میں اتارا نہ ہمیں یہاں کوئی رنج پہنچتا ہے اور نہ ہمیں یہاں کسی قسم کی تکان لاحق ہوتی ہے ۝

٣٦- وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ

۳۶۔ اور جو کافر ہیں ان کیلئے جہنم کی آگ ہے۔ نہ تو ان کیلئے موت ہی کا حکم پہنچے گا۔ مر جائیں اور نہ اُن سے دوزخ کا عذاب

ف۱ جنت اللہ کے فضل و بخشش کا مقام ہے۔ اس لئے اس میں ہر وہ آسودگی اور تنعم و تکلف موجود ہوگا۔ کہ جس سے اللہ کے نیک بندے دنیا میں محروم رہے تھے۔ بلکہ یہاں ان کو وہ کچھ ملے گا۔۔ جو ان کے تصور میں بھی نہیں آسکتا۔ اَسَاوِرَ مِنْ ذَھَبٍ سے مراد ہے۔ پُر عظمت زندگی۔ جس طرح مشرق میں بادشاہ سونے کے کنگن پہنتے ہیں۔ اسی طرح یہاں مفلس و نادار مسلمان شان و شکوہ سے مسلح ہوں گے۔ نہایت عدیم النظیر موتی اُن کی عباؤں پر ٹکے ہونگے۔ اور وہ ریشمی لباس پہنے جنت کی روشوں پر اٹھلاتے پھریں گے۔ اس وقت شکر کے کلمات ان کی زبان پر ہوں گے۔ یہ اللہ کی حمد و ستائش کریں گے۔ کہ اس نے انہیں ان نعمتوں سے نوازا ہے۔ غم اور فکر کو دور کیا ہے۔ اور وہی ایسے مقام میں جگہ دی ہے۔ جہاں نہ تکان ہے۔ اور نہ خستگی۔

حل لغات

اَسَاوِرَ۔ بمعنی کنگن۔ جمع اُسورہ، اسوار جمع سُوار بمعنی اساور جمع الجمع ہے۔
نَصَبٌ۔ تھکن۔
لُغُوْبٌ۔ خستگی۔

عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ۚ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ كُلَّ كَفُوْرٍ ۝

ہی ہلکا کیا جائے گا۔ ہر ناشکر گزار کو ہم یوں ہی سزا دیا کرتے ہیں ○

۳۷- وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ رَبَّنَآ أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ۚ أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ ۖ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ۝

۳۷- اور وہ دوزخ میں چیخیں ماریں گے۔ کہ اے ہمارے رب ہمیں نکال کہ جو کچھ ہم کرتے تھے۔ اسکے خلاف نیک عمل کریں۔ کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہ دی تھی کہ اس میں جو کوئی سوچنا چاہے سوچ لے؟ اور تمہارے پاس ڈرانے والا آپہنچا تھا پس چکھو کہ ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ○

۳۸- إِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝

۳۸- بیشک اللہ آسمانوں اور زمین کی چھپی چیزیں جانتا ہے اسکو خوب معلوم ہے جو دلوں کے اندر چھپا ہے ○

۳۹- هُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْأَرْضِ ۚ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۖ وَلَا يَزِيْدُ

۳۹- وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں قائمقام کیا۔ اس پر بھی جو کافر ہوگا۔ تو اس کے کفر کا

آج مکافات کا دن ہے

ف وہ لوگ جنہوں نے دنیا میں اپنی عمر عزیز کے ہر لمحہ کو سرکشی اور تمرد میں گزارا ہے۔ جب دوزخ میں گریں گے۔ تو اس وقت چیخ چیخ کر کہیں گے۔ کہ مولا ایک دفعہ اور ہم کو رستگاری عطا فرما۔ یقیناً اسکے بعد ہمارے اعمال ایسے نہیں ہونگے جیسے اب ہیں۔ ہم کوشش کرینگے کہ تیری رضا کو حاصل کیا جائے۔ جواب ملے گا۔ کیا انکو غور و فکر کیلئے اور تذکیر و عبرت پذیری کیلئے کافی مہلت نہیں دی گئی؟ اور تمہارے پاس اللہ کا نذیر بھی تو پہنچا تھا۔ جس نے تفصیل کے ساتھ عقبےٰ کی اہمیت کو بیان کیا تھا۔ اور دنیائے دوں کے [illegible] کی طرف اشارہ کیا تھا۔ آج تو مکافات کا دن ہے۔ ایسے لوگ جنہوں نے دنیا میں کبھی آخرت کے متعلق غور نہیں کیا۔ اور جنہوں نے ذہنی و فکری لحاظ سے اپنی عقل و تجسس پر ظلم کیا ہے۔ آج سزا کے مستحق ہیں۔ انکے لئے کوئی مدد اور نصرت نہیں ہے۔

علم غیب

ف یعنی خدا غیب کی باتوں کو جانتا ہے۔ وہ آسمانوں اور زمین کی وسعتوں میں جو کچھ مستور ہے۔ سب سے آگاہ ہے۔ اس کو سینے کے بھید تک معلوم ہیں۔ اس لئے قطعاً وہ ان تمام سازشوں اور حیلہ کاریوں سے واقف ہے۔ جو اسلام اور صاحب اسلام کی مخالفت میں اختیار کی جاتی ہیں۔ مخالفت والوں کو بتلایا ہے۔ کہ تم یہ نہ سمجھو۔ کہ تمہاری فریب کاریاں چھپ جائیں گی اور وہ خفا میں رہیں گی۔ بلکہ علام الغیوب خدا ایک ایک بھید کو آشکارا کریگا۔ اور تمہیں [illegible] یہ ملحوظ رہے۔ کہ علم غیب کا انتساب جب اللہ کی طرف ہوتا ہے۔ تو اسکے معنے یہ ہوتے ہیں۔ کہ وہ تمام باتیں جو انسانی عقل و شعور سے اوجھل ہیں۔ وہ ان کو بغیر کسی وسیلہ یا ذریعہ کے جانتا ہے۔ واضح تر الفاظ میں یوں سمجھئے۔ کہ کائنات کے تمام اسرار و رموز اس کے آئینہ علم میں مرتسم ہیں۔ اور وہ بغیر کسی جدو جہد کے تمام حقائق و معارف سے براہ راست واقفیت رکھتا ہے۔

(باقی صفحہ ۱۰۵۰ پر)

حل لغت

خلٰٓئف۔ خلیفہ کی جمع ہے۔ نائب اور جانشین۔

الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا مَقْتًا ۚ وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا ○

وبال اسی پر ہے اور کافروں کے حق میں ان کا کفر نقصان ہی بڑھاتا ہے ○

۴۰۔ قُلْ اَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۚ اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰى بَيِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ بَلْ اِنْ يَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ○

۴۰۔ تو کہہ بھلا تم نے اپنے شریکوں کو بھی دیکھا جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو مجھے دکھلاؤ تو کہ انہوں نے زمین کی کیا کیا چیز پیدا کی؟ یا ان کا کچھ آسمانوں میں ساجھا ہے؟ یا ہم نے انہیں کوئی کتاب دی ہے؟ کہ وہ اس کی سند رکھتے ہیں۔ کوئی نہیں بلکہ ظالم ایک دوسرے کو فریب ہی کا وعدہ دیتے ہیں ○

۴۱۔ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا

۴۱۔ بے شک اللہ آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہے کہ ٹل نہ جائیں اور اگر وہ ٹل جائیں۔ تو اللہ کے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۴۹ :-

اور جب یہ کہا جاتا ہے۔ کہ تنہا وہی عالم الغیب ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ کوئی شخص اس قابل نہیں ہے۔ کہ بلاواسطہ بغیر کسی منطقی وسیلے کے کسی ایک چیز کے متعلق بھی معلومات رکھ سکے۔ یہ بات خدائے قیوم سے مختص ہے۔ انسان کا علم محدود ہے۔ وسائل و ذرائع کی احتیاج سے ہے۔ اور موجبیت ہے۔
(حاشیہ صفحہ ھذا)

خلافت کا اعزاز

ف اللہ تعالیٰ نے انسان کو خلافت کے اعزاز سے نوازا ہے۔ اور کائنات میں اس کے رتبہ کو سب سے بلند رکھا ہے۔ اس لئے اس سے توقع ہے کہ یہ اقوام عالم کا صحیح معنوں میں جانشین ہوگا۔ یا صفات الہیہ کا پورے طور پر مظہر ہوگا۔ زمین کی قیادت اس کے سپرد ہے۔ اور ساری کائنات اس کے مسخر ہے۔ مگر یہ ہے۔ کہ شرک و کفر کی پستیوں اور ذلتوں میں گرفتار ہے۔ فرمایا۔ تم یہ سمجھ لو۔ کہ تمہاری گمراہی سے صرف تمہیں نقصان پہنچے گا۔ اور صرف تم اللہ کی ناراضی اور غضب خریدو گے۔ کیونکہ کفر کی فطرت ہی میں گھاٹا اور خسارہ ہے۔ اس لئے ناممکن ہے۔ کہ تم اس کو اختیار کر کے دین اور دنیا کی بہتری حاصل کر سکو۔

حل لغات

مَقْتًا ۔ ناراضی ۔

مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۝

۴۲- وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرَا ۝

۴۳- اسْتِكْبَارًا فِي الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ؕ وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ؕ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ

سوا کوئی نہیں کہ ان دونوں کو تھام سکے بیشک وہ تحمل والا بخشنے والا ہے ۝ ف۱

۴۲- اور وہ اللہ کی سخت قسمیں کھایا کرتے تھے کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈرانے والا آئے گا تو وہ ہر ایک اُمت سے زیادہ ہدایت یافتہ ہونگے پھر جب اُنکے پاس ڈرانے والا آیا تو نہ زیادہ کیا انکو مگر بیزاری میں انکی نفرت ہی بڑھی ۝

۴۳- یہ بسبب انکے از زمین میں تکبر کرنے اور بُری تدبیریں چلنے کے اور بُری تدبیر کا انجام بُری تدبیر کرنے والے ہی پر پڑتا ہے ف۲ تو کیا اب وہ اگلوں کے دستوروں کی راہ دیکھتے ہیں؟ سو تُو خدا کے دستور میں ہرگز تبدیلی نہ پائے گا اور نہ تو ہرگز خدا کے

اللہ حلیم اور غفور ہے

ف۱ اس حقیقت عظیمہ کے اظہار کے بعد کہ محض اللہ کے دست قدرت نے اجرام علوی وسفلی کو تھام رکھا ہے۔ اور ان کو قائم کر رکھا ہے۔ یہ کہنا کہ وہ حلیم اور غفور ہے۔ اس اشتباہ کی طرف تلمیح ہے کہ جہاں تک تمہارے گناہوں کا تعلق ہے۔ تمہاری سرکشی اور تمرد کا تقاضا ہے۔ ان اجرام کو باہم متصادم ہو کر تم پر گر جانا چاہیے تھا۔ اور تمہاری اس پُر از معصیت زندگی کو ختم کر دینا چاہیے تھا۔ یہ تو محض اللہ کا حلم آڑے آتا ہے۔ اور اس کا فضل روک رہا ہے جس کا مقصد یہ ہے۔ کہ خدا تیرے برتر بحد غایت بُردبار اور متحمل مزاج ہے اور اپنے بندوں سے محبت رکھتا ہے۔ ورنہ تمہارے اعمال بد کا نتیجہ یہی ہونا چاہیے۔ کہ تمہارے ناپاک وجود سے اللہ کی زمین یک قلم پاک ہو جائے۔

ف۲ وہ سب سے بڑا گناہ جس کی وجہ سے ان پر آسمان کو گر پڑنا چاہیے۔ اور زمین کو پھٹ جانا چاہیے۔ یہ ہے۔ کہ انہوں نے باوجود عہد ومواثیق کے اللہ کے پیغام کو ٹھکرایا۔ اللہ کے رسولؐ کی تذلیل کی۔ اور اپنے طرز عمل سے سخت نفرت اور بیزاری کا اظہار کیا۔ حالانکہ کہتے یہ تھے۔ کہ اگر ہمارے پاس کوئی نذیر آیا۔ تو اس کا بڑھ کر خیر مقدم کریں گے۔ اور تمام لوگوں سے زیادہ ہدایت حاصل کرینگے پھر صرف محرومی اور انکار پر بس نہیں کی۔ کہ یہ انکی شقاوت کے لئے کافی تھا بلکہ از راہ کبر وغرور اس نوع کی مساعی میں اختیار کیں۔ جن سے حضورؐ کو نقصان پہنچے اور اسلام کا علم سرنگوں ہو جائے۔ فرمایا۔ یہ لوگ اپنے ارادوں میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ بُری تدبیریں اور فریب کاریاں بالآخر انہی لوگوں کو گھیر لیں گی۔ اور ان کی زندگی کو اجیرن کر دیں گی۔ ان لوگوں کو سنت اللہ کا انتظار ہے۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے۔ کہ اللہ کے قانون کے نفاذ میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔

(باقی صفحہ ۱۰۵۲ پر)

حل لغات

جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۔ بڑی قسمیں۔

مَكْرَ السَّيِّئِ ۔ بُری تدبیر۔ فریب کاری۔

لِسُنَّتِ اللّٰهِ ۔ سنت کے معنے راہ وروش اور عادت کے ہیں۔ سنت اللہ سے مراد ہے اللہ کا قانون مکافات۔ اس لفظ میں یہاں استعمال کے لحاظ سے وہ عموم نہیں ہے۔ جو بعض لوگوں نے سمجھ رکھا ہے۔

لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيلًا ○

۴۴ - أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَكَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهُ مِن شَيْءٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَلِيمًا قَدِيرًا ○

۴۵ - وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِن دَابَّةٍ وَلٰكِن يُؤَخِّرُهُمْ إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهِ بَصِيرًا ○

دستور کو ٹلتا ہوا پائے گا ○

۴۵۔ کیا انہوں نے ملک کی سیر نہیں کی کہ دیکھیں کہ ان کا کیا انجام ہوا۔ جو اُن سے پہلے ہو گذرے ہیں؟ اور اُن سے قوت میں سخت تھے اور اللہ وہ نہیں کہ آسمانوں اور زمین ف۱ میں کوئی چیز اُسے تھکائے بے شک وہ جاننے والا قدرت والا ہے ○

۴۶۔ اور اگر اللہ آدمیوں کو ان کے اعمال کے سبب سے پکڑے تو زمین کی پشت پر کسی ہلنے چلنے والے کو نہ چھوڑے لیکن وہ ایک مقررہ وقت تک انہیں مہلت دیتا رہا ہے پھر جب انکا وقت آئیگا تو اسکے بندے اسکی نگاہ میں ہیں ○

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۵۱ -

یہ ہوا ہے۔ کہ سنت اللہ کا اطلاق قرآن میں صرف قانون تعذیب پر ہوتا ہے۔ اسکے معنے صرف یہ ہیں۔ کہ مکافات اعمال کے ضابطے میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ ہر قوم اور ہر گروہ جب اللہ کے احکام کو ٹھکرائے اور اس کی تذلیل کرے۔ تو فطرت کی طرف لازم ہو جاتا ہے۔ کہ ان کو ان کے اس طرز عمل کی سزا دے اور دوسروں کیلئے عبرت وموعظت کا سامان پیدا کرے۔

حاشیہ صفحہ ھذا

ف۱ یعنی ان لوگوں کو جو نشۂ قوت میں مست ہیں یہ نہ سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ اللہ کا عذاب ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ کیونکہ اس دنیا میں ان سے کہیں زیادہ طاقت ور قومیں آباد ہوئی ہیں۔ مگر جب انہوں نے اللہ کے قانون حیات کی مخالفت کی ہے۔ حرف غلط کی طرح مٹ گئی ہیں۔ اور ان کے ایوانوں اور محلات میں سے صرف کھنڈرات کی صورت میں باقی ہیں۔ جو ان کی بیچارگی پر ماتم کناں ہیں۔ ان فریب خوردگان شراب ہستی کو چاہیئے کہ ان اقوام وملل کی تاریخ کو ان کے بقایا میں تلاش کریں۔ اور معلوم کریں۔ کہ کیا کوئی قوم اپنی ہوئی شان وشوکت کی وجہ سے عذاب الٰہی سے بچ سکی ہے۔

مقصد یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے سزا کے لئے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے۔ اس لئے درمیان کے اس عرصہ میں وہ لوگوں سے کوئی تعرض نہیں کرتا۔ ورنہ اگر وہ فوری محاسبہ شروع کر دے۔ تو کوئی نفس اس کی گرفت سے نہ بچ سکے۔

آیاتها ٨٣ | (٣٦) سُوْرَةُ يٰسٓ مَكِّيَّةٌ (٤١) | رکوعاتها ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

١- يٰسٓ ۝

٢- وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۝

٣- اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝

٤- عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

٥- تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۝

٦- لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۝

٧- لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ

(٣٦) سُورۂ یٰسین

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

١- یٰسین ف١

٢- حکمت والے قرآن کی قسم ۝

٣- بیشک تو رسولوں میں سے ہے ۝

٤- سیدھی راہ پر غالب ۝

٥- مہربان کا نازل کیا ہوا ہے ۝

٦- تاکہ تو اس قوم (عرب) کو ڈرائے جن کے باپ دادے نہیں ڈرائے گئے۔ پس وہ غافل ہیں ۝

٧- ان میں بہتوں پر بات ثابت ہو چکی ہے پس وہ ایمان

سُورۂ یٰسین

ف یہ سورۃ مکی ہے۔ اس میں وہی مضامین ہیں۔ جو تمام مکی سورتوں میں پائے جاتے ہیں۔ یعنی قرآن کے فضائل اور محامد رسالت کا ذکر اور توحید کا تذکرہ یا حشر و نشر کے متعلق شکوک و شبہات کا بیان اور ان کا ازالہ۔

قرآن میں جہاں جہاں قسمیں آئی ہیں۔ وہاں اُن سے مُراد ایک قسم کا استشہاد اور استدلال ہوتا ہے۔ مثلاً یہاں قرآن حکیم کو بطور مقسم بہ کے ذکر کیا ہے۔ اور اس کے بعد فرمایا ہے۔ کہ آپ بلاشبہ اللہ کے رسول ہیں۔ جس کا مقصد یہ ہے۔ کہ آپکی نبوت اور رسالت پر بہترین دلیل تو یہ صحیفہ حکمت ہے۔ اس میں جتنا غور کیجئے گا۔ آپ کو معلوم ہو گا۔ کہ یہ حیرت انگیز کتاب ہے۔ اس کی بلاغت۔ اس کا معارف سے معمور ہونا۔ اس کا ایک خاص پیغام کا حامل ہونا اور مدلل و مبرہن ہونا۔ یہ سب باتیں اس حقیقت پر شاہد عدل ہیں۔ کہ یہ کتاب کسی انسان کے دماغ کا نتیجہ نہیں ہے۔ پھر اس میں ایسے علمی خوارق ہیں جن پر کوئی بشر پہلے سے آگاہ نہیں ہو سکتا۔ یہ واقعہ ہے۔ کہ انسانوں کے لئے اس سے بڑا معجزہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ کہ ایک اُمی آج سے چودہ سو سال قبل ایک ایسی کتاب پیش کرے۔ جو آج بھی نہ صرف قابل عمل ہو۔ بلکہ واجب العمل ہو۔ اور آج بھی جو مذہب کا مکمل پیش کرے۔ وہ انسانی عقول نے صدیوں کے غور کے بعد حاصل کیا ہے۔ اسی لئے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اس قرآن حکیم کو دیکھو۔ اس کی خوبیوں کی تحلیل کرو اس کے فضائل کو سنو۔ اور اس کے پیغام کو بنگاہ وقت و عبرت دیکھو۔ تم بول اٹھو گے۔ کہ اس کو پیش کرنے والا اللہ کا رسول ہے۔ اور یہ ایسی کتاب ہے۔ جو صراط مستقیم کی جانب دعوت دیتی ہے۔ اور عزت اور رحمت کا سزاوار بناتی ہے۔ یہ اتمام حجت ہے۔ ان لوگوں پر جو اس سے پیشتر نعمت نبوت سے محروم رہے ہیں۔ اور جن کی خواہش رہی ہے۔ کہ ہم میں بھی کوئی پیغمبر مبعوث ہو جو ہمارے لئے شرف و مجد کا موجب ہو۔ مگر اب جب ان کی آرزو پوری ہو گئی ہے۔ اور اللہ کے فضل سے ایک داعی نے انہیں بیدار کرنا شروع کر دیا ہے۔ تو یہ اور زیادہ اُلجھ رہے ہیں۔

(باقی صفحہ ۱۰۵۴ پر)

لَا يُؤْمِنُوْنَ ○

۸- اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ○

۹- وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ○

۱۰- وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○

۱۱- اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ ○

نہیں لائیں گے ○

۸- بیشک اُنکی گردنوں میں طوق ڈالے ہیں۔ سو وہ ٹھوڑیوں تک ہے۔ پھر اُنکے سر اُٹھ (یعنی اونچے) ہو رہے ہیں ○

۹- اور ہم نے اُن کے آگے ایک دیوار بنائی ہے اور اُن کے پیچھے ایک دیوار بنائی ہے پھر نیچے انہیں ڈھانپ لیا سو وہ نہیں دیکھتے ○

۱۰- اور اُنکے لئے برابر ہے کہ تو انہیں ڈرائے یا نہ ڈرائے وہ ایمان نہ لائیں گے ○

۱۱- تُو تو اسی کو ڈراتا ہے جو نصیحت مانے اور بن دیکھے رحمٰن سے ڈرے سو تو ایسے کو مغفرت اور عزت کے اجر کی بشارت دے ○

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۵۳-۱-

اور عمداً صداقت کا انکار کر رہے ہیں۔ ان کے لئے فطرت کا فیصلہ یہی ہے۔ کہ یہ ایمان کی دولت سے قطعی محروم رہیں۔ ان کی گردنوں میں رسم و رواج کے گرانبار طوق پڑے ہیں۔ اور ان کے آگے اور پیچھے تعصب و خود پسندی کی دیواریں کھڑی ہیں۔ اس لئے ان میں یہ استعداد ہی نہیں رہی۔ کہ ہدایت کو قبول کر سکیں۔ اور حقائق کو دیکھ سکیں۔ فرمایا کہ آپ چاہے ان کو کتنا ہی خشیت اور خوف الٰہی سے متاثر کریں۔ ان پر مطلق اثر نہیں ہوگا۔ اُن کے دلوں میں وہ شئے لطیف ہی نہیں ہے اور وہ حس ہی موجود نہیں۔ جو ایمان کا ذریعہ بن سکے۔ کیونکہ متاثر تو وہ ہوتا ہے۔ اور قلب تو اس شخص کا انوارِ قرآنی سے روشن ہوتا ہے۔ جو قرآن کی پیروی کرے۔ اور اس کی یہ خواہش ہو کہ قرآن کی برکتوں اور سعادتوں سے اپنا دامن بھر لے۔ وہ رحمٰن سے ڈرتا ہے۔ حالانکہ اُس نے اس کو دیکھا تک نہیں ہے۔ یہی لوگ در حقیقت بخشش اور اجر کے مستحق ہیں۔ وہ اس لائق ہیں۔ کہ آپ ان کو با قاعدہ انکی کامیابی پر کوش خبری سنائیں ●

حلِ لغات

اَغْلٰلًا۔ غل کی جمع ہے۔ بمعنی طوق آہنی۔ عدم اہتداء سے کنایہ ہے ●

اَلْاَذْقَانِ۔ ذَقْنٌ کی جمع ہے۔ بمعنے ٹھوڑی ●

سَدًّا۔ دیوار ●

۱۲- اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ۚ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ○

۱۳- وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۘ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ○

۱۴- اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ○

۱۵- قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ ۙ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ○

۱۲- بیشک ہم ہی مُردے جلاتے ہیں اور جو انہوں نے آگے بھیجا اور جو انکے پیچھے نشان رہے (سب کچھ) لکھتے ہیں اور ہر شئے ہمنے ایک کھلی کتاب میں شمار کر رکھی ہے ○

۱۳- اور تو ان کیلئے مثال کے طور پر اس گاؤں والوں کا حال بیان کر جب اس بستی میں رسول آئے ○

۱۴- جب ہمنے ان کی طرف دو رسول بھیجے۔ تو ان دونوں کو جھٹلایا۔ پھر ہم نے تیسرے سے ان کی مدد کی تب انہوں نے کہا کہ ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں ○

۱۵- وہ بولے تم تو ہماری مانند آدمی ہو۔ اور رحمٰن نے تو کوئی شئے نازل نہیں کی تم سب جھوٹ بولتے ہو ○

ضبط اعمال کا نظریہ

ف ضبط اعمال کا نظریہ قرآن حکیم نے پیش فرمایا ہے۔ اور یہ نظریہ ان فتوحات علمی سے ہے۔ جنکا آج چیلنج کیا جا رہا ہے۔ جہاں تک گفتگو کا تعلق تھا۔ اب یہ مشاہدہ ہے۔ کہ ہر لفظ جو زبان سے نکلتا ہے۔ ابھر کے تموجات اُسکو فضا میں پھیلا دیتے ہیں۔ اور وہ گم نہیں ہوتا۔ اور اگر کہیں ایسے آلات نصب ہوں۔ جو ان تموجات کو اپنی گرفت میں لے سکیں۔ تو فضا میں منتشر اقوال صاف سنائی دینے لگتے ہیں۔ چاہے متکلم اور سامع میں ہزاروں کوس کا فاصلہ ہو۔ اسی طرح یہ بھی ممکن ہے۔ کہ نفس اعمال کے اثرات بھی ضائع نہیں ہو جاتے۔ فضا میں ایسے برقی ذرات ہیں (الکٹران) جو انکو زندہ جلوہ نما دیتے ہیں۔ مگر ابھی تک یہ نہیں معلوم ہو سکا۔ کہ ان اعمال کے ضبط کی کیا صورت ہے۔ بہرحال یہ مسئلہ کہ فرشتے اعمال کو لکھ لیتے ہیں۔ صرف مذہبی افسانہ نہیں رہا ہے۔ بلکہ یہ ایک طبعی حقیقت بن گیا ہے۔ اور انسانی علم جس قدر آگے بڑھے گا۔ وہ یہ دیکھے گا۔ کہ مذہب اور سائنس کی صدود آپس میں ملی ہوئی ہیں۔ اور ان میں کوئی اختلاف نہیں ○

ف قرآن حکیم نے جن واقعات کی تفصیل بیان فرمائی ہے۔ اور کتب احادیث میں بھی انکا کوئی مذکور نہیں ہے۔ ان کو اسی رنگ میں سمجھنے کی کوشش کرنا چاہیئے۔ جس رنگ میں کہ قرآن نے بیان کیا ہے۔ کیونکہ اگر تفصیلات کا ذکر کرنا نفس اہتداء کے لئے ضروری ہوتا۔ تو وہ ضرور ظاہر کر دی جاتیں۔ ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے ایک قوم کا ذکر کیا ہے وہ کون لوگ تھے؟ کس زمانے میں تھے یہ جاننا ضروری نہیں ہے۔ بس یہ جان لیجئے۔ کہ ایک قوم تھی۔ اُن کے پاس اللہ کے دو رسول آئے۔ مگر انہوں نے ان کے پیغام کو ٹھکرا دیا۔ پھر اللہ نے تیسرے رسول کو بھیجا۔ اور ان تینوں نے مل کر کام کیا۔ اور کہا۔ کہ ہم کی طرف سے تمہارے پاس مبعوث ہو کر آئے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ تم کیونکر رسول ہو سکتے ہو۔ جب کہ تمہاری حالت ہم سے مختلف نہیں ہے۔ تم بھی انسان ہو اور ہم بھی انسان ہیں۔ تم محض جھوٹ بولتے ہو۔ (بقیہ صفحہ ۴۵۶ پر)

حل لغت

اٰثَارَهُمْ۔ اعمال ○

فَعَزَّزْنَا۔ عزت سے ہے۔ یعنی تیسرے کے ساتھ قوت م

١٦- قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ○

١٦- بولے ہمارا رب جانتا ہے کہ بیشک ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں ○

١٧- وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ○

١٧- اور ہمارا ذمہ تو صرف کھول کر پہنچا دینا ہے ○

١٨- قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○

١٨- وہ بولے ہم نے تو تمہیں نامبارک پایا اگر تم باز نہ آؤ گے۔ تو ہم تمہیں ضرور سنگسار کر دیں گے اور ہم سے تمہیں ضرور دردناک عذاب پہنچے گا ○

١٩- قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ۭ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ○

١٩- رسول بولے تمہاری نامبارکی تمہارے ساتھ ہے۔ کیا اس سبب سے کہ تمہیں نصیحت دی گئی (تمہیں نامبارک بتلاتے ہو؟) کوئی نہیں بلکہ تم وہ لوگ ہو کہ حد پر قائم نہیں رہتے ○

٢٠- وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ○

٢٠- اور شہر کے پرلے سرے سے ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا۔ بولا اے قوم ان رسولوں کے تابع ہو جاؤ ف ○

٢١- اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔـلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ○

٢١- جو تم سے مزدوری نہیں مانگتے۔ اور راہ پائے ہوئے ہیں ○

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۵۵

ان کے نقطۂ نگاہ میں نبوت کیلئے ضروری تھا۔ کہ وہ بشر نہ ہو۔ انبیاء نے جواب دیا۔ کہ ہمارا خدا جانتا ہے۔ ہم جھوٹ نہیں بولتے۔ ہم اسی کی طرف سے مامور ہو کر آتے ہیں۔ ہمارا کام محض یہ تھا۔ کہ اتمام حجت کے طور پر اس کا پیغام تم تک پہنچا دیں۔ اب اگر تم نہیں مانتے ہو۔ تو اس کی ذمہ داری ہم پر عائد نہیں ہوتی۔ انہی بدبختوں نے کہا۔ کہ تمہارے پیغام میں ہمارے لئے کوئی سعادت موجود نہیں۔ بلکہ ہم تمہیں منحوس خیال کرتے ہیں۔ اور اگر تم اس طرح وعظ و نصیحت سے باز نہ آئے۔ تو پھر ہم تم کو ہلاک کر ڈالیں گے۔ اور سخت تکلیف پہنچائیں گے۔

(حاشیہ صفحہ ہٰذا)

ف اللہ کے ان رسولوں نے جب یہ سُنا۔ تو فرمایا۔ نحوست و محرومی تو تمہارے حصہ میں آئی ہے۔ خدا سے نہیں ڈرتے ہو۔ کیا وعظ و نصیحت کے معنے نحوست کی طرف دعوت دینا ہے؟ اصل بات یہ ہے۔ کہ تمہارے نفس تو ان کو بھگتے ہیں۔ اور تم مسرف لوگوں میں سے ہو۔ اتنے میں ان لوگوں میں سے ایک آدمی کو اللہ نے توفیق ہدایت دی۔ اور وہ بھاگا بھاگا آیا۔ اور اپنی قوم کے لوگوں سے کہنے لگا۔ کہ یہ خدا کے پیغمبر ہیں۔ ان کا اتباع کرو۔ دیکھو وہ تم سے اجر اور صلہ نہیں مانگتے۔ خود راہ راست پر گامزن ہیں۔ اور تم کو بھی صراط مستقیم پر گامزن دیکھنا چاہتے ہیں۔

سارے قصہ سے مقصود یہ ہے۔ کہ حضور کو تسلی دی جائے اور بتایا جائے۔ کہ آپ سے پہلے بھی انبیاء آ چکے ہیں۔ اور لوگوں نے سختی سے ان کی تکذیب کی ہے۔ پھر ان میں سے بعض لوگوں کو اللہ نے ہدایت کے لئے چن بھی لیا ہے۔ جنہوں نے اپنی گمراہ قوم کی مخالفت کرکے دین قویم کو تھام لیا ہے۔ اس لئے مایوس نہ ہوں۔ انہیں مکے والوں میں۔ اللہ تعالیٰ ایسے نفوس قدسیہ پیدا کرے گا۔ جو آپ پر ایمان لائیں گے۔ اور آپ کے دست حق پرست پر بیعت کریں گے۔

حلِ لغات

تَطَيَّرْنَا۔ طائر سے ہے۔ عرب پرندوں سے بدفالی لیتے ہیں۔ اس لئے تطیّر کے معنے منحوس سمجھنے کے ہیں۔

۲۲۔ وَمَا لِيَ لَآ أَعْبُدُ الَّذِي فَطَرَنِي وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ○

۲۳۔ ءَأَتَّخِذُ مِن دُونِهِۦٓ ءَالِهَةً إِن يُرِدْنِ الرَّحْمَٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّي شَفَٰعَتُهُمْ شَيْـًٔا وَلَا يُنقِذُونِ ○

۲۴۔ إِنِّيٓ إِذًا لَّفِي ضَلَٰلٍ مُّبِينٍ ○

۲۵۔ إِنِّيٓ ءَامَنتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُونِ ○

۲۶۔ قِيلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۖ قَالَ يَٰلَيْتَ قَوْمِي يَعْلَمُونَ ○

۲۷۔ بِمَا غَفَرَ لِي رَبِّي وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُكْرَمِينَ ○

۲۸۔ وَمَآ أَنزَلْنَا عَلَىٰ قَوْمِهِۦ مِنۢ بَعْدِهِۦ مِن جُندٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنزِلِينَ ○

۲۹۔ إِن كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَٰحِدَةً فَإِذَا هُمْ

۲۲۔ اور مجھے کیا ہوا کہ میں اسکی عبادت کروں جس نے مجھے پیدا کیا اور تم اسی کی طرف پھر واپس جاؤ گے ○

۲۳۔ کیا میں اسکے سوا الٰہوں کو معبود مان لوں کہ اگر رحمٰن مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو انکی شفاعت میرے کام نہ آئے۔ اور نہ وہ مجھ کو چھڑا سکیں ○ ف۱

۲۴۔ البتہ اس صورت میں میں صریح گمراہی میں رہوں ○

۲۵۔ لوگو سنو! بیشک میں تمہارے رب پر ایمان لایا سو تم مجھ سے سن لو ○

۲۶۔ حکم ہوا کہ بہشت میں چلا جا۔ بولا کاش کہ میری قوم کو معلوم ہو ○

۲۷۔ کہ کس چیز کے سبب مجھے میرے رب نے بخشدیا اور مجھے عزت والوں میں کیا ○ ف۲

۲۸۔ اور ہم نے اسکے بعد اسکی قوم پر آسمان سے کوئی فوج نازل نہیں کی اور ہم فوجیں نہیں اتارا کرتے ○

۲۹۔ کہ انہوں کو ٹھنڈا کرنے کو بس ایک ہماری ڈانٹ ہی کافی

میں کیوں خدا کی عبادت نہ کروں؟

ف۱ جب کبھی قوم نے شہر کے معصوموں کی مخالفت کی اور انکے پیغام کو جھٹلایا تو انہیں میں کا ایک مرد مومن، نصیحت کرنے کے لیے جوش سے آگے بڑھا اور کہا کہ اے قوم تم مجھ کو توحید پر ملامت کرتے ہو اور کہتے ہو کہ میں ایک خدا کی پرستش کیوں کرتا ہوں۔ مجھے تو اس بات میں کوئی وجہ معقول نظر نہیں آتی۔ کہ رب فاطر کو چھوڑ کر دوسروں کے سامنے جھکوں۔ آخر کیوں نہ میں اسکی عبادت کروں جس نے مجھے وجود کی نعمت سے نوازا ہے۔ اور پھر آخر کار اسی کی جانب لوٹ جانا ہے۔ کیا تمہاری یہ منشا ہے۔ کہ میں خدا کو چھوڑ دوں اور ایسے معبودوں کو اپنا خدا سمجھ لوں۔ جن کا کائنات میں کوئی حصہ نہیں جو اختیارات سے محروم ہیں۔ اور اگر مجھے کوئی تکلیف پہنچے تو اس کو دور نہ کرسکیں اور نہ مجھ کو بچا سکیں۔ اگر میں ایسی بے اختیار شخصیتوں کے سامنے جھک جاؤں۔ تو کیا یہ کھلی گمراہی نہ ہوگی۔

اس مرد مومن کے طرز استدلال سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ عقیدہ توحید کو اپنے عقل و جذبہ کے معیار پر پرکھتا ہے۔ اور وہ اپنے قلب کی آواز کو بیان کرتا ہے۔ وہ یہ کہنا چاہتا ہے۔ کہ میرا دل رب فاطر کے احسانات سے معمور ہے جو میرا مالک اور آقا ہے۔ اب میں اس خدا کو جو میری ساری کائنات پر چھایا ہوا ہے کیسے چھوڑ دوں۔ کیا مٹی کے بے جان بتوں کیلئے۔ پتھر کے بے حس مجسموں کے لیے۔ سورجوں کیلئے۔ مجھے تو ان میں کوئی زندگی نظر نہیں آتی۔ یہ کیونکر میری تکلیفوں کو دور کرسکیں گے۔ ان اصنام میں یہ قدرت کہاں ہے۔ کہ مصیبت زدہ انسان کی دستگیری کرسکیں۔ اور یہ بھی تو حقیقت ہے۔ کہ مرنے کے بعد اسی خدا کے حضور میں پیش ہونا ہے۔ اگر اس نے پوچھا تو جواب کیا ہوگا۔ جبکہ بت پرستی پر میرا ہی دل مطمئن نہیں۔ تو تم کس طرح اللہ تعالیٰ کو اس سے مطمئن کرسکیں گے۔ حقیقت تو یہ ہے۔ کہ اگر انسان بالکل خالی الذہن ہو کر اس مسئلہ پر غور کرے اور خود اپنی فطرت کو راہنما ٹھہرائے۔ تو ناممکن ہے کہ بجز توحید کے وہ کسی دوسرے مخالف نظریے کو تسلیم کرسکے۔

ف۲ اس مرد مومن نے قوم کی مخالفت کی اور سختی کے ساتھ انکے معتقدات پر تنقید کی۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ قوم میں ہر طرف سے جذبات بھڑک اٹھے اور وہ اسکی جان کے لاگو ہو گئے۔ اور اسکو شہید کرکے اپنے زعم میں انہوں نے اس کو حیات عارضی کی آسائشوں سے محروم کر دیا۔ مگر وہاں فرشتوں نے اس کا خیر مقدم کیا۔ اور کہا کہ آؤ جنت میں تمہارا مقام ہے۔ اور ایمان کی یہ گرانقیمت ادا کرنے پر تمہارے لیے یہ دائمی نعمات ہیں۔ اس وقت اسکے دل میں اپنی بدبخت قوم کی شقاوت کے متعلق خیال آیا۔ (باقی صفحہ ۱۰۵۸ پر)

لغات: یُنقِذُونِ۔ انقاذ سے ہے جسکے معنے چھڑانے کے ہیں۔ جُند۔ لشکر۔ صَیحَۃ۔ سخت آواز۔

خٰمِدُوْنَ ۝ — ہوتی ہے۔ انکا عذاب صرف ایک چنگھاڑ تھی کہ وہ فوراً بجھ کر رہ گئے

۳۰۔ يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَأْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝

۳۰۔ بندوں پر افسوس ہے جب کبھی بھی کوئی رسول انکے پاس آیا انہوں نے اس کی ہنسی ہی اڑائی ۝

۳۱۔ اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝

۳۱۔ کیا انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ کس قدر امتیں ان سے پہلے ہلاک کیں کہ وہ انکی طرف لوٹ کر نہیں آتے ۝

۳۲۔ وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ۝

۳۲۔ اور ان سب میں کوئی نہیں کہ جو جمع ہو کر ہمارے پاس حاضر نہ کئے جائیں ۝

۳۳۔ وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ۚ اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ ۝

۳۳۔ اور ایک نشانی انکے لئے مردہ زمین ہے کہ ہم نے اسکو زندہ کیا اور اس سے اناج نکالا سو اسی میں سے وہ کھاتے ہیں ۝

۳۴۔ وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ۝

۳۴۔ اور ہم نے اس میں سے کھجور اور انگور کے باغ لگائے اور ان میں چشمے جاری کریں ۝

۳۵۔ لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ ۖ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ۝

۳۵۔ کہ وہ اسکے پھلوں میں سے کھائیں اور اسے ان کے ہاتھوں نے نہیں بنایا پھر کیا وہ شکر نہیں کرتے ۝

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۵۷: اس نے کہا اے کاش ان لوگوں کو معلوم ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے کن عزّات کا انتظام کر رکھا ہے۔

ت اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسلمان قدر و قیمت کے لحاظ سے ساری کائنات پر فائق ہے۔ اس لئے اسکو تکلیف دینا، گویا اللہ کی غیرت کو چیلنج دینا ہے۔ چنانچہ جب ان کم بخت ازلی نے اس مرد جانباز کو شہید کر دیا۔ تو اللہ کا غضب بھڑکا۔ اور ایک سخت تیز آواز نے ان کی شمع حیات کو یوں گل کر کے بجھا کر رکھ دیا۔ اور جو ہی زندگی کو یکسر خاکستر کر دیا۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

لہ غرض یہ ہے۔ جب انکار و سرکشی کی سزا ہلاکت ہے۔ اور اقوام و ملل کی تاریخ بتاتی ہے۔ کہ جب بھی اللہ کے پیغام کو ٹھکرایا گیا ہے ہمہ تباہی نے آ گھیرا ہے۔ اور یہ ناممکن ہے۔ کہ کوئی گروہ اللہ کے اس قانون مکافات سے بچ سکے۔ اور جب یہ بھی سچ ہے۔ کہ سب لوگوں کو خدا کے حضور میں پیش ہونا ضروری ہے اور اپنے اعمال کا جواب دینا ہے۔ تو پھر اس کفر کا فائدہ کیوں نہ سب لوگ اس کی چوکھٹ پر جھکیں۔ اور اس کی عظمت کا اقرار کریں۔ کیوں نہ اس کے رسول کو عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھیں۔ اور اپنی زندگی سنوار لیں۔ کیوں نہ ایسا ہو۔ کہ سب لوگ ایک رنگ میں نظر آئیں۔ سب خدا کے پرستار بنیں۔ سب کے دلوں میں خدا کی محبت ہو سب ہی سے دیکھیں۔ اور اسی سے ہر طرح کی بھلائی کی امید رکھیں۔

فطرت کے انعامات

ک ان آیات میں مظاہر فطرت کی جانب متوجہ کیا ہے۔ فرمایا ہے کہ تم دیکھو عنایات الٰہیہ نے تمہیں کس طرح ملحوظ کر رکھا ہے۔ تمہارے کھیت جب سوکھ جاتے ہیں اور تمہارے باغات جب خشک اور ویران ہو جاتے ہیں۔ اس وقت اللہ اپنی قدرت کاملہ سے ان میں زندگی کی روح پھونک دیتا ہے۔ اور وہ مردہ زمین سرسبز ہو جاتی ہے۔ پھر اس میں غلہ پیدا ہوتا ہے۔ اور تم اسکو کھاتے ہو۔ پھر یہ بھی اللہ کا فضل ہے۔ کہ اس نے تمہارے لئے زمین میں عمدہ عمدہ باغات پیدا کر رکھے ہیں۔ جن میں کھجوریں اور انگور ہوتے ہیں۔ اور ان باغات میں چشمے جاری ہیں۔ تم ان پھلوں کو کھاتے ہو۔ حالانکہ اس میں تمہاری صنعت کاری کو کوئی دخل نہیں۔ تو کیا وہ خدا اس لائق نہیں۔ کہ تم اس کا شکر ادا کرو۔

حل لغات: لَمَّا۔ الا بمعنی حرف استثنا کے معنوں میں ہے۔
اَعْنَابٍ۔ عِنَبٌ کی جمع ہے۔ بمعنی انگور۔
اَلْعُيُوْنِ۔ جمع ہے عَيْنٌ کی۔ بمعنی چشمے۔

۳۶۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ ○

۳۶۔ وہ پاک ذات ہے جس نے تمام مقابل قسموں کو پیدا کیا نباتات زمین کے قبیل سے بھی اور (خود) ان آدمیوں میں سے بھی اور ان چیزوں میں سے جنکو (عام) لوگ نہیں جانتے ف۱ ○

۳۷۔ وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ۖۚ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ○

۳۷۔ اور نشانی ان کیلئے رات ہے کہ ہم اس سے کھال کی طرح دن کو اتار لیتے ہیں، پھر ناگاہ وہ تاریکی میں آجاتے ہیں ○

۳۸۔ وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ○

۳۸۔ اور سورج اپنی قرارگاہ پر چلا جاتا ہے۔ یہ اندازہ غالب جاننے والا ہے ○

۳۹۔ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ○

۳۹۔ اور چاند کی ہم نے منزلیں مقرر کیں یہاں تک کہ وہ کھجور کی پرانی (سوکھی) شاخ کی مانند ہو جاتا ہے ○

۴۰۔ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ○

۴۰۔ نہ سورج سے ہو سکتا ہے کہ چاند کو پکڑے اور نہ رات دن کے آگے بڑھ سکتی ہے اور سب ایک ایک گھیرے میں تیرتے پھرتے ہیں ف۲ ○

ف۱۔ وہ کس قدر پاک اور بلند ذات ہے۔ جس نے بوقلموں جمادات کو پیدا کیا۔ اور کس کس رنگ کے انسانوں کو بنایا ہے۔ اور ایسی چیزیں بھی پیدا کی ہیں جنکو عام لوگ نہیں جانتے۔ سوچنے والوں کیلئے اس بات میں بھی بڑی تشفی ہے کہ وہ کیونکر رات کی تاریک فضا سے دن کو اجالا نمودار کرتا ہے! اور دن پر سے جب اسکے سفید جامے کو اتار دیتا ہے۔ تو کس طرح سے لوگ اندھیرے میں پڑے رہ جاتے ہیں۔ آفتاب کے لئے حرکت کا ایک اندازہ مقرر ہے۔ اسی طرح چاند کی بھی منزلیں ہیں جن میں سے وہ گزرتا ہے۔ کبھی ہلال ہوتا ہے۔ کبھی بدر منیر ہو کر چمکتا ہے۔ اور کبھی کھجور کی پرانی ٹہنی کی طرح باریک ہو جاتا ہے اور پھر اپنی اصلی حالت پر آجاتا ہے۔ کیا یہ سب حقائق اس قابل نہیں ہیں۔ کہ تمہاری فطرت کو بیدار کر سکیں۔ اور تمہیں توحید کے جلووں سے آگاہ کر سکیں۔ اگر کائنات میں چھان ڈالنے سوچو گے۔ اور ان نقشوں پر غور کرو گے تو تمہاری نظریں ضرور خیرہ ہو جائیں گی۔ اور تم ضرور سچے خدا کے پرستار بن جاؤ گے۔ اس مشاہدہ سے تمہارے دلوں میں فطرت کی سادگی اور صداقت کا یقین پیدا ہو جائیگا۔ اور تم شکوک کی بھول بھلیوں سے نکل کر توحید کے کھلے اور کشادہ میدان میں آجاؤ گے۔

قرآن اور نظریات جدیدہ

ف۲ یہ مسئلہ کہ آفتاب متحرک ہے یا زمین اور چاند کی گردش کس نوع کی ہے اس کا تعلق مذہب کے ساتھ بالکل نہیں ہے۔ یہ فلکیات کی بحث ہے اور مذہب کا موضوع بحث یہ ہے۔ کہ کس طرح دلوں کو شرک کی آلودگیوں سے پاک کیا جا سکتا ہے! اور کیونکر انسانوں کو فلاح و بہبود کا درس دیا جا سکتا ہے۔ مذہب ان مسائل سے تعرض کرتا ہے۔ کہ وہ کون تعلیمات ہیں۔ جو نوع انسانی کے لئے باعث برکت و سعادت قرار پاسکتی ہیں۔ اور وہ کون پیغام ہے جس کو اللہ کا پیغام کہا جا سکتا ہے۔ یہ مسائل کہ زمین چپٹی ہے یا گول۔ ستاروں کی حرکت مداری ہے یا محوری۔ آفتاب کی روشنی کس نوع کی ہے۔ کسوف و خسوف کے واقعات کیوں ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ یہ سب مذہب کی حدود سے باہر ہیں۔ اس لئے بالطبع ان مسائل کو قرآن، بائبل اور دیگر مذہبی کتابوں میں تلاش کرنا چاہیئے۔ ان مذہبی کتابوں میں اگر اس نوع کے اشارات آتے ہیں۔ تو وہ اس پیچ سے نہیں۔ کہ یہ مذہبی کتابیں کسی خاص زاویہ نگاہ کی موید ہوتی ہیں۔ بلکہ محض برسبیل استطراد ان سے مقصود کسی دوسری حقیقت کو بیان کرنا ہوتا ہے۔ (باقی صفحہ ۱۰۶۰ پر)

حل لغات ۔ مُسْتَقَرٍّ۔ ٹھکانہ۔ يَسْبَحُوْنَ۔ تیرتے ہیں

ھم ایں۔ یہ ظرف مستقر ہے۔ اظہار حقیقت نہیں۔

۴۱ - وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ○

۴۱ - اور ایک نشانی اُن کیلئے یہ ہے کہ ہم نے بھری ہوئی کشتی (نوح) میں اُن کے اجداد کی ذریت کو اُٹھا لیا تھا ○

۴۲ - وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ ○

۴۲ - اور اُس کشتی کی مانند ہم نے اُن کے لئے وہ چیزیں پیدا کیں جس پر سوار ہوتے ہیں (اونٹ وغیرہ) ○

۴۳ - وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ ○

۴۳ - اور اگر ہم چاہیں تو انہیں غرق کر دیں پھر نہ کوئی اُن کی فریاد کو پہنچے اور نہ چھڑائے جائیں ○

۴۴ - اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ○

۴۴ - مگر ہماری رحمت ہے اور ایک وقت تک کے فائدے کیلئے ○

۴۵ - وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ○

۴۵ - اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ اُس (عذاب) سے ڈرو جو تمہارے آگے ہے اور تمہارے پیچھے ہے تاکہ تم پر رحم ہو ○

۴۶ - وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ○

۴۶ - اور انکے رب کی آیتوں میں سے جب کبھی کوئی آیت اُنکے پاس آتی ہے اُسی سے وہ مُنہ پھیر لیتے ہیں ○

۴۷ - وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ

۴۷ - اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ جو تمہیں اللہ نے رزق دیا ہے اس میں سے خرچ کرو۔ تو کافر ایمانداروں سے کہتے ہیں،

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۵۹:- جو اپنی جگہ پر اٹل صحیح اور اٹل ہوتی ہے۔ چنانچہ جب یہ فرمایا ہے کہ آفتاب اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا رہتا ہے۔ تو اس سے یہ غرض نہیں ہے کہ آفتاب حرکت کرتا رہتا ہے۔ بلکہ یہ مراد ہے۔ کہ آفتاب کا طلوع و غروب ایک مقررہ اندازے کے مطابق ہے۔ جس کی تفسیر ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ کہہ کر خود فرما دی جس کے خلاف نہیں ہوتا۔ اسی طرح چاند کی منازل بیان کرنے میں اُس کی مختلف حالتوں کی طرف اشارہ مقصود ہے۔ اور یہ جتایا ہے کہ اللہ کا انتظام کس درجہ حیرت اور عبرت پیدا کرنے والا ہے۔ اور كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ بھی اسی قبیل سے ہے۔ یعنی ایک اس حقیقت کو بیان کیا ہے جس کو ہم مشاہدہ کرتے ہیں۔ اس کی تحقیق سے بحث نہیں بہرحال قرآن میں جہاں اس طرح کے واقعات آئے ہیں ان سے مراد اللہ کی قدرتوں پر استشہاد ہوتا ہے کسی علمی حقیقت کا اظہار نہیں۔

اس ضمن میں یہ بات بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ طبعیات اور فلکیات کے نظریئے ہمیشہ تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ اور یہ ضروری نہیں۔ کہ ہم آن کی صحت کے متعلق یقین رکھیں۔ اور جب یہ دیکھیں کہ قرآن کے پیش کردہ نظریہ میں اور ان میں تصادم ہے تو قرآن میں تاویل کرنے لگیں۔ کیونکہ قرآن میں جو کچھ پیش کیا گیا ہے وہ قطعی اور حتمی ہے۔ گو اس کی حقیقت ہمیں نہ معلوم ہو۔ اور نظریات ہر آن معرض بحث میں ہیں۔ آج کچھ ہیں کل کچھ۔ چنانچہ زمین کی گردش ہی کے متعلق دیکھ لیجئے۔ اب پھر ایک گروہ پیدا ہو گیا ہے۔ جو اس کا انکار کرتا ہے۔ اور وہی پرانا نظریہ ان کے نزدیک صحیح ہے۔ ان حالات میں قرآن کو نظریات کے موافق بنانے کی کوشش کرنا محض بے سود ہے۔

حلِ لُغات:- اَلْمَشْحُوْنُ۔ بھرا۔ صَرِيْخٌ۔ فریاد رس۔ صراخ سے ہے۔ جس کے معنے زور کے ساتھ چیخنا، پکارنا ہے۔

اٰمَنُوْٓا اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ ۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○

کہ کیا ہم ایسے شخص کو کھلائیں کہ اللہ چاہتا ہے تو اُسے خود کھلاتا، تم تو صریح گمراہی میں ہو ○

۴۸۔ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

۴۸۔ اور کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب پورا ہوگا، اگر تم سچے ہو ○

۴۹۔ مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ ○

۴۹۔ وہ تو ایک چنگھاڑ ہی کے انتظار میں ہیں جو انہیں اس وقت پکڑ لیگی جب وہ آپس میں جھگڑ رہے ہونگے ○

۵۰۔ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ ○

۵۰۔ پھر نہ وصیت کر سکیں گے اور نہ اپنے اہل کی طرف لوٹ کر آسکیں گے ○

۵۱۔ وَنُفِخَ فِى الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ○

۵۱۔ اور نرسنگا پھونکا جائے گا۔ پھر تبھی وہ قبروں سے اپنے رب کی طرف دوڑ پڑیں گے ○

۵۲۔ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ

۵۲۔ کہیں گے ہائے ہماری کمبختی ہمیں ہماری نیند کی جگہ سے کس نے اُٹھا دیا؟ یہ وہ ہے جو رحمٰن نے وعدہ

نرسنگا پھونکا جائیگا

وَنُفِخَ ثانیہ مردہ قالبوں میں زندگی پیدا کر دے گا۔ اور قبروں کے سوئے ہوئے اُٹھے چشم زدن میں بیدار ہو جائیں گے۔ اور قبروں سے نکل نکل کر خدا کے حضور میں پہنچنے لگیں گے۔ اس وقت یہ لوگ حیرت و تعجب سے کہیں گے۔ کہ ہم کو ان خوابگاہوں سے کس نے اُٹھا دیا۔ ارشاد ہوگا۔ کہ یہ وہی قیامت ہے۔ جس کا ہم سب سے رحمٰن نے وعدہ کیا تھا۔ اور پیغمبر سچ کہتے تھے۔

ہو سکتا ہے۔ کہ صور کی آواز بذاتہٖ موت اور زندگی پیدا کرنے میں موثر ہو۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ یہ آواز محض ایک نوع کا اعلان ہو۔ اور موثر دوسرے اسباب ہوں۔ بہر حال جہانتک قرآن حکیم کا تعلق ہے۔ اس میں اس حقیقت شرعیہ کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ کہ دو دفعہ نرسنگا پھونکا جائے گا۔ ایک دفعہ تو اس کا اثر یہ ہوگا۔ کہ ساری کائنات موت کی نیند سو جائے گی اور دوسری دفعہ یہ اثر ہوگا۔ کہ پھر اس نیند سے بیدار ہو جائے گی۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ اس کا انکار کیا جائے۔ جب کہ آواز کی تاثیر کو انسانی تجربات

محبت و غضب میں بہت بڑا دخل ہے۔ بلکہ بعض اوقات تو یہاں تک حیوانات اور جمادات تک متاثر ہو جاتے ہیں۔ ان حالات میں آواز کی ایک ایسی عجیب صورت سمجھ میں آ سکتی ہے۔ جو فناء عالم پر منتج ہو۔ اور اسی طرح یہ بھی قابل فہم حقیقت ہے کہ آواز سے تحلیل حیات اور زندگی آفرینی ہو۔ کہ صدیوں کے مرے ہوئے لوگوں میں حرارت زیست پیدا ہو جائے۔ اور یہ امکانات اس وقت اور زیادہ قوی ہو جاتے ہیں۔ جب کہ علیم و حکیم خدا اس کو زندگی اور موت کا وسیلہ قرار دے۔

(باقی صفحہ ۱۰۶۲ پر)

حلِ لغت

تَوْصِيَةً ۔ وصیت۔

اَلصُّوْرُ ۔ نرسنگا۔

اَلْاَجْدَاثُ ۔ جمع جدث۔ یعنی قبریں۔

مَرْقَدِنَا ۔ خواب گاہ۔ رقود سے ہے۔ جس کے معنے سو لے کے ہیں۔

الْمُرْسَلُوْنَ ○

کیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا ○

۵۳- اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ○

۵۳- یہ واقعہ صرف ایک چنگھاڑ ہوگی پھر فوراً ہی وہ سب ہمارے پاس پکڑے آئیں گے ○

۵۴- فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

۵۴- سو آج کسی شخص پر ظلم نہ کیا جائے گا۔ اور وہی بدلہ پاؤ گے جو کرتے تھے ○

۵۵- اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ○

۵۵- بے شک بہشتی لوگ بیچ ایک کام کے خوش ہیں ○

۵۶- هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِــُٔوْنَ ○

۵۶- وہ اور ان کی بیبیاں سایوں میں تختوں پر تکیے لگائے بیٹھی ہیں ○

۵۷- لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ ○

۵۷- انکے لئے وہاں میوے ہیں اور جو کچھ وہ مانگیں گے انکے لئے موجود ہے

۵۸- سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ○

۵۸- رب مہربان کی طرف سے سلام کہا جائے گا ○

۵۹- وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ○

۵۹- اور اے مجرموں آج تم الگ ہو جاؤ ○ [۱]

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۶۱ :-

موت کے بعد تو سزا و جزا کا قانون یا قاعدہ نافذ نہیں ہوتا ہے۔ مگر ہر شخص اپنے سابقہ اعمال اور سابقہ تجربات کی روشنی میں راحت و رنج ضرور محسوس کرتا ہے۔ اور وہ اپنا علام لفعلہ مجھ لیتا ہے۔ کہ کہاں وہ تیج ہے۔ اس لئے اگر نیک اور صالح ہو۔ تو مسرت و ابتہاج کے جذبات سے معمور ہو جاتا ہے۔ اور برا اور فاسق و فاجر ہو۔ تو غم و اندوہ کے احساسات قائم ہوتا ہے۔ یہ خلاب یا کرب قبر ہے۔ اس سے انبیاء افسوس اور تعجب سے کہتے يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا کا انکا ہے معلوم ہوتا ہے۔ کہ شاید موت کے بعد پڑو کی سی سوئی حاصل ہوتی ہے۔ اور عذاب قبر کا نظریہ درست نہیں حالانکہ یہ غلط ہے۔ بات یہ ہے۔ کہ یہ عالم برزخ کی زندگی ہے۔ جو بہ نسبت عالم حشر کے ایک نوع کی تنویم ہے۔ پھر جس طرح کہ سویا ہوا آدمی بیدار ہونے پر عالم خواب کے تاثرات کو بھول جاتا ہے۔ اسی طرح یہ لوگ جب بیدار ہوں گے۔ تو اس وقت حقیقت ان کے سامنے پورے معنوں میں متمثل اور منتقل ہوگی۔ سو تب یہ اس عالم خواب کی زندگی کو بمنزلہ نیند کی زندگی قرار دیں گے۔ اور اسکو سوئی سے تعبیر کریں گے

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

[۱] جنت والوں کی زندگی کا جو نقشہ کھینچا اس کا مطلب محض یہ ہے۔ کہ وہ ہر طرح جنہیں حالت میں ہوں گے۔ اور کلفتوں اور مصیبتوں سے آزاد ہوں گے۔ اس دن ان میں اور مجرموں میں ایک قسم کا امتیاز ہوگا۔ کہا جائے گا۔ چونکہ تم لوگوں نے خدا کی پرستش نہیں کی ہے۔ اور دنیا میں شیطان کی پیروی کو اپنا شعار بنایا ہے۔ اس لئے آج تمہاری یہ سزا ہے۔ کہ جہنم میں اپنا مسکن بناؤ ◆

حل لغات

فَاِذَا هُمْ ۔ مفاجاۃ کے لئے ہے۔ یعنی غیر متوقع: یکایک ◆

اَلْاَرَآئِكِ ۔ اریکہ کی جمع ہے۔ یعنی تخت ہائے آراستہ ◆

۶۰- أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَا بَنِي آدَمَ أَنْ لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ ۖ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ○

۶۰- اے بنی آدم کیا میں نے تم سے عہد نہ کیا تھا کہ شیطان کو نہ پُوجنا وہ تمہارا کھلا دشمن ہے ○

۶۱- وَأَنِ اعْبُدُونِي ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ○

۶۱- اور یہ کہ مجھی کو پُوجنا یہ سیدھی راہ ہے ○

۶۲- وَلَقَدْ أَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيرًا ۖ أَفَلَمْ تَكُونُوا تَعْقِلُونَ ○

۶۲- اور اس نے تم میں سے بہت خلقت کو بہکایا۔ سو کیا تم سمجھتے نہ تھے! ○

۶۳- هَٰذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ○

۶۳- یہ وہ دوزخ ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا ○

۶۴- اصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ○

۶۴- آج اس میں داخل ہو کیونکہ تم کفر کرتے تھے ○

۶۵- الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ○

۶۵- آج ہم اُن کے مُنہ پر مُہریں کر دیں گے اور اُن کے ہاتھ ہم سے بولیں گے اور اُنکے پیر بتلائیں گے جو وہ کرتے تھے ○

۶۶- وَلَوْ نَشَاءُ لَطَمَسْنَا عَلَىٰ أَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَأَنَّىٰ يُبْصِرُونَ ○

۶۶- اور اگر ہم چاہیں تو اُنکی آنکھیں مٹا دیں پھر وہ راہ لینے کو دوڑیں۔ پھر انہیں کہاں سے سُوجھ پڑے ○

۶۷- وَلَوْ نَشَاءُ لَمَسَخْنَاهُمْ عَلَىٰ مَكَانَتِهِمْ

۶۷- اور اگر ہم چاہیں تو جہاں وہ ہوں۔ وہیں انہیں مسخ کر دیں

اعضا بھی بولینگے

ف: اتمام حجت کی بنا پر خدا کے سامنے ہمارا منہ بند ہو جائے گا۔ جو کہ اس دنیا میں ہر گناہ کی وکالت کرتا ہے۔ زبانیں گونگ ہو جائیں گی۔ جو کہ طلاقت اور تیزی سے معصیت کی اس طرح تائید کرتی ہے کہ اس پر صواب کا شبہ ہونے لگتا ہے۔ ہاتھ پاؤں اور دیگر جوارح جو چپ چاپ ہماری خواہشات نفس کی تکمیل میں معروف ہو جاتے ہیں۔ وہاں فرمانبرداری نہیں کریں گے۔ اور ہماری مخالفت میں گواہی دیں گے۔ اور کوئی بات رب العزت سے پوشیدہ اور مستتر نہیں رہے گی ●

یہ گواہی اور شہادت کس طرح کی ہوگی۔ ہاتھ، پاؤں اور جوارح کس طرح بولیں گے۔ یہ ایسی باتیں ہیں جن کو اس دنیا میں پوری طرح سمجھنا فہم انسانی کی وسعت سے باہر ہے۔ ہاں یہ چیزیں ناممکن نہیں ہیں۔ آج اگر گراموفون کے ریکارڈ تکلم اور گویائی کا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔ تو کل گوشت پوست کے یہ اعضا بھی گفتگو کر سکیں گے۔ اور زبان آخر سوائے گوشت کے اور کیا چیز ہے! جب یہ وہ انگل کی چیز بڑھ بڑھ کر باتیں بنا سکتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اعضاء و جوارح میں بھی یہ استعداد پیدا کر سکتے ہیں۔ کہ وہ بول سکیں۔ اور جہاں تک اس کی قدرت کا تعلق ہے۔ وہ اتنی وسیع ہے۔ کہ اس قسم کے سوالات پیدا ہی نہیں ہوتے۔ وہ چاہے تو لوہے میں نطق پیدا کر دے۔ اور پہاڑوں میں حساس دل رکھ دے ●

حل لغات

نَطَمَسْنَا۔ طمس سے مشتق ہے۔ جسکے معنے کسی چیز کے نقش اور اثر کو مٹا دینا ہے۔ جیسے وَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ۔ یعنی جب ستاروں کی روشنی اُن سے چھین لی جائے گی ●

نَخْتِمُ۔ مہر کر دیں گے ●

ربع

فَمَا اسْتَطَاعُوا مُضِيًّا وَلَا يَرْجِعُونَ ○

(یعنی صورت بدل دیں) پھر نہ آگے چل سکیں اور نہ پیچھے لوٹ سکیں ○

۶۸۔ وَمَنْ نُعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ۖ أَفَلَا يَعْقِلُونَ ○

۶۸۔ اور جسے ہم بڑی عمر دیتے ہیں اسے پیدائش میں اُلٹا (ناتواں) کرتے ہیں، پھر کیا یہ سمجھتے نہیں ؟ ○

۶۹۔ وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْآنٌ مُبِينٌ ○

۶۹۔ اور ہم نے اُسے شعر کہنا نہیں سکھلایا اور وہ اس (رُتبہ) کے لائق ہی نہیں یہ تو نری نصیحت اور صاف قرآن ہے ○

۷۰۔ لِيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكَافِرِينَ ○

۷۰۔ تاکہ وہ اس کو جس میں جان ہے ڈرائے۔ اور کافروں پر بات ثابت ہو ○

۷۱۔ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِمَّا عَمِلَتْ أَيْدِينَا أَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مَالِكُونَ ○

۷۱۔ کیا انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم نے انکے لئے چارپائے پیدا کئے جو ہمارے ہاتھوں کے بنائے ہیں، پھر وہ اُنکے مالک ہیں ○

۷۲۔ وَذَلَّلْنَاهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوبُهُمْ وَمِنْهَا يَأْكُلُونَ ○

۷۲۔ اور ہم نے انکے سامنے انہیں عاجز کر دیا پھر ان میں سے بعض ان کی سواری ہیں اور بعض کو وہ کھاتے ہیں ○

۷۳۔ وَلَهُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ۖ أَفَلَا يَشْكُرُونَ ○

۷۳۔ اور انہیں انکے لئے بہت فائدے اور انکے دُودھ دینے والے تھن (گویا) پینے کے گھاٹ ہیں پھر کیا وہ شکر نہیں کرتے ؟ ○

ف کفار کا ایک عذر یہ ہو سکتا ہے۔ کہ ہمیں دنیا میں غور و فکر کی کافی مہلت نہیں دی گئی۔ ورنہ ہم ضرور ہدایت و رشد کو پا لیتے۔ اور دین حق کی سعادت سے بہرہ مند ہوتے۔ تو اس کا جواب اس آیت میں دیا ہے۔ کہ جہاں تک اس عمر طبعی کا ذکر ہے۔ جو عبرت پذیری کے لئے موزوں ہوتی ہے۔ وہ تمہیں بغیر تمہارے مطالبے کے عطا کی گئی۔ اور جب تم نے اس طویل عرصے میں حق کو قبول نہیں کیا۔ تو کیا ایسے وقت تم اسکو قبول کرتے جب زیادتی عمر کے باعث تمہارے قوائے ذہنی و فکری مضمحل ہو جاتے۔ اور تم میں قبولیت کی کوئی استعداد ہی باقی نہ رہتی ۔

یہ یاد رہے۔ کہ یہ قانون کوئی کلیہ نہیں ہے۔ انبیاء اس سے مستثنیٰ ہیں۔ وہ جس قدر عمر میں بڑھتے ہیں۔ ان کی روحانیت اور فیوض میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

پیغمبر شاعر نہیں ہوتا

ف حضور چونکہ فطرت کے ترجمان تھے۔ اس لئے آپکو جو پیغام دیا گیا وہ باوجود بلاغت و فصاحت کے اعلیٰ ترین درجہ تک ہونے کے نثر میں نظم و شعر میں نہیں تھا۔ کیونکہ نثر اظہار مُدعا کا فطری طریقہ ہے۔ جس میں قافیہ اور ردیف کا تکلف نہیں ہوتا۔ صرف مقصود بالذات معانی اور مطالب ہوتے ہیں۔ الفاظ نہیں ہوتے۔ اور شعر بہرحال ایک قسم کا تصنع ہے۔ جو باوجود اپنے تاثر اور موسیقی کے نثر کا اس اعتبار سے ہم رتبہ نہیں ہے کہ اسکا حسن و جمال وزن و قافیہ کا رہین منت ہے۔ اور نثر کا حسن اپنا ذاتی حسن ہے ؎

تکلف سے بری ہے حسنِ ذاتی ۔ قبائے گل میں گل بوٹا کہاں ہے

شعر اور نغمے سے اسلئے بھی انبیاء کو مناسبت نہیں ہوتی۔ کہ انکا پیغام صرف تکلف اور دل میں ایک کیف پیدا کرنے کیلئے نہیں ہوتا۔ بلکہ انکا مقصد یہ ہوتا ہے کہ عمل کی تمام قوتوں کو بیدار کیا جائے۔ شعر گو تاثر تو طاری کرتا ہے مگر عمل کیلئے تحریک نہیں ہوتی۔ بے اختیار دل یہ تو چاہتا ہے۔ کہ اس کے حسن کی داد دی جائے مگر یہ کم ہوتا ہے۔ کہ وہ جہاد اور سخت کوشی پر آمادہ کرے۔ اس آیت میں جو نفی ہے۔ وہ تصنع اور اختلاف کی نفی ہے جیسے شعر کی نفی نہیں ہے یعنی یہ مطلب نہیں ہے کہ پیغمبر شاعر نہیں ہوتا تو اس کے معنے یہ ہیں کہ انکے کلام میں شاعرانہ تخیلات نہیں ہوتیں بلکہ نثر ہوتی ہے مگر فصاحت و بلاغت ایسا ہوتا ہے کہ سامنے ذخیرہ شعر بے جان ہو۔

حل لغات: فِيهَا مَنَافِعُ ...

۷۴۔ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ ○

۷۴۔ اور انہوں نے اللہ کے سوا اور معبود پکڑے ہیں کہ شاید ان کو مدد پہنچے ○

۷۵۔ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ ۙ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ○

۷۵۔ وہ ان کی مدد نہ کر سکیں گے اور یہ ان کی فوج ہو کر پکڑے آئیں گے ○

۷۶۔ فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ○

۷۶۔ پس ان کا قول غمگین نہ کرے ہم جانتے ہیں جو وہ چھپاتے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں ○

۷۷۔ اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ○

۷۷۔ کیا انسان یہ نہیں دیکھتا کہ ہم نے اُسے نطفہ سے پیدا کیا۔ پھر تبھی وہ ہو گیا جھگڑنے بولنے والا ○

۷۸۔ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ۭ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ○

۷۸۔ اور ہماری نسبت مثال بیان کی اور اپنی پیدائش کو بھول گیا۔ کہا کہ کون گلی ہوئی ہڈیوں کو جلائیگا ○

۷۹۔ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ ○

۷۹۔ تو کہہ جس نے انہیں پہلی بار پیدا کیا ہے وہی انہیں جلائے گا۔ اور وہ ہر طرح کا پیدا کرنا جانتا ہے ○

انعاماتِ الٰہی کا تقاضا

ف: شکر کے خلاف کا ذکر ہے۔ کہ کیونکر انسان کو اس نے تسخیر کی توفیق عطا کی ہیں۔ وہ تمام حیوانات کو اپنے تابع کرتا ہے۔ بعض سے سواری کا کام لیتا ہے۔ اور کسی کو کھاتا ہے۔ اور اس سے غذا کا کام لیتا ہے۔ بعض ایسے جانور بھی ہیں۔ جو دودھ کی ایسی نعمتوں سے اس کا پیٹ بھرتے ہیں۔ کیا وہ اس کرم اور نوازش پر بھی رب العلمین کا شکر بجا نہیں لاتا۔ ساری کائنات سے متمتع ہونے کے اختیارات اس نے انسان کو دے رکھے ہیں۔ اور بڑے بڑے سرکش و قوی جانوروں کو اس طرح اس کا غلام بنا دیا ہے۔ کہ وہ جو چاہتا ہے۔ ان سے کام لیتا ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ انسان کا درجہ کائنات کی ہر چیز سے بڑا ہے۔ اور یہ سارا دنیا دراصل اسی کے حصول اور فائدے کیلئے بنائی گئی ہے۔ اور اسی لئے گوشت خوری سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ مسلمان بے رحمی کا ارتکاب کرتا ہے۔ کیونکہ جب انسان کا مرتبہ تمام حیوانات سے افضل ہے۔ اور حیوانات کی زندگی کا مقصد ہی یہ ہے۔ کہ وہ حیات بشری کی بہترین مدد کریں۔ تو انکا کھانا ادنیٰ ترین زندگی کو اعلیٰ ترین زندگی میں بدلتا ہے۔ اور فطرت کے قانون بقاء اصلح کی تائید کرتا ہے اور ایسی طرح کی ترقی اور پابندی کا انتظام کرتا ہے۔ جو اس کی رنج سے کہیں زیادہ قیمتی ہے جس کا باقی رہنا بقائے عالم کیلئے ضروری ہے۔ چنانچہ اگر آج انسان صفحۂ دنیا سے مٹ جائے۔ تو پھر حیوانات کو کیا احتیاج ہے۔ زندگی کے بڑے بڑے مظاہر ختم ہو جائیں۔ نہ آفتاب کی حاجت باقی رہے اور نہ ستاروں کی۔ نہ زمین گھومے اور نہ آسمان قبائے نیلگوں پہنے ہوئے دکھائی دے۔

فطرت کا مطالبہ یہ ہے۔ کہ تم ہر چیز کو اپنے حسب منشا استعمال کرو۔ چوپایوں، پہاڑوں کو کھود ڈالو۔ اسرار و رموز طبیعت پر قابو حاصل کرو۔ اور زندگی کے بلند ترین نقطہ تک پرواز کرو۔ بجلی ایک چیز کو زیر و مسخر کرو۔ لیکن اور وہ یہ ہے۔ کہ یہ سارے احسانات اس لئے ہیں۔ کہ تم خدا کا شکر ادا کرو۔ یہ کامل ممنونیت ہو سکے احکام کی اطاعت کرو۔ لہٰذا جہاں تم کو یہ آسانیاں حاصل ہیں۔ کہ جو چاہو کرو۔ وہاں یہ پابندی بھی تمہارے لئے ضروری ہے۔ کہ فطرت کے تقاضوں کو پورا کرو۔ اور منشاء الٰہی کو سمجھو۔

(باقی صفحہ ۱۰۹۹ پر)

حلِ لغت

رَمِيْمٌ ۔ بوسیدہ ۔ کہنہ ۔

٨٠- الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ○

٨٠- جس نے تمہارے فائدے کے لئے سبز درخت سے[1] آگ پیدا کی ہے پھر اب تم اُسی سے آگ سلگاتے ہو ○

٨١- اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ۭ بَلٰى ۤ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ○

٨١- کیا وہ جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا - اس پر قادر نہیں کہ اُن آدمیوں کی مانند پیدا کر سکے[2] کیوں نہیں اور وہی اصل پیدا کرنیوالا اور جاننے والا ہے ○

٨٢- اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـــًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ○

٨٢- وہ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا حکم یہی ہے کہ اُسے کہے کہ ہو جا وہ اُسی وقت ہو جائے ○

٨٣- فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○

٨٣- سو وہ پاک ہے جسکے ہاتھ میں ہر شے کی سلطنت ہے اور تم اُسی کی طرف پھر لوٹ کر جاؤ گے ○

آیاتہا ١٨٢	(٣٧) سُوْرَةُ الصّٰفّٰتِ مَكِّيَّةٌ (٥٦)	رکوعاتہا ٥

(٣٧) سُورۂ صافات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

١- وَالصّٰۤفّٰتِ صَفًّا ○

١- قطار ہو کر صف باندھنے والوں کی قسم ○

بقیہ حاشیہ صفحہ ١٠٦٥ -

ف ان آیات میں اظہار افسوس کیا ہے۔ کہ انسان اپنے محسن حقیقی کو نہیں پہچانتا اور شرک جیسے گناہ کا ارتکاب کرتا ہے۔ وہ خدا جس نے اس کیلئے ساری کائنات کو پیدا کیا ہے۔ یہ اسکو چھوڑ کر دوسروں کے آستانوں پر جھکتا ہے۔ حالانکہ وہ مشکلات اور مصیبتوں میں انکی کوئی مدد نہیں کر سکتے۔ اور آخرت میں انکے فریق مخالف کی حیثیت سے پیش ہونگے اسکے بعد حضور کی تسکین کیلئے فرمایا۔ کہ آپ انکے طعن آمیز اقوال سے آزردہ خاطر نہ ہوں۔ ہم انکے اعمال کی پوری پوری نگرانی کر رہے ہیں ●

اسکے بعد کی آیات میں انکی توجہ کو نفس انسان کی پیدائش کی طرف مبذول کر کے۔ غور و فکر پر آمادہ کیا ہے۔ کہ اگر یہ لوگ جو قیامت کے منکر ہیں۔ اور اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اپنی پیدائش کی طرز پر خیال کریں۔ تو انہیں اس باب میں کوئی شک و شبہ نہ رہے۔ اور یہ معلوم کر لیں۔ کہ جس خدا نے ایک قطرہ آب سے اس انسان کو پیدا کیا ہے۔ وہ لا محالہ بوسیدہ ہڈیوں سے بھی اس کو دوبارہ زندہ کر سکتا ہے ●

فرمایا۔ وہ آن واحد میں موت کو زندگی سے تبدیل کر سکتا ہے اور اس میں یہ قدرت ہے۔ کہ اضداد کے بطن سے اضداد کو پیدا کر سکے

(حاشیہ صفحہ ہذا)

ف[1] وہ ہرے بھرے درختوں سے آگ کی چنگاریاں نکال سکتا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے۔ تو کیا اسکے لئے یہ مشکل و دشوار ہے۔ کہ پھر سے انسانوں کو پیدا کر دے۔ بَلٰى وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ۔ ضرور وہ قادر ہے۔ اور بڑا پیدا کرنے والا اور دانا ہے ●

ف[2] یعنی جہاں تک اللہ تعالیٰ کی قدرتوں اور وسعتوں کا تعلق ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہاں عدم امکان یا استحالہ کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ وہ کسی چیز کو منصۂ شہود پر لانے کے لئے ذرائع اور وسائل کا محتاج نہیں۔ وہ جب چاہے بیک جنبش ارادہ ہزاروں عوالم ممکن پیدا کر دے۔ کیونکہ وہ قادر مطلق ہے۔ اور ہر چیز پر اسکو پورا اختیار اور قابو حاصل ہے ●

حل لغات

مَلَكُوْت - پوری پوری بادشاہت ●

۲- فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۝
۲- پھر جھڑک کر ڈانٹنے والوں کی قسم ۝

۳- فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۝
۳- پھر یاد کر کے پڑھنے والوں کی قسم ۝

۴- اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ۝
۴- بے شک تمہارا معبود ایک ہے ۝

۵- رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۝
۵- وہ رب ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو ان میں ہے اس کا اور رب ہے مشرقوں کا ۝

۶- اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ ۨالْكَوَاكِبِ ۝
۶- بیشک ہمنے سب سے ورلے آسمان کو زینت دی تھذیب کے ساتھ ستاروں میں ۝

۷- وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ۝
۷- اور واسطے محافظت کے شیطان سرکش سے ۝

۸- لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۝
۸- اوپر والی مجلس کے لوگوں کی طرف شیاطین کان نہیں لگا سکتے اور ہر طرف سے انگارے پھینکے جاتے ہیں ۝

۹- دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۝
۹- بھگانے کو اور ان کیلئے ہمیشہ کا عذاب ہے ۝

۱۰- اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ۝
۱۰- مگر جو کوئی شیطان کوئی خبر جھپک کر اچک لے جاتا ہے۔ تو اسکے پیچھے انگارا لگتا ہے ۝

سورۃ صافات

ف اس سے قبل بتلایا جا چکا ہے۔ کہ قرآن میں قسم سے غرض استشہاد ہے۔ مُقسَم بہ کی جلالت قدر یا عظمت کا اظہار نہیں ہے۔ چنانچہ سورۃ صافات کی تشریح اس نظریہ کے مطابق یوں ہوگی۔ کہ اصل دعویٰ جو قابلِ اثبات ہے۔ وہ توحید ہے۔ جیسے کہ ارشاد ہے۔ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ اور دلیل میں ان حقائق کو پیش فرمایا ہے۔ کہ اس تعلیم کو لانے والے اطاعت شعار فرشتے ہیں۔ جو قربِ جلالِ خداوندی کے سامنے ہمہ وقت صف باندھے کھڑے رہتے ہیں۔ وہ اپنے مواعظ و زواجر سے نفوسِ قدسیہ کو مجلّٰی کرتے رہتے ہیں۔ اور ان کو معاصی سے روکتے ہیں۔ بجز ذکر اور فکر کے صحائف کو پڑھتے ہیں۔ اور القاء و الہام کی خدمات سرانجام دیتے ہیں۔ یعنی جہاں تک اس تعلیم کا تعلق ہے جو الہامی ہے۔ جس کو لانے والے فرشتے ہیں۔ جو دماغوں کی کاوش فکر کے مرہونِ منت نہیں ہے۔ رب السمٰوٰت کی بخششوں کا کیا کہنا یعنی توحید اور تمجید کا ذکر ہے۔ تمام صحفِ انبیاء میں یہی مسلک پیش کیا گیا ہے۔ اور یہی وہ سرمدی اور ازلی حقیقت ہے۔ جس کے اظہار کے لئے جنابِ باری نے بعثت اور رسالت کے شرف سے انسان کو نوازا۔ خدا ایک ہے۔ جو جندیوں اور لپیٹیوں کا رب ہے۔ اور آفتاب کے طلوع اور غروب کے مختلف مقامات کی بلاد پر نگرانی کرنے والا ہے۔

حلِ لغات

رَبُّ الْمَشَارِقِ۔ یعنی موسم کے اعتبار سے طلوعِ آفتاب کے مختلف مقامات ہیں۔

مَارِدٍ۔ وہ جو محاسن سے محروم ہو۔ اور شرارت میں کی فطرت میں ہو۔ اصل معنے محرومی کے ہیں جیسے شجرۃ امرد۔ یعنی ایسا درخت جس کے پتے نہ ہوں۔

دُحُوْرًا۔ ہانکنا۔ چلانا۔ باز رکھنا۔

م وَاصِبٌ ہمیشہ۔ دائم و شدید۔ شِهَابٌ۔ شعلۂ آتش۔

۱۱- فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ۝

۱۱- اب تو ان سے پوچھ کیا ان کا بنانا مشکل ہے یا اُنکا جو ہم نے پیدا کئے ہیں۔ ہم نے ان کو چپکتے گارے سے پیدا کیا ہے ۝

۱۲- بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ ۝

۱۲- بلکہ تعجب کیا تو نے اور وہ ٹھٹھے کرتے ہیں ۝

۱۳- وَاِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ ۝

۱۳- اور جب سمجھائے جاتے نہیں سمجھتے ۝

۱۴- وَاِذَا رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ ۝

۱۴- اور جب کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو ہنسی میں ڈال دیتے ہیں ۝

۱۵- وَقَالُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝

۱۵- اور کہتے ہیں کہ یہ تو کچھ نہیں کُھلا جادو ہے ۝

۱۶- ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۝

۱۶- بھلا جب ہم مر گئے اور مٹی اور ہڈیاں ہو گئے۔ تو کیا ہم اٹھائے جائینگے ۝

۱۷- اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ۝

۱۷- یا ہمارے اگلے باپ دادے اُٹھائے جائینگے؟ ۝

۱۸- قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ۝

۱۸- تو کہہ ہاں اور تم ذلیل ہو گے ۝

۱۹- فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ يَنْظُرُوْنَ ۝

۱۹- یہ اُٹھنا تو فقط ایک جھڑکی ہے۔ پھر فوراً ہی وہ دیکھنے لگیں گے ۝

۲۰- وَقَالُوْا يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝

۲۰- اور کہیں گے ہم پر افسوس یہ آیا انصاف کا دن ۝

ختم نبوت پر ایک دلیل

ف: اصل میں حضورؐ کی نبوت کے معنے یہ ہیں۔ کہ وہ انسانوں کے لئے آخری پیغام ہدایت ہے اور آپ کے سوا جس قدر امکانات وحی اور اکتشاف کے ہو سکتے تھے۔ اللہ نے ان کے تمام دروازوں کو مسدود کر دیا ہے۔ اب کسی شخص کو یہ قوت نہیں۔ کہ وہ ملاء اعلیٰ سے احکام و تعلیمات حاصل کر سکے۔ اور اُن سے فیوض و انوار کو چھین سکے۔ اسلام سے قبل یہ ہوتا تھا۔ کہ انبیاء کے علاوہ وہ جو کاہنوں کے گروہ تھے۔ وہ واقعات کے متعلق پیش گوئیاں کرتے تھے۔ اور ان کا ذریعہ معلومات یہ تھا۔ کہ جنات فرشتوں کی سرگوشیاں سن لیتے تھے۔ اور اس میں کچھ اپنی طرف سے بڑھا کر ان کو بتا دیتے تھے۔ جب حضورؐ تشریف لائے۔ تو اس وقت بھی کاہنوں کی ایک بڑی جماعت عرب میں موجود تھی۔ جو پیشگوئیاں کرتے تھے۔ ان کی معلومات کا ذریعہ یہی تھا کہ آسمانوں کی طرف جنات پرواز کرتے۔ اور حظیرۃ القدس کے اسرار میں سے کچھ حاصل کر لیتے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ اس آ[illegible] علم و حکمت کے بعد کہانت کی تمام راہوں کو بند کر دیا جائے۔ اس لئے جب وہ ان باتوں کے سننے کے لئے آگے بڑھتے تو سخت مزاحمت اور روک محسوس کرتے۔ اور شہاب ثاقب گر کر ان کی تمام باتوں پر پانی پھیر دیتا۔

حل لغات

یسخرون۔ جادو۔ حضورؐ کی معجزات کی طرف اشارہ ہے۔ زَجْرَةٌ۔ للکار۔ اصل میں زجر

ہو گے کففے بند کرتے۔ منہ بند کرتے اور زبانیں بند کرتے ہیں چونکہ قیامت کے دن مخلوق اپنے پیٹ کا۔ ۔ ۔ روک دی جائے گی۔ اور وہ سب

۲۱- هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِي كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝

۲۱- یہ فیصلے کا دن ہے جسے تم جھٹلاتے تھے ۝

۲۲- اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ۝

۲۲- ظالموں اور ان کے جوڑوں کو اور جن وہ پوجتے تھے اکٹھا کرو ۝

۲۳- مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ۝

۲۳- اللہ کے سوا پھر انہیں دوزخ کی راہ دکھا دو ۝

۲۴- وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ۝

۲۴- اور انہیں ٹھہرا رکھو۔ کہ ان سے سوال ہوگا ۝

۲۵- مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ۝

۲۵- تمہیں کیا ہوا کہ ایکدوسرے کی مدد نہیں کرتے؟ ۝

۲۶- بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ۝

۲۶- بلکہ آج وہ اپنے آپ کو پکڑواتے ہیں ۝

۲۷- وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ۝

۲۷- اور ایک دوسرے سے سوال کرتے ہوئے بعض بعض کی طرف متوجہ ہوں گے ۝

۲۸- قَالُوْٓا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ ۝

۲۸- کہیں گے تم ہی تھے کہ ہمارے پاس داہنی طرف سے آتے تھے ۝

۲۹- قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝

۲۹- وہ کہیں گے نہیں بلکہ تم خود ہی ایمان نہ لائے تھے ۝

انسان کی پیدائش مٹی سے ہے

ف یہ بات کئی اعتبار سے درست ہے۔ کہ انسان کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے بھی کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو طین لازب سے پیدا کیا گیا۔ علم الحیات کے ماہرین کے نزدیک بھی زندگی کی ابتداء پانی سے ہوئی۔ اور ابتدائی حیوانات سمندر کی اس مٹی سے پیدا ہوئے۔ جو چکنی ہوتی تھی۔ اور اس نکتہ نگاہ سے بھی یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ انسانی غذا جو اصل میں زندگی کو برقرار رکھنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ مٹی سے حاصل ہوتی ہے۔ اور انسانی گوشت اور خون چونکہ اسی غذا سے بنتا ہے۔ اس لئے اصولاً یہ کہنا درست ہے۔ کہ انسان کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے اس زاویہ نظر سے بھی یہ صحیح ہے۔ کہ انسان میں جو نمک کے اجزا زیادہ ہیں۔ اور وہ انسانی زندگی کا بہت بڑا سبب ہیں۔ قرآن حکیم دراصل ایسی کتاب ہے جس میں بے شمار اس نوع کے علمی معجزے ہیں۔ جو آج انسان نے اپنے تجربہ اور ارتقاء سے معلوم کئے ہیں۔ یہ واقعہ ہے۔ کہ جہاں تک قرآن حکیم کے موضوع بیان کا تعلق ہے۔ وہ ایک ایسا صحیفہ ہے۔ جو صرف رشد و ہدایت کے لئے نازل ہوا ہے۔ اور اس کا دائرہ بحث ان مسائل تک محدود ہے۔ جو کسی نہ کسی طرح اخلاق و معاشرت کی تعریف میں آتے ہیں۔ طبعی حقائق کو بیان کرنا۔ یا قانون قدرت سے تعرض کرنا اس کے حقیقی نصب العین میں داخل نہیں ہے مگر چونکہ یہ علام الغیوب خدا کی کتاب ہے۔ اس لئے بعض کلمات استطرادًا ایسے آگئے ہیں جن سے عجیب عجیب انکشافات ہوتے ہیں۔ اور جو اس حقیقت پر دلالت کرتے ہیں۔ کہ یہ کتاب یقیناً انسانی دماغ کی کد و کاوش کا نتیجہ نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اس میں علوم کا ایک متنوع گہرا بے کراں ہے۔ اور انسان کی معلومات محدود ہوتی ہیں۔ وہ یہ نہیں کر سکتا۔ کہ اپنے کلام میں کئی سو سال کے بعد پیش آنے والے حقائق کے متعلق واضح طور پر اشارات کرے۔

حل لغات

اَزْوَاجَهُمْ۔ ساتھی۔ ہم مسلک۔ ہم مشرب۔

۳۰- وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ ۚ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ ○

۳۰. اور ہمارا تم پر کچھ زور نہ تھا۔ بلکہ تم خود ہی سرکش لوگ تھے ○

۳۱- فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَآ ۖ اِنَّا لَذَآئِقُوْنَ ○

۳۱. سو ہمارے رب کا قول ہم پر ثابت ہو گیا ہمیں ضرور مزہ چکھنا

۳۲- فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ ○

۳۲. پھر ہم نے تمہیں گمراہ کیا جیسے ہم آپ گمراہ تھے ○

۳۳- فَاِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِى الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ○

۳۳. سو وہ اس دن عذاب میں شریک ہوں گے ○

۳۴- اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ○

۳۴. مجرموں کے ساتھ ہم ایسا ہی کرتے ہیں ○

۳۵- اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۙ يَسْتَكْبِرُوْنَ ○

۳۵. جب ان سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو وہ تکبر کرتے تھے ○

۳۶- وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ○

۳۶. اور کہتے تھے کہ کیا ہم ایک مجنون شاعر کے لئے اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں گے ○

۳۷- بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ○

۳۷. کوئی نہیں بلکہ وہ سچا دین لایا ہے اور سب رسولوں کی تصدیق کرتا ہے

۳۸- اِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ ○

۳۸. بیشک تم دکھ دینے والا عذاب چکھنے والے ہو ○

والے وادیوں میں یہ مسئلہ ہمیشہ حیرت و استعجاب کا موجب رہا۔ کہ انسان مرنے کے بعد پھر زندہ ہو جائیں گے وہ بار بار یہ کہتے تھے۔ کہ ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی۔ کیونکہ بوسیدہ ہڈیوں میں جان کیونکر ڈال دی جائے گی۔ قرآن نے اس حقیقت نفس الامر کو ایمان کا ایک جزو قرار دیا۔ اور کہا۔ کہ اس میں کوئی استبعاد نہیں ہے۔ اللہ جب چاہے گا۔ ایک ادنےٰ اشارے میں ساری کائنات کو اُٹھا کھڑا کرے گا۔ جب یہ لوگ اپنے کو اللہ کے سامنے موجود پائیں گے۔ عجیب حالت میں ہوں گے۔ تب ان کی آنکھیں کھلیں گی۔ اور دیکھیں گے۔ کہ آہ یہ تو وہی دن ہے۔ جس کا ہم انکار کرتے تھے۔ ارشاد ہوگا۔ کہ ہاں یہ وہی روز مکافات ہے۔ جس کی تکذیب تمہارا شیوہ تھا۔ آج حکم یہ ہے۔ کہ اس قوم کے تمام منکرین کو مع ان کے ہم مشربوں اور معبودان باطل کے ہمارے سامنے پیش کرو۔ اور جہنم کی جانب ان کو لے جاؤ۔ اور ان کو ٹھہراؤ۔ ان سے پوچھا جائے گا۔ کیوں یہ لوگ آپس میں اب ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے۔ فرمایا۔ اب تو یہ تمام اور سرافگندہ ہوں گے۔ اب ان میں انکار کی جرأت نہیں ہوگی۔ اور جن کی یہ اطاعت کرکے گمراہ ہوئے تھے۔ وہ ان سے بیزاری کا اظہار کریں گے۔

حلّ لغات

سُلْطَان۔ قدرت اور حجت۔

۳۹۔ وَمَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

۳۹۔ اور وہی بدلا پاؤ گے۔ جو کچھ تم کرتے تھے ۝

۴۰۔ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۝

۴۰۔ مگر جو اللہ کے خالص بندے ہیں ۝

۴۱۔ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ۝

۴۱۔ ان کے لئے روزی مقرر ہے ۝

۴۲۔ فَوَاكِهُ ۚ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ ۝

۴۲۔ طرح طرح کے میوے اور انکی عزت کی جاتی ہوگی ۝

۴۳۔ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝

۴۳۔ نعمت کے باغوں میں ۝

۴۴۔ عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ۝

۴۴۔ تختوں کے آمنے سامنے ۝

۴۵۔ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ۝

۴۵۔ نتھری ہوئی شراب کے پیالہ کا ان پر دور چلیگا ۝

۴۶۔ بَيْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۝

۴۶۔ وہ شراب سفید ہوگی پینے والوں کیلئے مزیدار ۝

۴۷۔ لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ ۝

۴۷۔ نہ اس شراب سے سر گھومیگا اور نہ اسکی وجہ سے بیہودہ بکیں گے ۝

۴۸۔ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ ۝

۴۸۔ اور انکے پاس بڑی آنکھوں والی نیچی نگاہ والی عورتیں ہونگی ۝

۴۹۔ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ۝

۴۹۔ گویا وہ انڈے ہیں چھپے دھرے ۝

۵۰۔ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ۝

۵۰۔ پھر سوال کرتے ہوئے ایکدوسرے کی طرف منہ کریں گے ۝

۵۱۔ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّيْ كَانَ لِيْ قَرِيْنٌ ۝

۵۱۔ ان میں سے ایک بولنے والا بولے گا کہ دنیا میں میرا ایک ساتھی تھا ۝

عقیدتمندی کے تعلقات منقطع ہوجائینگے

ف: قیامت میں یہ عجیب لطف کی بات ہوگی۔ کہ معتقدین اپنے معتقدوں کو ڈھونڈ نکلیں گے اور ان سے کہیں گے۔ کہ دنیا میں تم لوگ ہماری نجات کی ذمہ داری لیتے تھے اور بھلے [illegible] بنتے تھے۔ کہ ہماری عقیدت مندی تمہارے لئے نفع مند ثابت ہوگی۔ اور بجز تمہاری اطاعت کے نجات اور سعادت کی سب راہیں مسدود ہیں۔ آج ہم تکلیف میں ہیں۔ عذاب الٰہی کو تم سے دور ہو رہے ہیں۔ [illegible] ہماری مدد کرو۔ اور خدا کے عذاب سے چھڑاؤ۔ وہ کہیں گے غلط ہے تمہاری بدبختی اور گمراہی کے ہم ہرگز ذمہ دار نہیں ہیں۔ ہمارے پاس کوئی قوت نہیں تھی۔ کہ ہم مجبور کرتے تم کو اپنے حلقہ ارادت میں داخل کرتے بلکہ تم خود گمراہ تھے اس لئے ہماری باتوں میں آگئے۔ آج تو ہم سب کی بات پوری ہوئی تھی کہ آج ہوگا۔ کہ پیر اور مرید دونوں جہنم کا مزہ چکھیں گے۔ اس وقت کتنی تکلیف دہ ہوگا۔ کہ وہ لوگ جو دنیا میں ان لوگوں کی عقیدت مندی اور ارادت پر فخر کرتے تھے۔ وہاں جب لپٹے۔ دنیا ہر شخص سے دست و گریباں ہوں گے۔ آج وہ ان سے آنکھیں پھیر لیں گے۔ اور کامل بیزاری کا مظاہرہ کریں گے۔ اور لطف یہ ہے کہ وہ خود بھی عذاب سے بچ نہیں سکیں گے۔

فرمایا۔ آفتاب نبوت کی حقانیت میں کون شبہ کر سکتا ہے۔ بات صرف یہ تھی۔ کہ ان کی آنکھوں پر کبر و نخوت کا پردہ پڑ گیا تھا۔ جب حضور ان لوگوں کو توحید کی طرف بلاتے۔ اور کہتے۔ کہ بجز خدائے واحد کے اور کوئی لائق عبادت اس لائق نہیں۔ کہ اس کی [illegible] تو کہتے کیا ہم اپنے خداؤں سے منہ موڑ لیں۔ کیا جو [illegible] کو چھوڑ دیں اور محض اس خیال پر اپنے معبودوں سے بیزاری کا اعلان کر دیں۔ کہ ایک شاعر اور مجنون ہمیں اس چیز کے لئے مجبور کر رہا ہے۔ گویا ان کے نزدیک حضور شاعر تھے اور جو کچھ کہتے تھے۔ اس میں کوئی صداقت نہ تھی اور [illegible] کے عارضے میں مبتلا تھے۔ فرمایا یہ بات نہیں۔ آج ان لوگوں کو معلوم ہوگا۔ کہ ان کا عقیدہ آپ کے متعلق کس درجہ غلط تھا۔ آپ حق و صداقت کا پیغام لے کر آئے ہیں اور تمام رسولوں کی تصدیق کرتے ہیں۔ نہیں اس انکار و تمرد کی پاداش میں عذاب الیم کا مزہ چکھنا پڑے گا۔ اور کیا اب سمجھا کہ بتاؤ کون عقل سلیم سے نابلد ہے۔ کس کا دماغ مختل ہے۔ اور کون ہے جس کو تم شعر اور دیوانگی کے ساتھ متہم کرتے تھے۔ یہ سزائیں تمہیں بے جا نہیں ملیں گی۔ وہ تمہاری کرتوتوں کی بنا پر ہوں گی۔ [illegible] ہیں کہ تم ایمان و عمل صالح کی دعوت کو قبول کر لیتے۔ اس عذاب سے محفوظ رہتے۔ ان آیات میں اللہ کے ان مخلص بندوں کا ذکر ہے۔ جنہوں نے [illegible] خلوص کے ساتھ اسلام کو قبول کیا۔ اور اس کے پھیلانے میں ہر نوع کی [illegible] کو خندہ پیشانی برداشت کیا۔ ان کے لئے اللہ کے ہاں ہر قسم کی آسودگی اور تنعم کا سامان ہوگا۔ ان کو ایسی غذائیں ملیں گی۔ جن کے متعلق اس سے پہلے آیات میں کہا جا چکا ہے۔ یعنی میووں سے ان کے کام و دہن کی تواضع کی جائے گی۔ اور عزت و تکریم کے ساتھ دائم کے باغوں میں رہیں گے۔ اور شاندار تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے آپس کی نعمتوں کا نظارہ کریں گے۔

(باقی صفحہ ۱۰۷۲ پر)

حل لغات:۔ غَول۔ شراب پینے کے بعد جو سر بھاری ہو جاتا ہے۔ ۴۹۔ [illegible] ہم سمجھتے ہیں۔ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ۔ دونوں معنے ہیں۔ نیچی نگاہیں رکھنے والی عورتیں۔ اور وہ عورتیں جو اپنے شوہر کے سوا دوسرے

۵۲- یَقُوْلُ اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِیْنَ ○	۵۲- وہ مجھے کہا کرتا تھا کہ کیا تو یقین کرتا ہے ○
۵۳- ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِیْنُوْنَ ○	۵۳- بھلا جب ہم مر گئے اور مٹی اور ہڈیاں ہو گئے تو کیا ہم کو بدلہ ملیگا ○
۵۴- قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ○	۵۴- پھر کہے گا تم اُسے دوزخ میں، جھانک کر دیکھو گے ○
۵۵- فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِیْ سَوَآءِ الْجَحِیْمِ ○	۵۵- پھر وہ آپ ہی جھانکے گا اور اُسے دوزخ کے بیچوں بیچ دیکھے گا ○
۵۶- قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِیْنِ ○	۵۶- ہوا سے مخاطب کر کے کہیگا اللہ کی قسم قریب تھا کہ تو مجھے ہلاک کر دے ○
۵۷- وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّیْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِیْنَ ○	۵۷- اور اگر میرے رب کا فضل نہ ہوتا تو میں بھی انہیں ہوتا جو حاضر کئے گئے ہیں ○
۵۸- اَفَمَا نَحْنُ بِمَیِّتِیْنَ ○	۵۸- سو کیا اب ہم کو مرنا نہیں ○
۵۹- اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ ○	۵۹- ہمیں صرف پہلی بار مرنا تھا اور ہمیں عذاب نہ ہوگا؟ ○
۶۰- اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ○	۶۰- بیشک یہی بڑی مراد ملنی ہے ○
۶۱- لِمِثْلِ هٰذَا فَلْیَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ○	۶۱- ایسی ہی چیزوں کیلئے چاہئے کہ عمل کرنیوالے عمل کریں ○
۶۲- اَذٰلِكَ خَیْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ○	۶۲- کہ یہ مہمانی بہتر ہے یا زقوم کا درخت؟ ○
۶۳- اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِیْنَ ○	۶۳- ہم نے وہ درخت ظالموں کیلئے فتنہ یعنی بلا اور آزمائش بنایا ہے ○

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۷۱ - لطیف و عمدہ جام ہائے شراب کی گردش ہوگی۔ جو دودھ کی طرح سفید ہوگی۔ اور نہایت لذیذ اور دردِ سر اور تکلیف دہ خمار سے بالکل پاک ہوگی جس میں کیف ہوگا مگر عقل میں فتور نہیں پیدا ہوگا۔ حوریں ایسی عفیف کہ سوائے خاوند کے دوسروں پر نگاہ نہ ڈالیں گی۔ بڑی بڑی آنکھیں۔ رنگ محفوظ انڈوں کی طرح سفید۔ گویا تمام زندگی کیف و سرور کی زندگی ہوگی۔

جنت کی زندگی

ف جنت کی جن نعمتوں کا مذکورہ گزشتہ آیتوں میں ہوا ہے۔ یہاں انعامات کے مقابلہ میں جو ہونیوالے ہیں۔ وہ نعمتیں پاکیزہ، کامل اور پر سعادت زندگی ہے کہ اس کی صحیح کیفیت ذہن سے اس دنیا میں واقف ہونا ناممکن ہے۔ فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین۔ بطور سمجھانے کیلئے اللہ نے بعض پہلو ایسے بیان فرمائے ہیں جن سے ہم اصل حقیقت کا کچھ کچھ اندازہ کر سکتے ہیں۔ اور سمجھ سکتے ہیں۔ کہ جب ادنے ضروریات حیات کو اللہ تعالیٰ نے اس حسن و خوبی کے ساتھ پورا کیا ہے۔ تو وہ روحانی احتیاجات زندگی جو بیش قیمت ہیں۔ بااحسن وجوہ پوری کی جائیں گی۔ جب کھانے پینے اور اٹھنے بیٹھنے کا یہ اہتمام ہے تو پھر وہ سعادتیں جنکا تعلق روح کی آسودگی اور بالیدگی کیساتھ ہے کس درجہ توجہ کی محتاج ہیں۔ ان نعمتوں کی تفصیل سے غرض یہ نہیں ہے کہ بس یہی جنت ہے بلکہ وہاں بے شمار احوال مسرت و ابتہاج ہیں۔ کہ جنکا اس وقت پورا اندازہ ہونا ناممکن ہے۔ انکے تذکرہ سے مقصد صرف یہ ہے۔ کہ آپ جنت کے ذرا قریب ہو سکیں۔ اور وہاں کی عظیم القدر زندگی کی ایک جھلک دیکھ پائیں۔

جو لوگ ان نعمت ہائے گوناگوں کو حسن کردار اور ان انعامات پر قلموں کو پھیر کر محض اس بنا پر جنت کا انکار کر دیتے ہیں۔ کہ صاحب یہ تو محض ذوق و خواہشات کی تکمیل کا سامان ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ وہ ضمیر کو دھوکہ دیتے ہیں۔ اور بہت بڑے فریب نفس میں مبتلا ہیں۔ اگر یہ لوگ دل کا جائزہ لیں تو انکو معلوم ہو کہ بجز ان خواہشات کی تکمیل کے شوق کے اور کچھ موجود ہی نہیں ہے۔ انسان یہی کچھ چاہتا ہے۔ اور ساری عمر انہی چیزوں کیلئے کوشاں رہتا ہے۔ پھر جب اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ کہ دیکھو اگر تم دنیا میں نیک بنے اور ہمارے قانون کو تم نے اپنا نصب العین بنایا۔ تو ہم تمکو وہ سب کچھ دینگے جسکے لئے تم چند روزہ میں مصروف جد و جہد رہتے ہو۔ (باقی صفحہ ۱۰۷۳ پر)

حل لغات - مقربون ... سواء الجحیم - جہنم کا وسط ...

۷۶- وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ○
۷۷- وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ ○
۷۸- وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ○
۷۹- سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ○
۸۰- اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ○
۸۱- اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ○
۸۲- ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ○
۸۳- وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ○
۸۴- اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ○
۸۵- اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ○
۸۶- اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِيْدُوْنَ ○
۸۷- فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○
۸۸- فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ ○

۷۶- ہم نے اُسے اور اُسکے گھر والوں کو بڑی گھبراہٹ سے نجات دی ○
۷۷- اور اُسی کی اولاد کو ہم نے باقی رہنے والی بنایا ○
۷۸- اور پچھلی خلقت میں ہم نے اُن کا ذکر (خیر) باقی رکھا ○
۷۹- کہ سارے جہان والوں میں نوحؑ پر سلام ○
۸۰- ہم نیکوں کو یوں جزا دیتے ہیں ○
۸۱- وہ ہمارے ایمان دار بندوں میں سے تھا ○
۸۲- پھر ہم نے دوسروں کو ڈبو دیا ○
۸۳- اور اسی کی راہ والوں میں سے ابراہیم تھا ○
۸۴- جب اپنے رب کے پاس پاک صاف دل لے کر آیا ○
۸۵- جب اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ تم کیا پوجتے ہو؟ ○
۸۶- کیا خدا کے سوا جھوٹ بنائے ہوئے معبودوں کو چاہتے ہو ○
۸۷- سو جہان کے رب کی نسبت تمہارا کیا گمان ہے؟ ○
۸۸- پھر تاروں پر ایک بار نگاہ کی ○

ط کس طرح ہم نے اس (نوحؑ) کو، اور اسکے وابستگان کو نجات دی! اور اسی کی اولاد کو باقی رکھا۔ اور کیونکر آنے والی نسلوں میں نوحؑ کے لئے تعریف اور ستائش کو چھوڑا۔ حقیقت یہ ہے کہ نوحؑ پر سلامتی ہے۔ اور وہ فلاح و فوز سے بہرہ ور ہے۔ ہم اسی طرح اپنا بندوں سے خصوصی سلوک روا رکھتے ہیں۔ ہماری یہ سنت ہے۔ کہ اپنے مومن بندوں کو شرف التفات سے محروم نہیں رکھتے۔ نوحؑ کے مخالفین چونکہ فساد و دشمنی میں حد سے تجاوز کر چکے تھے۔ اسلئے ہم نے اُن کو غرق کر دیا۔ اور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ان کا نام و نشان مٹا دیا۔

میں بیزار ہوں

حضرت نوحؑ کے بعد سب سے زیادہ جلیل القدر پیغمبر حضرت ابراہیمؑ ہیں۔ انہوں نے بابل اور نجم کے بُت پرستوں کا بڑی دلیری اور جرأت سے مقابلہ کیا۔ اور کس طرح پامردی سے مصائب کو برداشت کیا۔ اللہ نے انہیں بصیرت تامہ عطا کی تھی۔ اور قلب سلیم کی نعمت سے مشرف کیا تھا۔ انہوں نے جب دیکھا۔ کہ باپ اور قوم شرک کی گمراہی میں مبتلا ہیں۔ تو پوری قوت کے ساتھ اسکو محسوس کیا۔ اور پوچھا۔ کہ آخر تم لوگ یہ کن چیزوں کو پوجا کرتے ہو کیا محض جھوٹ موٹ کے دیوتاؤں کو تمہیں عقیدت و اطاعت کیلئے تسلیم کیا ہے۔ کیا رب العالمین کے متعلق تمہارے خیالات صحیح نہیں ہیں؟

ك فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ۔ سے مراد ایک مستقل امر کی طرف اشارہ ہے یعنی انہی دنوں مشرکان بابل اپنے کسی مذہبی میلے میں شریک ہونے کیلئے جا رہے تھے۔ انہوں نے کہا ابراہیمؑ کو بھی دعوت دی جائے۔ شاید یہ وہاں کا ٹھاٹھ دیکھ کر اپنے خیالات سے باز آ جائے۔ انہوں نے حضرت ابراہیمؑ سے چلنے کو کہا۔ آپ نے غور و فکر کے بعد فرمایا۔ میں تمہارے اس مشغلے سے قطعی بیزار ہوں مجھے تمہاری دلچسپیوں اور لہو و لعب سے کوئی دلچسپی نہیں۔ یہ واضح ہے کہ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ کا وہی مطلب ہے جیسے سوچتے اور غور و فکر کرتے ہیں۔ کیونکہ عام طور پر آدمی سوچتے وقت آسمان کی طرف نظریں اُٹھاتا ہے۔ اور اِنِّي سَقِيْمٌ کے معنے یہ ہیں۔ کہ میں بیزار ہوں۔ جیسا کہ صاحب لسان نے تصریح کی ہے تفصیل کا یہ مقام نہیں۔ بہرحال جب ان لوگوں کو مایوسی ہوئی۔ تو حضرت ابراہیمؑ اپنے منصوبے کی تکمیل میں مصروف ہو گئے۔ جو انہوں نے پہلے سے سوچ رکھا تھا۔

حل لغات:۔ الْكَرْبِ۔ غم بیچینی اور اضطراب ○ شِيْعَتِهٖ۔ پیرو گروہ

۸۹- فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ ۝

۹۰- فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِينَ ۝

۹۱- فَرَاغَ إِلَىٰ آلِهَتِهِمْ فَقَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ ۝

۹۲- مَا لَكُمْ لَا تَنطِقُونَ ۝

۹۳- فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِينِ ۝

۹۴- فَأَقْبَلُوا إِلَيْهِ يَزِفُّونَ ۝

۹۵- قَالَ أَتَعْبُدُونَ مَا تَنْحِتُونَ ۝

۹۶- وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ ۝

۹۷- قَالُوا ابْنُوا لَهُ بُنْيَانًا فَأَلْقُوهُ فِي الْجَحِيمِ ۝

۹۸- فَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَسْفَلِينَ ۝

۸۹- پھر کہا میں بیمار ہوں ۝

۹۰- سو وہ اس کے پاس سے پیٹھ پھیر کر اُلٹے پھر گئے ۝

۹۱- پھر وہ اُنکے معبودوں میں جا گھسے ابراہیم نے کہا تم کیوں نہیں کھاتے؟ ۝

۹۲- تمہیں کیا ہوا کہ تم بولتے نہیں ؟ ۝

۹۳- و دہنے ہاتھ سے انہیں مارنے پر پل پڑا ۝

۹۴- پھر لوگ اس کی طرف گھبرائے ہوئے دوڑتے آئے ۝

۹۵- بولا کیا تم انہیں پوجتے ہو جنہیں تم آپ تراشتے ہو!؟ ۝

۹۶- اور اللہ نے تمہیں اور تمہارے کاموں کو پیدا کیا ۝

۹۷- وہ آپس میں بولے کہ ابراہیم کے لئے ایک چنائی چنو پھر اس کو آگ میں پھینک دو ۝

۹۸- پھر وہ اسکا بُرا چاہنے لگے سو ہمنے انہیں نیچا کر دیا ۝ ف

ف حضرت ابراہیم کا منصوبہ یہ تھا کہ کسی طریق سے ان لوگوں پر بتوں کی عاجزی اور بے بسی ثابت ہو جائے۔ اور یہ دیکھ لیں۔ کہ ان کے بت خود اپنی حفاظت پر قادر نہیں ہیں۔ چہ جائیکہ کائنات کا انتظام و انصرام ان کے ہاتھ میں ہو۔ جب یہ لوگ اپنی مذہبی تقریب میں چلے گئے۔ تو ان کو یہ سوجھی کہ ان کے پاس کچھ کھانے کو رکھ گئے۔ اور اُن سے کھانے کی درخواست کی۔ اور جب دیکھا کہ یہ کھانے کے لئے ہاتھ نہیں بڑھاتے ہیں۔ تو کہا تم کیوں کھاتے نہیں ہو۔ اور اگر بھوک نہیں ہے۔ تو بولتے کیوں نہیں۔ غرض یہ تھی۔ کہ ان لوگوں کے اس عقیدہ کی تذلیل کی جائے۔ اور جتایا جائے کہ یہ بت دعاؤں کو قبول کرتے ہیں۔ نہ بولتے ہیں۔ وہ کیونکر خدا ہو سکتے ہیں۔ جب آپ نے دیکھا۔ کہ یہ اصنام نہ بولتے ہیں۔ اور نہ کچھ کر سکتے ہیں۔ تو ایک بھرپور وار کے ساتھ ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور اس سارے طلسم الوہیت کو ایک لمحہ میں باطل کر دیا۔ یہ خبر سارے بت پرستوں میں پھیل گئی۔ اور وہ لپکے ہوئے آئے۔ اور دیکھا کہ اُن کے معبود ابراہیم کے قدموں میں پڑے ہیں۔ تو وہ بول اُٹھے۔ کہ تم بھی کتنے بے خوف ہو۔ خود تراشیدہ بتوں کی عبادت کرتے ہو جن کا حشر تمہارے سامنے ہے۔ یاد رکھو۔ تم کو اور تمہارے خداؤں کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے۔ خدا کو چھوڑ دو اور اس کے غضب جلال کے سامنے جھک جاؤ۔ اس گستاخی کی پاداش میں جس کا قصور حضرت ابراہیم سے ہوا۔ بت پرستوں نے یہ سزا تجویز کی۔ کہ ایک بہت بڑے آتش خانہ میں زندہ جھونک دیا جائے! تاکہ اس طرح اُن سے اور اُنکے پیغام توحید سے خلاصی حاصل کر لی جائے۔ مگر اللہ کو یہ منظور نہ تھا۔ وہاں یہ طے ہو رہا تھا۔ کہ ابراہیم اور اس کی نسل کو دنیا میں بڑھایا جائے۔ اور خیر و برکت کی تمام نعمتوں سے بہرہ مند کیا جائے۔ چنانچہ ان دشمنان دین کی تمام تدبیریں ناکام رہیں۔ اور حضرت ابراہیم صاف بچ گئے۔

حل لغات

فَرَاغَ ۔ رَوْغَانٌ سے مشتق ہے۔ جس کے معنے تدبیر و احتیاط کے ساتھ کسی چیز کا قصد کرنا ہے۔ روغ بمعنی کسی کے قبول کرنے اور اس پر ٹوٹ پڑنے کو کہتے ہیں۔ اور کسی چیز کی طرف خواہش اور میل کرنا بھی روغ ہے

يَزِفُّوْنَ ۔ الزف سے مشتق ہے بمعنی دوڑتے ہوئے پہنچنا۔

۹۹- وَقَالَ اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ

۹۹- اور بولا میں اپنے رب کی طرف جاتا ہوں وہ عنقریب مجھے ہدایت کریگا

۱۰۰- رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝

۱۰۰- اے رب مجھے نیک بیٹا عطا فرما ۝

۱۰۱- فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ ۝

۱۰۱- پھر ہم نے اُسے ایک بُردبار لڑکے کی بشارت دی ۝

۱۰۲- فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْٓ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی ؕ قَالَ یٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ؗ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ ۝

۱۰۲- پھر جب وہ اس عمر کو پہنچا کہ اس کے ساتھ دوڑنے لگا تو وہ بولا کہ بیٹے میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ تجھے ذبح کر رہا ہوں پس غور کر تیری کیا رائے ہے؟ کہا اے باپ جو تجھے حکم ہوتا ہے۔ تو اُسے کر تو ان شاء اللہ تو مجھے صابروں میں پائے گا ۝

۱۰۳- فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ ۝

۱۰۳- پھر جب دونوں نے حکم مانا اور اسکو ماتھے کے بل پچھاڑ دیا ۝

۱۰۴- وَنَادَیْنٰهُ اَنْ یّٰٓاِبْرٰهِیْمُ ۝

۱۰۴- اور ہم نے اُسے پکارا کہ اے ابراہیم ۝

۱۰۵- قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۝

۱۰۵- تو نے خواب سچ کر دکھایا۔ ہم یوں نیکوں کو بدلہ دیتے ہیں ۝

ذبیح کون تھا؟

ف ان آیات میں دین کے لئے اور خدا کی اطاعت کے لئے حضرت ابراہیمؑ کی عدیم النظیر قربانی کا ذکر ہے۔ کہ کیونکر انہوں نے باوجود باپ ہونے کے اپنے بیٹے کی گردن پر اپنے ہاتھ سے چھری رکھ دی۔ اور کس سعادت مندی سے ان کے بیٹے نے اپنے کو اس ایثار عظیم کے لئے پیش کیا۔ یہ حقیقت ہے۔ کہ مذہب کی تاریخ میں اس واقعہ کی کوئی مثال نہیں ملتی ہے۔ کہ اللہ کے ایک اشارہ پر اپنے لخت جگر کو ذبح کر، بیٹے کا باپ تہیہ کر لے۔ اور باپ کی فرمانبرداری میں بیٹا جان عزیز تک کی پرواہ نہ کرے۔

حلِ لغات

وَتَلَّهٗ۔ اَلتَّلُّ کے اصل معنے اونچی جگہ کے ہیں۔ اور اس صورت میں یہ مقصد ہوگا کہ حضرت ابراہیمؑ نے ان کو اونچی اور مرتفع زمین پر لٹایا ہوگا۔ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ۔ ذبح عظیم ہیں اس اعتبار سے کہ ابراہیمؑ کی یہ قربانی آئندہ نسلوں کے لئے نمونہ اور اسوہ قرار پائی۔

۱۰۶- اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ ۝
۱۰۶- بے شک یہی صریح آزمائش ہے ۝

۱۰۷- وَفَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ ۝
۱۰۷- اور ہمنے ایک بڑا جانور ذبح کرنیکے واسطے اسکا بدلادیا ۝

۱۰۸- وَتَرَكْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ ۝
۱۰۸- اور پچھلوں میں ہمنے اسکا ذکر (خیر) باقی چھوڑا ۝

۱۰۹- سَلٰمٌ عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ ۝
۱۰۹- ابراہیم پر سلام ۝

۱۱۰- كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۝
۱۱۰- ہم یوں نیکوں کو بدلہ دیتے ہیں ۝

۱۱۱- اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ ۝
۱۱۱- بے شک وہ ہمارے مومن بندوں میں ہے ۝

۱۱۲- وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝
۱۱۲- اور ہمنے اُسے اسحاق کی بشارت دی جو نیک بختوں میں ایک نبی تھا ۝

۱۱۳- وَبٰرَكْنَا عَلَیْهِ وَعَلٰٓی اِسْحٰقَ ؕ وَمِنْ ذُرِّیَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِیْنٌ ۝
۱۱۳- اور ہمنے ابراہیم اور اسحٰق کو برکت دی اور اُن کی اولاد میں کوئی نیک ہے ط اور کوئی اپنے حق میں صریح ظالم ہے ۝

۱۱۴- وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰی مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ ۝
۱۱۴- اور ہم نے موسیٰ اور ہارونؑ پر احسان کیا ۝

ط یہ ایک بڑا اختلاف ہے۔ کہ ذبیح کون ہے۔ حضرت اسمٰعیل یا حضرت اسحاق؟ صحیح اور معتقد علیہ یہ ہے کہ اس سعادت کا فخر حضرت اسمٰعیل کو حاصل ہوا۔ دلائل یہ ہیں:۔

۱۔ قرآن کا انداز بیان اس پر شاہد ہے۔ کیونکہ اس سارے واقعہ کو بیان کرنے کے بعد فرمایا ہے۔ وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ۔ کہ ہم نے حضرت ابراہیم کو اسحاق کی نبوت اور سعادت کی خوشخبری سنائی۔ دوسری جگہ فرمایا ہے۔ کہ ہم نے اس بات کی بھی بشارت دی تھی۔ کہ حضرت اسحاق کی نسل بڑھے گی۔ اور ان کے ہاں یعقوب پیدا ہوں گے۔ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ پھر یہ کیونکر ممکن ہے۔ کہ جس بیٹے کو آئندہ چل کر نبوت کا اعزاز حاصل کرنا ہے اور جس کا ایک نسل کا باپ ہونا پہلے سے مقدر و معلوم ہے۔ اس کو ابراہیم ذبح کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔

۲۔ حضورؐ نے اپنے متعلق ارشاد فرمایا ہے: انا ابن الذبیحین۔ یہاں غلام حلیم کا تذکرہ ہے اور دوسری جگہ تصریح فرما دی ہے۔ کہ اس حلم و صبر کے مستحق حضرت اسماعیل تھے۔ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِدْرِیْسَ وَذَا الْكِفْلِ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِیْنَ۔

۳۔ اسلوب بیان سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت ابراہیم کے پہلے اولاد نہیں ہے۔ اور وہ ایک ایسا مسعود مولود چاہتے ہیں۔ جو ان کے منصب صلاح و تقویٰ کا حامل ہو سکے۔ اور مسلم ہے۔ کہ حضرت اسمٰعیل ہی آپ کے پہلوٹھے بیٹے تھے۔

۴۔ آج تک نحر و قربانی کی رسوم کا تعلق ارض بیت اللہ سے ہے۔ اگر حضرت اسحٰق مراد ہوتے

۱۱۵- وَنَجَّيْنٰهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۞
۱۱۵- اور انہیں اور ان کی قوم کو بڑی سختی سے نجات دی ○

۱۱۶- وَنَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ۞
۱۱۶- اور ہم نے اُن کی مدد کی تو وہی غالب رہے ○

۱۱۷- وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ ۞
۱۱۷- اور ہم نے ان دونوں کو واضح کتاب دی ○

۱۱۸- وَهَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۞
۱۱۸- اور اُن کو سیدھی راہ دکھائی ○

۱۱۹- وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْاٰخِرِيْنَ ۞
۱۱۹- اور پچھلوں میں بھی ان کا ذکر خیر باقی رکھا ○

۱۲۰- سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۞
۱۲۰- کہ سلام ہو موسیٰؑ اور ہارونؑ پر ○

۱۲۱- اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۞
۱۲۱- ہم نیکوں کو بدلا دیتے ہیں ○

۱۲۲- اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۞
۱۲۲- بیشک وہ دونوں ہمارے مومن بندوں میں تھے ○

۱۲۳- وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۞
۱۲۳- اور بیشک الیاسؑ رسولوں میں ہے ○

۱۲۴- اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۞
۱۲۴- جب اس نے اپنی قوم سے کہا کیا تم ڈرتے نہیں ○

قرآن کا نظریہ فضیلت

ف غرض یہ ہے۔ کہ جب کوئی اللہ کا بندہ مخلوقات کی مخالفت کی پرواہ نہ کرکے حقانیت کو قبول کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے برکات کے دروازے کھول دیتے ہیں۔ اُسے دنیا اور دین کی ہر نعمت سے بہرہ مندی کا موقع دیتے ہیں۔ دیکھئے حضرت ابراہیم نے جب توحید کی آواز کو بلند کیا۔ تو اس وقت وہ یکہ و تنہا تھے۔ ساری قوم میں ہمنوا نہ تھا۔ اور ایسا بھی نہ تھا۔ جو تنہائی کے ساتھ دعوت ابراہیمی کے متعلق سوچتا۔ اور غور و فکر سے کام لیتا۔ پھر ایک وقت آیا۔ کہ اس دعوت کا چرچا ہوا۔ ملک کی وادیاں توحید کے زمزموں سے گونج اُٹھیں۔ اور حضرت ابراہیم کا دیرینہ خواب پورا ہوا۔ حضرت اسحاق نے اور حضرت اسمٰعیل نے اپنے منصب امامت کو سنبھالا۔ اور چاردانگ حجاز و شام میں توحید کے پیغام کو پھیلایا۔ اس طرح یکہ و تنہا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور گروہوں کے مورث ہو گئے۔ اور ضروری قرار دیا گیا۔ کہ اسلامی دنیا ان کیلئے رحمتوں اور برکتوں کا اعتراف کرے۔ اور ان کے مقام عبادت کو اپنے لئے مرکز ٹھہرائے۔ اور اس آواز کو جو انہوں نے بلند کی تھی۔ ساری دنیا میں پہنچا دے۔

پھر جہاں حضرت ابراہیم ان فضائل و محاسن سے متصف تھے۔ وہاں یہودی نہایت ظلم ثابت ہوئے۔ انہوں نے اسلامی تعلیمات کو فراموش کر دیا۔ اور دنیا کی حقیر خواہشات کو اپنا نصب العین ٹھہرایا۔ یہ اس لئے تصریح فرما دی۔ تاکہ یہودی باوجود اپنی بداعمالیوں کے اس انتساب سے ناجائز استفادہ نہ کریں۔ اور یہ نہ کہیں کہ ہم چونکہ حضرت اسحاق کی اولاد ہیں۔ اس لئے بغیر اعمال صالحہ کے فضائل و محاسن کا استحقاق رکھتے ہیں۔ قرآن حکیم نے جس نظریہ فضیلت کو پیش کیا ہے۔ اس میں موروثی فضائل کا کہیں ذکر نہیں۔ ہر شخص کو اپنے ذاتی مجد و شرف کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے۔ کہ بزرگی وہ ہے۔ جس کا تعلق براہ راست تمہارے اپنے اعمال سے ہے۔

ف فرعون مصر کے وقت جب بنی اسرائیل پر تشدد ہونے لگا اور ان کو طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا رکھا گیا۔ تو اللہ تعالیٰ کی غیرت جوش میں آئی۔ اور حضرت موسیٰ اور ہارون کو اس ظالم حکومت کی سرکوبی کے لئے بھیجا گیا۔ کہ فرعون اور اس کی قوم کو توحید اور آزادی کا پیغام سنائیں۔ اور انکو بنی اسرائیل کے استخلاص کیلئے آمادہ اور مستعد کریں۔ چنانچہ ان دونوں بزرگوں نے پوری قوت کے ساتھ فرعون کا مقابلہ کیا۔ اور بالآخر بنی قوم کو اس کے چنگل سے چھڑانے میں کامیاب ہو گئے۔ [illegible]

حل لغات:- اَلْمُسْتَبِيْنَ ۔ واضح یا وضاحت کرنے والی۔

١٣٥ - اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ۝

١٣٦ - ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۝

١٣٧ - وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ۝

١٣٨ - وَبِالَّيْلِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

١٣٩ - وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝

١٤٠ - اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۝

١٤١ - فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ ۝

١٤٢ - فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ ۝

١٤٣ - فَلَوْلَا اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ۝

١٤٤ - لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝

١٤٥ - فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ ۝

١٤٦ - وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ۝

١٣٥۔ مگر ایک بڑھیا کہ باقی رہنے والوں میں تھی ۝

١٣٦۔ پھر دوسروں کو ہم نے ہلاک کر دیا ۝

١٣٧۔ اور تم ان پر صبح کے وقت گذرتے ہو ۝

١٣٨۔ اور رات کو بھی۔ پھر کیا تم سمجھتے نہیں! ۝

١٣٩۔ اور بیشک یونسؑ رسولوں میں تھا ۝

١٤٠۔ جب وہ اس بھری ہوئی کشتی پر بھاگ کر پہنچا ۝

١٤١۔ پھر قرعہ ڈالا تو دھکیلے ہوؤں میں ہو گیا ۝

١٤٢۔ پھر اسے مچھلی نگل گئی اور وہ اپنے آپ کو ملامت کرتا تھا ۝

١٤٣۔ پھر اگر یہ بات نہ ہوتی کہ خدا کی تسبیح کرنیوالوں میں تھا ۝

١٤٤۔ تو اس دن تک کہ مردے اٹھیں اسکے پیٹ میں رہتا ۝

١٤٥۔ پھر ہم نے اسے چٹیل میدان میں پھینک دیا اور وہ بیمار تھا ۝

١٤٦۔ اور ہم نے اس پر ایک بیلدار درخت (یعنی کدو) اگا دیا ۝

(بقیہ حاشیہ صفحہ ١٠٧٩) ..... اس ضمن میں یہ بات لائق غور و فکر ہے۔ کہ بعثت اللہ تعالیٰ کے نزدیک کس درجہ قابل اصلاح ہے۔ کہ اس کے دور کرنے کیلئے ایک پیغمبر بھیجا جاتا ہے۔ جو قوم کی طرف سے دل خراش طعنے سنتا ہے۔ اور علاوہ اپنے اس اخلاقی مشن کی تبلیغ میں مصروف ہے۔ لیکن جب قوم میں یہ مرض عام ہو جائے۔ تو پھر شریعت الفاظ کو بالائے طاق رکھ کر غیرت وحمیت کے ساتھ اسکا مقابلہ کرنا ضروری ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ شوکت لوطؑ یہی ہے کہ اس مرض کی اصلاح کیلئے درد مندانہ کوشش کی جائے۔ بلکہ شرمناک یہ ہے کہ اگر قوم کے نوجوان اس مہلک بیماری میں مبتلا ہوں۔ اور ہمکو ان کے متعلق کچھ نہ سوجھا جائے۔

اس وقت اگر ان بدکار نسل کے لوگوں کو آسمانی عذاب کے ذریعے ہلاک کر دیا گیا۔ تو معاً آج بھی یہ مرض قوموں اور نسلوں کو تباہ کر رہا ہے۔ اس سے اچھے اچھے ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ زنا چھا جاتا ہے۔ اور تنومند اور باحوصلہ قوم کی تشکیل نہیں ہوتی۔ اور پھر ایک وقت آتا ہے کہ اس طرح کے لوگ جہاں والا صحیح کے قانون کے مطابق خود بخود مٹ جاتے ہیں۔

(حاشیہ صفحہ ھذا)

٢٣ حضرت یونسؑ کا مختصر قصہ یہ ہے۔ کہ یہ ارض نینوی کے نبی تھے۔ انہوں نے قوم کو رشد و ہدایت کی طرف بلایا۔ مگر وہ لوگ سرکشی اور تمرد میں بڑھتے چلے گئے۔ جسکے سبب یہ مایوس ہو کر چل دیئے۔ اور ہجرت کی نیت سے جب کشتی پر سوار ہوئے۔ تو وہ دریا میں ڈگمگانے لگی۔ انہوں نے قرعہ اندازی کر کے یہ معلوم کرنا چاہا۔ کہ کون شخص اس کشتی میں ایسا ہے۔ جسکی شامت اعمال سے کشتی ڈانواں ڈول ہو رہی ہے۔ تبھی اتفاق سے قرعہ حضرت یونسؑ کے نام پر پڑا۔ جسے انکو دریا میں ڈال دیا گیا۔ اور مچھلی نے انہیں نگل لیا۔ یہ اصل میں اللہ کی طرف سے تادیب تھی۔ کہ قوم سے مایوس ہو کر بغیر اذن الٰہی انکو چھوڑ دینے کی یہ سزا ہے۔ چنانچہ انہوں نے تسبیح و تقدیس سے توبہ کی۔ اور اللہ نے ان کو نجات دی۔

حل لغات

عَجُوْزًا ۔ بڑھیا۔

اَلْحُوْتُ ۔ ایک قسم کی مچھلی۔ ہو سکتا ہے۔ کہ اس نوع کی مچھلیاں زمانہ حال کے آدمیوں کو نگل جانے کے لئے کافی وسعت ہو۔ کہ وہ انہیں کو نگل سکیں۔ علم الحیوانات کے ماہرین نے صرف بحیرہ روم میں اس نوع کی قسم کی مچھلیاں دریافت کی ہیں۔

یَقْطِیْنٍ ۔ بیلدار چیز۔ تاکہ حضرت یونسؑ آفتاب کی تمازت سے محفوظ رہ سکیں

۱۴۷- وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰی مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ۝

۱۴۷- اور ہم نے اُسے ایک لاکھ یا زیادہ آدمیوں کی طرف بھیجا ۝

۱۴۸- فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰی حِيْنٍ ۝

۱۴۸- پھر وہ ایمان لائے پھر ہم نے انہیں ایک وقت تک بہرہ مند کیا ۝

۱۴۹- فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ ۝

۱۴۹- اب تو اُن (کفار مکہ) سے پوچھ کہ کیا تیرے رب کے لئے بیٹیاں اور اُن کیلئے بیٹے ہیں؟ ۝ ف۱

۱۵۰- اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ شٰهِدُوْنَ ۝

۱۵۰- یا ہم نے فرشتوں کو عورت بنایا اور وہ دیکھتے تھے ۝

۱۵۱- اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ۝

۱۵۱- سُنتا ہے! وہ اپنے جھوٹ سے کہتے ہیں ۝

۱۵۲- وَلَدَ اللّٰهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝

۱۵۲- کہ اللہ کے اولاد ہوئی اور بے شک وہ جھوٹے ہیں ۝

۱۵۳- اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ۝

۱۵۳- کیا اس نے بیٹوں پر بیٹیوں کو پسند کیا ہے؟ ۝

۱۵۴- مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝

۱۵۴- تمہیں کیا ہوا کیسا انصاف کرتے ہو؟ ۝

۱۵۵- اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝

۱۵۵- کیا تم دھیان نہیں کرتے؟ ۝

خدا کے بیٹیاں کیوں نہیں؟

ف۱ خدا جانے کن وجوہ کی بنا پر مکے والے ملائکہ کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے۔ اور ان کے مجسموں کی پوجا کرتے تھے۔ قرآن نے کئی مقامات پر اس عقیدے کو ذکر کیا ہے۔ اور اس کی وضاحت کے ساتھ تردید فرمائی۔ ان آیتوں سے مقصود بھی یہی ہے۔ کہ یہ لوگ اپنے عقیدے کی کمزوری ملاحظہ کریں۔ فرمایا تم یہ تو سوچو۔ کہ جب تم اپنے لئے لڑکیوں کے انتساب کرنا پسند کرتے ہو۔ تو اللہ نے آخر بیٹیوں کو کیوں پسند کیا۔ اگر اس کے اولاد ہے۔ تو وہ اولادِ ذکور کیوں نہیں! غرض یہ ہے۔ کہ جو چیزیں تمہارے لئے باعث فخر ہیں۔ ان کو اگر تم اللہ کے لئے بھی باعث اعزاز سمجھتے ہو۔ تو اس میں کچھ معقولیت ہو سکتی ہے۔ اور اگر ان چیزوں کو تم اسکی ذات والا کی جانب منسوب کرتے ہو۔ جو خود تمہارے ہاں لائق فخر نہیں۔ تو پھر تمہیں اپنے طرزِ عمل پر غور کرنا چاہئے۔ آخر یہ حقیقت تو بداہت عقل سے ثابت ہے۔ کہ خدا صرف صفاتِ حسن و جمال سے متصف ہے اور کوئی برائی اسکے لئے ثابت نہیں۔ پھر لڑکیوں کی تحقیر کا خیال یا تو دل سے نکال ڈالو اور یا اللہ کے لئے انکو منسوب نہ کرو۔ یہ عقیدہ کا تضاد تو کسی طرح بھی معقول قرار نہیں دیا جا سکتا۔ کہ ایک طرف تو تم اللہ کی مخلوق کو نہایت ذلیل سمجھو۔ اور سوسائٹی میں ان کو حقیر جانو۔ اور دوسری طرف خدا کے لئے اس مخلوق کو منسوب کرو۔ اور اس کے لئے اس کو وجہ فخر و لائق عزت قرار دو۔

۱۵۶- اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ ○
۱۵۶- یا تمہارے پاس کوئی کھلی سند ہے ○

۱۵۷- فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○
۱۵۷- سو اپنی کتاب لاؤ اگر تم سچے ہو ○

۱۵۸- وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ۭ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ○
۱۵۸- اور انہوں نے اللہ اور جنات میں رشتہ ٹھہرایا حالانکہ جنوں کو معلوم ہے کہ وہ پکڑے آئیں گے ○

۱۵۹- سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○
۱۵۹- ان باتوں سے جو وہ بیان کرتے ہیں اللہ پاک ہے ○

۱۶۰- اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ○
۱۶۰- مگر جو اللہ کے چنے ہوئے بندے ہیں ○

۱۶۱- فَاِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ ○
۱۶۱- سو تم اور جنکو تم پوجتے ہو ○

۱۶۲- مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفٰتِنِيْنَ ○
۱۶۲- کسی کو اسکے ہاتھ سے بہکا کر نہیں لے سکتے ○

۱۶۳- اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ ○
۱۶۳- مگر اسی کو جو دوزخ میں جانے والا ہے ○

۱۶۴- وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ○
۱۶۴- اور ہم[۵] میں جو بھی ہے اس کا ایک مقام معین ہے ○

۱۶۵- وَّاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ○
۱۶۵- اور ہم (فرشتے) صف باندھنے والے ہیں ○

۱۶۶- وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ○
۱۶۶- اور ہم تسبیح میں لگے ہوئے ہیں ○

خدائے خیر اور خدائے شر

قرآن حکیم میں تمام عقائد باطلہ کی تردید موجود ہے۔ جو اس وقت رائج تھے۔ اور یا ان کے مقبول ہونے کا مستقبل میں کوئی امکان تھا۔ گو بظاہر صرف اہل کتاب اور مشرکین کو زیادہ تر خطاب فرمایا ہے لیکن اگر غور و تعمق سے دیکھا جائے۔ تو اس کتاب معرفت میں تمام مذہبی اور دینی تصورات کی توضیح و تردید موجود ہے۔ عربوں میں ایک عقیدہ اس وقت یہ موجود تھا۔ کہ دنیا کے دو الگ الگ خدا ہیں ایک خیر کا خدا ہے جس سے سوائے حسن و جمال کے اور بھلائیوں کے اور کسی بات کا صدور نہیں ہوتا۔ دوسرا شر کا خدا ہے۔ جس سے مفاسد اور مضرات پیدا ہوتے ہیں۔ اس طرح وہ یہ سمجھتے تھے۔ کہ علم کلام کا یہ معرکۃ الآرا مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ کہ جب وہ محسن مطلق ہے۔ اور جمال تام ہے۔ تو پھر دنیا میں دکھ۔ تکلیف اور برائی کا وجود کیوں ہے۔ اور کہاں سے۔ یہ خیال مجوس عجم نے عربوں میں پھیلایا تھا۔ اور عربوں میں عقلیت پسند گروہ نے اس عقیدے کو اپنایا تھا۔ اس بنا پر وہ شیاطین کو بھی قابل احترام سمجھتے تھے۔ کیونکہ ان کی رائے میں ان کا بہت سے ساتھ گہرا اور عمیق تعلق تھا۔ اور دنیا میں جتنی برائیاں ہیں۔ ان کا منبع و مصدر یہی جنات شر تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ ان کا یہ عقیدہ سراسر غلط ہے۔ وہ اہرمنی قوتیں جن کو یہ خدا سمجھتے ہیں۔ اللہ کے ماتحت ہیں۔ اور قیامت میں انکو اس کے حضور میں پیش کیا جائے گا۔ اس کی ذات ہر عیب اور نقص کی بات سے پاک ہے۔ یہ نقائص اور مضرات و مفاسد جو ان کو نظر آتے ہیں ان کو معلوم نہیں۔ کہ نفس کائنات کے وجود کے لئے ان کا ہونا کتنا ضروری ہے۔ یہ ان اشیاء کو محدود نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اگر یہ نظروں میں وسعت پیدا کریں۔ اور ایک ایسی نظر سے کائنات کو دیکھیں۔ جو کہ تمام وسعتوں پر حاوی ہو۔ تو انہیں معلوم ہو۔ کہ عالم ہمہ خیر و جمال ہے۔ اور نقص و عیب یہی نظر کی کوتاہیوں میں ہے۔ عالم کون۔ مکان میں نہیں۔

حل لغات

سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ۔ یعنی کھلی اور واضح دلیل۔ جو عقل و خرد پر قبضہ جمالے۔
نَسَبًا۔ رشتہ۔

[۵] یہ فرشتوں کا کلام ہے۔

۱۶۷- وَاِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ ۝

۱۶۷- اور یہ (اہل مکہ) تو یہ کہتے تھے ۝

۱۶۸- لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۝

۱۶۸- کہ اگر ہمارے پاس اگلوں کا حال ہوتا ۝

۱۶۹- لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۝

۱۶۹- تو ہم ضرور اللہ کے چُنے ہوئے بندے ہوتے ۝

۱۷۰- فَكَفَرُوْا بِهٖ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝

۱۷۰- سو اس سے منکر ہو گئے اب عنقریب معلوم کر لیں گے ۝

۱۷۱- وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ۝

۱۷۱- تحقیق پہلے گذری ہے بات ہماری واسطے پیغمبروں کے ۝

۱۷۲- اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ۝

۱۷۲- کہ بیشک انہیں کی مدد کی جائے گی ۝

۱۷۳- وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝

۱۷۳- اور ہمارا لشکر جو ہے وہی غالب رہا کرتا ہے ۝

۱۷۴- فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ۝

۱۷۴- سو تو ان میں سے ایک وقت تک منہ موڑ لے ۝

۱۷۵- وَّاَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ۝

۱۷۵- اور انہیں دیکھتا رہ عنقریب وہ بھی دیکھ لیں گے ۝

۱۷۶- اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ۝

۱۷۶- کیا وہ ہمارا عذاب جلد مانگتے ہیں؟ ۝

۱۷۷- فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝

۱۷۷- سو جس وقت وہ ان کے میدان میں اُترے گا۔ تو ڈرائے ہوؤں کی صبح بُری ہوگی ۝

۱۷۸- وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ۝

۱۷۸- اور ان سے ایک وقت تک منہ موڑ لے ۝

ف یعنی آج یہ لوگ گو از راہ عناد و دشمنی طلب عذاب میں مستعجل ہیں۔ مگر آپ گھبرائیں نہیں۔ جب اللہ کا غضب بھڑکے گا۔ اور عذاب کو یہ لوگ رُو برو دیکھیں گے۔ تو اس وقت ان کے لئے حسرت اور ندامت کے سوا کوئی چارہ کار نہ ہوگا۔ اس حالت میں ان کو احساس ہوگا۔ کہ ہم نے اللہ کی غیرت کو آزمانے میں بہت بڑی گستاخی کا ارتکاب کیا ہے۔ آپ ان سے فی الحال تعرض نہ فرمائیے۔

حلِ لغات

سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا. یعنی یہ مقدرات میں سے ہے۔ کہ انبیاء کرام اپنے مخالفین پر غالب رہیں۔ اور ان کو ہر حال میں مظفر و منصور رکھا جائے۔

بِسَاحَتِهِمْ. آنگن. کشادگی۔

۱۷۹- وَّاَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ○

۱۸۰- سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○

۱۸۱- وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○

۱۸۲- وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اٰياتها (۸۸)	(۳۸) سُوْرَةُ صٓ مَكِّيَّةٌ (۳۸)	ركوعاتها (۵)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۱- صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِي الذِّكْرِ ○

۲- بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ○

۳- كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ ○

۴- وَعَجِبُوْا اَنْ جَاءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ○

۱۷۹- اور دیکھتا رہ عنقریب وہ بھی دیکھ لیں گے ○

۱۸۰- تیرا رب جو عزت کا رب ہے انکی باتوں سے پاک ہے ○

۱۸۱- اور رسولوں پر سلام ہے ○

۱۸۲- اور سب تعریف اللہ کیلئے ہے جو سارے جہان کا رب ہے ○

سورہ صٓ (۳۸) ع

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

۱- صٓ قسم ہے اس قرآن نصیحت کرنیوالے کی (کہ حقیقت ہمارا کلام ہے)

۲- لیکن جو لوگ منکر ہیں وہ سرکشی اور مخالفت میں ہیں ○

۳- اُن سے پہلے ہم نے بہت اُمتوں کو ہلاک کیا پھر وہ پکارتے تھے اور وقت خلصی کا نہ رہا تھا ○

۴- اور یہ لوگ اس پر تعجب کرنے لگے کہ انکے پاس انہیں میں سے ایک ڈرانیوالا آیا۔ اور کافر لوگ کہنے لگے کہ یہ جادوگر ہے جھوٹا ○

ل اور دیکھتے رہئے۔ یہ بھی حالات پر نظر رکھیں۔ رب العزت کی پاکیزگی اور شوائب شرک سے بلندی ثابت ہو کر رہے گی۔ اور اللہ کے رسول پر سلامتی کے انوار برسیں گے۔ اور فضا حمد و ستائش خداوندی کے نغموں سے گونج اٹھے گی۔

سورہ صٓ

ل یہ سورۃ مکی ہے۔ اور اس کا آغاز بھی عام طور پر مکی سورتوں کے انداز کے مطابق قرآن کے تعارف سے ہوا ہے۔ ص۔ حروف مقطعات میں سے ہے۔ جس کی تفصیل سورۃ بقرہ کے ضمن میں بیان کی جا چکی ہے۔ قسم سے مراد استشہاد ہے۔ جیسا کہ آپ گزشتہ صفحات میں پڑھ چکے ہیں۔ یہاں مقصود یہ ہے۔ کہ قرآن کی صداقت پر خود قرآن پیش کیا جائے۔ اور اس کے اس پہلو کو نمایاں کیا جائے کہ اس میں علم انسانی کے لئے رشد و ہدایت کا وافر سامان موجود ہے۔ یہ ذکر و نصیحت ہے اور برکت و سعادت ہے۔ یعنی اگر قرآن کی تفصیلات پر اجمالی نظر ڈالی جائے۔ تو اس کا منجانب اللہ ہونا خود ثابت ہو جائے گا۔ کہ اس کو پیش کرنے والا اللہ کا سچا رسول ہے۔ ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب اس کی حقانیت اس درجہ ظاہر اور واضح ہے۔ تو پھر شکوک و شبہات کیوں پیدا ہوتے ہیں۔ اور کیوں یہ منکرین اسکی صداقتوں سے محروم ہیں۔ جواب ارشاد فرمایا۔ کہ اصل میں تعصب و غرور اور مخالفت و عناد کے جذبہ نے انہیں اندھا کر رکھا ہے۔ ورنہ اس کلام الٰہی میں کفر و انکار کی قطعاً گنجائش نہیں جانتے ہیں۔ کہ ان سے پہلے بہت سی قومیں اسی تعصب اور حق کی دشمنی کی وجہ سے ہلاک ہو چکی ہیں۔ اسلئے انکا انجام بھی یہی ہو سکتا ہے اگر یہ برابر اس حقیقت کبریٰ کی مخالفت پر کمربستہ رہے۔

فرمایا۔ انکو تعجب میں ڈالنے والی یہ بات ہے کہ آخر اللہ نے کس عہدہ جلیلہ کیلئے محمد عربی کو کیوں پسند فرمایا۔ حالانکہ جہاں تک دنیوی وجاہتوں اور انسانی فضائل و محاسن کا تعلق ہے۔ یہ لوگ بھی ان چیزوں میں آپکے برابر کے شریک ہیں۔ بلکہ بعض باتوں میں تو انکا خیال ہے کہ ہم ان سے کہیں بڑھ کر ہیں۔ پھر دوسری چیز جو انکے لئے حیران کن ہے۔ وہ توحید کا عقیدہ ہے۔

حل لغات:۔ عِزَّةٍ۔ یعنی غلبہ نفس کے مرض میں مبتلا ہیں۔ مناص۔ ناص۔ ینوص سے ہے۔ یعنی خلاصی۔

۵- اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۖۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ○

۶- وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰۤی اٰلِهَتِكُمْ ۖۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ ۖۚ ○

۷- مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۖۚ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۖۚ ○

۸- ءَاُنْزِلَ عَلَیْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَیْنِنَا ؕ بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِیْ ۚ بَلْ لَّمَّا یَذُوْقُوْا عَذَابِ ○

۹- اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِیْزِ الْوَهَّابِ ○

۵۔ کیا اس نے سب معبودوں کو ایک معبود کر دیا؟ یہ تو ایک عجیب بات ہے ○ ف۱

۶۔ اور ان میں کے سردار لوگ یہ کہہ کر چل دیئے۔ کہ چلو اور اپنے معبودوں پر جمے رہو۔ بیشک اس بات میں کچھ غرض ہے ○

۷۔ ہم نے ایسی بات پچھلے دین میں نہیں سنی اور کچھ نہیں۔ یہ صرف بنائی ہوئی بات ہے ○

۸۔ کیا ہمارے درمیان اسی پر نصیحت اُتری ہے؟ (کیوں نہیں اُتری) بلکہ وہ میری نصیحت سے شک میں ہیں۔ بلکہ ابھی انہوں نے میرا عذاب نہیں چکھا ○

۹۔ کیا ان کے پاس تیرے رب بخشنے والے کی رحمت کے خزانے ہیں؟ ○ ف۲

ف۱ وہ کہتے ہیں۔ کہ یہ کیونکر ممکن ہے۔ کہ بہت سے خداؤں کا کام تنہا ایک خدا کرلے گا۔ پھر جب انھوں نے یہ دیکھا۔ کہ باوجود عیب و حیرت کے محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اور ان ہی کو منصب جلیلہ پر فائز کیا گیا ہے۔ اور توحید کی طرف بلایا جارہا ہے۔ تو ان میں کے اکابر نے عوام سے کہا۔ کہ خبردار اس شخص کی باتوں میں نہ آجانا۔ اور ایسا دو جو کہ تم اپنے خداؤں کو چھوڑ دو۔ دیکھو اپنے بتوں کی عبادت پر قائم رہو۔ پھر خود آپ ہی سمجھ لے گے۔ کہ یہ عقیدہ تو کچھ ایسا ہے۔ کہ چل کر رہے گا۔ گویا ان کو اپنے عقیدہ کی کمزوری خوب معلوم تھی۔ اور یہ محسوس کرتے تھے۔ کہ اس کی خیر نہیں ہے۔ یہ آج بھی غلط ہے۔ اور کل بھی غلط۔

نبوت کا استحقاق

ف۲ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ مکے والوں کو سب سے زیادہ غصہ اس بات پر تھا۔ کہ اگر نبوت ایک انعام ہے۔ تو ہم اس سے کیوں محروم ہیں۔ کیوں ہماری قوت و وجاہت کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ کیوں ہمارے شرف و مجد کا خیال نہیں رکھا گیا۔ اور کیا ایسا ہوتا ہے کہ یہ سے۔ اس آدمی کو سعادت کیلئے چن لیا گیا ہے۔ جو کسی طرح بھی مال و دولت کے اعتبار سے یا اعوان و انصار کے لحاظ سے ہم سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ اس استدلال سے ان کی غرض یہ تھی۔ کہ شرعاً یہی سے حضور کا دعویٰ غلط ہے۔ اگر اس میں کوئی حقیقت ہوتی۔ تو پھر ہمیں عہدہ نبوت پر فائز ہونا چاہیئے تھا۔ خدا ایسا نامنصف نہیں ہے کہ اکابر و مشاہیر کو چھوڑ کر ایک گمنام و یتیم کو جس کے پاس کھانے کو بھی موجود نہیں، نبوت کیلئے منتخب فرمائے۔ اور ساری کائنات کی سیادت و قیادت انکے سپرد کر دے۔ ان لوگوں کے نزدیک نبوت کیلئے ضروری تھا کہ اسکے ساتھ دنیا کے ٹھاٹ بھی ہوں۔ اور ایسے شخص کو اس منصب جلیل پر فائز ہونا چاہیئے تھا۔ جو حشم و خدم کے لحاظ سے اپنے معاصرین پر فوقیت رکھتا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مزعومہ کا جواب دیا۔ اور فرمایا۔ کہ یہ تو اللہ کی بخشش ہے۔ اور سکالرشپ ہے۔ وہ خوب جانتا ہے۔ کہ اس کا استحقاق کس شخص کو حاصل ہے۔ انکے علم سے ہے۔ کہ یہ خدا دیدہ اکابر اس بار گراں کو اٹھا سکیں گے یا نہ کا یہ ودیعت بخشش اور موہبت ہے۔ جسکا تعلق روحانی اصلاح سے ہے۔

(باقی صفحہ ۱۰۸۶ پر)

حل لغات

عُجَابٌ ۔ تعجب ۔

اَلْمَلَاُ ۔ اکابر ۔

اِخْتِلَاقٌ ۔ گھڑت ۔ دروغ بافی ۔

۱۷- اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ ۚ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ○

۱۷- جو جو باتیں یہ لوگ کہتے ہیں اُنپر صبر کر اور ہمارے صاحب قوت بندہ داؤد کو یاد کر بیشک وہ رجوع کرنیوالا تھا ○

۱۸- اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ ○

۱۸- ہم نے اُس کے ساتھ پہاڑ تابع کر دیئے تھے۔ کہ شام صبح تسبیح کرتے تھے ○

۱۹- وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً ۗ كُلٌّ لَّهٗۤ اَوَّابٌ ○

۱۹- اور پرندے بھی جمع ہو کر سب اُسکے آگے رجوع رہتے تھے ○

۲۰- وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ○

۲۰- اور ہم نے اس کی سلطنت کو استوار کیا اور اُسے حکمت اور فیصلہ کی بات عنایت کی ○

۲۱- وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ ۘ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ○

۲۱- اور اے محمدؐ کیا تیرے پاس دعوے والوں کی خبر آئی ہے؟ جب وہ دیوار کود کر محراب میں آگئے ○

۲۲- اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۚ خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَاۤ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ ○

۲۲- جب وہ داؤدؑ کے پاس آئے تو وہ اُن سے ڈرا۔ بولے اندیشہ نہ کر ہم دو جھگڑالو ہیں ہم میں سے بعض نے بعض پر ستم کیا ہے۔ سو تو ہم میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دے اور بات کو دور نہ ڈال اور ہمیں سیدھی راہ بتا دے ○

حضرت داؤد

ف اس مقام پر حضرت داؤد کا ذکر مدح و ستائش کے انداز میں ہے۔ یہ کہا گیا ہے۔ کہ وہ صاحب قوت و اقتدار تھے۔ وہ خدا کے حضور میں خشوع قلب کے ساتھ جھکتے تھے۔ پہاڑ ان کے مسخر تھے۔ پرندے انکے اشارہ چشم کے منتظر رہتے۔ ان کی حکومت نہایت مضبوط اور مستحکم تھی۔ اللہ نے حکمت و تدبیر اور فصاحت و بلاغت کی نعمتوں سے انہیں نوازا تھا۔ اللہ کے ہاں انکو قرب حاصل تھا۔ یہ انجام و عاقبت کے لحاظ سے بہترین انسان تھے۔ اور زمین میں انکو اللہ کا نائب بنا کر بھیجا گیا تھا۔ اور انکو حکم دیا گیا تھا کہ لوگوں میں حق و انصاف کے ساتھ فیصلے صادر فرماویں۔ اور خواہش نفس کی پیروی نہ کریں۔ ان فضائل و محامد کی روشنی میں آپ اس قصہ کی نوعیت پر غور کیجئے۔ جو حضرت داؤد کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ کیا اللہ نے اتنی تعریفیں محض اس لئے بیان فرمائی ہیں۔ کہ ان کو ایک دنیوی بادشاہ کی طرح حریص و طامع انسان سمجھا جائے۔ کیا ایسا صاحب قوت و اقتدار شخص اتنی اخلاقی بزدلی کا اظہار کر سکتا ہے۔ کہ ایک عورت کے حصول کیلئے بلا وجہ بوجہ اس کے خاوند کو خفیہ منصوبوں کے ماتحت مروا ڈالے۔ کیا وہ شخص جو اواب ہو جسکے پہاڑ مسخر ہوں۔ پرندے جسکی تسبیح کے معترف ہوں جسکی حکومت نہایت با اقتدار ہو۔ جو حکمت و دانائی کا مالک ہو جسے فصل خصومات میں اعلیٰ ترین قابلیت و بلاغت حاصل ہو۔ وہ ایسی ذلیل حرکات کا ارتکاب کر سکتا ہے۔ کیا اللہ کے نائب سے اس نوع کے کمینہ افعال کی توقع جا سکتی ہے۔ معلوم نہیں کیونکر یہ بیہودہ افسانہ ہماری تفسیروں کا جزو بن گیا۔ حالانکہ زمانہ صحابہ میں بھی اس قصہ کی تردید کی گئی۔ حضرت علی فرمایا کرتے تھے۔ کہ جو شخص اس قصے کو بیان کریگا۔ میں اس پر حد قذف جاری کروں گا۔ اور اسکے دُرّے لگاؤں گا۔ یہ حکایت بائیبل میں تو موجود ہے۔ اور وہاں اس لئے ناقابل اعتراض ہے۔ کہ اہل کتاب کے نزدیک حضرت داؤد پیغمبر نہیں تھے۔ صرف ایک بادشاہ تھے۔

حل لغات: فَصْلَ الْخِطَابِ۔ فیصلہ کن قوت۔ یعنی جو کلام کہ فصیح اور روشن ہو۔ اور حق و باطل میں تمیز کرے۔ وَلَا تُشْطِطْ۔ زیادتی نہ کرو۔

۲۳- إِنَّ هَٰذَا أَخِي لَهُ تِسْعٌ وَتِسْعُونَ نَعْجَةً وَلِيَ نَعْجَةٌ وَاحِدَةٌ فَقَالَ أَكْفِلْنِيهَا وَعَزَّنِي فِي الْخِطَابِ ۞

۲۴- قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ إِلَىٰ نِعَاجِهِ وَإِنَّ كَثِيرًا مِنَ الْخُلَطَاءِ لَيَبْغِي بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَقَلِيلٌ مَا هُمْ وَظَنَّ دَاوُودُ أَنَّمَا فَتَنَّاهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ ۞ السجدة

۲۵- فَغَفَرْنَا لَهُ ذَٰلِكَ وَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ مَآبٍ ۞

۲۶- يَا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ إِنَّ الَّذِينَ

۲۳- یہ جو ہے میرا بھائی ہے اسکے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس ایک دنبی ہے سو اسنے مجھ سے کہا کہ وہ (دنبی) بھی مجھے سونپ دے اور مجھ سے بات میں زبردستی کی ہے ۞

۲۴- داؤدؑ نے کہا اس نے تجھ پر ظلم کیا کہ اپنی دنبیوں میں ملانے کیلئے تیری دنبی مانگی اور اکثر شریک ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں مگر جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے وہ ایسا نہیں کرتے اور ایسے لوگ تھوڑے ہیں اور داؤدؑ کے خیال میں آیا کہ ہمنے اسے آزمایا پھر اسنے اپنے رب سے مغفرت مانگی اور

۲۵- پھر ہمنے اسکو وہ کام معاف کر دیا اور بیشک اسکے لئے ہمارے پاس مرتبہ ہے اور اچھا ٹھکانہ ہے ۞

۲۶- اے داؤدؑ ہمنے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا ہے تو لوگوں کے درمیان انصاف سے فیصلہ کر اور خواہش نفس کی پیروی نہ کر کہ یہ پیروی تجھے اللہ کی راہ سے گمراہ کر دیگی کچھ شک نہیں کہ جو لوگ اللہ کی

حاشیہ صفحہ ۱۰۸۷

اس لئے اس طرح کے قصوں کا انتساب ان کی طرف ہو سکتا تھا مگر قرآن کے نزدیک وہ پیغمبر ہیں۔ جو نہ صرف معصوم ہوتے ہیں۔ بلکہ انکا منصب یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ لوگوں کے لئے اخلاق و عادات میں بہترین اسوہ اور نمونہ ہوں۔ پھر کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔ کہ انکی طرف ایسے افسانے کا انتساب کیا جائے۔ اصل قصہ یہ ہے۔ کہ حضرت داؤد کے پاس بے وقت اور ناجائز طریق سے دو آدمی آ گئے۔ ان کو خطرہ محسوس ہوا۔ کہ شاید یہ دشمنوں کے مقرر کردہ جاسوس ہوں اور میرے قتل کے سلسلے میں آئے ہوں۔ اس کے بعد انہوں نے وہ قصہ بیان کیا جس کی تفصیل ان آیات میں مذکور ہے۔ اور حضرت داؤدؑ سے فیصلہ چاہا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ھذا

ف۱ حضرت داؤد نے نہایت فصاحت و بلاغت سے اور حسن خطاب کے ساتھ فیصلہ سنایا۔ جس میں معمولی واقعہ کو ایمان و عمل کی دعوت کا زبردست ذریعہ بنا لیا۔ اور بتایا۔ کہ عام طور پر جو لوگ اللہ پر ایمان نہیں رکھتے۔ اور اعمال صالحہ کی قدر و قیمت کو صحیح معنوں میں نہیں جانتے۔ ان سے اس نوع کی زیادتیاں ضرور صادر ہو جاتی ہیں۔ اس لئے اصل چیز یہ ہے۔ کہ یہ لوگ اللہ کی رضا کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ تاکہ ایک دوسرے کے حقوق پہچاننے کا ان کو موقع ملے۔ اور آئینہ حق و انصاف کو اپنا مذہبی شعار بنائیں۔ یہ نہیں کہ اس واقعہ کو صرف سطحی نظروں سے دیکھیں اور اسکے حقیقی اسباب پر غور نہ کریں۔ اس کے بعد حضرت داؤد کو محسوس ہوا۔ کہ دیوار پھاند کر محل میں آ جانے سے جو سوء ظنی انکے دل میں پیدا ہوا تھا۔ وہ غلط تھا۔ اور اس لحاظ سے قابل معافی تھا۔ کہ ناکردہ گناہ انسانوں کے متعلق اس طرح کی بدگمانی اس کو بہت سی مشکلات میں پھنسا دینے کی موجب ہو سکتی تھی۔ چنانچہ حضرت داؤدؑ نے اپنی اس غلط فہمی کی اللہ سے معافی چاہی۔ اور اللہ نے ان کو معاف کر دیا۔ ع اتنی سی بات تھی جسے افسانہ کر دیا ۞

حل لغات

نَعْجَةٌ- دنبی- بھیڑ- بکری- گاؤ خر ۞

يَضِلُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ ۝

راہ سے گمراہ ہوتے ہیں۔ ان کے لئے اس سبب سے کہ وہ حساب کے دن کو بھول گئے سخت عذاب ہے ۝

۲۷- وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ۚ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ كَفَرُوا مِنَ النَّارِ ۝

۲۷- اور ہم نے آسمان اور زمین اور ان کے درمیان کی چیزوں کو بیکار نہیں بنایا۔ یہ ان کا خیال ہے جو منکر ہیں اور کافروں پر آگ کے سبب افسوس ہے ۝

۲۸- أَمْ نَجْعَلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ أَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ ۝

۲۸- کیا ہم ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے ان کے برابر کر دیں گے۔ جو ملک میں فساد پھیلاتے پھرتے ہیں یا ہم ڈرنیوالوں کو بدکاروں کے برابر کر دینگے؟

۲۹- كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِّيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ ۝

۲۹- یہ قرآن ایک مبارک کتاب ہے۔ جسے ہم نے تیری طرف نازل کیا تاکہ اس کی آیتوں میں فکر کریں اور عقل والے سمجھیں ۝

۳۰- وَوَهَبْنَا لِدَاوُودَ سُلَيْمَانَ ۚ نِعْمَ الْعَبْدُ ۖ إِنَّهُ أَوَّابٌ ۝

۳۰- اور ہم نے داؤد کو سلیمان بخشا۔ بہت خوب بندہ تھا وہ رجوع کرنے والا تھا ۝

دنیا کی تخلیق کا ایک مقصد ہے

ف قرآن حکیم پہلی کتاب ہے۔ جو دنیا کے لئے غرض اور مقصد کا تعین کرتی ہے۔ اور کہتی ہے۔ کہ عالم کون و مکان یہ تزئین و دلکشی، یہ عجز نیرنگیاں، یہ ستارے، یہ چاند اور آفتاب جہاں تاب یونہی نہیں پیدا کئے گئے ہیں۔ بلکہ ان کی تخلیق کا ایک حقیقی مقصد ہے۔ انسان کو جو اس دنیا میں خلعت وجود دیکر بھیجا گیا ہے۔ تو صرف اسلئے نہیں، کہ وہ چند مادی لذتوں سے بہرہ مند ہو اور پھر چپ چاپ عمر لبریز ہو کے یہ دنیا چھوڑ دے۔ بلکہ اس لئے کہ اس کے پیدا کرنے میں ایک حکمت ہے۔ قرآن کہتا ہے۔ اس بساط حیات کو لہو و لعب کے لئے نہیں بچھایا گیا ہے۔ اور یہ کائنات محض اتفاق وقت کا نتیجہ نہیں ہے۔ بلکہ اسکو حکیم و علیم خدا نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے۔ اس آیت میں ان لوگوں کے اس نظریہ کی تردید ہے۔ جو دنیا کو محض مادہ کے غیر شعوری تصرفات کا نتیجہ سمجھتے ہیں۔ اور جنکی رائے ہے کہ اس کارگاہ حیات کے پس پردہ کوئی شعور و ادراک کار فرما نہیں ہے۔ جو کچھ ہے۔ وہ صرف مادہ ہے۔ آگے مادہ ہے، پیچھے مادہ ہے۔ اور ہر چہار طرف مادہ ہی کی حکومت اور اس کا تسلط ہے۔ اب یہ عقیدہ تقریباً باطل ہو گیا ہے۔ اور خود مادئیین اب یہ کہنے لگے ہیں۔ کہ صرف مادہ اس درجہ اہمیت نہیں رکھتا۔ کہ اسے طبعی طور پر ہر چیز کا منبع سمجھ لیا جائے۔ بلکہ مادہ پر قوت حیات حکمران ہے۔ گو وہ خدا کو ابھی اس شکل میں نہیں مانتے۔ جس میں کہ مذہب اس کو پیش کرنا چاہتا ہے۔ مگر اب یہ لوگ قریباً ایک ذی شعور ہستی کو ماننے لگے ہیں۔ جو حیات اور زندگی کا مخرج ہے۔

ف یعنی جب یہ مسلم ہے۔ کہ دنیا کی تخلیق کا ایک معین مقصد ہے۔ تو پھر یہ بھی صحیح ہے۔ کہ جو لوگ اس نصب العین کی تکمیل میں مصروف ہیں۔ اور اس غرض و مقصد کی مخالفت کرتے ہیں۔ برابر نہیں ہیں۔ پہلی قسم کے لوگ مومن اور صالح ہیں۔ اور دوسری قسم کے لوگ مفسد۔ ظاہر ہے کہ ایمان اور تقویٰ میں اور فساد و فجور میں کوئی نسبت ہی نہیں۔ ایمان سے کائنات کی تعمیر ہے اور کفر سے عالم کون کی تخریب

ف یعنی جو اس فلسفہ کو پیش کرنیوالی کتاب ہے۔ وہ نہایت مبارک ہے۔ اور ہر صاحب عقل انسان اس کا مخاطب ہے۔ جنکی خواہش ہے کہ سب لوگ اسکے حقائق و معارف پر غور کریں اور سوچیں۔ پھر اگر یہ مجموعہ تعلیمات واقعی کارآمد ہو اور لوگوں کو برکت و سعادت سے بہرہ مند کر سکے۔ تو اس کو قبول کر لیں۔ ورنہ کوئی شخص اسکو تسلیم کرنے کیلئے مجبور نہ ہوگا

٣١- إِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ۝

٣١- جب شام کے وقت اسکے سامنے تین پاؤں پر کھڑے ہونیوالے عمدہ گھوڑے پیش کیے گئے ۝

٣٢- فَقَالَ إِنِّيْٓ أَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ ۚ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ۝

٣٢- تو اس نے کہا کہ میں نے اپنے رب کی یاد سے مال کی محبت کو زیادہ چاہا یہاں تک کہ (سورج) اوٹ میں چھپ گیا ۝

٣٣- رُدُّوْهَا عَلَيَّ ۖ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَالْأَعْنَاقِ ۝

٣٣- ان گھوڑوں کو میرے پاس لوٹا لاؤ۔ پھر لگا جھاڑنے ان کی پنڈلیاں اور گردنیں ۝

٣٤- وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَأَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ أَنَابَ ۝

٣٤- اور ہم نے سلیمان کو آزمایا اور اس کے تخت پر ایک دھڑ لا ڈالا۔ پھر سلیمان نے رجوع کیا ۝

٣٥- قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِأَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ۝

٣٥- بولا اے رب مجھے معاف کر دے اور مجھے ایسی سلطنت بخش کہ میرے بعد کسی کے مناسب نہ ہو بیشک تو بڑا ہی بخشنے والا ہے ۝

٣٦- فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِأَمْرِهٖ رُخَآءً حَيْثُ أَصَابَ ۝

٣٦- پھر ہم نے ہوا اسکے قابو میں کر دی کہ جہاں وہ پہنچنا چاہتا اسی طرف کو اسکے حکم سے آہستہ آہستہ چلتی ۝

٣٧- وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ ۝

٣٧- اور شیاطین بھی تابع کر دیئے (یعنی) ساری عمارتیں بنانیوالے اور غوطہ لگانے والے ۝

حضرت سلیمان کے گھوڑے

ف حضرت سلیمان کے متعلق اس قصہ میں بھی، قصاص اسلاف سے کام لیا گیا ہے۔ اور انکے متعلق بھی ان کے باپ کی طرح یہ الزام لگایا گیا ہے۔ کہ انہوں نے نماز عصر کو قضا کر دیا تھا محض گھوڑوں سے محبت اور فریفتگی کی وجہ سے اور پھر آخر میں جب انہوں نے محسوس کیا۔ کہ بڑی غفلت ہوئی۔ تو ان گھوڑوں کو قتل کر دیا تھا۔ تاکہ نہ رہیں۔ اور نہ آئندہ آزمائش و ابتلاء کا موقع پیش آئے۔ یہ قصہ قطع نظر اس کے کہ قرآن کے انداز بیان کے خلاف ہے۔ اور منصب نبوت کے منافی۔ بجائے خود اس درجہ رکیک ہے۔ کہ عقل تسلیم نہیں کرتی۔ کیونکہ حضرت سلیمان خود بادشاہ تھے۔ بادشاہ کے بیٹے تھے ہمیشہ جاہ و حشم کو دیکھا تھا۔ گھوڑوں ہی کی سواری کی تھی۔ یہ قرین عقل نہیں کہ وہ چند گھوڑوں پر اتنے ریجھ گئے ہوں کہ فرض نمیں ہی بھول جائیں۔ غور طلب یہ حقیقت ہے۔ کہ قرآن نے بطور انعام مقام فضیلت میں یہ ذکر کیا ہے کہ ہم نے حضرت داؤد کو سلیمان جیسے مولود مسعود سے نوازا جو بہترین بندے تھے۔ اور جن میں رجوع الی اللہ کا جذبہ بہت زیادہ تھا کیا ان اوصاف کا حامل کیا نماز جیسا فریضہ بھول سکتا ہے؟ اصل بات یہ ہے۔ کہ حضرت سلیمان اپنے والد بزرگوار کی طرح فنون

حرب میں ماہر تھے۔ اور جن کی شدید محبت انکے دل میں پنہاں کیے تھے اور چاہتے تھے۔ کہ دشمن بھی ان کی حقانیت کے قائل ہو جائیں۔ اس لئے بالطبع جہاد کی ضرورت محسوس کرتے تھے۔ ان آیات میں ان کے اسی جذبۂ جہاد کا ذکر ہے۔ کہ ایک دن جب انکے حضور میں عمدہ عمدہ گھوڑے پیش کیے گئے۔ تو انہوں نے فرمایا۔ کہ مجھے ان سے بہت محبت ہے۔ اور یہ محبت اسلئے ہے کہ میرے رب نے جہاد کا اور اسکی تیاریوں کا حکم دے رکھا ہے۔ اور جہاد کیلئے ان گھوڑوں کی بڑی ضرورت ہے۔ وہ یہ کہہ رہے تھے۔ کہ گھوڑے نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ انہوں نے حکم دیا کہ دوبارہ انکو پیش کرو۔ اور پھر از راہ شفقت و محبت خود ہی گردن اور انکے پاؤں سہلانے لگے۔ غرض یہ ہے کہ حضرت سلیمان جہاد کیلئے گھوڑوں کی تربیت میں بنفس نفیس حصہ لیتے تھے۔

ف ان آیتوں میں حضرت سلیمان کی وسعت سلطنت کا ذکر ہے۔ کہ کس طرح وہ ہواؤں میں اڑتے تھے۔ اور انکا تخت ہوائی ان کے تابع تھا۔ جہاں وہ چاہتے تھے چلے جاتے تھے۔ اور ہر نوع کے کام کرنیوالے ان کے مسخر تھے۔

حل لغات :- اَلصّٰفِنٰتُ۔ صافنۃ کی جمع ہے۔ وہ گھوڑے جو تین پاؤں اور چوتھے سُم پر کھڑے ہوتے ہیں۔ مراد اصیل اور عمدہ گھوڑوں سے ہے۔ اَلْجِيَادُ۔ جواد کی جمع ہے۔ یعنی تیز رفتار گھوڑے۔ فَتَنَّا۔ حضرت سلیمان کو

۳۸- وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ۝

۳۹- هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

۴۰- وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝ۧ

۴۱- وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ۝

۴۲- اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ۝

۴۳- وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ۝

۴۴- وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ۭ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ۭ نِعْمَ

۳۸- اور کتنے ہی اور بیڑیوں میں جکڑے ہوئے ○

۳۹- (علاوہ انکے اور مہربانی یہ کی کہ ہم نے فرمایا کہ) یہ (دنیوی سلطنت) ہماری بخشش ہے۔ اب تو احسان کر یا اپنے ہی پاس رکھ چھوڑ (تجھ سے) کچھ حساب نہ ہوگا ○

۴۰- بیشک انکے لئے ہمارے پاس البتہ نزدیکی اور اچھا ٹھکانا ہے ○

۴۱- اور ہمارے بندہ ایوب کو یاد کر جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ شیطان نے مجھ کو ایذا اور تکلیف لگا دی ہے ○

۴۲- اپنا پاؤں زمین پر مار یہ نہانے اور پینے کا ٹھنڈا چشمہ ہے ○

۴۳- اور ہم نے انکے گھر والے اُسے بخش دیئے اور انکے ساتھ اُتنے ہی اور بھی اپنی طرف کی مہربانی سے اور عقلمندوں کیلئے یادگار ○

۴۴- اور اپنے ہاتھ میں جھاڑو لے۔ پھر اس سے (اپنی عورت کو) مار اور قسم میں جھوٹا نہ ہو۔ ہم نے ان کو صابر پایا وہ بہت اچھا

ف۱ ان تمام قصص سے مقصد یہ ہے۔ کہ حضور کی تسکین خاطر کا سامان بہم پہنچایا جائے۔ آپکو بتایا جائے۔ کہ نبوت کیلئے فقر و افلاس ضروری نہیں ہے۔ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان کو دیکھئے۔ کیونکر اللہ تعالیٰ نے انکو مال و دولت اور جاہ و حشمت سے نوازرکھا تھا۔ پھر یہ بھی ضروری نہیں۔ کہ انبیاء تمول اور تنعم کی زندگی ہی بسر کریں حضرت ایوب کو دیکھئے۔ کہ وہ کس قدر تکلیف میں مبتلا ہوئے۔ مگر پھر بھی دامن صبر و شکر کو ہاتھ سے نہیں دیا۔

حضرت ایوبؑ

قصہ یہ تھا کہ حضرت ایوب بیمار ہو گئے۔ اور بیماری نے یہاں تک طول کھینچا۔ کہ اہل و عیال بھی گھبرا گئے۔ اور بالآخر انکو صبر و ذلیل دیئے۔ اس حالت میں بھی ایوب دعاو شکر اور حمد و ستائش میں مصروف رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے صابر بندے کی دعا کو سن لیا۔ اور بیماری کو صحت و توانائی سے بدل دیا۔ ایک چشمۂ شفا پاؤں کی ٹھوکر سے اُبلا۔ اور حضرت ایوب اس میں نہا کر بالکل تندرست ہو گئے۔ پھر اہل و عیال کے لوگ بھی حسب دستور واپس آ گئے۔ اور حضرت ایوب امن و سعادت کی زندگی بسر کرنے لگے۔ ایک خلش دل میں باقی تھی۔ اور وہ یہ تھی۔ کہ بیماری کی حالت میں اپنی بیوی کے متعلق قسم کھا بیٹھے تھے۔ کہ

تم کو انکی ناشکری اور خدمت گزاری کی سزا دونگا۔ اور مارینگے سوال یہ تھا۔ کہ قسم کو پورا کریں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ سینکوں کا ایک گٹھا لو اور اس سے مار کر قسم کو پورا کرو۔ اس سے تم اپنی قسم سے بھی پورا کر سکو گے۔ اور تمہاری بیوی کو دکھ بھی نہیں پہنچے گا چنانچہ حضرت ایوب نے اس تدبیر پر عمل کیا۔ اور سوء تنفسی کے ارتکاب سے بچ گئے:

اس واقعہ سے فقہائے شافعین نے حیلے کا جواز سمجھا ہے۔ کہتے ہیں کہ العیاذ باللہ پورا نظام شرعی ہی تباہ ہو جاتا ہے۔ اور ہر شخص یہ اس طرح کی ایک پیچ ہو جاتی ہے۔ کہ اسکی اپنی خواہشات کے مطابق بنا سکیں۔ اصل میں اس باب میں ایک اصولی چیز کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ شریعت کا اصل میں سہولت آسانی مقصود ہے۔ اگر الفاظ میں اس طرح کی گنجائش ہو۔ کہ کوئی شخص مشکلات سے بچ سکے۔ تو مذہب کبھی رد کرتا ہے۔ جواز کے یہ معنی نہیں کہ شریعت اسلامی کے نظام کو ایک کھلونا سمجھ لیا جائے۔ اور اس سے دن چھڑانے کیلئے حیلے تراشے جائیں۔ حضرت ایوب کے قصہ میں کسی حکم شرعی کے ابطال کیلئے کوئی تدبیر نہیں سوچی گئی ہے۔ بلکہ اس بات پر غور کیا ہے۔ کہ کیونکر حضرت ایوب کے الفاظ کو بہترین اور موزوں شکل میں پورا کیا جا سکتا ہے۔ دونوں میں زاویہ نگاہ کا بہت بڑا فرق ہے۔

الْعَبْدُ ۖ إِنَّهُ أَوَّابٌ ○ — بندہ تھا رجوع رہنے والا ○

۴۵- وَاذْكُرْ عِبَادَنَا إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ أُولِي الْأَيْدِي وَالْأَبْصَارِ ○ — ۴۵- اور ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کو یاد کرو جو ہاتھوں اور آنکھوں والے تھے (یعنی صاحب قوت و دانائی) ○

۴۶- إِنَّا أَخْلَصْنَاهُم بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ○ — ۴۶- ہم نے انہیں ایک پاک خصلت کے لئے منتخب کیا وہ آخرت کی یاد تھی ○

۴۷- وَإِنَّهُمْ عِندَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْأَخْيَارِ ○ — ۴۷- اور بیشک وہ ہمارے نزدیک چنے ہوئے نیک لوگوں میں سے ہیں ○

۴۸- وَاذْكُرْ إِسْمَاعِيلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ ۖ وَكُلٌّ مِّنَ الْأَخْيَارِ ○ — ۴۸- اور اسمٰعیل اور الیسع اور ذوالکفل کو یاد کرو اور ہر ایک نیکوں میں سے تھا ○

۴۹- هَٰذَا ذِكْرٌ ۚ وَإِنَّ لِلْمُتَّقِينَ لَحُسْنَ مَآبٍ ○ — ۴۹- یہ ایک نصیحت ہے اور بیشک متقیوں کا اچھا ٹھکانا ہے ○

۵۰- جَنَّاتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْأَبْوَابُ ○ — ۵۰- ہمیشہ رہنے کے باغ (کہ) ان کے لئے دروازے کھول رکھے ہونگے ○

۵۱- مُتَّكِئِينَ فِيهَا يَدْعُونَ فِيهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ وَشَرَابٍ ○ — ۵۱- ان میں تکئے لگائے بیٹھے ہیں اور وہاں بہت سے میوے اور شراب منگوائیں گے ○

۵۲- وَعِندَهُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ أَتْرَابٌ ○ — ۵۲- اور ان کے پاس نیچی نگاہ والی ہم عمر عورتیں ہیں ○

انبیاء سب بہتر ہوتے ہیں

ف! قرآن حکیم نے منصب نبوت کو ان معنوں میں پیش فرمایا ہے کہ علم و فضیلت وغیرہ کے آخری نقطۂ ارتقاء کا پیغمبر وہ ہے۔ جو انسانیت کے لئے پورا پورا نمونہ ہو۔ جو جسم و روح کے لحاظ سے اعلیٰ ترین ہے کا توازن پیش کرنے والا ہو۔ جس میں انسان کو وہ سب کچھ مل جائے۔ جس کا وہ محتاج ہو۔ جو کردار اور سیرت کے لحاظ سے دوسروں کے لئے لائق اطاعت و تقلید ہو۔ اور جس کے چہرۂ انور میں ہر روح کی تابانی ہو۔ یعنی وَإِنَّهُمْ عِندَنَا کا صاف مفہوم ہے کہ تمام پیغمبر خیر محض ہوتے ہیں۔ ان میں اخلاق حمیدہ کی کثرت و فراوانی ہوتی ہے۔ جن کا تعلق کمالات انسانی سے ہے اور یہ اپنے زمانے اور ماحول کی مناسبت سے تمام تاریک دنیا کو پیغام نور دیتے اور قلوب میں روشنی پیدا کرتے ہیں۔

اہل جنت

ف! ان آیتوں میں پاکبازوں کے لئے حسن مآب کا وعدہ ہے۔ جنہوں نے دنیا میں خدا کے دین کی اشاعت کے لئے ہر نوع کی لذتوں کو ٹھکرایا ہے اور اپنے کو مصائب و مشکلات کا ہدف بنائے رکھا ہے۔ جنہوں نے نفس کو خواہشات سے روکا ہے۔ اور جذبات کی کڑی نگرانی کی ہے جنہوں نے دل کو اس طرح اللہ کے حکموں کے ماتحت کر لیا ہے۔ کہ وہ بغاوت و سرکشی پر آمادہ نہیں ہوتا۔ جنہوں نے ایمان محکم کی نعمت کو پا لیا ہے اور اعمال صالحہ سے بہرہ مندی حاصل کی ہے۔ ہاں وہ جنہوں نے روح و قلب کی روحانیت کے لئے ان تمام منزلوں سے گزرنا گوارا کر لیا۔ جو بوجہ لوازم کے از حد تنگ و کانٹوں سے اٹی پڑی تھیں۔ ان پاک اور جنت نفوس کیلئے اللہ کے ہاں نہایت خوشگوار زندگی ہے۔ وہاں روح و جسم کی تمام آسائشوں کا سامان ہے۔ وہاں باغات ہیں۔ جو سدا شاداب رہیں گے۔ جنکے دروازے ان کے لئے کھلے ہونگے۔ اور یہ پاکباز لوگ انہیں داخل ہونگے ان پاکیزہ نعمتوں میں یہ لوگ اطمینان اور وقار کے ساتھ تکیے کے سہارے بیٹھے ہونگے۔ یہ بافراغت ہوں گے تو کھانے کا حکم دیں گے کہ ان کی تواضع کریں۔ پینے کیلئے عمدہ عمدہ چیزیں ہونگی۔ اور تسکین نفس کے لئے ہم سن اور ہم مذاق بیویاں ہونگی جن کی نگاہیں ہر طرف نہ اٹھنے والی اور ان کے چہروں پر مسکراہٹ ہوگی۔ گویا وہاں نفس اور قلب کی ہر آسائش اور ہر آسودگی کا خیال رکھا جائیگا۔ کوئی خلش نہیں ہوگی۔ اور نہ کوئی نفسانی تقاضا دبیگا۔ ساری حسرتیں نکلیں گی۔ اور سب ارمان پورے ہونگے۔

حل لغات:- اَتْرَابٌ۔ ترب کی جمع ہے۔ ہم سن۔ ہم عمر۔ دوستان۔

۵۳- هٰذَا مَا تُوعَدُونَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ۝ ۵۳- یہ وہ ہے جس کا تم حساب کے دن وعدہ دیئے جاتے ہو ۝

۵۴- إِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهُ مِن نَّفَادٍ ۝ ۵۴- بیشک یہ ہمارا رزق ہے جس کو نبٹرنا نہیں ۝

۵۵- هٰذَا ۚ وَإِنَّ لِلطَّاغِينَ لَشَرَّ مَآبٍ ۝ ۵۵- یہ سن چکے اور بیشک سرکشوں کا بُرا ٹھکانہ ہے ۝

۵۶- جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا فَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ ۵۶- دوزخ جس میں وہ داخل ہونگے سو کیا بُری آرامگاہ ہے ۝

۵۷- هٰذَا فَلْيَذُوقُوهُ حَمِيمٌ وَغَسَّاقٌ ۝ ۵۷- یہ عذاب ہے اب اُسے چکھو، کھولتا پانی اور پیپ ۝

۵۸- وَآخَرُ مِن شَكْلِهِ أَزْوَاجٌ ۝ ۵۸- اور اسی طرح کے اور مختلف عذاب ہیں ۝

۵۹- هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۖ لَا مَرْحَبًا بِهِمْ ۚ إِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ۝ ۵۹- یہ اہل دوزخ کی ایک فوج ہے کہ تمہارے ساتھ گھسی آتی ہے انہیں خوشی نصیب نہ ہو یہ آگ میں جانے والے ہیں ۝

۶۰- قَالُوا بَلْ أَنتُمْ لَا مَرْحَبًا بِكُمْ ۖ أَنتُمْ قَدَّمْتُمُوهُ لَنَا ۖ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ۝ ۶۰- وہ کہیں گے بلکہ تم ہی ہو کہ تمکو خوشی نصیب نہ ہو تم ہی تو یہ بلا ہمارے پیش لائے سو بُری قرارگاہ ہے ۝

۶۱- قَالُوا رَبَّنَا مَن قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ ۝ ۶۱- کہیں گے اے ہمارے رب جو کوئی بلا ہمارے آگے لایا ہے آگ میں اس کا دوچند عذاب بڑھا دے ۝

ف ان آیات کے بعد ان لوگوں کا ذکر ہے۔ جنہوں نے دنیا میں خدا کو نہیں پہچانا ۔ اور سرکشی و بغاوت سے کام لیا۔ جنہوں نے عقبیٰ پر اس متاع غرور کو ترجیح دی ۔ اور جنہوں نے ہمیشہ اللہ کے دین کو ٹھکرایا ۔ ان لوگوں کے لئے بدترین ٹھکانا اور بدترین سزائیں ہیں ۔ انہوں نے دُنیا میں عاجل کو مقدم جانا ۔ اور آجل سے غفلت اختیار کی ۔ اس لئے انہیں وہاں سب کچھ دیدیا گیا ہے۔ جسکے یہ طالب تھے ۔ اور آخرت کی نعمتیں ان سے چھین لی گئیں ۔

اہلِ جہنم کی غلط فہمی

ف قیامت میں جب یہ لوگ دیکھیں گے ۔کہ جنہوں نے مسلمانوں کو بیحد تکلیفیں پہنچائی تھیں ۔ ہمارے ساتھ جہنم میں نہیں ہیں ۔ تو ازراہِ تعجب و حیرت ایکدوسرے سے دریافت کرینگے ۔کہ وہ لوگ جنہیں ہم دنیا میں مفسد اور شریر کہتے تھے ۔ اور جن سے ہم مذاق کرتے تھے ۔ آج کہاں ہیں ۔

حلِ لغات :- نَفَادٍ ۔ کم ہو جانا ۔ ختم ہو جانا ۔ اَلْمِهَادُ ۔ جگہ ۔ حَمِيمٌ ۔ گرم پانی ۔ غَسَّاقٌ ...

۶۲- وَقَالُوا مَا لَنَا لَا نَرَىٰ رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُم مِّنَ الْأَشْرَارِ ○

۶۲- اور کہیں گے ہمیں کیا ہوا کہ ہمیں وہ آدمی نظر نہیں آتے جنہیں ہم شریروں میں شمار کرتے تھے ○

۶۳- أَتَّخَذْنَاهُمْ سِخْرِيًّا أَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْأَبْصَارُ ○

۶۳- کیا ہم نے انہیں ٹھٹھے میں اڑا دیا تھا یا ان پر ہماری نظر نہیں جمتی؟ ○

سبع

۶۴- إِنَّ ذَٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ أَهْلِ النَّارِ ○

۶۴- بے شک یہ حق بات ہے یعنی دوزخیوں کا آپس میں جھگڑنا ○

۶۵- قُلْ إِنَّمَا أَنَا مُنذِرٌ ۖ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ○

۶۵- تو کہہ میں تو صرف ڈرانیوالا ہوں اور سوائے اللہ کے جو اکیلا زبردست ہے، اور کوئی معبود نہیں ○

۶۶- رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ ○

۶۶- وہ آسمانوں اور زمین کا اور جو ان میں ہے اس کا رب ہے زبردست گناہ بخشنے والا ○

۶۷- قُلْ هُوَ نَبَأٌ عَظِيمٌ ○

۶۷- تو کہہ یہ ایک بڑی خبر ہے ○

۶۸- أَنتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُونَ ○

۶۸- کہ تم اس کو دھیان میں نہیں لاتے ○

۶۹- مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَإِ الْأَعْلَىٰ إِذْ يَخْتَصِمُونَ ○

۶۹- مجھے اوپر والی مجلس کی کچھ خبر نہ تھی جب وہ جھگڑتے تھے ○

ف کیا بات ہے۔ ہم ان کو نہیں دیکھتے ہیں یا یہ کہ ہماری نظروں میں کچھ قصور ہے؟ یعنی دنیا میں تو انہیں اپنے اس اور اپنی دولت پر ناز تھا اپنے اعمال اور اپنی سمجھ پر غرہ تھا۔ ان کو یقین تھا۔ کہ ہم امن و صلاح کے حامی ہیں۔ اور یہ مسلمان حقیر اور ذلیل ہیں۔ مفلس اور غریب ہیں۔ یہ خواہ مخواہ اسلام کو پھیلا کر گویا فتنوں اور اختلافات کو بڑھاتے ہیں۔ اس لئے ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔ اور ہم جنت میں جائیں گے۔ اگر یہاں معاملہ بالکل خلاف ہوگا۔ یہ لوگ اپنے غرور نفس اور خدع و فریب میں مبتلا اپنے کو جہنم میں پائیں گے۔ اور یہ دیکھ کر کہ مسلمان یہاں نہیں ہیں۔ سخت بوکھلائیں گے۔ اس وقت ان کی آنکھیں کھلیں گی اور ان کو معلوم ہوگا۔ کہ اللہ کے نزدیک مسلمانوں کی کیا قدر و قیمت ہے۔ اس وقت یہ محسوس کریں گے۔ کہ یہ محرومی سعادت و فلاح سے محرومی ہے۔ مگر " وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ "

ف یہاں یہ مکالمہ اور تخاصم جو اہل نار کے مابین ہوگا۔ یہ قطعی اور حتمی ہے۔ اور اس کو بیان کرنا اس بات کی دلیل ہے۔ کہ حضورؐ کو بذریعہ وحی و الہام یہ سب کچھ بتلایا گیا ہے۔ ورنہ انسانی علم کی کوتاہی کا تقاضا یہ ہے۔ کہ وہ ان احوال و کوائف کے متعلق کچھ نہ جان سکے۔

حل لغات

سِخْرِيًّا۔ مورد استہزاء۔

الْقَهَّارُ۔ غالب۔ با اقتدار۔

تَخَاصُمُ۔ آپس میں لڑنا جھگڑنا۔

۷۰- اِنْ يُّوْحٰٓى اِلَيَّ اِلَّآ اَنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ○

۷۰- میری طرف تو یہی وحی آتی ہے کہ میں صرف کھول کر ڈرانے والا ہوں ○

۷۱- اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ ○

۷۱- جب تیرے رب نے فرشتوں کو کہا کہ میں مٹی سے ایک انسان پیدا کرنے والا ہوں ○

۷۲- فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ○

۷۲- پھر جب میں اُسے ٹھیک بنا چکا ہوں اور اسمیں اپنی رُوح پھونک دوں تو تم اسکے آگے سجدہ میں گر پڑنا ○

۷۳- فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ○

۷۳- پھر سب فرشتوں نے اکٹھے ہو کر اُسے سجدہ کیا ○

۷۴- اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اِسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ○

۷۴- مگر ابلیس نے تکبر کیا اور وہ منکروں میں تھا ○

۷۵- قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ۭ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ ○

۷۵- فرمایا اے ابلیس جسے میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا اُسے سجدہ کرنے سے تجھے کس نے روکا؟ کیا تو نے تکبر کیا یا تو اونچے لوگوں میں سے ہے؟ ○

۷۶- قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۭ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّ

۷۶- بولا میں اُس سے بہتر ہوں مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا اور

اللہ کے نائب کا عہدہ

ف یہ اس وقت کی بات ہے۔ جب اللہ تعالیٰ انسان کو وجود کی نعمت سے بہرہ ور کرنے کو تھا۔ جب یہ طے ہو رہا تھا۔ کہ اس ظلوم و جہول کے کندھے پر خلافت عظمیٰ کا بار رکھا جائے۔ جب ملاء اعلیٰ کے روحانی نعمتوں سے معمور تھا۔ اور اخلاق اکبر کو یہ منظور تھا۔ کہ زمین کو بشر کی ہنگامہ آرائیوں کا مرکز بنایا جائے۔ اُس وقت اس میں نمود کا عظمت کا جذبہ بیدار کیے اور زمین میں بہترین نائب بنانے کے لئے بہ ضروری قرار دیا گیا۔ کہ ملاء اعلیٰ کو اس کے سامنے جھکایا جائے اور اس کو بتلایا جائے۔ کہ دنیا میں جانے کا مقصد تسخیر کائنات ہے۔ اور اس لئے خلعت وجود سے نوازے جا رہے ہو۔ تاکہ قدرت کی بلند ترین اور پاکیزہ ترین قوتوں کو اپنے سامنے جھکاؤ۔ اور خود صرف اللہ کے سامنے جھکو ●

یہ انداز بیان اسی لئے اختیار کیا گیا ہے۔ کہ موجودہ انسان اپنی رفعتوں اور عظمتوں کا صحیح صحیح اندازہ کر سکے۔ فرمایا۔ کہ جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا۔ کہ دیکھو میں مٹی سے ایک انسان بنانیوالا ہوں۔ جب میں اس کو بنالوں اور اس میں اپنی طرف سے رُوح پھونک دوں۔ تو تمہیں یہ زیبا ہے۔ کہ اس کے احترام میں اس کے رُوبرو سجدہ میں گر پڑنا۔ چنانچہ تمام قدسیان حریم عزت و جلال نے آدم کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔ اور نہایت عقیدت سے اسکے سامنے جھک گئے۔ مگر ابلیس نے انکار کیا۔ اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محرومی و شقاوت کو خرید لیا۔ اُسکے انکار سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ حکم سے پہلے اس قابل ضرور تھا۔ کہ فرشتوں کے ساتھ اسے بھی سجدہ کا مکلف قرار دیا جاسکے۔ اسکے بعد محض اپنی سرکشی سے وہ ابلیس بنا ہے۔ اور کبر و غرور سے خباثت کی مسند پر بیٹھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے نیک ہی پیدا کیا تھا۔ اور اسکے مناسب بھی یہی تھا۔ کہ وہ فرشتوں کے ساتھ ساتھ خدا کی اطاعت کا ثبوت دے۔ مگر انجاب نفس کے مرض نے اُسے ہلاکت کے گڑھے میں پھینک دیا۔ اور دائماً غضب الٰہی کا اُسے مورد ٹھہرایا

حل لغات

مِنْ رُّوْحِيْ - میری روح۔ نسبت محض تشریف و تفضیل کے لئے ہے ●

بِيَدَيَّ - یعنی قدرت کاملہ سے ●

۴- لَوْ أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ سُبْحٰنَهٗ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ○

۴- اور اگر اللہ چاہتا کہ اولاد اختیار کرے تو جو اس نے پیدا کیا ہے۔ اس میں سے جس چیز کو اللہ چاہتا چن لیتا۔ وہی اللہ ہے اکیلا زبردست ○

۵- خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِأَجَلٍ مُّسَمًّى أَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ○

۵- آسمانوں اور زمین کو ٹھیک پیدا کیا۔ رات کو دن پر لپیٹتا ہے اور دن کو رات پر اور سورج اور چاند کو مسخر کیا۔ ہر ایک وقت مقررہ تک چلتا ہے۔ سنتا ہے۔ وہی ہے زبردست گناہ بخشنے والا ○

۶- خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْأَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ أَزْوَاجٍ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ أُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَأَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ○

۶- تمہیں ایک جی سے پیدا کیا۔ پھر اس سے اس کا جوڑا بنایا۔ اور تمہارے لئے چوپایوں میں سے آٹھ جوڑے اتارے تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں تمہیں پیدا کرتا ہے۔ پیدائش کے بعد پیدائش۔ تین تاریکیوں میں۔ یہی اللہ ہے۔ جو تمہارا رب ہے۔ اسی کی سلطنت ہے۔ اسکے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس تم کہاں سے پھیرے جاتے ہو ○

حاشیہ صفحہ ۱۰۹۷ ... وہ تو انکار رضا ہے۔ کیونکہ بارگاہ الٰہی میں حقیقی عقیدت و تسلیم صرف اللہ تعالیٰ سے مخصوص ہے۔ اور جو لوگ اسکو چھوڑ کر دوسروں کو اپنا معبود بنالیتے ہیں اور انکے آستانہ پر جھکتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہم انکی عبادت نہیں کرتے بلکہ انکو اللہ کا ذریعہ تقرب سمجھتے ہیں وہ مکار اور جھوٹے ہیں۔ (حاشیہ صفحہ ھذا)

ف۱ اللہ تعالیٰ قیامت میں ان لوگوں کو بتائیں گے کہ شرک سے ان میں کس درجہ پستیاں اور ذلتیں آگئی ہیں۔ اور کس درجہ لوگ اللہ کی رحمتوں سے دور ہوگئے ہیں۔ اس وقت انکی آنکھیں کھلیں گی۔ انکو معلوم ہوگا کہ جن معبودان باطل کو یہ اللہ کے قرب کا ذریعہ قرار دیتے تھے وہ خود اللہ کے مغضوب ہیں۔ اور انکی نگاہ غضب کا شکار۔ اسوقت انکی آنکھوں سے حجاب دور ہوجائیگا۔ اور حقیقت کو واضح طور پر اپنے سامنے دیکھیں گے۔

ف۲ خلق السمٰوٰت والارض بالحق سے مراد یہ ہے کہ دنیا کو یونہی بلا کسی مقصد متعین کے پیدا نہیں کیا گیا ہے۔ جیسا کہ مادئین سمجھتے ہیں۔ بلکہ انکے پیدا کرنے سے ایک غرض مدنظر ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ انسان انہیں میں اللہ کی ربوبیت کا مظاہرہ کرے۔ اور اپنے افعال و اعمال سے ثابت کرے۔ کہ وہ رب السمٰوٰت والارض سے تعلق ارادت رکھتا ہے اور

ربّ العالمین کا بندہ اور غلام ہے ٭

تمہارا رب کون ہے؟

ف۳ اگر انسان صرف اس حقیقت پر فکر و نظر کو مرکوز رکھے۔ کہ اللہ نے تخلیق کے بالکل ابتدائی دور میں جب اپنی ربوبیت ہمیں کامل طور پر دی ہے! اور اسوقت ہمارا خیال رکھا ہے۔ جب ہم ماں کے پیٹ میں تھے یعنی فی ظلمٰت ثلٰث کے جب ہم مصداق تھے۔ یعنی غذا پہنچائی ہے۔ ہمیں ضروری روشنی اور پاکیزہ ہوا سے بہرہ مند کیا ہے۔ تو کیا جسم میں توانائی آگئی ہے۔ اور قدرے کسب حصول پر قادر ہوگئے ہیں۔ تو وہ ہمکو چھوڑ دیگا؟ جب ان نازک وقتوں میں کسی معبود نے کسی بت اور کسی شیخ اور بزرگ نے ہماری مدد نہیں کی۔ تو اب ہم جبکہ بوجھ کے مالک ہوگئے ہیں۔ انکے کس طرح محتاج ہوگئے ہیں؟ قرآن کہتا ہے کہ یہ بالکل سادہ سی بات ہے۔ اسکو سمجھنے کی کوشش کرو جس خدا نے تمہیں خلعت وجود بخشا ہے جس نے جیتے تمہاری ضروریات کا بلا طلب خیال رکھا ہے۔ اور جو یکہ و تنہا تمہاری ہر طرح تربیت کر رہا ہے۔ وہی حقیقی معبود ہے۔ وہی تمہارا پروردگار ہے۔ وہ

حواشی لفظ عبادت نیاز: تمدن کے جذبات تعبد میں تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اتنی سی بات بھی نہیں سمجھتے! اور شرک و بت پرستی کے جنگلوں میں مارا مار

۷ - إِن تَكْفُرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنكُمْ وَلَا يَرْضَىٰ لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ وَإِن تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُم مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ○

۷ - اگر تم منکر ہو گے تو اللہ تمہاری پرواہ نہیں رکھتا اور اپنے بندوں کیلئے کفر کو پسند نہیں کرتا اور جو تم شکر کرو گے ، تو اُسے تمہارے لئے پسند کریگا اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھاتا ۔ پھر تم کو تمہارے رب کی طرف پھر جانا ہے پھر وہ تمہیں بتائیگا جو تم کرتے تھے ۔ بیشک وہ سینوں کی چھپی باتوں سے واقف ہے ○

۸ - وَإِذَا مَسَّ الْإِنسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهُ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُو إِلَيْهِ مِن قَبْلُ وَجَعَلَ لِلَّهِ أَندَادًا لِّيُضِلَّ عَن سَبِيلِهِ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيلًا إِنَّكَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ ○

۸ - اور جب آدمی کو رنج پہنچے تو اپنے رب کو اسی کی طرف رجوع ہو کر پکارتا ہے ۔ پھر جب وہ اُسے اپنی طرف سے نعمت بخشتا ہے تو جس مطلب کی طرف پہلے اُسے پکارتا تھا ۔ اس مطلب کو بھول جاتا ہے ۔ اور اللہ کے لئے شریک ٹھہراتا ہے تاکہ اسکی راہ سے اوروں کو بھی بھٹکائے تو کہہ تھوڑے دنوں اپنے کفر کے ساتھ فائدہ اٹھالے (آخر) تو تو دوزخی ہے ○

۹ - أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا

۹ - بھلا کیا وہ جو رات کی گھڑیوں میں عبادت کرتا ہے سجدہ

اللہ کو کفر پسند نہیں ہے

ف یعنی اللہ کو تمہاری عبادت کی ضرورت نہیں ہے ۔ تمہارے اظہار عقیدت سے اسکی عظمت ورفعت میں ذرہ برابر اضافہ نہیں ہوتا ۔ وہ بجائے خود اس جلالت قدر کا مالک ہے ۔ جس میں کبھی کمی نہیں ہوتی ۔ تمام دنیا اُس کا انکار کردے ۔ اُسکی مخالفت کرے ۔ اور اسکو جو چاہے کہے ۔ وہ جب بھی بیشمار حمد وستائش کا اہل ہے ۔ اور بہر حال متعال اور بزرگ و اکرم ہے ۔ اُس کی بخششیں ، انسانی مدح وتعریف پر مبنی نہیں ہیں ۔ بلکہ وہ تو اس لئے رب عظمت وشان ہے کہ ساری کائنات کو اس نے پیدا کیا ہے ۔ اور تمام صفات حُسن وجمال سے وہ ازل سے متصف ہے ۔ ہاں اگر تم ایمان کی نعمت کو قبول کرو گے اور اسکے سامنے جھکو گے ۔ تو اس میں تمہاری روح کی بالیدگی کا سامان ہے ۔ اس سے خود تم پاکیزگی اور تقوٰی کی متاع گرانمایہ کو حاصل کرو ۔ وہ گو تمہارے اعمال سے بالکل بے نیاز ہے ۔ تاہم وہ نہیں چاہتا ۔ کہ اسکے بندے کفر کا ارتکاب کریں ۔ اور اس طرح اسکی رحمتوں سے دُور ہو جائیں ۔ یہی وجہ ہے ۔ کہ وہ پیغمبر بھیجتا ہے ۔ کتابیں ارسال کرتا ہے ۔ اور معجزات وخوارق کے مشاہدہ کا موقع بہم پہنچاتا ہے ۔ تاکہ اتمام حجت ہو ۔ اور کفر کیلئے کوئی عذر باقی نہ رہ جائے ۔ ورنہ یہ کافی تھا ۔ کہ وہ عقل وخرد کی راہ ضلالت میں انسان کو آزاد چھوڑ دیتا ۔ اور ان پر کوئی پابندی عاید نہ کرتا ۔

ف اس میں انسانی نفسیات کے اس پہلو کو واضح کیا گیا ہے کہ یہ اس وقت فطرت کی آواز کو سنتا ہے ۔ جب چاروں طرف سے مصیبتیں اس کو گھیر لیتی ہیں ۔ اور یہ اسوقت خدا کے سامنے جھکتا ہے ۔ جب دوسرے معبودان باطل سے اس کا رشتہ امید کٹ جاتا ہے ۔ پھر جب اللہ اس کی تنگدستی کو سیر نعمت سے بدل دیتا ہے ۔ اور یہ آرام وآسودگی کو حاصل کر لیتا ہے ۔ تو پھر آنکھیں پھیر لیتا ہے ۔ اور اللہ کے سوا دوسروں کو شریک ٹھہرانے لگتا ہے ۔

ف یہ مسلمان کی تصویر کھینچی ہے ۔ کہ وہ کیونکر رات کو اُٹھ اُٹھ کر اللہ کی عبادت میں مصروف ہو جاتے ہیں ۔ ([illegible])

حل لغات

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ ۔ یعنی کوئی کسی کا بوجھ نہیں اُٹھاتا ۔ یعنی کوئی نفس یہ صلاحیت نہیں رکھتا ۔ کہ دوسرے کے گناہوں کو اپنے ذمہ ڈال لے ۔

خَوَّلَهُ ۔ تخویل سے مشتق ہے ۔ کسی شخص کو از راہ کرم کچھ عطا کرنا ۔

آنَاءَ اللَّيْلِ ۔ اوقات شب ۔

يَحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ۭ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۭ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝

کرتا اور کھڑا رہتا ہے آخرت کا خطرہ رکھتا ہے اور اپنے رب کی رحمت کا امیدوار ہے (نافرمان کی برابر ہو جائیگا) تو کہہ کیا کہیں برابر ہوتے ہیں وہ جو علم رکھتے ہیں اور جو علم نہیں رکھتے، وہی سوچتے ہیں جنہیں عقل ہے ○

۱۰- قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۭ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۭ وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ۭ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

۱۰- تو کہہ اے میرے ایماندار بندو اپنے رب سے ڈرو جنہوں نے اس دنیا میں نیکی کی ہے ان کیلئے اچھی نیکی ہے اور اللہ کی زمین چوڑی ہے۔ صبر کرنے والوں ہی کو ان کا اجر بے حساب ملتا ہے ○

۱۱- قُلْ اِنِّىْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝

۱۱- تو کہہ مجھے یہ حکم ملا ہے کہ اللہ کی اس طرح کی عبادت کروں کہ نری اسی کی عبادت ہو ○

۱۲- وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝

۱۲- اور مجھے حکم ملا ہے کہ میں پہلا مسلمان بنوں ○

۱۳- قُلْ اِنِّىْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝

۱۳- تو کہہ میں بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں ○

جو وقت معین بعد آخرت کا خوف انکے دل پر طاری ہوتا ہے۔ یہ لوگ اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں۔ اور صاحب علم و دانش ہیں۔ کیا یہ لوگ اور وہ جو دنیوی خواہشات میں منہمک ہیں۔ اور دن رات لہو و لعب میں مشغول ہیں۔ اجر و ثواب میں برابر ہیں؟

وطن اور مسلمان

اسلامی نقطہ نگاہ سے ملک اور وطن وغیرہ کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ اسلام جس چیز کو زیادہ قابل اعتبار سمجھتا ہے۔ وہ عقیدہ ہے۔ اور زندگی کا وہ تصور ہے۔ جو فلاح و سعادت کا ضامن ہے۔ کیونکہ وطنیت، اور قومیت جغرافیائی اور نسلی امتیازات سے پیدا ہوتا ہے۔ اور اس علم کیلئے اس سے زیادہ کوئی چیز خطرہ کا باعث نہیں ہے۔ کہ انسانیت کا کوئی گروہ اس غیر حقیقی تقسیمات میں الجھ کر فساد و تعصب کا موجب بن جائے۔ اسلام چاہتا ہے کہ عقیدے کی حمایت میں ہر عصبیت کو برداشت کیا جائے۔ حتٰی کہ وطن کی یہ سائش [illegible] اس وقت کے اعلان پر پابندیاں عائد کر دی جائیں۔ قرآن کہتا ہے۔ کہ ساری دنیا کے واسطے تمہارے لئے کھلی ہیں۔ اگر وہ تمہارے مذہب میں کوئی مزاحمت نہیں کرتے تم زمین کے کسی گوشہ میں جا کر آباد ہو جاؤ۔ مگر اپنے مذہب اور ضمیر کی حفاظت کرو۔

اور اگر تمہارے ملک میں اور تمہاری اپنی حکومت میں بھی تمہارے عقائد خطرہ میں ہیں۔ تو پھر یہ حکومت اور یہ زمین یک قلم چھوڑ دینے کے لائق ہے۔ اس سے یہ مقصود نہیں ہے۔ کہ مسلمانوں کو اپنے وطن سے محبت نہیں ہوتی۔ یا انکے نزدیک وطن کی خدمت کرنا گناہ ہے۔ بلکہ اسکا مقصد یہ ہے۔ کہ وطن کی خدمت بدرجہ ثانوی ہے۔ اول درجے میں انسانیت ہے، اور دینی وحدت ہے۔ جس کا وجود کائنات کے لئے خیر و برکت کا باعث ہے۔ مسلمان جب یہ دیکھے۔ کہ اسکے فرائض وطنی عالمگیر اسلامی وحدت کے منافی نہیں ہیں۔ اور وطن کو انکی خدمات کی اور قربانیوں کی ضرورت ہے۔ تو پھر اس کا فرض ہے۔ کہ دلیرانہ ان فرائض کو انجام دے۔ اور اگر وہ یہ دیکھے۔ کہ خدمت وطنی کا جذبہ اسکے حسیات دینی پر چھا رہا ہے۔ تو پھر اسکے لئے یہی راہ ہے۔ کہ وہ تمام کاوش اسلامی کے بچانے کیلئے محدود وطنی تعصب کو مار ڈالے۔

مگر اس میں بھی مرتبہ و مقام کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ خلاصہ کلام یہ زیبا نہیں ہے۔ کہ وہ بین الاسلامی اخوت کے نام پر آزادی اور حریت کی تحریک سے الگ رہیں۔ کیونکہ اس صورت میں یہ محض فریب نفس ہوگا اور ایک قسم کا دھوکہ۔ (بقایا صفحہ ۱۱۰۱ پر)

حل لغات:- الدّین۔ عبادت۔

١٤- قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِيْ ○

١٤- کہہ اپنا دین اسی کیلئے خالص کر کے اللہ ہی کی عبادت کرتا ہوں ○

١٥- فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ۚ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ○

١٥- اب تم اسکے سوا جسے چاہو پوجا کرو تو کہہ یا ٹکارہ وہی ہیں جنہوں نے اپنی جان اور اپنا گھر قیامت کے دن خسارہ میں رکھا سنتا ہے یہی تو صریح ٹوٹا ہے ○

١٦- لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ۚ ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ۚ يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ○

١٦- ان کے لئے اوپر آگ کے سائبان ہونگے اور ان کے نیچے بھی سائبان ہونگے۔ یہ ہے جس سے اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے اے میرے بندو تو مجھ ہی سے ڈرو ○

١٧- وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ○

١٧- اور جو لوگ بتوں سے بچے کہ انکی عبادت نہ کریں اور اللہ کی طرف رجوع ہوئے انکے لئے بشارت ہے، تو میرے بندوں کو بشارت دے ○

١٨- الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ۚ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ○

١٨- جو بات کو سنتے۔ پھر اسکے بہتر (یعنی قرآن) کی پیروی کرتے ہیں وہی ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت کی ہے اور وہی عقل والے ہیں ○

١٩- اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ۚ اَفَاَنْتَ

١٩- بھلا جس پر عذاب کا حکم قائم ہو گیا۔ سو کیا تو اسے چھوڑا

بقیہ حاشیہ صفحہ ١١٠٠۔

غلام قوموں پر سب سے پہلے یہ فرض عاید ہوتا ہے۔ کہ وہ جہالت اور غلامی کی زنجیروں کو بالکل کاٹ کر پھینک دیں۔ اور اسکے بعد دینی اور اسلامی اخوت کی تشکیل اور تعمیر میں ہوں ؛

ف اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ سے غرض یہ ہے۔ کہ میں وہ ہوں جس کے لئے ضروری ہے۔ کہ تمام مسلمانوں کے لئے اسوۂ حسنہ قرار پاؤں۔ میری زندگی تمام گروہ اسلامی کے لئے لائق تقلید اور قابل پیروی ہے۔ میں اللہ سے ڈرتا ہوں ؛

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

ف میں خالص ایک خدا کی عبادت کرتا ہوں۔ تم جن لوگوں کی چاہو۔ عبادت کرو۔ اور جن چیزوں کے سامنے چاہو جھکو۔ مگر یہ یاد رکھو۔ کہ یہ عمل گھاٹے اور خسران کا عمل ہے ؛

ف اس کے بعد یہ بتایا ہے۔ کہ یہ لوگ شدید ترین سزا کے مستحق ہیں۔ قیامت کے دن ان کی یہ کیفیت ہوگی۔ کہ چاروں طرف سے آگ کے شعلوں میں گھرے ہوں گے ؛

ف فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ سے مقصود یہ نہیں ہے کہ قرآن میں احسن اور غیر احسن کی کوئی تقسیم موجود ہے بلکہ غرض یہ ہے۔ کہ قرآن کو یہ لوگ کان لگا کر سنتے ہیں۔ اور چونکہ اس کی تعلیمات سب کی سب برتر اور احسن ہیں۔ اس لئے مجبور ہیں۔ کہ ان کی پیروی کریں ؛

حل لغت

ظُلَلٌ ظُلَّةٌ کی جمع ہے۔ یعنی سائبان ؛

اَلطَّاغُوْتَ طغیان سے ہے۔ یعنی شیطان اور کاہن، سرور اور گمراہ، اور جو سوائے خدا کے کسی دوسرے کی پرستش کرے۔ ہر وہ چیز جو شرک و کفر کا باعث ہوگی ؛

تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ ۝

٢٠- لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ ۙ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۬ وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ ۝

٢١- اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِي الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ حُطَامًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ۝

٢٢- اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰي نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

٢٣- اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا

لائے گا جو آگ میں ہے ؟ ۝

٢٠- لیکن جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں انکے لئے بالاخانے ہیں انکے اوپر اور بالاخانے بنے ہوئے ہیں انکے نیچے نہریں ... ہیں اللہ کا وعدہ ہے۔ اللہ وعدہ خلاف نہیں کرتا ۝

٢١- کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا پھر اُسے زمین کے چشموں میں جاری کیا۔ پھر اس سے مختلف رنگوں کی کھیتی نکالتا ہے۔ پھر وہ زور پکڑتی ہے (یعنی ... ہوتی ہے) پھر تو اسکو زرد دیکھتا ہے۔ پھر خدا اسے چورا کر ڈالتا ہے۔ بیشک اسمیں عقلمندوں کیلئے نصیحت ہے ۝

٢٢- بھلا وہ شخص جس کا سینہ اللہ نے اسلام کیلئے کھول دیا پھر وہ اپنے رب کی طرف سے روشنی میں ہے (تنگ دل کے برابر ہو جائیگا) جنکے دل اللہ کی یاد سے سخت ہیں۔ ان پر افسوس ہے۔ یہی لوگ صریح گمراہی میں ہیں ۝

٢٣- اللہ نے بہتر نازل کی ہے وہ کتاب، آپس میں ملتی جلتی

پیکر رحمت و شفقت

ف حضور کی شفقت کا تقاضا کہ جو آپ کے سینہ میں پنہاں تھی۔ اور اس جذبۂ الفت و محبت کی بناء پر جو آپکو بنی نوع انسان سے تھی۔ جیسے یہ چاہتے تھے۔ کہ قریش کے ارباب فکر و دانش اسلام کو قبول کر لیں اور اس سعادت سے محروم نہ رہیں اسلئے بالطبع آپکو بڑا دکھ محسوس ہوتا تھا جب کہ یہ دیکھتے تھے کہ ان لوگوں کی سرکشی اور بغاوت میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ اور یہ اللہ کی رحمتوں سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپکی تسکین خاطر کیلئے فرمایا۔ آپ کیوں ملول ہوتے ہیں۔ جہاں تک وعظ و نصیحت کا تعلق تھا آپ نہایت عمدہ طریق سے ان لوگوں کو سمجھا چکے ہیں اب بھی اگر یہ لوگ حقانیت کو قبول نہیں کرتے۔ تو نہ کریں۔ آپ جبر اور قہر انکو اللہ کی چوکھٹ کے سامنے نہیں جھکا سکتے۔ ازل سے اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ کہ ان لوگوں کو ایمان کی دولت حاصل نہیں ہوگی۔ اور یہ باوجود اخلاص اور محبت کے اس نعمت گرانمایہ سے محروم ہی رہیں گے ۔

ف فرمایا۔ ان ان لوگوں میں سے جو لوگ اللہ سے ڈرتے ہیں۔ اور جن کے دل خشیت اور خوف سے معمور ہیں۔ وہ ضرور اسلامی راہ نجات کو اختیار کر لیں گے اور اپنی عاقبت سنوار لیں گے۔ انکے لئے جنت میں اونچے اونچے بالاخانے ہونگے۔ جن میں یہ لوگ آسودگی اور عیش سے رہیں گے یہ اللہ کا وعدہ ہے جو پورا ہوگا۔ وہ وعدوں میں کبھی تخلف نہیں ہونے دیتا ۔

دنیائے فنا کی ایک مثال !

ف اس دنیائے دوں اور عالم فانی کی کتنی عبرتناک تصویر ہے کہ جس طرح پانی آسمان سے برستا ہے اور وہ سوتوں میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور پھر نباتات کو اگاتا اور تازگی اور شادابی بخشتا ہے۔ پھر یہ سب کچھ سوکھ جاتا ہے اور خشک ہو کر چورہ چورہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح انسان پیدا ہوتا ہے جوان ہوتا ہے اور بڑھاپا اسکو زرد اور ضعیف الاعضاء و نزار بنا دیتا ہے۔ اور پھر آخر موت اسکا خاتمہ کر دیتی ہے اور مٹی میں مل جاتی ہے ۔

مومن کا سینہ

ف غرض یہ ہے کہ مسلمان اور منکر میں ایک فرق یہ ہوتا ہے۔ کہ مومن کا سینہ کشادہ اور فراخ ہوتا ہے۔ اور منکر کا دل تعصب اور جہالت کی وجہ سے سخت اور سیاہ ہو جاتا ہے۔ اور وہ حق پذیرائی کی توفیق سے محروم ہو جاتا ہے۔ ف یعنی قرآن حکیم بہترین اور موثر کتاب ہے ۔

حل لغات ۔ غُرَفٌ ۔ غرفۃ کی جمع ہے۔ بالاخانہ ۔ یَنَابِیْعَ ۔ واحد ینبوع پانی کا بڑا چشمہ ۔ حُطَامًا ۔ خطمہ سے

٭ یعنی توڑا ہوا ۔ چورا چورا کر دیا ۔ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ ۔ یعنی بہترین کلام

مُتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ○

دُہرائی ہوئی۔ اس سے لوگوں کے بدن پر جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پھر انکے چمڑے اور انکے دل خدا کی یاد کیلئے نرم ہو جاتے ہیں۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے، جسے چاہتا ہے اس طرح کی ہدایت کرتا ہے اور جسے اللہ گمراہ کرے اس کا کوئی ہادی نہیں ○

۲۴- أَفَمَن يَتَّقِي بِوَجْهِهِ سُوءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ وَقِيلَ لِلظَّالِمِينَ ذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَكْسِبُونَ ○

۲۴- بھلا وہ شخص جو قیامت کے دن اپنے مُنہ کو میرے عذاب کی سپر بنائے گا اور ظالموں سے کہا جائیگا۔ کہ چکھو جو تم کماتے تھے ○

۲۵- كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَأَتَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ○

۲۵- ان سے پہلوں نے جھٹلایا تھا سو ان پر ایسی طرف سے عذاب آیا کہ وہ نہ جانتے تھے ○

۲۶- فَأَذَاقَهُمُ اللَّهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ○

۲۶- پھر انہیں اللہ نے دنیا کی زندگی میں رُسوائی چکھائی اور البتہ آخرت کا عذاب بڑا ہے اگر وہ جانیں ○

ف کلام پاک کے مضامین ملتے جلتے ہیں۔ ان کو بار بار دُہرایا گیا ہے۔ وہ لوگ جن کے دل میں تقویٰ اور خشیت الٰہی موجود ہے۔ اسکو سنتے ہیں اور اسکے تاثر سے ان کے بدن کانپ اٹھتے ہیں۔ اور پھر منقاد اور نرم دل ہو کر ہمہ تن اللہ کی یاد میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ یہ سرچشمہ معرفت و ہدایت ہے۔ جس شخص سے اللہ توفیق ابتداء چھین لے تو ظاہر ہے کہ وہ اس کی برکات سے استفادہ نہیں کر سکتا۔

خدا کا قانون مکافات

ف غرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو جس طرح اس سے پہلے کفر ناگوار تھا اب بھی ناگوار ہے۔ جس طرح پہلی قوموں کو اس پاداش میں کہ انہوں نے حق و صداقت کو ٹھکرایا۔ اور تکذیب و تردید کو اپنا شعار بنایا۔ اپنے غضب اور خشم کا مورد قرار دیا تھا۔ تیجی ان لوگوں کو جو قرآن کے حقائق کو جھٹلاتے ہیں۔ اور اسکی پیش کردہ تعلیمات کو غلط قرار دیتے ہیں۔ ذلت اور رُسوائی کی سزا سے دوچار کیا جائیگا۔ کیونکہ جس طرح اللہ کا قانون حفظ و قیام ایک ہے۔ اسی طرح اس کا قانون مکافات بھی ایک ہے۔ یہ نہ ہو کہ اس غلط فہمی میں مبتلا رہیں۔ کہ یہ لوگ باوجود سرکشی اور بغاوت کے اللہ کے عذاب سے محفوظ رہیں گے اور ان کا مال و دولت ان کو اللہ کے عذاب سے بے نیاز کر دیگا۔ انکو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ علام الغیوب خدا ان کے تمام اعمال کو دیکھ رہا ہے اور ان کی تمام شرارتیں مکاریاں اسکی نگاہوں میں ہیں۔ یہ اسلام کی تذلیل کے درپے ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں مشکلات پیدا کرتے ہیں۔ مگر انکو معلوم نہیں۔ کہ خود انکے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ انکے مقدر میں دونوں عالم کی رسوائیاں لکھی ہیں۔ یہ اس دنیا میں بھی اپنے منصوبوں میں ناکام رہیں گے۔ اور پیچھے کی زندگی میں بھی انکے لئے عذاب اکبر کی اذیتیں ہیں۔ کاش یہ صورت حالات کو سمجھیں اور عبرت حاصل کریں۔

حل لغات :- وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ۔ یہ اضلال بطور اصل کے ہے۔ یعنی اسباب ضلالت کو وہ بھی اللہ نے پیدا کئے ہیں۔ اور اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے۔ یہ مقصد نہیں۔ کہ اس نے انسان کی گمراہ ہونے میں کوئی مدد کی ہے یا وہ گمراہی کو اپنے بندوں کیلئے پسند فرماتا ہے۔ اور یہ اسباب ضلالت بھی ان معنوں میں اسباب ضلالت [illegible] ہیں۔ بجز اس کے کہ مقتضائے بہیمیت انسانیہ نہیں ہے کہ لوگ انکو اختیار کرکے اسکی رحمتوں سے دور ہوں [illegible]۔ ذلت و رسوائی۔ اور عذاب۔

۲۷۔ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِن كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝

۲۷۔ اور ہم نے اس قرآن ؎ میں لوگوں کیلئے ہر قسم کی مثال بیان کی ہے کہ شاید وہ نصیحت پکڑیں ۝

۲۸۔ قُرْآنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ۝

۲۸۔ قرآن عربی زبان میں ہے جسمیں کجی نہیں شاید وہ ڈریں ۝

۲۹۔ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيهِ شُرَكَاءُ مُتَشَاكِسُونَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا ۚ الْحَمْدُ لِلَّهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝

۲۹۔ اللہ نے ایک مثل بیان کی ہے ایک آدمی ؎ ہے (غلام) کہ اس میں کئی ضدی لوگ شریک ہیں اور ایک آدمی ہے پورا ایک شخص کا (غلام) کیا یہ دونوں مثال میں برابر ہیں؟ سب تعریف اللہ کیلئے ہے لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے ۝

۳۰۔ إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ ۝

۳۰۔ بیشک تو بھی مریگا ؎ اور یہ بھی مریں گے ۝

۳۱۔ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِندَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ ۝

۳۱۔ پھر تم قیامت کے دن اپنے رب کے پاس جھگڑو گے ۝

قرآن کی بہت بڑی خوبی

ف قرآن حکیم کی اس خوبی کا تذکرہ ہے۔ کہ اس نے مضامین کو سہل انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ اس میں احکام بھی ہیں قصص بھی ہیں۔ اور واقعات بھی۔ اس میں باریک اور دقیق نکات بھی ہیں۔ اور زندگی کی محسوس ضرورتیں بھی۔ اس میں منطقی استدلال بھی ہیں۔ اور فطرت کے مشاہدات بھی۔ ہر ذوق اور ہر فکر کے لوگوں کے لئے اس میں رشد و ہدایت کا وافر سامان موجود ہے۔ ایک عامی اور سطحی عقل والا بھی اس میں تسکین محسوس کرے گا۔ اور ایک بلند پرواز فلسفی اور حکیم بھی۔ یہ کتاب دماغ کو بھی متاثر کرتی ہے۔ اور دل کی لطیف کیفیات کو بھی۔ یہ عربی میں نازل کی گئی ہے۔ تاکہ تعبیر معانی میں کوئی ابہام اور اجمال باقی نہ رہ جائے۔ اس میں اس درجہ وضوح اور انشراح ہے۔ کہ شک و شبہ کی کوئی گنجائش ہی نہیں رہتی۔ اس کے استدلال اور استنباط میں کوئی کجی نہیں۔ یہ صاف اور سیدھے طریق نجات کی جانب راہنمائی کرتی ہے۔

ف اس میں اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔ کہ نفسیاتی طور پر ایک شخص ایک وقت میں ایک ہی آقا پر قناعت کر سکتا ہے۔ اور وہ شخص جس کے کئی آقا ہوں ہمیشہ دکھ اور تکلیف محسوس کرے گا۔ اس سے یہ نہیں ہو سکے گا۔ کہ اپنے طرز عمل سے سب کو خوش رکھے۔ اسی طرح وہ پاکباز اور پاک نفس انسان جو صرف ایک متحد وحدت و جلال کا ہو رہتا ہے۔ روحانی طور پر اس شخص سے کہیں عافیت میں ہے جس کی عقیدت کئی لڑوں میں اور کئی شخصیتوں میں منقسم ہے۔

ف یعنی جہاں تک موت کا تعلق ہے۔ وہ سب کیلئے مقدرات میں سے ہے۔ آپ بھی باوجود اس جلالت قدر کے اس سے دوچار ہوں گے۔ اور یہ عقلائے قریش بھی۔ پھر قیامت میں یہ فیصلہ ہوگا۔ کہ کون حق پر تھا۔ اور کون باطل پر۔

حل لغات: مَثَلٍ۔ انداز بیان۔ مراد ہے مضامین۔ عِوَجٍ۔ کجی۔ مُتَشَاكِسُونَ۔ باہم رست و گریباں۔

۳۲- فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللَّهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ إِذْ جَاءَهُ ۚ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِلْكَافِرِينَ ○

۳۲- سو اس سے زیادہ ظالم کون ہے۔ جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا۔ اور سچ کو جب اس کے پاس آیا۔ جھٹلایا گیا کیا دوزخ میں کافروں کا ٹھکانہ نہیں؟ ○

۳۳- وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ ۙ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ○

۳۳- اور جو کوئی سچ بات لایا اور جس نے سچ کی تصدیق کی وہی متقی ہیں ○

۳۴- لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ ذَٰلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ ○

۳۴- ان کے لئے جو وہ چاہیں گے اُن کے رب کے پاس موجود ہے۔ یہ نیکوں کا بدلا ہے ○

۳۵- لِيُكَفِّرَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَسْوَأَ الَّذِي عَمِلُوا وَيَجْزِيَهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ○

۳۵- تاکہ اللہ اُن کے بُرے اعمال جو انہوں نے کئے تھے اُن سے دُور کرے۔ اور نیک کاموں کے بدلے میں جو وہ کرتے تھے انہیں ان کا اجر دے ○

سب سے بڑا ظلم

۳۲ مشرکین مکہ کے دو جرم تھے۔ ایک تو یہ کہ وہ اللہ کی جانب اُن عقائد کو منسوب کرتے۔ جن سے اُس کی ذات والا صفات انکار کرتی ہے۔ اور دوسرا یہ کہ وہ کتاب صدق و حقانیت کی مخالفت کرتے اس لئے وہ صحیح معنوں میں ظالم تھے۔ اور بے انصاف۔ کیونکہ اس سے بڑھ کر اور ظلم کیا ہو سکتا ہے۔ کہ انسان اللہ کی دی ہوئی بصیرت سے کام نہ لے۔ اور خود اپنی حقیقت سے آگاہ نہ ہو۔ خدا کے لئے اولاد کو ثابت کرے۔ اور اس طرح عقل و خرد اور بصیرت و وجدان کی صریحاً مخالفت کرے۔ پھر بھی نہیں جب اس کو بتلایا جائے۔ کہ تم راہِ راست پر گامزن نہیں ہو۔ تو اس کو جھٹلائے۔ کیا اس سے زیادہ محرومی اور شقاوت کی کوئی اور صورت ہو سکتی ہے۔ کہ اپنے محسنوں کی تکذیب کی جائے۔ اور ان کی ہمدردی اور محبت نظر انداز کی جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انکے ان دو گونہ جرائم کی سزا ہے۔ کہ یہ جہنم میں رہیں گے۔ اور اپنے اعمال کی سزا بھگتیں گے۔

۳۳ ان آیتوں میں اُن لوگوں کا تذکرہ ہے۔ جو صدق و حقانیت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیش کرتے ہیں۔ اور پھر کچھ ایسے نفوس ان کو مل جاتے ہیں۔ جو آگے بڑھ کر تصدیق میں سبقت کرتے ہیں۔ یہ لوگ تقویٰ کی گراں قدر نعمت سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔ یہ مومنانہ فراست سے بھانپ جاتے ہیں۔ کہ اللہ کے پیغمبر جو کچھ کہتے ہیں۔ وہ جھوٹ نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے انشراح صدر کے بے شمار مواقع پیدا کر دیتا ہے۔ اور انہیں حق کو قبول کر لینے میں کوئی تامل نہیں ہوتا۔ ارشاد ہے۔ کہ یہ دونوں حاملین حق و صداقت اور اس کی پیروی کرنے والے اللہ کے نزدیک مقام اتقاء پر فائز ہیں۔ اور منصب احسان سے بہرہ مند ہیں۔ انکے لئے جنت و نعیم میں عیش اور آسودگی کی زندگی ہے۔ جو چاہیں گے وہاں ملے گا۔ انکی ہر خواہش کی تکمیل ہوگی۔

۳۵ تکفیر سیئات سے یا تو یہ مراد ہے۔ کہ عالم کفر میں اُن سے گناہ سرزد ہوئے تھے۔ انکو معاف کر دیا جائیگا۔ اور اُن کے مقابلہ میں انہیں بہترین اجر سے نوازا جائیگا۔ اور یا یہ مقصد کہ اگر ایمان کی نعمت حاصل ہے۔ تو پھر وہ لغزشیں۔ جو کبائر تک نہیں پہنچیں اور تقاضائے بشریت سے ہوا ہے۔ بخش دی جائیں گی۔ اور انکے نیک کاموں کا نہایت عمدہ اجر ملیگا۔

حل لغات

مثویٰ۔ ٹھکانہ۔ جگہ۔ ثوی یثوی سے ہے۔

۳۶- اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ؕ وَ يُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۚ

۳۷- وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِى انْتِقَامٍ ○

۳۸- وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ؕ قُلْ

۳۶- کیا اللہ اپنے بندہ کو کافی نہیں ؟ اور وہ تجھے غیر خدا (معبودوں) سے ڈراتے ہیں اور جسے اللہ گمراہ کرے، اسکے لئے کوئی ہادی نہیں ○ [ول]

۳۷- اور جسے اللہ ہدایت کرے اُسے گمراہ کرنیوالا نہیں کیا اللہ غالب بدلہ لینے والا نہیں ہے ؟ ○ [ول]

۳۸- اور تو جو اُن سے پوچھے کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ؟ تو ضرور کہیں گے کہ اللہ نے تو کہہ بھلا دیکھو تو جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو اگر اللہ مجھے کچھ تکلیف پہنچانا چاہے۔ تو کیا وہ اس کی دی ہوئی تکلیف دور کر سکتے ہیں ؟ یا وہ مجھ پر مہربانی کرنا چاہے تو کیا وہ اسکی رحمت کو روک سکتے ہیں ؟ تو کہہ مجھے اللہ کافی ہے۔ بھروسا

ول حضورؐ کو کفار یہ دھمکی دیتے تھے۔ کہ اگر آپ بت پرستی کی مذمت سے باز نہ آئے۔ تو ہمارے معبود آپ کو سخت ترین نقصان پہنچائیں گے اس کا جواب دیا ہے۔ کہ اللہ اپنے اس بندے کی پوری پوری حفاظت کرے گا۔ اور تم کو اور تمہارے معبودوں کو موقع نہیں دے گا۔ کہ اسے ذرہ برابر بھی گزند پہنچا سکو۔ یہ گویا ہی کا عقیدہ ہے۔ اور جس شخص سے اللہ تعالیٰ توفیق ہدایت چھین لے۔ پھر کوئی اس کو منزل مقصود تک نہیں پہنچا سکتا۔ اور جس شخص کے سینے کو وہ کھول دے۔ اور توفیق قبولیت عطا فرمائے۔ وہ کبھی گمراہ نہیں ہو سکتا۔

ول واضح رہے۔ کہ اس کے معنے سیاق و سباق کے لحاظ سے یہی ہیں۔ کہ حضورؐ اللہ کی حفاظت اور نگہبانی میں ہیں۔ اس لئے دشمن اپنے عزائم مشئومہ میں کامیاب نہیں ہو سکتے اور حضور کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اس سے مراد کفایت دینی نہیں ہے۔ جیسا کہ بعض ملاحدہ نے سمجھا ہے۔

بے اختیار بت

ول بت پرستوں اس حقیقت واقعیہ سے آگاہ فرمایا ہے۔ کہ جہاں تک کائنات نظام حیات کا تعلق ہے۔ یہ تمہارے دیوتا اور معبود محض بے کار ہیں۔ ان کو اس کارگاہ عمل میں کوئی اختیار حاصل نہیں۔ اگر میں کسی دکھ اور تکلیف میں مبتلا ہو جاؤں تو کیا وہ اس روگ کو دور کر سکتے ہیں ؟ اور میری مصیبتوں کو مسرتوں اور خوشیوں سے بدل سکتے ہیں۔ اور اگر اللہ کا مجھ پر فضل ہو۔ تو کیا اس کو اپنے اختیارات سے روک سکتے ہیں۔ یہ ظاہر ہے۔ کہ ایسا نہیں ہے۔ تو پھر مجھے کیوں اس بودے عقیدے کی طرف بلاتے ہو۔ کہ میں بے اختیار بتوں کے سامنے جھکوں ○

حل لغات

بِكَافٍ۔ یعنے صاحب کفایت۔ کافی ○

ذِی انْتِقَامٍ۔ سزا دینے والا۔ عربی میں انتقام کے وہ معنے نہیں ہیں۔ جو اردو میں ہیں۔ جس میں سزا کے ساتھ بغض اور دل میں جلن کا ہونا بھی ضروری ہے ○

حَسْبِيَ اللّٰهُ ۖ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝

...کھنے والے اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں ○

۳۹۔ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝

۳۹۔ تو کہہ اے قوم تم اپنی جگہ پر کام کئے جاؤ۔ بیشک میں کام کرنیوالا ہوں بس آگے تمہیں معلوم ہو جائیگا ○

۴۰۔ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝

۴۰۔ کہ کس پر عذاب آتا ہے کہ اسے رسوا کرے۔ اور کس پر ہمیشہ کا عذاب اُترتا ہے ○

۴۱۔ اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝

۴۱۔ بے شک ہم نے تجھ پر لوگوں کے لئے سچے دین کے ساتھ کتاب نازل کی۔ پھر جس نے ہدایت پائی تو اپنے بھلے کو اور جو گمراہ ہوا تو اُسے ضرر کے لئے ہوا اور تو ان پر داروغہ نہیں ○

۴۲۔ اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا

۴۲۔ اللہ جانوں کو جب اُن کے مرنے کا وقت آتا ہے

ف میں تو اللہ پر بھروسہ رکھتا ہوں۔ اور جتنے لوگ توکل کی نعمت سے بہرہ مند ہیں۔ سب اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

اپنی سعی کر دیکھو

ف یعنی اے اعدائے دین تمہیں اپنی قوت پر ناز ہے۔ تم اپنی دنیاکاریوں کی کامیابی پر اعتماد رکھتے ہو۔ تمہیں یہ یقین ہے۔ کہ تم اپنے مکارانہ منصوبوں میں کامرانی حاصل کرو گے۔ میں تمہیں بتلائے دیتا ہوں۔ کہ تم لوگ اپنی سعی کر دیکھو۔ وہ تمام حیلے اور تدبیریں جو تمہارے امکان میں ہیں۔ اُن کو آزما دیکھو۔ میں بھی اپنی کامیابی پر متیقن ہوں۔ عنقریب معلوم ہو جائے گا۔ کہ کون دنیا میں رسوائیوں کے عذاب میں مبتلا ہے۔ اور آخرت میں دائمی اور ابدی سزا کا مستحق ہوتا ہے۔ اور کون فوز و فلاح کی سعادت سے ہمکنار ہ

ف حضورؐ کی تسکین خاطر کے لئے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ آپ پر جو صحیفہ حق نازل کیا گیا ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے۔ کہ ہر شخص اس کو قبول کرے۔ آپ صرف اس حد تک مکلف ہیں۔ کہ ان تک میرا پیغام پہنچا دیں۔ آئندہ یہ گمراہ رہیں گے تو اپنا ہی بگاڑیں گے۔ آپ ان کی ہدایت کے لئے اس درجہ بے قرار نہ ہوں ہ

حلِ لغات

مَكَانَتِكُمْ۔ اپنی جگہ ہ

بِوَكِيْلٍ۔ ذمہ دار۔ اجارہ دار مسلط اور داروغہ ہ

يَتَوَفَّى۔ سے مراد مطلق رُوح پر ضبط و اختیار حاصل کرتا ہے۔ اس لئے نفس کی دو صورتیں بیان کی ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ ضبط اور اختیار اس نوع کا ہو۔ کہ پھر روح کو جسم سے الگ کر لیا جائے۔ اور ایک یہ کہ صرف بیداری کو چھین لیا جائے۔ اور تعلق حیات بدستور باقی رہے۔ اس چیز کو امساک اور ارسال سے تعبیر کیا ہے ہ

وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا ۚ فَیُمْسِكُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْهَا الْمَوْتَ وَیُرْسِلُ الْاُخْرٰۤی اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ۝

۴۳- اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ ؕ قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا یَمْلِكُوْنَ شَیْـًٔا وَّ لَا یَعْقِلُوْنَ ۝

۴۴- قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِیْعًا ؕ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ ثُمَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝

۴۵- وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ

کھینچ لیتا ہے اور جو نہیں مریں اُنکو اُنکی نیند میں کھینچ لیتا ہے پھر جن پر موت کا حکم صادر کیا ہے۔ انہیں رکھ چھوڑتا ہے اور دوسری کو ایک وقت معین تک بھیج دیتا ہے۔ بیشک اس میں ان لوگوں کیلئے جو دھیان کرتے ہیں نشانیاں ہیں ۝

۴۳- کیا انہوں نے اللہ کے سوا اور شفیع ٹھہرائے ہیں۔ تو کہہ۔ اگرچہ ان کو کچھ اختیار نہ ہو اور نہ ہی وہ سمجھ رکھتے ہوں تو بھی ۝

۴۴- تو کہہ ساری شفاعت اللہ کے ہاتھ ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اُسی کی ہے پھر تم اُسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے ۝

۴۵- اور جب اکیلے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُن لوگوں کے دل جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے نفرت کرتے ہیں اور جب

قیامت پر ایک دلیل

ف حشر ونشر پر ایک نہایت عمدہ دلیل پیش فرمائی ہے کہ دیکھو کہ موت اور نیند میں کچھ زیادہ فرق نہیں ہے۔

جس خدا کو یہ قدرت حاصل ہے کہ وہ تمہاری بیداری کو چھین لے۔ اور اس کو خواب بے ہوشی کی کیفیات سے بدل دے۔ اور پھر جب مناسب سمجھے بیدار کر دے۔ وہ خدا اس چیز پر بھی قادر ہے۔ کہ جب تم موت کی نیند سو جاؤ۔ اس وقت بھی تمہیں پھر جب چاہے اٹھا کھڑا کرے۔ کیونکہ جس نے بیداری اور نیند کے نظام کو وضع کیا ہے۔ وہی موت اور حیات پر بھی اختیار رکھتا ہے۔ بتانا یہ مقصود ہے۔ کہ خود انسانی زندگی معارف سے پُر ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ صاحب فکر و ہوش سوچیں۔ اور بغیر ادنیٰ تامل کے یہ نہ کہہ دیا کریں۔ کہ صاحب یوں ہونا تو ناممکن ہے۔ جبتک کائنات کی خوب چھان بین نہ کریں۔

اللہ کے نام سے چڑ

ف اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔ کہ مشرکین کو توحید سے کس درجہ نفرت ہے۔ اور بتوں سے کس حد تک محبت ہے۔ انکے سامنے جب ایک اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اور وحدانیت کے معارف عالیہ سے انکو بہرہ مند کیا جاتا ہے۔ اور بتلایا جاتا ہے۔ کہ اسی کا آستانہ جلال وعظمت اس قابل ہے۔ کہ انسان اسکے سامنے جھکے۔ تو ان کے دلوں میں انقباض پیدا ہو جاتا ہے۔ اور تیوریوں سے سخت بیزاری ٹپکنے لگتی ہے۔ (باقی صفحہ نمبر ۱۱۰۹ پر)

حل لغات

اشمازت۔ انتہائی انقباض اور نفرت۔

وَإِذَا ذُكِرَ الَّذِينَ مِن دُونِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ○

اللہ کے سوا اوروں کا ذکر کیا جاتا ہے تو اسی وقت وہ خوش ہوجاتے ہیں ○

۴۶- قُلِ اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِي مَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ○

۴۶- تو کہہ اے اللہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنیوالے چھپے اور کھلے جاننے والے تو ہی اپنے بندوں کے درمیان ان باتوں میں فیصلہ کریگا جن میں وہ جھگڑ رہے تھے ○

۴۷- وَلَوْ أَنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَافْتَدَوْا بِهِ مِن سُوءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ وَبَدَا لَهُم مِّنَ اللَّهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ ○

۴۷- اور اگر ظالموں کے پاس جتنا کچھ زمین میں ہے وہ سب اور اسکے ساتھ اتنا اور بھی ہو تو قیامت کے دن بُرے عذاب سے اپنے چھڑانے میں سب کا سب ہی دے ڈالیں (مگر قبول نہ ہو) اور اللہ کی طرف سے انہیں وہ معاملہ پیش آئیگا جس کا انہیں کبھی خیال بھی نہ تھا ○

۴۸- وَبَدَا لَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ○

۴۸- اور جو عمل وہ کرتے تھے اسی کی برائیاں اُن پر ظاہر ہونگی اور جس شے پر ٹھٹھا کرتے تھے وہ انہیں آگھیریگی ○

ممتاز ہوجاتے تھا۔ اللہ کا نام انکے لئے وجہ تسکین ہوتا جب ان کا نام لیا جاتا تو انکے قلوب میں روشنی اور شگفتگی پیدا ہوجاتی مگر یہاں فطرت مسخ ہوچکی ہے۔ یہ لوگ اللہ کے نام سے منقبض ہوتے ہیں۔ اور جب انکے دیوتاؤں کا تذکرہ ہوتا ہے اور انکے قصے کہے جائیں۔ اور یہ بتایا جائے۔ کہ انکے اصنام کتنے صاحب کرامات وخوارق ہیں۔ تو پھر دیکھئے ان کے چہرے پر مسرت کی ایک لہر دوڑ جاتی ہے۔ آج بھی جو لوگ مشرکانہ عقائد و رجحانات میں گرفتار ہیں مسئلہ توحید میں ان کے لئے کوئی دلچسپی اور جاذبیت نہیں ہے۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اس نوع کے مسائل کا اظہار بے کار ہے۔ انہیں اگر شغف ہے۔ تو روایات اور قصص سے اور اولیاء کرام کے افسانہ ہائے عجائب وغرائب سے۔ چنانچہ جس مجلس میں توحید کا چرچا ہوتا ہے۔ وہاں آپ دیکھیں گے۔ کہ نہ کوئی رونق ہوتی ہے۔ اور نہ کیفیت۔ اور نہ جوش وذوق کا ارمان۔ البتہ جہاں مشائخ طریقت کی مجلسیں گرم ہوتی ہیں۔ وہاں عود وعنبر ہے۔ لوگوں کا ہجوم ہے۔ وجد و رقص ہے۔ صوم وحال ہے۔ لوگ خاص عقیدت سے دو زانو بیٹھے سن رہے ہیں۔ یہ کیسی چیزوں کا مظاہرہ ہے! ان چیزوں سے کیا ثابت ہوتا ہے۔ مرد مومن جو بھی اللہ کے نام پر تڑپ جاتا تھا۔ اور جسکو اسکے ذکر میں حلاوت محسوس ہوتی تھی جس کا دل اس کے جذبات محبت سے معمور تھا جو جتنا خانقاہوں میں بھی نکالا جاتا تھا۔ دار پر کھینچ دیا جاتا تھا۔ مگر عشق الٰہی سے دست بردار نہیں ہوتا تھا۔ آج اس کا پتا نہیں۔ اور اسکی جگہ ایک ایسے شخص نے لے لی ہے جسکا نام مسلمانوں کا سا ہے۔ جو کلمہ توحید کا اقرار بھی کرتا ہے مگر دل میں اللہ کے ساتھ کوئی خاص لگاؤ اور نسبت نہیں رکھتا۔ وہ دن رات مزاروں اور قبروں کا طواف کرتا ہے۔ خانقاہوں کے گرد گھومتا ہے۔ اور غیر اللہ کی محبت میں متوالا پھرتا ہے۔ توحید میں اسکے لئے تسکین و طمانیت کا سامان نہیں۔ وہ بدعات اور مشرکانہ رسوم کا شیدا ہے۔ اللہ کا نام اسکے لئے بالکل روکھا پھیکا ہے۔ جب تک کہ اسکے ساتھ چند اور ہستیوں کا ذکر نہ کیا جائے۔ اور یہ نہ بتایا جائے کہ ان لوگوں کو کس قدر اختیارات اللہ نے تفویض کر رکھے ہیں۔ وہ خالص توحید کو خشکی اور توحید کہتا ہے۔ صرف ایک اللہ کے نام میں اسے کوئی جذب مستی اور رفعت نظر نہیں آتی۔ وہ تو اس بات پر جان دیتا ہے۔ کہ انکے مشائخ کن خوارق اور کرامات کے مالک ہیں۔ آہ! وہ خدائے عزوجل جلیل جس کی محبت اور اطاعت شعاری سے ان بزرگان پاک نفس نے اتنے بلند مراتب حاصل کئے تھے۔ اور جسکے سامنے جھکنے سے انہیں تقدس وولایت حاصل ہوتا تھا آج اس خدا کا درجہ بالکل ثانوی ہے۔ اور جملہ فضائل و کمالات ان کی جانب منسوب کردئیے گئے ہیں۔ جو اس سے مختص ہیں۔ اور بیٹھے انتساب کی ان جملہ کے [illegible]

۳ وجاہت نہیں دی۔ حل لغات۔ حاق۔ گھیر لیا۔

۴۹- فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ز ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا ۙ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ ؕ بَلْ هِىَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

۴۹- سو جب آدمی پر دُکھ آتا ہے تو ہمیں پکارتا ہے۔ پھر جب ہم اپنی طرف سے اُسے نعمت دیتے ہیں تو کہتا ہے یہ جو مجھے ملا ہے میرے علم کے سبب ملا ہے۔ ہر گز نہیں یہ آزمائش ہے لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے ○

۵۰- قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○

۵۰- یہی بات انکے اگلوں نے کہی تھی سو جو وہ کماتے تھے ان کے کام نہ آیا ○

۵۱- فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ؕ وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَآءِ سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۙ وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ○

۵۱- پھر جو انھوں نے کمایا تھا اسکی بُرائیاں ان پر پڑیں۔ اور اُن لوگوں میں سے جو ستمگار ہیں عنقریب انکی کمائی کی بُرائیاں ان پر پڑیں گی اور وہ تھکا نہ سکیں گے ○

۵۲- اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

۵۲- اور وہ نہیں جانتے کہ اللہ جس کے لئے چاہے رزق کُشادہ کرتا ہے اور تنگ کرتا ہے، بیشک ایماندار لوگوں

تکلیف میں خدا یاد آتا ہے

ف قاعدہ ہے۔ کہ بھوک اور افلاس سے دل صیقل ہو جاتا ہے اور اسکا زنگ دُور ہو جاتا ہے۔ اور فطرت کے انوار اس میں جھلکنے لگتے ہیں۔ جب کوئی شخص تکلیف اور دُکھ میں مبتلا ہو کر ہے۔ تو بے اختیار جی چاہتا ہے کہ خدا کو یاد کیا جائے اُس وقت دل پر سے تمام حجابات اُٹھ جاتے ہیں۔ اور انسان اللہ کے نام کے ساتھ ایک خاص طرح کی تسکین اور طمانیت محسوس کرتا ہے۔ اور کیفیت یہ ہوتی ہے۔ کہ اُٹھتے بیٹھتے اللہ کا ذکر ہے۔ اُس کی حمد و ستائش ہے۔ اور شکر و صبر کا مظاہرہ ہے۔ اس وقت کی کیفیات خشوع اگر دیر تک اور عقب پیہم قائم رہیں۔ تو جذبہ انسانی ولایت اور قُرب کے مراتب عالیہ سے مشرف ہو جائے مگر ہوتا یہ ہے کہ جب یہ مصیبتیں دُور ہو گئیں۔ دل پر پھر گرد اجاب کی نقاب پڑ گئی۔ اور دل بدستور غفلت و تساہل میں مبتلا ہو گیا۔ خوشحالی میں یہ کہنے لگتا ہے۔ کہ میری مسرتوں میں اللہ کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ میں نے جو کچھ حاصل کیا ہے۔ وہ نتیجہ ہے میرے علم کا۔ میری عقلمندی کا اور تجربہ کا۔ فرمایا یہ غلط ہے۔ یہ تو محض آزمائش و ابتلاء کیلئے تمہارے حالات میں خوشگوار تبدیلی کی گئی ہے۔ کہ تمہیں دیکھا جائے۔ اور یہ معلوم کیا جائے۔ کہ تمہارے جذبات شکر گذاری کہاں تک صاد قانہ ہیں۔ کیا مسرت ابتہاج کی زندگی میں بھی تمہاری وہی کیفیت ہوتی ہے۔ جو غم اور تکلیف کی زندگی میں اور کیا خوشی میں بھی تم اسی طرح مجھکو یاد کرتے ہو جس طرح کہ دُکھ اور روگ میں۔ غربت اور افلاس میں۔ ارشاد ہے کہ اس انجاب نفس کے مرض میں تم سے پہلے بھی لوگ مبتلا ہو چکے ہیں۔ انہوں نے بھی اپنے مال و دولت پر غرور و کبر کا اظہار کیا ہے۔ مگر جب اللہ کا عذاب آیا۔ تو ان کا سرمایہ اور دولت انکو بچا نہیں سکی۔ اسی طرح ان لوگوں کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ انکی بداعمالیاں بھی حد سے گزر چکی ہیں۔ یہ بھی مال و دولت کے نشہ میں مخمور ہیں۔ اور حق و صداقت کے پیغام کو تسلیم نہیں کرتے۔ یہ بھی عذاب سے دوچار ہونیوالے ہیں۔ انکو آگاہ رہنا چاہیئے۔ کہ تمام تمول انکے قطعاً کام نہیں آسکے گا۔ اور یہ یقیناً گرفتار ابتلا ہو کر رہیں گے ●

ف اس آیت میں بتلایا ہے۔ کہ رزق کی کشائش اور تنگی محض اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ چاہے تو گوشۂ حقیر کو ایک لمحہ میں تخت و تاج شاہی کا مالک بنا دے۔ اور چاہے تو چشم زدن میں قارون صفت دولتمندوں کو نانِ شبینہ تک کا محتاج بنا دے۔ اسلئے یہ دولت اور تمول ایسی چیزیں نہیں ہیں کہ انسان ان پر فخر کرے۔ اور اپنے رب کو بھول جائے ●

حلِ لغات:- خَوَّلْنٰهُ۔ تحویل سے ہے۔ بمعنی عطا کرنا۔ دینا ●

لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

کے لئے اس میں نشانیاں ہیں ۝

۵۳- قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝

۵۳- تو کہہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو۔ بیشک اللہ سارے گناہ بخش دیتا ہے۔ بیشک وہی گناہ بخشنے والا مہربان ہے ۝

۵۴- وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝

۵۴- اور اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آئے۔ پھر تمہاری مدد نہ کی جائے اپنے ربّ کی طرف رجوع ہو اور اُس کی فرمانبرداری کرو ۝

۵۵- وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝

۵۵- اور اس سے پہلے کہ تم پر ناگاہ عذاب آئے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو اس بہتر بات پر چلو جو تمہارے ربّ سے تمہاری طرف نازل ہوئی ہے ۝

ف یعنی اے وہ لوگو! جو گناہوں کی کثرت سے گھبرا گئے ہو۔ آؤ، اور اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ اور اس کے پیش کردہ مقام عبودیت کو حاصل کر لو۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہاری تمام لغزشوں اور کوتاہیوں پر خط تنسیخ کھینچ دیا جائے گا۔ تمہارے پہلے تمام جرائم بخش دیئے جائینگے۔ اور تمہاری مایوسیوں کو رحمتوں اور بخششوں سے بدل دیا جائے گا۔

ف یہ آیت پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ مایوسی گناہ ہے۔ اور نا امیدی کفر ہے۔ اللہ کی مغفرت کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ اور اس کا عفو ہر معصیت پر چھا رہا ہے۔ وہ تمام لوگ جو گناہوں کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں از راہِ مایوسی کفر کی راہ اختیار نہ کر لیں۔ خدا کی طرف آئیں۔ اُس سے باتیں کریں۔ اُسکو ان گناہ گاروں سے زیادہ محبت ہے۔ جو شرم و ندامت کے احساس کے ساتھ اسکے آستانۂ جلال و عظمت پر جھکتے ہیں۔ اور وہ ان بندوں کو زیادہ پسند کرتا ہے۔ جو بار بار اپنے نقائص کا اعتراف کرتے ہیں۔ اور اسکی کبریائی اور رفعت کا اعلان کرتے ہیں۔

وہاں مہلت نہیں ملے گی

ف غرض یہ ہے۔ کہ اللہ کے تمام احکام حسن و جمال منطق سے آراستہ ہیں۔ انکی اطاعت کی صورت یہ ہے۔ کہ دنیا میں انکے منشاء کو سمجھنے کی کوشش کی جائے۔ ایسا نہ ہو کہ نافرمانی کے بدلے اچانک اور غیر متوقع طور پر اللہ کا عذاب آجائے۔ اور تم اسکی تلافی نہ کر سکو۔

حلِ لُغات:۔ لَا تَقْنَطُوْا۔ قنوط سے ہے یعنی ناامید نہ ہو جاؤ۔ اَسْرَفُوْا۔ زیادتی کی ہے۔ اور بے اعتدالی

۵۶- اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ۝

۵۶- ایسا نہ ہو کہ کوئی شخص کہنے لگے کہ اے افسوس میری اس کوتاہی پر جو میں نے خدا کے حق میں کی، اور البتہ میں ٹھٹھا کرنے والوں میں ہی رہا ۝

۵۷- اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝

۵۷- یا کہنے لگے کہ اگر مجھے اللہ ہدایت کرتا، تو میں متقیوں میں ہوتا ۝

۵۸- اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

۵۸- یا جب عذاب کو دیکھے کہنے لگے کاش کہ میں پھر کسی طرح دُنیا میں جاؤں تو نیکوں میں ہو جاؤں ۝

۵۹- بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

۵۹- کیوں نہیں بلکہ تحقیق تیرے پاس میری آیتیں آئی تھیں تو اُنہیں تو نے جھٹلایا اور تکبر کیا اور تو کافروں میں تھا ۝

۶۰- وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ۭ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى

۶۰- اور تو قیامت کے دن اُنہیں دیکھے گا جو اللہ پر جھوٹ ف بولتے تھے کہ اُنکے منہ سیاہ ہوں گے۔ کیا دوزخ ف میں

جب تم پر اچانک اللہ کا عذاب آجائے۔ اُس وقت تمہیں افسوس ہو۔ اور تم کہو کہ ہم نے کیوں اللہ کے باب میں کوتاہی سے کام لیا۔ تمہیں اس وقت یہ خیال نہ آئے۔ کہ اگر اللہ دنیا میں ہمیں توفیق ہدایت سے بہرہ مند کرتا۔ تو ہم ضرور پرہیزگاری کی زندگی بسر کرتے۔ یا تم یوں کہنے لگو۔ کہ اگر اب کے مہلت ملے۔ تو تقاضا صالح بننے کی کوشش کریں۔ یاد رکھو بیداری وہ مفید ہے جو اس دنیا میں ہو۔ اور ایمان وہ سود مند ہے۔ جو موت سے پہلے ہو اور دیکھو تمہیں بچانے کیلئے ہم نے آیات اور معجزات کو پیش کیا ہے انبیاء اور رسولوں کو بھیجا ہے۔ مگر یہ تمہاری بدبختی اور محرومی ہے۔ کہ تم نے تسلیم نہیں کیا۔ اور کبر و غرور کا مظاہرہ کیا۔ اس لئے اب اس دنیائے مکافات میں کوئی ندامت تمہیں اللہ کی گرفت سے نہیں چھڑا سکے گی۔

افتراء علی اللہ کا انجام

ف اللہ کے متعلق جھوٹ بولنے کے معنے یہ ہیں۔ کہ وہ لوگ جو اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ جن سے اسکی ذات عظمت صفات انکار کرتی ہے۔ وہ گویا غلط باتوں کو غلط عقائد کو اسکی طرف سے پھیلاتے اور مشتہر کرتے ہیں۔ ان لوگوں کی کیفیت قیامت کے دن یہ ہوگی کہ ان کے چہرے بے نور ہوں گے۔ اور کفر و شرک کی ظلمت اور سیاہی نے ان کو بدزیب کر رکھا ہوگا۔ کیونکہ وہ دنیا میں اس نوع کے عقائد کی اس لئے اشاعت کرتے تھے۔ کہ عوام میں ان کی عزت افزائی ہو۔ اور معتقدین کے مقابلہ میں انکی زیادہ آؤ بھگت ہو۔ اب مکافات عمل کے قانون کے ماتحت ان کا یہ اعزاز جس کی خاطر سے یہ لوگ کفر و شرک کی تلقین کرتے کرتے تھے۔ تذلیل و تحقیر سے بدل دیا جائے گا۔ اور چہرہ کی آب و تاب جاتی رہے گی۔ سارا غرور اور تکبر خاک میں مل جائیگا۔ اور ان کو معلوم ہو جائیگا کہ دنیا کی وجاہت اور عزت محض بیکار ہے۔ اصل اعزاز یہ ہے کہ اللہ کے ہاں سرخروئی ہو۔ اور وہ ان کے ساتھ عزت و احترام کا سلوک روا رکھے۔

ف جہاں یہ بتایا ہے کہ یہ منکرین جہنم میں جائیں گے ۔۔۔ اور بے آبروئی کی زندگی بسر کریں گے۔

حل لغت

فَرَّطْتُّ۔ تقصیر و کوتاہی۔ تفریط سے ہے۔
السّٰخِرِیْنَ۔ سخریّۃ سے بمعنی استہزاء۔

لِلْمُتَكَبِّرِيْنَ ○

کافروں کا ٹھکانا نہیں ہے؟ ○

۶۱- وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○

۶۱- اور متقیوں کو انکی کامیابی کے ساتھ اللہ نجات دیگا۔ نہ تکلیف اُنکے پاس پہنچے گی اور نہ وہ غمگین ہونگے ○

۶۲- اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ○

۶۲- اللہ ہر شے کا خالق ہے اور وہ ہر شے پر نگہبان ہے ○

۶۳- لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○

۶۳- آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اُسی کے پاس ہیں۔ اور جو اللہ کی آیتوں کے منکر ہیں وہی زیانکار ہیں ○

۶۴- قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ○

۶۴- تو کہہ اے نادانو! کیا تم مجھے حکم دیتے ہو۔ کہ میں غیر خدا کو پوجوں؟ ○

۶۵- وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ

۶۵- اور بیشک تیری طرف اور مجھ سے اگلوں کی طرف یہ وحی نازل ہو چکی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا۔ تو

متقین اور پاکبازوں کے متعلق ارشاد فرمایا۔ کہ ان کو کامیابی کے ساتھ نجات سے نوازا جائے گا۔ اور انکی زندگی داخل عیش اور آسودگی کی زندگی ہوگی۔ انکو دل کوئی فکر دامن گیر نہ ہوگا۔ نہایت سکون و وقار کے ساتھ یہ لوگ اللہ کی عنایتوں سے مستفید ہوں گے۔ اور اپنی خوش بختی پر ناز کریں گے۔

مَیں کیوں بُت پرستی کروں؟

ول جب یہ بات ثابت اور متحقق ہے۔ کہ آسمانوں اور زمین کے اختیارات بس اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ اور وہی ساری کائنات کا رب ہے، تو پھر تم کیوں کہتے ہو۔ کہ میں اُسکو چھوڑ کر تمہارے بتوں کی پوجا کروں۔ کیا یہ جہالت نہیں ہے؟ اور اسکے مقام عظمت و رفعت سے ناواقفیت کی دلیل نہیں؟ تم مجھ سے کیوں توقع رکھتے ہو۔ کہ میں توحید کو چھوڑ کر شرک اور بُت پرستی کو قبول کروں گا۔ اور تمہارے بتوں سے اسی طرح جاہلانہ عقیدت رکھوں گا۔ جس طرح تم رکھتے ہو۔ بات یہ ہے۔ کہ جس طرح حضور ان لوگوں کو ایک خدا کے سامنے جھکنے کی دعوت دیتے اسی طرح یہ بھی کہتے۔ کہ باپ دادا کی روایات کو نہ چھوڑ۔۔ اور انہیں

عقائد پر جمے رہو۔ اس پر اس نوع کی آیات کا نزول ہوتا کہ میری جانب سے تمہیں قطعی مایوس ہو جانا چاہیے۔ یہ ناممکن ہے۔ کہ میں ایک غیر معقول عقیدہ کو قبول کروں۔ اور خدائے واحد کو چھوڑ دوں۔ مجھے تو یہ بتایا گیا ہے۔ کہ شرک تمام اعمال حسنہ کو ضائع کر دیتا ہے۔ اور اس سے بجز خسارے اور نقصان کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ میں مجبور ہوں۔ کہ صرف اسی کی عبادت کروں۔ اور اپنے کو اس کا شکرگزار بندہ ثابت کروں۔ کیونکہ شرک صرف گناہ اور معصیت ہی نہیں۔ جناب باری میں صدرجہ گستاخی کا اظہار کرنا بھی ہے۔ اور خود انسان تمام صلاحیتوں سے محروم ہو جاتا ہے۔ جو انسانی مجدو شرافت کا لازمی نتیجہ ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ انکی وجہ سے تمام اعمال مسموم اور مذہرا لود ہو جاتے ہیں۔ اور اللہ کے حضور میں ان کی کوئی قیمت باقی نہیں رہتی۔

حلِّ لغات

مَقَالِيْدُ۔ جمع مقلید۔ یعنی کنجیاں اور چابیاں۔

عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○

تیرے عمل ضرور اکارت جائیں گے اور تُو زیانکاروں میں ہوگا

٦٦- بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ○

٦٦- بلکہ اللہ ہی کی عبادت کر اور شکرگزاروں میں ہو ○

٦٧- وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○

٦٧- اور انہوں نے اللہ کی قدر نہ جانی جیسی اس کی قدر جاننی چاہیے تھی اور ساری زمین قیامت کے دن اس کی مُٹھی میں ہوگی اور سب آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہونگے وہ اُنکے شرک سے پاک اور بلند ہے ف۱ ○

٦٨- وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ۭ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ○

٦٨- اور صُور پھونکا جاوے گا ف۲ اور تمام زمین اور آسمان والوں کے ہوش اڑ جائیں گے مگر جس کو خدا چاہے پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا۔ تو وہ اُسی وقت کھڑے ہو جائیں گے۔ کہ دیکھ رہے ہوں گے ○

٦٩- وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ

٦٩- اور زمین اپنے رب کے نُور سے ف۳ چمک اُٹھے گی۔

ف۱ یعنی اللہ تعالٰے کی جلالت قدر کا تقاضا تو یہ تھا۔ کہ کسی شخصیت کو کو اس کا شریک و سہیم نہ ٹھہرایا جاتا۔ اور اس کے عتبہ جمال پہ جبہ سائی کی جاتی۔ مگر ان ناشناسان جمال حقیقت نے پتھروں کے حقیر مجسموں کو اپنی عقیدت وارادت کا مدار و محور قرار دے لیا۔ اور اس طرح اس کی توہین کے مرتکب ہوئے وہ تنہا تمام کائنات کا رب ہے۔ قیامت کے دن یہ وسیع و عریض زمین اور بلند و بالا آسمان اس کی مٹھی میں ہیں اور اُس کے ہاتھ میں ہوں گے۔ کیا تمہارے بتوں اور خداؤں میں یہ طاقت ہے۔ کہ وہ اُس دن اللہ کی گرفت اور پکڑ سے بچ سکیں۔

ف۲ اس آیت میں نفخہ اولی اور نفخہ ثانیہ کا ذکر ہے۔ کہ کیونکہ جب پہلی دفعہ نرسنگا پھونکا جائے گا۔ تو یہ سب لوگ اُٹھ کھڑے ہوں گے۔

ف۳ یعنی اس وقت جب سب حضرات اللہ کے حضور میں پیش ہوں گے۔ دنیا اس کے نُور سے چمک اُٹھے گی۔

حلِ لغات

قَبْضَتُهٗ اور بِيَمِيْنِهٖ کے الفاظ محض تمثیل کے لئے ہیں۔ ورنہ اس کی ذات اعضا و جوارح سے متصف نہیں۔ فَصَعِقَ سے مُراد موت کی بیہوشی ہے۔

الْكِتٰبُ وَجِاۡیْٓءَ بِالنَّبِیّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ۝

۷۰- وَوُفِّیَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُوْنَ ۝ ع

۷۱- وَسِیْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَاۤ اَلَمْ یَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ یَتْلُوْنَ عَلَیْكُمْ اٰیٰتِ رَبِّكُمْ وَیُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ یَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ ۝

اور اعمالنامے رکھے جائینگے[ف۱] انبیاء اور گواہ حاضر کئے جائینگے اور اُنکے درمیان انصاف سے فیصلہ ہوگا اور ان پر ظلم نہ ہوگا ○

۷۰- اور ہر نفس کو جو اس نے کیا ہے پُورا بدلہ ملے گا اور وہ خوب جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں ○

۷۱- اور کافر جہنم کی طرف گروہ[ف۲] گروہ کر کے ہانکے جائیں گے۔ یہاں تک کہ اس کے پاس آئیں گے تو اسکے دروازے کھولے جائیں گے، اور دوزخ کے داروغہ اُن سے کہیں گے کیا تمہارے پاس تمہارے ہی درمیان سے رسول نہ آئے تھے کہ وہ تمہارے ربّ کی آیتیں تم پر پڑھتے اور تمہارے اس دن کی ملاقات سے ڈراتے تھے[ف۳] بولینگے کیوں نہیں لیکن عذاب کا حکم کافروں پر ثابت ہوا ○

ف۱ قیامت کے دن صحائفِ اعمال کو پیش کیا جائیگا۔ اور ایک ایک سے اس کے اعمال کے متعلق پوچھا جائیگا۔ اور گواہ انکے اعمال کے موافق انکو جزا اور سزا دی جائیں گی۔ اور کسی شخص پر ذرہ برابر ظلم نہ ہوگا ۔

یہ آیت جہاں تک سیاق و سباق کا تعلق ہے یکسر عرصۂ محشر کی کیفیت و حساب سے تعلق رکھتی ہے۔ اس سے نبوت جدیدہ پر استدلال کرنا قرآن کے بیان سے اعراض کرنا ہے اور معاذ اللہ یہ کہنا ہے کہ قرآن کی دو آیتوں میں بھی باہمی ربط نہیں ہے ۔

علمِ الٰہی کی اکملیت

ف۲ منکرین حق و صداقت کو گروہ در گروہ جہنم کی طرف کشاں کشاں لیجایا جائیگا۔ اور جب وہ جہنم کے قریب پہنچ جائیں گے۔ تو اس کے دروازے انکے لئے کھل جائیں گے۔ محافظ پوچھیں گے۔ کہ کیا تمہارے پاس اللہ کے رسول نہیں آئے تھے۔ جو تمہیں اللہ کے احکام سناتے اور آج کے دن کی اہمیت سے آگاہ کرتے۔ وہ کہیں گے۔ کہ ہاں پیغمبر تو تشریف لائے تھے۔ بجز ہم نے محرومی و شقاوت کی وجہ سے انکو تسلیم نہ کیا اور کبر و غرور میں مبتلا ہو کر انکے پیغام کو ٹھکرایا۔ جہنم کے محافظ فرشتے ہمارا مکالمہ زجر و توبیخ کے انداز میں کرینگے۔ کہ ان لوگوں کو معلوم ہو کہ اللہ کے مرسلوں کی تکذیب کا انجام کتنا خوفناک ہو سکتا ہے۔ اور انکو معلوم ہو

کہ اللہ کے ہاں ہمارے مال و دولت کی قدر و قیمت نہیں ہے۔ وہاں ہمارے جاہ و منصب کی کوئی رعایت نہیں کی جاتی۔ بلکہ اس دربار عزت و جلال میں ان لوگوں کی بات سُنی جاتی ہے۔ جنکو ہم دنیا میں ہدفِ استہزا بناتے تھے۔ اس حریم قدس و عظمت میں انکی پذیرائی ہے۔ جو دنیا میں ایمان و عمل کے زیور سے آراستہ تھے۔ اور اس ایوان حشمت و شکوہ میں صرف وہ لوگ جگہ پاتے ہیں جنکو یہ فخر حاصل ہے۔ کہ انہوں نے اپنے انبیاء سے اخلاص و عقیدت کیا ہے۔ اور انکی پیروی اور اطاعت کو باعثِ نجات سمجھا ہے ۔

ف۳ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ سے مراد یہ ہے۔ کہ ان لوگوں کے متعلق ازل میں فیصلہ یہ تھا۔ کہ یہ لوگ اپنے اختیار سے خواہشات نفس کو ترجیح دیں گے۔ اور عقبیٰ کا خیال نہیں رکھیں گے۔ یہ گمراہ ہوں گے اور اپنے لئے عذاب کو پسند کریں گے۔ اس لئے لازمی اور حتمی تھا۔ کہ یہ اپنے اعمال سے اللہ کے اس قول علم کی تصدیق کریں۔ اور واقعہ میں ثابت کر دیں۔ کہ حکمتِ الٰہیہ میں جو کچھ لکھا جا چکا تھا۔ وہ حرف بحرف صحیح ہے۔ اس انداز بیان سے غلط فہمی نہ ہو۔ کہ اللہ کا فیصلہ ہمارے اعمال پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اور وہ ہمیں مجبور کرتا ہے۔ کہ ہم عملاً اسکی تصدیق کریں۔ بلکہ ہوتا یہ ہے۔ کہ جو کچھ ہمیں اپنے اختیار سے انسان کرتا ہے۔ بلا کسی قوت آسمانی کے تعرض کے وہ اللہ پہلے سے جانتا ہے اور یہی

۷۲- قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ○

۷۲۔ کہا جائیگا دوزخ کے دروازوں میں داخل ہوجاؤ۔ ہمیشہ وہاں رہو۔ غرض متکبروں کا ٹھکانا بُرا ہے ○

۷۳- وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ○

۷۳۔ اور جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہے تھے وہ گروہ گروہ کرکے جنّت کی طرف لے جائیں گے یہانتک کہ جب وہ اسکے پاس آئیں گے دروازے کھولے جائیں گے۔ اور اسکے داروغہ اُن سے کہیں گے سلامٌ علیکم۔ تم خوشحال ہو سو ہمیشہ رہنے کو اس میں داخل ہو ○

۷۴- وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاۗءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ○

۷۴۔ اور وہ کہیں گے سب تعریف واسطے اللہ کے ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچ کیا اور ہمیں اس زمین کا وارث کیا۔ جہاں ہم چاہیں جنّت میں رہیں۔ سو کیا خوب بدلا ہے عمل کرنے والوں کا ○

۷۵- وَتَرَى الْمَلٰۗىِٕكَةَ حَاۗفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ

۷۵۔ اور تو دیکھے گا۔ کہ عرش کے گرد فرشتے حلقہ باندھے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۱۵

بلکہ یہ ایک علم کی اکملیت کا تقاضا ہے۔ کہ ہم ٹھیک اسی طرح کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ جس طرح کہ لوح محفوظ میں ہمارے لئے مقدر ومرتسم ہے۔ یہ ایک باریک فرق ہے۔ جس کو نظر انداز کر دینے سے اکثر غلط فہمی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور سمجھا جاتا ہے۔ کہ شاید علم الٰہی ہمارے اعمال کا ذمہ دار ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں۔ ہم اپنے اعمال کے خود ذمہ دار ہیں۔ البتہ علم الٰہی میں ہمارے اعمال کی تمام تفصیلات پہلے سے موجود ہیں ؏

(حاشیہ صفحہ ھذا)

لہ جہاں منکرین کا استقبال زجر و توبیخ کے الفاظ سے ہوگا۔ وہاں پاکبازوں کو عزت واحترام کے ساتھ جنّت کے دروازوں تک لایا جائے گا۔ جب یہ دروازے ان کے خیر مقدم میں کھلیں گے۔ تو فرشتے مسرت اور خوشی کا اظہار کرینگے۔ اور کہیں گے کہ اللہ کی تم پر سلامتی ہو۔ خوشحال اور فارغ البالی سے جنّت میں رہو۔ ادھر یہ اللہ کی حمد و ستائش میں مصروف ہو جائیں گے۔ اور اس کا شکر ادا کریں گے۔ کہ اس نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ اور جنّت میں اُن کے لئے ہر قسم کی آسودگی مہیا کی۔ انہیں آزادی بخشی۔ کہ جہاں چاہیں۔ اپنے لئے مقام تجویز کرلیں ؏

حل لغات:۔ زُمَرًا۔ جمع زمرہ آدمیوں کے متفرق گروہ۔ گروہ درگروہ ؏ خَزَنَتُهَا۔ محافظ ؏ حَآفِّيْنَ۔ گھیرا ڈالے ہونگے۔ حفّ

لہ تم پر سلامتی ہو ؏

يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيلَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ع

کھڑے ہیں اپنے رب کی حمد کے ساتھ اسکی پاکی بیان کرتے ہیں اور ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائیگا اور کہا کہ سب تعریف اللہ کو ہے جو سارے جہان کا ہے۔

سُورَةُ الْمُؤْمِنِ مَكِّيَّةٌ

آیاتہا (٨٥) ۔ رکوعاتہا (٩)

(٤٠) سورۂ مومن

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

١- حم ۝

١- حم ۝

٢- تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۝

٢- اس کتاب کا اتارنا اللہ کی طرف سے ہے جو زبردست جاننے والا ہے۔

٣- غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ إِلَيْهِ الْمَصِيرُ ۝

٣- گناہ بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا۔ سخت عذاب دینے والا، صاحب انعام ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کیطرف لوٹ کر جانا ہے ۝

٤- مَا يُجَادِلُ فِي آيَاتِ اللَّهِ إِلَّا الَّذِينَ

٤- اللہ کی آیتوں میں سوائے کافروں کے اور کوئی

سورۂ مومن

(ف) کتاب اللہ کے تعارف سے سورہ کا آغاز فرمایا ہے۔ کہ یہ صحیفہ رشد وہدایت اس اللہ کی جانب سے ہے۔ جو صاحب عزت وعلم ہے۔ گناہوں پر نگاہ کرم رکھتا ہے۔ توبہ کو قبول کرتا ہے اور سرکشوں کے حق میں سخت سزا دینے والا ہے۔ اور قدرت واقتدار کا مالک ہے۔ یعنی اس کتاب میں یہ خوبی ہے۔ کہ اپنے ماننے والے کو عزت وغلبہ بخشتی ہے۔ اس میں اللہ کے بے پایاں علم کا مظاہرہ ہے۔ گناہوں سے تھکے ہارے لوگوں کے لئے اس میں تسکین ہے۔ وہ آئیں اور اس کی اطاعت کا عہد کریں۔ تمام گناہ ان کے بخش دیئے جائینگے۔ اس میں ان لوگوں کے لئے بھی سامان طمانیت ہے۔ جو مسلمان ہیں اور بتقاضائے بشریت ان سے معصیت کا صدور ہو جاتا ہے۔ وہ اگر صدق دل سے توبہ کریں۔ تو اللہ اس کو قبول فرمالیتا ہے۔ اس کتاب میں یہ خصوصیت بھی ہے۔ کہ اس کا انکار رب شدید العقاب کا انکار ہے۔ اور اس کی غیرت کو آزمانا ہے۔ جسکے متعلق طے ہے۔ کہ وہ اس درجہ صاحب قوت واقتدار ہے۔ کہ کوئی قوت اس کے فیصلوں کی تکمیل میں حائل نہیں ہو سکتی۔ اس کے بعد اصل تعلیم کو پیش فرمایا ہے۔ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور ساری کائنات انسانی کو بالآخر اسی کے حضور میں پیش ہونا ہے ۔

اس انداز بیان میں کہ خدا غافر الذنب اور قابل التوب ہے۔ کس درجہ محبت اور شفقت کا اظہار ہے۔ اور کس درجہ گنہگاروں کی دلدہی اور خاطرداری ہے۔ کہ وہ کسی حالت میں بھی مایوس نہ ہوں۔ وہ چاہے گناہوں سے سر سے پاؤں تک آلودہ ہوں جب بھی خلوص کے ساتھ اللہ کے سامنے آئیں گے۔ تو اسکو نہایت مہربان اور شفیق پائیں گے۔ پھر اسکے بعد شدید العقاب کہہ کر یہ کہا ہے۔ کہ کہیں لوگ اسکی بخشش ہی پر بھروسہ نہ رکھیں۔ اور یہ نہ سمجھ لیں۔ کہ وہ تو عفو وحلم کا پیکر ہے ہمیں معاف ہی کریگا۔ بتایا ہے۔ کہ بیشک اسکے عفو وکرم کی امید رکھو۔ وہاں اس بات سے بھی ڈرو۔ کہ وہ جب سزا دیتا ہے تو شدید سزا دیتا ہے۔ ایمان کو گویا اس طرح امید وخوف کے بین بین رکھا ہے۔ تاکہ اس میں توازن قائم رہے ۔

حل لغات

الطَّوْلِ ۔ قوت اور قدرت ۔

كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ○

نہیں جھگڑتا۔ سو ان کا شہروں میں چلنا پھرنا تجھے فریب نہ دے ○

۵- كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَعْدِهِمْ وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍۢ بِرَسُوْلِهِمْ لِيَاْخُذُوْهُ وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ○

۵- اُن سے پہلے قوم نوح نے اور اُن کے بعد اور گروہوں نے جھٹلایا اور ہر اُمت نے اپنے رسول کو پکڑنے کا ارادہ کیا اور باطل بات سے جھگڑتے رہے تاکہ اس سے حق بات کو ڈگا دیں، پھر میں نے انہیں پکڑا تو میرا عذاب کیسا تھا ○

۶- وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ○

۶- اور اسی طرح تیرے رب کی بات کافروں پر پوری ہو چکی، کہ وہ دوزخی ہیں ○

فرمایا۔ کہ ان لوگوں کی تکذیب محض کفر و عناد پر مبنی ہے۔ اور یہ اگر آسودگی اور آسائش سے شہروں اور ملکوں میں گھومتے پھرتے ہیں۔ تو آپ یہ نہ سمجھ لیں۔ کہ یہ لوگ اللہ کی گرفت سے بچ گئے ہیں۔ ان سے پہلے بھی قوموں نے تکذیب کی ہے۔ اور اپنے انبیاء کی مخالفت کی ہے۔ اور ان کے خلاف سازشیں کی ہیں۔ تاکہ حق کی آواز کو دبا لیں۔ مگر ہمارے عذاب نے انہیں ہمیشہ اپنے ارادوں میں ناکام رکھا۔ اسی طرح ان کے لئے بھی مقدر ہے۔ کہ اللہ کے عذاب کو چکھیں۔ اور جہنم میں اپنا ٹھکانا بنائیں۔ عارضی طور پر ہم نے ان کو چلنے پھرنے کی مہلت دے رکھی ہے۔ اس سے آپ اشتباہ میں نہ پڑیں۔ آپ یقین رکھیں۔ کہ ان لوگوں کو اپنے ارادوں میں کامیاب نہیں ہونے دیا جائے گا۔ اور اللہ کا دین پھیلے گا۔

حل لغات

تَقَلُّبُهُمْ۔ چلنا پھرنا۔

وَهَمَّتْ۔ بری نیت سے قصد کیا۔

لِيُدْحِضُوْا۔ دحض سے ہے۔ جس کے معنے باطل کرنے اور ضائع کرنے کے ہیں یہاں دحض سے مراد وہ دلیل ہے۔ جو مخالف کے زور استدلال کو توڑ دے۔

٧- اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝

٧- وہ فرشتے جو عرش کو اُٹھائے ہوئے ہیں، اور وہ جو عرش کے گرد ہیں اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اُس کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ اور اس پر ایمان لاتے اور ایمانداروں کے گناہ بخشواتے ہیں (یہ دعا مانگتے ہیں کہ) اے ہمارے رب رحمت اور علم کے لحاظ سے تو ہر شے پر حاوی ہے سو جنہوں نے توبہ کی اور تیری راہ کے تابع ہوئے انہیں بخش دے اور انہیں عذاب دوزخ سے بچا ۝

٨- رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

٨- اور اے ہمارے رب انکو ہمیشہ رہنے کے باغوں میں داخل کر جن کا تُو نے اُن سے وعدہ کیا ہے اور انکے باپوں اور بیویوں اور اولاد میں سے جو نیک ہوں انکو بھی داخل کر، بیشک تو ہی زبردست حکمت والا ہے ۝

٩- وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ۭ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ

٩- اور انہیں بدیوں سے بچا اور جسے تُو نے اس دن بدیوں

فرشتے مسلمانوں کے لئے بخشش طلب کرتے ہیں

ایک طرف دنیا کے بے بصیرت لوگ حضورؐ کی مخالفت کر رہے تھے۔ اور آپکو اور آپکی جماعت کو حقارت و ذلّت کی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ دوسری طرف اللہ کو یہ منظور تھا۔ کہ آسمانوں میں اللہ کی بہترین مخلوق حمد و ستائش کے ترانوں اور نغموں کے ساتھ مسلمانوں کے لئے بخشش اور مغفرت طلب کریں۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ وہ ملائکہ جو عرش عظیم کو اپنے کندھوں پر اٹھائے ہوئے ہیں۔ ہر آن تسبیح و تحمید میں مصروف ہیں۔ وہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لئے خلوص قلب کے ساتھ بخشش طلب کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ اے ہمارے پروردگار تیری رحمت اور تیرا علم ہر چیز پر شامل ہے۔ تو ان لوگوں کو جو تائب ہو چکے ہیں اور جنہوں نے تیرے دین کی پیروی اختیار کی ہے بخش دے۔ اور ان کو دوزخ کے عذاب سے بچالے۔ اور اے ہمارے پروردگار، ان کو حسب وعدہ جنّت میں جگہ دے۔ اور ان کے ماں باپ اور بیبیوں اور اولاد میں جو لائق ہوں۔ انکو بھی ان جنتوں

میں شریک کرے۔ تو زبردست حکمت والا ہے۔ اور ان کو ہر طرح دُکھ اور تکلیف سے بچا۔ یقیناً تیری رحمت ہوگی اور ان کے لئے بڑی کامیابی ۔

اس ضمن میں دو چیزیں قابل غور ہیں۔ ایک تو یہ کہ عرش عظیم کو اُٹھانے کے معنے کیا ہیں۔ کیا یہ عرش اللہ کی قرارگاہ نہیں ہے؟ اور کیا اس کو اٹھانے کے معنے یہ نہیں ہیں۔ کہ اُس دن فرشتے خدا کو اپنے کندھوں پر اُٹھالیں گے؟ ان شکوک کا جواب یہ ہے۔ کہ سب سے پہلے اس چیز پر غور کرنا چاہیئے۔ کہ اللہ کے متعلق قرآن نے کس تخیل کو پیش کیا ہے؟ اور اسکے بعد یہ چیز سوچنے کی ہے۔ کہ عرش کے ساتھ اللہ کی وابستگی کس نوع کی ہے؟ اس کے بعد غالباً اس قسم کے شکوک پیدا نہیں ہو سکتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ تخیل اور وابستگی اسی طرح کی ہو۔ جس طرح کہ ذہن میں متبادر ہوتی ہے ۔ (باقی صفحہ ۱۱۲۰ پر)

حلِ لغات

اَلسَّيِّاٰتُ ۔ یعنی تکلیفات ۔

يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ؕ وَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ ؏

۱۰- اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ ۝

۱۱- قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَ اَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝

۱۲- ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗۤ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَ اِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ

بچا یا۔ بے شک اس پر تو نے رحم کیا اور یہ بات جو ہے یہی بڑی مُراد پانی ہے ۝

۱۰- بےشک جو لوگ منکر ہیں انکو پکار کر کہا جائیگا۔ کہ جس قدر تم اپنی جانوں سے بیزار ہو اس سے زیادہ خدا تم سے بیزار ہوتا تھا جبکہ تم ایمان کی طرف بلائے جاتے تھے پھر تم منکر ہوتے ۝

۱۱- کہیں گے اے ہمارے رب تُو ہمیں دو بار مار چکا اور دو بار ہمیں جلا چکا پس ہم نے اپنے گناہوں کا اقرار کیا۔ پس کیا اب نکلنے کی بھی کوئی راہ ہے؟ ۝

۱۲- یہ اس لئے ہے کہ جب اللہ اکیلا پکارا جاتا تھا تو تم منکر ہوتے تھے اور جو اس کے ساتھ شرک

اور اگر قرآن صاف صاف کئی بار یہ اعلان کر دے کہ خدا ہر چیز کا خالق ہے۔ لیس کمثلہ شئی کا مصداق ہے ــ جسمانیات سے معرّا اور پاک ہے۔ مقام اور مکان کا محتاج نہیں، اور عرش سے تعلق محض تجلیات کا ہے۔ کہ وہ اس کو بطور تجلی گاہ کے استعمال کرتا ہے۔ تو پھر سرے سے کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ دوسری بات یہ ہے۔ کہ جب فرشتے اللہ کی تجلیات کو براہ راست اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہونگے۔ اور اس کے عرش تجلیات کو اپنے کندھوں پر اٹھائے ہونگے تو پھر وہاں اس چیز کے ذکر کی کیا حاجت تھی۔ کہ وہ اس پر ایمان رکھیں گے۔ کیونکہ ایمان کا تحقق تو وہاں ہوتا ہے۔ جہاں مشاہدہ نہ ہو بلکہ نظر و استدلال ہو اور یہاں خدا کی تجلیات کا مشاہدہ ہے جواب یہ ہے۔ کہ اللہ کی عظمت اور جلالت قدر کا تقاضا یہ ہے کہ باوجود انتہائی قرب کے بھی وہاں بے شمار ایسے حجابات نور ہوں۔ جو اس کی ذات اور تجلیات

کے مشاہدہ کرنے والوں کے درمیان حائل ہوں۔ اور وہاں عین اللہ کی حضوری میں بھی انسان مشاہدہ ذات پر قادر نہ ہو سکے۔ بلکہ بصیرت ہی راہ نمائی کرے۔ اور ایمان ہی تسکین بخشے۔ ہاں یہ درست ہے۔ کہ یہ ایمان قوت و استحکام میں اُس ایمان سے بدرجہا مختلف ہے۔ جو نظر و استدلال سے پیدا ہوتا ہے۔

حلِ لُغات

لَمَقْتُ اللّٰهِ ۔ یعنی اللہ کا غصہ اور ناراضی۔

اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ ۔ دو بار مارنے کے یہ معنی ہیں۔ کہ جب تم عدم میں تھے۔ جب بھی مُردہ تھے۔ پھر جب موت نے زندگی کے شیرازہ کو منتشر کر دیا۔ اُسوقت بھی مُردہ تھے۔

تُؤْمِنُوا ۚ فَالْحُكْمُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ ۝

کیا جاتا تھا تو مان لیتے تھے سو اب اللہ بلند بڑے کا ہی حکم ہے ۝

۱۳- هُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ آيَاتِهِ وَيُنَزِّلُ لَكُم مِّنَ السَّمَاءِ رِزْقًا ۚ وَمَا يَتَذَكَّرُ إِلَّا مَن يُنِيبُ ۝

۱۳- وہی ہے جو تمہیں اپنی نشانیاں دکھلاتا اور تمہارے لئے آسمان سے روزی اُتارتا ہے اور سوچتا وہی ہے جو رجوع رہتا ہے ۝

۱۴- فَادْعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۝

۱۴- پس اللہ کو اس طرح پکارو کہ نری اس کی عبادت ہو اگرچہ کافر بُرا مانیں ۝

۱۵- رَفِيعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ لِيُنذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ۝

۱۵- بلند درجوں والا عرش کا مالک اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے وحی نازل کرتا ہے تاکہ وہ ملاقات کے دن سے ڈرائے ۝

۱۶- يَوْمَ هُم بَارِزُونَ ۖ لَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۚ لِّمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ لِلَّهِ

۱۶- جس دن کہ وہ نکل کھڑے ہونگے اللہ پر ان کی کوئی شے پوشیدہ نہ رہیگی اس دن کس کی بادشاہت ہوگی؟

دعوت توحید

ف قرآن حکیم بطور طلب۔۔ کرکے جس مقصد کا ذکر کرتا ہے۔ وہ چاہتا ہے۔ کہ تمام عالم انسانی احساس ہو کہ اس اصول سے پوری واقفیت پیدا کر کے اور اسے طے کرے۔ کہ زندگی کی تمام تگ و دو میں اس اصول کو ملحوظ رکھا جائیگا کہ ہم ساری کائنات سے افضل ہیں۔ اور رب اکبر ہی ہمارا خدا ہے۔ اسی کی بادشاہت ہے اور وہی بالا اور برتر ذات ہے۔ اس عقیدہ کا یقیناً یہ نتیجہ ہوگا۔ کہ نفس میں وہ تمام خودداری اور رفعت کے جذبات پیدا ہو جائیں گے جن پر منضبط اور صالح زندگی کا انحصار ہے۔ تو تمام ... مٹ جائیں گے۔ اور ہر شخص اپنے میں ایک روحانی قوت اور طاقت محسوس کریگا۔ ایک نوع کی بالیدگی اور ارتقا پائیگا۔ اور ہیئت اجتماعیہ کی شکل اس انداز میں ہوگی۔ کہ ہر شخص مساوات اور محبت کے حقوق سے یکساں بہرہ مند ہوگا۔ جب ہر شخص اس عقیدہ کے سمجھیگا۔ کہ ہم سب ایک ہی خالق اور آقا کے بندے ہیں۔ وہ وہ آقا بلا تفریق سب کا بڑا و بزرگ ہے۔ تو دنیا میں فضیلت جنسی کا امتیاز اُٹھ جائیگا۔ کالے اور گورے میں کوئی فرق نہیں رہیگا۔ مشرق اور مغرب کے بیٹے برابر ہو جائیں گے۔ اور اس طرح نوع انسانی بہت بڑی سعادت کو حاصل کریگی۔ قرآن حکیم بار بار اس دستور کو پیش فرماتا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ غور تو کرو۔ کیا وہ تمہیں اپنی نشانیاں نہیں دکھاتا ہے۔ اور کیا اسی کے ہاتھ میں تمہاری ضروریات کی تکمیل نہیں ہے؟ وہی تمہیں رزق بہم پہنچاتا ہے۔ اور وہی تمہاری روزی کا سامان مہیا کرتا ہے۔ مگر اس سادہ حقیقت کو بھی سمجھنے کے لئے جذبہ رجوع الی اللہ کی ضرورت ہے۔ اگر طبیعت میں صلاحیت ہو، انابت ہو۔ اور حق کی طرف میلان ہو۔ تو پھر انسان کا اس حقیقت پر ایمان ہوگا۔ کہ سمجھے گا۔ کہ خدائے آسمان و زمین ہماری ضروریات کا متکفل ہے۔ ورنہ ہدایت کا حصول سخت مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ میری عبادت خلوص اور دیانت سے کرو۔ (بقایا صفحہ ۱۱۲۲ پر)

حل لغات

رَفِيعُ الدَّرَجَاتِ۔ کے معنے جہاں خود بلند مرتبت ہو سکتے ہیں۔ وہاں یہ بھی ہو سکتے ہیں۔ کہ وہ اللہ اپنے بندوں کے مدارج روحانی میں اضافہ کرتا رہتا ہے۔ وہ ان کے مرتبوں کو بڑھاتا رہتا ہے۔

الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝

۱۶- الشکی جو اکیلا ہے دباؤ والا ۝

۱۷- الْيَوْمَ تُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ۚ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝

۱۷- آج ہر شخص اپنی کمائی کا بدلہ پائیگا آج ظلم نہیں بےشک اللہ جلد حساب لینے والا ہے ۝

۱۸- وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْآزِفَةِ إِذِ الْقُلُوبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كَاظِمِينَ ۚ مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ وَلَا شَفِيعٍ يُطَاعُ ۝

۱۸- اور انہیں نزدیک آنے والے دن سے ڈرا جس وقت دل غم میں بھرے ہوئے گلوں کو آپہنچیں گے۔ ظالموں کا نہ کوئی حمایتی ہوگا نہ شفیق کہ جسکی مانی جائے ۝

۱۹- يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ ۝

۱۹- اللہ آنکھوں کی چوری کو جانتا ہے۔ اور اس کو بھی جو دلوں میں چھپا ہے ۝

۲۰- وَاللَّهُ يَقْضِي بِالْحَقِّ ۖ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِهِ لَا يَقْضُونَ بِشَيْءٍ ۗ إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۝

۲۰- اور اللہ انصاف سے فیصلہ کرتا ہے اور جنہیں اس کے سوا پکارتے ہیں وہ کچھ بھی فیصلہ نہیں کرتے بےشک اللہ تعالیٰ سننے والا اور دیکھنے والا ہے ۝

۲۱- أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ

۲۱- کیا اور انہوں نے ملک میں سیر نہیں کی کہ دیکھتے کہ ان

حاشیہ صفحہ ۱۱۷۱

اور اس استحکام و عزیمت کے ساتھ کہ منکرین کی مخالفت سے تمہارے عقیدوں میں تزلزل پیدا نہ ہو سکے۔

فلا یعنی وہ بلند مرتبت ذات جو عرش جلال و جبروت پر قرار پذیر ہے۔ وہ کائنات کی مصالح کو خوب سمجھتی ہے۔ اور وہ اس بات میں تمہارے مقاصد کی پرواہ نہیں کرتی۔ یہ کوئی ضروری نہیں۔ کہ تمہارے نزدیک جو نبوت کا مستحق ہو۔ وہ پیغمبر قرار پائے۔ اور جس کو تم دیکھو کہ دنیوی اعزاز سے محروم ہے اللہ بھی اسکو عہدہ رسالت سے سرفراز نہ کرے۔ وہ اپنے معاملات میں خودمختار ہے۔ اور اس کے ہاں فضیلت و شرف کا معیار وہ نہیں ہے۔ جو تمہارے ہاں ہے۔ وہ جس شخص کو اہل دیکھتا

ہے۔ اسکو نوازتا ہے۔ اور امین بنکر وحی فرماتا ہے۔ وحی اور شریعت کو روح سے تعبیر کرنے کے معنی یہ ہیں کہ جس طرح روح سے انسانی جسم میں تازگی اور نزہت پیدا ہوتی ہے۔ اور انسانی زندگی کے لئے روح کی احتیاج ہے۔ اسی طرح شریعت اور مذہب جسم انسانی کی جان ہے۔ اور روح حیات ہے۔

بتوں کو کیوں پوجتے ہو؟

قرآن حکیم بار بار شرک کی تردید کرتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ تمہارے بتوں کو اور معبودان باطل کو کائنات کے کاروبار میں کوئی دخل نہیں اور یہ مشرکانہ تصورات قیامت کے دن تمہیں اللہ کی گرفت سے نہیں چھڑا سکیں گے۔

حل لغات۔ یوم التلاق۔ قیامت کے دن جب روحیں ایک جگہ جمع ہونگی۔ اور باری تعالےٰ کے حضور میں پیش ہونگی۔ یوم الآزفۃ۔ وہ دن جو اپنی قطعیت کے اعتبار سے بالکل قریب الوقوع ہو

وقیل القلوب لدی الحناجر۔ ہانپے مقصد یہ ہے۔ کہ دہشت کی انتہائی اضطراب و بیچینی کا احساس کر کے [illegible] کے ہاتھ سے [illegible] گے۔

عَاقِبَةُ الَّذِينَ كَانُوا مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَانُوا هُمْ أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ وَمَا كَانَ لَهُم مِّنَ اللَّهِ مِن وَاقٍ ۝

لوگوں کا کیا انجام ہوا جو ان سے پہلے تھے؟ وہ ان سے زور میں بھی بڑھے ہوئے تھے جو زمین میں چھوڑ گئے سو اللہ نے انہیں انکے گناہوں پر پکڑا۔ اور انکے لئے اللہ سے کوئی بچانے والا نہ تھا ۝

۲۲- ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانَت تَّأْتِيهِمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَكَفَرُوا فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ ۚ إِنَّهُ قَوِيٌّ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝

۲۲- یہ اسلئے ہوا کہ ان کے پاس انکے رسول معجزے لیکر آتے رہے اور انہوں نے نہ مانا۔ پھر خدا نے انہیں پکڑا بیشک وہ زور آور سخت عذاب دینے والا ہے ۝

۲۳- وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا وَسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ۝

۲۳- اور ہم نے موسیٰ اپنی نشانیاں اور کھلی سند دے کر بھیجا ۝

۲۴- إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَقَارُونَ فَقَالُوا سَاحِرٌ كَذَّابٌ ۝

۲۴- فرعون اور ہامان اور قارون کی طرف سو وہ بولے کہ یہ جادوگر ہے جھوٹا ۝

ف قابل غور چیز ہے۔ کہ کیونکر انسان ان پتھروں اور زید و عمرو کے لاشوں کو خدا سمجھ لیتا ہے۔ اور کس طرح ان کی عبادت میں اسکو روحانی تسکین حاصل ہوتی ہے۔ حالانکہ نہ یہ اسکی باتوں کو سن سکیں اور نہ انکے تقاضائے عقیدت سے واقفیت حاصل کر سکیں جو خدا ہماری آواز کو نہیں سنتا۔ اور ہمارے دلی جذبات کو نہیں جانتا۔ وہ کیونکر خدا ہو سکتا ہے؟ ہم تو فطرتاً ایسا خدا چاہتے ہیں۔ جو غموں اور مصیبتوں میں نعرۂ نالہ و فریاد اور شیون و بکا کے ہماری دستگیری کرے اور ہمیں روحانی تسکین عطا کرے۔ جو براہ راست ہمارے کلیجے کے داغہائے الم کو دیکھتا ہو۔ اور ہماری پُردرد آواز کو سنتا ہو۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ یہ لوگ کیوں بتوں پر مطمئن ہو جاتے ہیں۔ اور کیوں یہ توقع کر لیتے ہیں۔ کہ یہ پتھر پسیجیں گے۔ اور اپنی غیر معمولی قدرت سے انکی مشکلات کو دور کریں گے۔ حالانکہ وہ پتھر ہیں۔ بے جان ہیں اور بے حس ہیں ❖

زمین میں چل پھر کر دیکھو

ف خدا کی سنت اقوام و ملل کے متعلق یہ رہی ہے۔ کہ جب انکے پاس انکے رسول دلائل و شواہد لے کر آئے ہیں۔ اور انہوں نے انہیں جھٹلایا ہے۔ تو انکی غیرت جوش میں آئی ہے۔ اور انکو ہلاک کیا گیا ہے۔ اور پھر کسی قسم کی رعایت کو ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ اسلئے قریش مکہ کو جتلایا ہے۔ کہ تم قوت اور دولت پر ناز نہ کرو تم سے پہلے بھی ایسی قومیں روئے زمین پر آباد ہو چکی ہیں۔ اور وہ تم سے قوت اور اقتدار میں کہیں زیادہ تھیں۔ مگر جب انہوں نے نافرمانی کی اور اللہ کے حکموں کو ٹھکرایا۔ تو پھر انکو اس طرح فنا کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ کہ آج صرف عبرت و تذکیر کے لئے۔ چند کھنڈرات باقی ہیں۔ جو انکے تکبر و غرور پر نوحہ کناں ہیں۔ اور وہ شاندار شخصیتیں جنکو شبہ تھا۔ کہ زمانہ ان کو کبھی فراموش نہیں کریگا۔ قطعاً موجود نہیں ہیں۔ اور حرف غلط کی طرح انکا نام و نشان تک مٹ گیا ہے۔ کیا انکے بعد بھی تمہارا گمان ہے۔ کہ باوجود حق و صداقت کی مخالفت کے تم زندہ باقی رکھے جاؤ گے۔ اور خدا تمہاری قوت اور طاقت سے ڈر جائیگا۔ اور تم سے کوئی تعرض نہیں کریگا۔ تم زمین میں چلو پھرو۔ اور تاریخ اقوام کے ورق الٹ کر دیکھو۔ اگر وہ اللہ کی گرفت سے نہ بچ سکے ہیں۔ تو تمہارے لئے بھی نکلنے کے امکانات نہیں۔ ورنہ تم کیونکر بچ سکو گے ❖

حل لغات: - آثاراً۔ جمع اثر۔ یعنی اپنی عظمت و رفعت کے مادی نشانات۔ واقی۔ بچانیوالا۔ قوی۔ صاحب قوت و اقتدار ❖

وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ○

۲۹- يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۫ فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا ؕ قَالَ فِرْعَوْنُ مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ ○

۳۰- وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ ○

جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور حالانکہ بلاشبہ وہ رب کی طرف سے تمہارے پاس کھلی نشانیاں لے کر آیا ہے۔ اور اگر یہ جھوٹا ہے تو اس کا جھوٹ اس پر پڑا ہے اور جو وہ سچا ہے تو کوئی وعدہ جو تم کو دیتا ہے ضرور وہ تم پر آپڑیگا بیشک اللہ کسی ایسے شخص کو ہدایت نہیں کرتا جو حد سے نکلنے والا جھوٹا ہو ○

۲۹- اے میری قوم آج تمہاری سلطنت ہے کہ ملک میں غالب رہے ہو سو اللہ کے عذاب سے کون ہماری مدد کریگا اگر ہم پر آگیا فرعون نے کہا کہ میں تم کو وہی دکھاتا ہوں جو میں دیکھتا ہوں۔ اور تمہیں وہی راہ بتاتا ہوں جس میں بھلائی ہے ○

۳۰- اور اس نے جو ایمان لایا کہا کہ اے میری قوم میں تمہاری نسبت ڈرتا ہوں کہ تم پر گذشتہ گروہوں کا سا دن نہ آجائے ○

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۲۴: ایمان میں یہ عجیب قوت ہے۔ کہ یہ جن دلوں کو حلول اور پذیرائی کے لئے منتخب کر لیتا ہے۔ اور اس حق کا انتخاب بھی اس طرح کا ہوتا ہے کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔ ایک طرف یہ کیفیت ہے کہ فرعون اور اس کی قوم موسیٰ کی دعوت آزادی کی وجہ سے انگاروں پر لوٹ رہے ہیں۔ یا کرامات ایمان کا یہ عالم ہے کہ فرعون ہی کے کنبہ والوں میں سے ایک شخص حضرت موسیٰ کی دعوت کو قبول کر لیتا ہے۔ اور صاف طور پر اپنی قوم سے کہتا ہے کہ کیا تم ایک شخص کو محض اس خیال سے مارتے ہو۔ کہ وہ اللہ کی ربوبیت کا قائل ہے ؎ (حاشیہ صفحہ ہذا)

ف حالانکہ وہ بے شمار دلائل بھی اپنی صداقت کے ثبوت میں پیش کرچکا ہے۔ اس لئے بہتر رائے یہ ہے۔ کہ تم اسے کچھ نہ کہو۔ اگر یہ جھوٹا ہے۔ تو اپنی سزا خود بھگت لیگا۔ اور اگر صداقت شعار ہے تو پھر وہ عذاب ضرور آئیگا۔ جس کا وہ تم سے وعدہ کر رہا ہے اور یاد رکھو۔ کہ آج بیشک ارض مصر میں تمہاری بادشاہی ہے مگر جب اللہ کے غضب اور غصہ میں تحریک ہوئی۔ تو کون ہماری مدد کریگا ؎

مردِ مومن کی وسعت نظری

مرد مومن نے قوم کو ارادہ قتل سے باز رکھنے کی کوشش کی۔ بہت عقل مند اور صاحب بصیرت آدمی معلوم ہوتا ہے اور اس کی گفتگو سے یہ بھی ٹپکتا ہے کہ اسے اقوام و ملل کی تاریخ پر پورا عبور حاصل تھا۔ چنانچہ جب فرعون نے ویسے جواب میں کہا۔ کہ میری تو یہی رائے ہے۔ جس کو میں بیان کرچکا ہوں۔ اور میں تمہیں اصل مصلحت کی باتیں بتاتا ہوں۔ تو اس نے جوابًا اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے کہا۔ کہ اے قوم تم جو چاہو اپنے لئے کرلو۔ مجھے تو ڈر ہے۔ کہ تمہارا حشر بھی کہیں وہ نہ ہو۔ جو پہلی قوموں کا ہوا ؎

حلِ لغت

فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ۔ تو اس پر اس کے جھوٹ کا بوجھ ہوگا۔ یعنی اس کا جھوٹ اسی پر ہو گا ؎

مُسْرِفٌ۔ حد و انصاف سے آگے نکل جانے والا ؎

بَاْسِ اللّٰهِ۔ اللہ کا عذاب ؎

الْاَحْزَابِ۔ جمع حزب بمعنی گروہ۔ یعنی ہلاک شدہ جماعتیں ؎

۳۵- الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ أَتَاهُمْ ۖ كَبُرَ مَقْتًا عِندَ اللَّهِ وَعِندَ الَّذِينَ آمَنُوا ۚ كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ○

۳۵- جو اللہ کی آیتوں میں بغیر کسی سند کے جو ان کو پہنچی ہو جھگڑتے ہیں۔ یہ اللہ کے نزدیک اور مومنین کے نزدیک بڑی بے زاری ہے۔ یوں اللہ ہر متکبر سرکش کے دل پر مہر کرتا ہے ○

۳۶- وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا هَامَانُ ابْنِ لِي صَرْحًا لَّعَلِّي أَبْلُغُ الْأَسْبَابَ ○

۳۶- اور فرعون نے کہا کہ اے ہامان میرے لئے ایک محل بنا تاکہ میں رستوں پر پہنچوں ○

۳۷- أَسْبَابَ السَّمَاوَاتِ فَأَطَّلِعَ إِلَىٰ إِلَٰهِ مُوسَىٰ وَإِنِّي لَأَظُنُّهُ كَاذِبًا ۚ وَكَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوءُ عَمَلِهِ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيلِ ۚ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ إِلَّا فِي تَبَابٍ ○

۳۷- آسمانوں کے رستوں پر۔ پھر میں موسیٰ کے خدا کو جھانک کر دیکھوں اور میں تو اسے جھوٹا خیال کرتا ہوں۔ اور اسی طرح فرعون کے برے عمل اس کے لئے آراستہ کئے گئے اور وہ راہ سے روکا گیا اور فرعون کا مکر صرف ہلاکت میں تھا ○

میں موسیٰ کے خدا کو دیکھنا چاہتا ہوں

فرعون نے جب دیکھا کہ موسیٰ کے مشن کو کامیابی ہو رہی ہے۔ اور لوگ خفیہ خفیہ ان کی تعلیمات پر ایمان لا رہے ہیں۔ تو اس نے اپنے وزیر و اختلاف ہامان سے کہا کہ بھائی میں خدا کی دعوت سنتے سنتے تنگ آ گیا ہوں ایک بلند معیار و بالا مینار تو تعمیر کرو۔ تاکہ میں دیکھوں کہ آسمانوں میں موسیٰ کا خدا کیونکر قیام پذیر ہے۔ گویا یہ لوگوں کو جتلانا چاہتا تھا۔ کہ میرے سوا اور کون خدا ہو سکتا ہے؟ اور اگر کوئی خدا ہے۔ اور وہ آسمانوں میں ہوگا۔ تو اس کو میری طرح نظر آنا چاہیے۔ گویا اس بیوقوف نے سمجھا۔ کہ خدا بھی میری طرح کوئی جسمانی شے ہے جو حواس و جہت کی محتاج ہے اور جس کو محسوس کیا جا سکتا ہے حالانکہ وہ ذات بے ہمتا ایسی ذات ہے جس تک نہ حواس اور خیال اور قیاس و وہم کی رسائی بھی نہیں ہو سکتی۔ جو عقل و خرد سے بالا اور فہم و فراست سے کہیں برتر ہے۔ جو اعلیٰ درجے کے وصف تخلیق سے متصف ہے۔ جو اپنے جلال اور جبروت کے سبب اس طرح پنہاں ہیں۔ کہ آنکھیں اس کو نہیں دیکھ سکتیں۔ اور تخیل اس تک نہیں پہنچ سکتا۔ اس کی تجلیات ہر جگہ اور ہر مقام پر موجود ہیں۔ مگر وہ بذات کسی شے میں

سے نسبت و اتحاد نہیں رکھتا۔ اس لئے فرعون نے اس کے متعلق اگر یہ کہا کہ وہ آسمانوں میں اس انداز میں موجود ہے۔ کہ میں اس کو دیکھ سکوں گا۔ یہ اس کی غلط فہمی تھی۔ یا وہ محض خدا کے وجود کا مضحکہ اڑانا چاہتا تھا۔ ایک کتاب نے یہاں یہ کہا ہے۔ کہ ہامان جس کا قرآن نے فرعون کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ بہت بعد کا آدمی ہے اور فرعون کے اور اس کے درمیان صدیوں کا فاصلہ حائل ہے۔ پھر یہ کیونکر تسلیم کر لیا جائے۔ کہ وہ فرعون کے زمانے میں بطور وزیر کے موجود تھا۔ اور فرعون نے اس سے کہا کہ وہ مینار تعمیر کرا دے۔ جواب یہ ہے کہ فرعون کا زمانہ ایسا زمانہ ہے جو تاریخی نہیں ہے اور اس کا ذکر ہے جس قدر تاریخ کا تعلق ہے۔ وہ قطعی غیر مستند ہے۔ اس لئے اس کی روشنی میں قرآن پر اعتراض کرنا غلط ہے۔ قرآن کا ماخذ اس کے نزدیک مستند ترین تاریخ اقوام ہے۔ یہ اعتراض اس وقت صحیح ہو سکتا ہے جبکہ کوئی کتاب ایسی موجود ہو جو استناد میں وہی درجہ رکھتی ہو جو قرآن حکیم کا ہے۔ اور پھر اس میں یہ لکھا ہو کہ فرعون کے زمانہ میں ہامان نامی کوئی شخص نہ تھا۔ اور جب یہ حیثیت نہیں ہے۔ تو ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ جو کچھ قرآن نے کہا ہے وہی درست ہے۔

حل لغات:- سُلْطَانٍ۔ دلیل قاہر حجت۔ تَبَدُّ… مُتَكَبِّرٍ۔ مغرور۔ جَبَّارٍ۔ سرکش۔ جابر۔ الْأَسْبَابَ۔ تعلق۔ راستہ۔ تَبَابٍ۔ ہلاکت و تباہی۔ زیاں کاری ۔

۳۸- وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ ۚ

۳۸- اور اس ایماندار نے کہا اے قوم میری پیروی کرو۔ میں تمہیں بھلائی کی راہ دکھلاؤں گا ٥

۳۹- يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ ۡ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ٥

۳۹- اے میری قوم یہ دنیا کی زندگی تو صرف تھوڑا فائدہ ہے اور آخرت جو ہے وہی ہمیشہ رہنے کا گھر ہے ٥

۴۰- مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ٥

۴۰- جس نے بدی کی وہ اسی کے برابر جزا پائے گا۔ اور جس نے نیکی کی مرد ہو یا عورت اور وہ مومن ہے تو وہی جنت میں جائیں گے۔ وہاں بے حساب[ف] رزق پائیں گے ٥

۴۱- وَيٰقَوْمِ مَا لِيْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ ٥

۴۱- اور اے میری قوم مجھے کیا ہوا کہ میں تمہیں نجات[ف] کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھے آگ کی طرف بلاتے ہو ٥

۴۲- تَدْعُوْنَنِيْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ

۴۲- تم مجھے بلاتے ہو کہ اللہ سے منکر ہو جاؤں اور اس کو

ف اس مرد مومن نے اپنی قوم کو اچھی طرح حضرت موسیٰ کی تعلیمات سے روشناس کیا۔ اور پوری عاقلانہ قوت سے کام لے کر ان کو سمجھایا کہ کسی طرح وہ رشد وہدایت کی راہ قبول کریں۔ اور فرعون کی غلامی سے آزاد ہو جائیں۔ کبھی یہ کہا۔ کہ میں تمہیں ٹھیک راستے پر گامزن کرنا چاہتا ہوں۔ کبھی دنیا کے زوال کے فنا اور عارضی ہونے کی طرف انکی توجہ کو مبذول کیا۔ اور کبھی یہ کہا۔ کہ دیکھو تم پر تمہارے یہاں کے اعمال کی پوری پوری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اگر برائی کا ارتکاب کروگے۔ تو سزا ملے گی۔ اور اگر نیک اور صالح ہوگے۔ تو جنت کی نعمتوں سے تمہیں نوازا جائے گا ٭

مرد مومن کی بقیہ تقریر

ف اس مرد مومن نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے کہا۔ کہ میں تو تمہیں نجات اور خلاص کی دعوت دیتا ہوں۔ اور تم مجھے جہنم کی طرف بلاتے ہو۔ تم یہ چاہتے ہو۔ کہ میں اللہ کا انکار کروں اور اس کے ساتھ ایسی چیزوں کو شریک ٹھہراؤں۔ جن کے متعلق میں نہیں جانتا کہ وہ کیونکر خدا ہو سکتی ہیں ٭

بِهٖ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ۡ وَّ اَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ ○

اُسے ٹھہراؤں جس کا مجھے علم نہیں اور میں تمہیں غالب گناہ بخشنے والے کی طرف بلاتا ہوں ○

۴۳۔ لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَى اللّٰهِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ○

۴۳۔ کچھ شک نہیں کہ جس چیز کی طرف تم مجھے بلاتے ہو اس کا بلاوا کہیں (مفید) نہیں، نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں اور یقیناً ہمیں اللہ کی طرف جانا ہے اور یہ کہ حد سے باہر نکلنے والے وہی دوزخی ہیں ○

۴۴۔ فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ ۭ وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ○

۴۴۔ پس جو میں تمہیں کہتا ہوں آئندہ یاد کرو گے اور میں تو اپنا کام اللہ کو سونپتا ہوں بیشک اللہ بندوں کو دیکھتا ہے ○

۴۵۔ فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا

۴۵۔ پھر موسیٰ کو اللہ نے اُنکے مکر کے شر سے بچا لیا۔

میں تمہیں اپنے رب عزت اور خطا بخش خدا کی جانب ..... بلاتا ہوں۔ جو ساری دنیا کا مالک ہے۔ اور تم جن معبودانِ باطل کے لئے میری عقیدت مندی کو حاصل کرنا چاہتے ہو۔ وہ دنیا میں کام آسکتے ہیں۔ نہ آخرت میں۔ یاد رکھو ہم سب کو بالآخر اسی خدا کی جانب لوٹ کر جانا ہے۔ اور وہاں وہ لوگ جو حد عبودیت سے تجاوز کر رہے ہیں۔ دوزخ میں جائیں گے۔ تم لوگوں کو عنقریب معلوم ہوگا۔ کہ میں جو کچھ کہتا ہوں۔ وہ حق و صداقت ہے۔ اور میں اپنے معاملہ کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ کیونکہ میرا ایمان یہ ہے کہ خدا اپنے بندوں کا ہمیشہ خیال رکھتا ہے۔

اس مخلصانہ وعظ کا اثر کیا ہوا۔ قوم مخالفت پر آمادہ ہو گئی۔ اور یہ سوچنے لگی۔ کہ کیونکر حضرت موسیٰ کے تبلیغی اثرات کو لوح قلب سے مٹایا جا سکتا ہے۔ تشدد کی تیاریاں ہونے لگیں۔ اور سزا کی دھمکیاں دی جانے لگیں۔ کہ اتنے میں حضرت موسیٰ کو حکم ہوا کہ آپ ارض مصر کو چھوڑ دیں۔ اور بنی اسرائیل کو اپنے ساتھ لے جائیں۔ چنانچہ حضرت موسیٰ نے اس پر عمل کیا۔ اور راتوں رات سرزمین مصر کو خالی کر دیا۔ فرعون اور اس کے ساتھیوں نے تعاقب کیا۔ اور دریا میں ڈوبا دیئے گئے۔

نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اللہ نے اپنے بندوں کی حمایت کی اور حیرت انگیز طریق سے اتنے بڑے بادشاہ کے چنگل سے ان لوگوں کو رہائی بخشی۔ اور عملاً یہ بتا دیا۔ کہ اللہ کی طاقتیں بجائے خود ایک طاقت اور قوت ہیں۔ اور جس کے ساتھ اللہ کی نصرت اور اعانت ہو۔ وہ کبھی اپنے مقاصد میں ناکام نہیں رہتا۔ اور نیز اس چیز کا اظہار فرمایا ہے۔ کہ غرور مادی کے لئے ہمیشہ شکست اور ہزیمت ہے۔ اور یہ مقدرات سے ہے۔ کہ روحانیت کی فتح ہو اور باطل دب جائے۔

حل لغات

لَا جَرَمَ۔ تاکید کے لئے ہے۔

وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ۝

۴۶- اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ۝

۴۷- وَاِذْ يَتَحَآجُّوْنَ فِي النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ۝

۴۸- قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ ۙ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ۝

اور فرعون کے لوگوں کو برے عذاب نے گھیر لیا ۝

۴۶- وہ آگ ہے جس پر صبح وشام پیش کئے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہوگی۔ کہیں گے کہ فرعونیوں کو سخت عذاب میں داخل کرو ۝

۴۷- اور جب وہ آگ میں آپس میں جھگڑا کریں گے۔ تو ناتوان لوگ سرکشوں سے کہیں گے کہ ہم تمہارے تابع تھے۔ پھر کیا تم ہم سے ایک حصہ آگ کا دفع کر سکتے ہو ۝

۴۸- متکبر کہیں گے، بے شک ہم سب اسی میں ہیں۔ بے شک اللہ بندوں میں فیصلہ کر چکا ہے ۝

عذابِ قبر کا ثبوت

علماء اسلامی عقیدہ یہ ہے۔ کہ موت کے بعد ہر انسان عالم قبر یا عالم برزخ میں رہتا ہے۔ اور یہ حالت ایک طرح کی تنویمی حالت ہوتی ہے۔ سابقہ اعمال کا اس عالم پر اثر ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص نیک رہا ہو۔ تو یہاں اچھے اثرات کو محسوس کرتا ہے اور فرحت ومسرت سے دوچار ہوتا ہے۔ اور اگر اس نے دنیا میں برے اعمال کئے ہیں تو یہاں ان کی تکلیف کو محسوس کریگا۔ یہ عذاب قبر ہے۔ اس عقیدے کا ثبوت اس آیت سے ملتا ہے۔ کیونکہ یہ مذکور ہے۔ کہ فرعون اور آل فرعون کو صبح وشام جہنم کے سامنے پیش کیا جائیگا۔ اور پھر جب باقاعدہ حساب و کتاب کی منزلیں طے ہو چکیں گی۔ تو اس وقت ان کے متعلق کہا جائے گا۔ کہ انہیں شدید ترین عذاب میں ڈال دو۔ یہاں یُعْرَضُوْنَ کا لفظ یہ بتا رہا ہے۔ کہ یہ عذاب قبر صرف اسی شکل میں ہوگا۔ کہ یہ لوگ انہیں عذاب کو دیکھ دیکھ کر جلیں گے۔ اور روحانی اذیت محسوس کریں گے۔

گمراہ کن کبراءِ دین

قیامت کا یہ پہلو بالکل عجیب ہوگا۔ کہ وہ لوگ جن کو ضعیف الاعتقاد حضرات بزرگانِ کرام سمجھتے تھے۔ اور جن کی وجہ سے انہوں نے حق وصداقت کی آواز کو سنا نہیں تھا۔ وہ بھی کل جہنم میں ہونگے۔ یہ مریدانِ عقیدتمند ان سے کہیں گے۔ کہ دنیا میں تو ہم لوگ تمہارے تابع تھے۔ ہم نے اپنی عقل وخرد کو تمہارے ہاتھ بیچ رکھا تھا۔ آج ہمیں اس عذاب سے بچاؤ۔ اور اپنی مشیخیت کا ثبوت دو۔ وہ کہیں گے آج وہ تمام پردے ہائے چاک ہو چکے ہیں اور معلوم ہو چکا ہے۔ کہ یہاں ہم اور تم دونوں برابر کے مجرم ہیں۔ دونوں دوزخ میں ہیں۔ اللہ نے اپنا منصفانہ فیصلہ صادر فرما دیا ہے۔ اب نہ ہم بچا سکتے ہیں اور نہ تم۔

حل لغات: غُدُوًّا وَّعَشِيًّا۔ باعتبار معنی کے صبح وشام۔

الضُّعَفٰٓؤُا۔ جو اپنی رائے نہیں رکھتے۔ اور دین کے معاملہ میں اپنے مشائخ ومذہبی کے تابع ہیں۔

۴۹- وَقَالَ الَّذِيْنَ فِى النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ○

۵۰- قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ قَالُوْا بَلٰى ۭ قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰۗؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ○ع

۵۱- اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ○

۴۹- اور جو آگ میں ہوئے دوزخ کے داروغوں سے کہیں گے کہ اپنے رب سے دعا کرو کہ ایک دن ہمارے
۵۰- عذاب میں تخفیف کرے ○

وہ کہیں گے کیا تمہارے رسول معجزے لے کر تمہارے پاس نہ آئے تھے؟ کہیں گے کیوں نہیں۔ کہیں گے پھر تم ہی پکارو اور کافروں کی پکار کچھ نہیں مگر بھٹکنا یعنی بالکل بے سود ہے ○

۵۱- ہم اپنے رسولوں کی اور مومنین کی حیات دنیا اور جس دن گواہ کھڑے ہوں گے مدد کرتے ہیں ○

ف غرض یہ ہے کہ وہ مقام ہوگا جہاں ارادت اور عقیدت کے تمام تعلقات منقطع ہو جائیں گے اور ہر شخص اپنی ذاتی ذمہ داری کو محسوس کرے گا۔ اس وقت معلوم ہوگا۔ کہ حاملین قمت و مقتدائے دین کس وجہ مکار تھے اور کیونکر کمزور استعداد کے لوگوں کو گمراہ کرتے تھے۔

پھر جب یہ لوگ دیکھیں گے۔ کہ یہ کبراء تو کچھ نہیں کر سکتے۔ تو فرشتوں سے کہیں گے۔ تم ہی ہمارے لئے تخفیف عذاب کی دعا کرو۔ وہ کہیں گے اب تو دعا کا کوئی موقع ہی نہیں رہا۔ کیا تمہارے پاس انبیاء و رسل نہیں آئے تھے۔ اور کیا انہوں نے دلائل و شواہد سے تمہیں نہیں نوازا تھا۔ تم نے اس وقت کیوں انکار کیا۔ کیوں حق و صداقت کی تعلیم کو ٹھکرایا۔ وہ جواباً کہیں گے۔ یہ تو درست ہے۔ کہ اللہ کے رسول آئے۔ اور انہوں نے اپنا پیغام ہم تک پہنچایا۔ یہ ہماری محرومی تھی۔ کہ ہم ایمان کی دولت سے بہرہ مند نہ ہو سکے۔ فرشتے کہیں گے۔ کہ پھر تم خود ہی دعا کرو۔ اور یہ معلوم ہے۔ کہ کفار و منکرین کی دعائیں محض بے اثر ہیں۔

حل لغات

فِیْ ضَلٰلٍ یعنی معرض انعدام میں۔ یہ اس قبیل سے ہے۔ کَیْدَهُمْ فِیْ تَضْلِیْلٍ ۔

۵۲- یَوْمَ لَا یَنْفَعُ الظّٰلِمِیْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ۝

۵۳- وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْهُدٰی وَاَوْرَثْنَا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ الْكِتٰبَ ۝

۵۴- هُدًی وَّذِكْرٰی لِاُولِی الْاَلْبَابِ ۝

۵۵- فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِیِّ وَالْاِبْكَارِ ۝

۵۶- اِنَّ الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِ اللّٰهِ بِغَیْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ اِنْ فِیْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ

۵۲- جس دن ظالموں کو ان کا عذر نفع نہ دیگا اور ان کے لئے لعنت ہے اور انکے لئے بُرا گھر ہے ۝ ف۱

۵۳- اور بے شک ہم نے موسیٰ کو ہدایت دی۔ اور بنی اسرائیل کو کتاب کا وارث کیا ۝

۵۴- (جو) ہدایت اور نصیحت (تھی) عقلمندوں کیلئے ۝

۵۵- سو تو صبر کر اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اپنے گناہ کی معافی مانگ اور صبح کے وقت اور شام کے وقت اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اسکی تسبیح کر ۝ ف۲

۵۶- جو لوگ بغیر کسی سند کے جو ان کے پاس آئی۔ اللہ کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں۔ ان کے دلوں میں سوائے غرور کے اور کچھ نہیں

ف۱ ابتدائے سورت میں یہ بتایا تھا۔ کہ یہ لوگ جو منکرین ہیں۔ ان کا شہروں میں گھومنا پھرنا آپ کو دھوکے میں نہ ڈالدے۔ ہم ضرور اُن سے انکی سرکشیوں کا انتقام لیں گے۔ اس کے بعد انہی لوگوں کا قصہ تھا۔ جنہوں نے حق کا مقابلہ کیا۔ اور ناکام رہے۔ اور ان کی تمام تدبیریں باطل رہیں۔ اس آیت میں بتایا ہے۔ کہ ہمارا قانون ہے۔ کہ تمام صداقت شعار لوگوں کی حمایت کی جائے۔ ہم کفر کے مقابلہ میں ایمان کو رُسوا نہیں کرتے۔ انبیاء و رسل کی اور اس کے ماننے والوں کی ہم دُنیا میں تائید کرتے ہیں۔ اور آخرت میں بھی۔ اور جو لوگ ظالم ہیں۔ جنہوں نے عقل و خرد سے کام نہیں لیا۔ وہ یہاں بھی ذلیل ہیں اور عقبیٰ میں بھی ذلیل ہونگے۔ وہاں ان کا کوئی عذر مسموع نہ ہوگا ٭

ف۲ یعنی جب یہ طے ہے۔ کہ انبیاء اور سچے اُمت کی اللہ تعالیٰ ہمیشہ تائید فرماتا ہے۔ اور دنیا میں ان کو ذلیل اور رُسوا نہیں ہونے دیتا۔ تو اب آپکو حق و صداقت کی راہ میں جو مصیبتیں پیش آئیں۔ انکو بخندہ پیشانی برداشت فرمائیے۔ کہ بالآخر فتح آپ ہی کی ہے ٭ اور وہ لوگ جو از راہ نادانی آپکے حق میں گستاخی کا ارتکاب کرتے ہیں۔ ان کے لئے بخشش طلب کیجئے۔ اور صبح و شام اللہ کی حمد و تسبیح بیان کرتے رہیے ٭

حلِ لُغات:۔ لِذَنْۢبِكَ۔ یعنی وہ گناہ جو تیرے باب میں سرزد ہوا۔ یعنی اِضَافَةُ الْمَصْدَرِ اِلَی الْمَفْعُوْلِ ٭

بِبَالِغِيهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ۖ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ○

جس تک وہ کبھی نہ پہنچیں گے سو تو اللہ سے پناہ مانگ بیشک وہ جو ہے وہی سنتا دیکھتا ہے ○

۵۷- لَخَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ أَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ○

۵۷- کچھ شک نہیں کہ لوگوں کی پیدائش کی نسبت آسمانوں اور زمین کی پیدائش بہت بڑی بات ہے۔ لیکن آدمی نہیں جانتے ○

۵۸- وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَلَا الْمُسِيءُ ۚ قَلِيلًا مَا تَتَذَكَّرُونَ ○

۵۸- اور نابینا اور بینا برابر نہیں اور نہ ایمان دار جو نیک کام کرتے ہیں اور نہ بدکار۔ تم لوگ بہت کم نصیحت قبول کرتے ہو ○

۵۹- إِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ○

۵۹- بے شک وہ گھڑی آنی ہے اس میں شک نہیں۔ اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے ○

خدا حشر اجساد پر قادر ہے

ملحد لوگ قیامت کے منکر ہیں۔ اور اس حقیقت کو تسلیم نہیں کرتے کہ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ حشر اجساد پر قادر ہے۔ اسلئے قرآن کہتا ہے۔ کہ تم آسمانوں اور زمین کی تخلیق پر غور کرو۔ جب یہ طے ہے کہ ان عظیم چیزوں کو اس نے محض اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا ہے۔ اور ان میں کسی نوع کی دشواری محسوس نہیں کی۔ تو پھر اس مشت غبار انسانی کو دوبارہ پیدا کرنا کیونکر دشوار ہوگا۔ جو خدا محض ارادہ کی حرکت سے ہزار جہان منصۂ وجود پہ لا سکتا ہے۔ جس کو دلائل کی ضرورت ہے اور نہ ذرائع کی حاجت۔ جو زندگی کے عناصر کو پیدا کرتا ہے۔ جس کا علم وسیع ہے۔ جو یہ جانتا ہے۔ کہ کہاں کہاں کے آتے ہیں۔ اسلئے دوبارہ عالم انسانی کا پیدا کرنا کیا دشوار ہے۔ دراصل یہ تمام شبہات اس وقت پیدا ہوتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان نہ ہو۔ اور نہ جب اسکو تسلیم کر لیا۔ اس کی قدرتوں کو مان لیا۔ تو پھر شبہات کیلئے کہاں گنجائش رہ جاتی ہے قرآن حکیم کہتا ہے۔ کہ خدا کے باب میں اس طرح کے شکوک کا اظہار کرنا محض نادانی اور گستاخی ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور سب کچھ کر سکتا ہے۔

ف۱ یعنی جس طرح اندھا اور "آنکھوں والا" برابر نہیں ہیں۔ اسی طرح مومن اور منکر برابر نہیں ہیں۔ مومن بصیرت والا ہوتا ہے۔ اس کا وجدان زیادہ اجلا اور پاکیزہ ہے۔ وہ بے پناہ دانش و خرد کا مالک ہے۔ وہ حقائق کو دیکھتا اور محسوس کرتا ہے اور اس نوع کے شکوک اسکے دل میں کبھی پیدا نہیں ہوتے۔ کہ یہ عالم انسانی دوبارہ وجود پذیر ہو سکے گا یا نہیں۔ منکر اندھا ہوتا ہے۔ وہ بصیرت سے محروم اور جہل و حمق اس درجہ مبتلا ہوتا ہے۔ کہ دین کی معمولی اور آسان باتیں بھی اس کی سمجھ میں نہیں آتیں۔ یہاں منکر کیلئے تفکیر کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ یعنی بیمار دل جس کا کفر و انکار دنیا والوں کیلئے ایک برائی اور نقصان ہے۔ یہی حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔ کہ مومن چونکہ خیر و برکت ہوتا ہے اور کائنات کیلئے اس کا وجود باعث فلاح و فوز۔ وہ ذرہ تو کھلے میں ہوتا ہے اور منکر اس سے وہ محروم کو نقصان پہنچتا ہے۔

ف۲ منکر والوں کو قیامت کا بھی انکار تھا۔ اس لئے فرمایا۔ کہ وہ گھڑی تو ضرور آنے والی ہے۔ اسکے آنے میں شک و شبہ نہیں۔ مگر افسوس ہے کہ اکثر لوگ ایمان نہیں رکھتے۔ اور اس محرومی کی وجہ سے حقائق کا انکار کرتے ہیں۔

۶۰- وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِيٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ۝

۶۰- اور تمہارے رب نے کہا ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ بے شک جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں۔ عنقریب ذلیل ہو کر دوزخ میں داخل ہوں گے ۝

۶۱- اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ۝

۶۱- اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی کہ تم اس میں آرام پاؤ اور دن بنایا دکھانے والا۔ بے شک اللہ آدمیوں پر فضل رکھتا ہے۔ لیکن اکثر آدمی شکر نہیں کرتے ۝

۶۲- ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ

۶۲- یہ اللہ ہے جو تمہارا رب ہر شئے کا خالق ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں،

ف مشرکین کے لئے قابل غور اور فکر یہ بات ہے۔ کہ آخر کیوں رب العزت کی دہلیز اجابت کو چھوڑ کر وہ دوسروں کے آستانوں پر جھکتے ہیں۔ جب کہ اس نے براہِ راست دعا مانگنے کی اجازت دی ہے اور کہا ہے۔ کہ تم مجھے جس وقت اور جس حالت میں بھی چاہو پکارو۔ میں تمہاری سنوں گا۔ ایسے رحیم اور شفیق خدا کو چھوڑ کر دوسروں کی عبادت کرنا محض ناشکری اور کبر و غرور ہے۔ جس کی سزا ہمیشہ جہنم میں رہنا ہے۔ غور تو کرو۔ وہ خدا جس نے تمہارے لئے رات کو بنایا۔ کہ تم اس میں آرام اور آسودگی حاصل کرو۔ جس نے دن کو روشنی بخشی۔ کہ تم اس میں اپنے کاروبار کو سہولت سے جاری رکھ سکو۔ ایسے صاحب فضل و کرم مالک کا شکر ادا کرنا اور دوسروں سے عقیدت کا اظہار کرنا کتنی بڑی احسان فراموشی ہے۔ فرمایا۔ وہ جو تمہاری دعاؤں کو سنتا ہے اور جس نے ساری کائنات کو تمہارے فائدے کے لئے بنایا ہے۔ وہی تمہارا معبود حقیقی ہے۔ اسی کے سامنے جھکو۔ اور اِدھر اُدھر نہ بھٹکتے پھرو۔

حل لغات

دَاخِرِينَ - ذلیل ہو کر۔
لِتَسْكُنُوا فِيهِ - تاکہ تم اس میں آرام کرو۔ یعنی رات کا مقصد یہی ہے۔ کہ اس میں دن بھر کی کوفت کو دور کیا جائے۔ اسکے یہ معنے نہیں ہیں۔ کہ رات کو ضروری کام کرنا بھی ممنوع ہے۔ بلکہ بتانا یہ مقصود ہے کہ فطرت کی یہ تقسیم اوقات اس لئے ہے۔ کہ انسان اس سے

فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ○

پھر کہاں سے اُلٹے جاتے ہو ○

۶۳- كَذٰلِكَ يُؤْفَكُ الَّذِيْنَ كَانُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ○

۶۳- وہ لوگ جو اللہ کی آیتوں کے منکر ہیں اسی طرح پھیرے جاتے تھے ○

۶۴- اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ښ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ○

۶۴- اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو قرارگاہ اور آسمان کو خیمہ بنایا اور تمہاری صورت بنائی۔ پھر تمہاری صورتیں اچھی بنائیں اور ستھری چیزوں میں سے انہیں رزق دیا[ف۱] یہ اللہ ہے تمہارا رب سو اللہ بڑی برکت والا جو سارے جہان کا رب ہے ○

۶۵- هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

۶۵- وہ زندہ ہے اُسکے سوا کوئی معبود نہیں۔ سو نری[ف۲] اس کی عبادت کرکے اس کو پکارو سب تعریف

خالق کون ہے؟

ف۱ قرآن حکیم نے انسانی توجہ کو مبذول کیا ہے۔ کہ وہ کائنات کی عظمت و رفعت کو دیکھے۔ اور غور کرے۔ کہ یہ عریض و بسیط زمین کس نے ہمارے پاؤں تلے بچھادی ہے۔ اور کس نے نیلگوں آسمان پیدا کیا ہے۔ اور کون ہے جس نے انسان کو بہترین شکل و صورت میں پیدا کیا ہے۔ اور کس نے ہماری تمام ضروریات پوری کی ہیں۔ کیا تیوں نے اور پتھر کی بے جان مورتیوں نے ایسا کیا ہے کیا احبار و رہبان کی یہ صنعت کاری ہے۔ یا قبروں اور لاشوں کی یہ کارفرمائی ہے؟ اگر نہیں ہے کسی نے بھی یہ نہیں کیا۔ اور یہ بات کسی کے اختیار میں نہیں ہے۔ تو پھر سوائے رب العالمین کے اور کون عبادت اور پرستش کا مستحق ہو سکتا ہے۔ اور کون ہے جس کا آستانہ جلال و عظمت اس سے زیادہ قابل وقعت ہے؟ یہ ملحوظ رہے کہ خدا نے انسان کو اس کائنات میں سب سے زیادہ بہتر حالت میں پیدا کیا ہے۔ تاکہ یہ احساس خودداری سے بہرہ مند ہو۔ اور معلوم ہو کہ اپنی فطرت اور ساخت کے اعتبار سے یہ مجبور ہے۔ کہ کائنات میں کسی کے سامنے نہ جھکے اور اپنے کو تمام مظاہر قدرت سے بالا اور برتر سمجھے۔ مگر یہ عجیب حماقت حضرت انسان کی ہے۔ کہ یہ اپنی فطرت اور ساخت کی بھی توہین کرتا ہے۔ اور نہ صرف یہ کہ اپنے ابنائے جنس کے آگے اظہار تذلل و عبودیت کرتا ہے۔ بلکہ ان پتھروں کو بھی خدا سمجھتا ہے جن کو پاؤں تلے روندتا ہے۔ اور اس مٹی کو بھی مقدس جانتا ہے جس کو پامال کرتا ہے۔ حالانکہ چاہیئے تھا۔ کہ اگر اس کے پاس کوئی پیغام رشد و ہدایت نہ ہوتا۔ تب بھی یہ اپنی حالت پر غور کرتا۔ اپنے فضائل کا احساس رکھتا۔ اور خودداری سے دنیا میں بسر کرتا۔

منبع حیات

ف۲ حکمائے مادیت کے نزدیک یہ مسئلہ بہت اہم ہے۔ کہ زندگی کا اصل ماخذ کون ہے۔ کیونکہ جہاں تک مادہ کے تقلبات و تغیرات کا تعلق ہے۔ یہ اپنی ہر منزل اور ہر سٹیج پر بے جان ہے۔

(باقی صفحہ ۱۱۳۶ پر)

حل لغات

يَجْحَدُوْنَ۔ یعنی انکار کرنا۔

بِنَآءً۔ یعنی کا لبناء۔ مثل چھت کے۔

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

۶۶- قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّيْ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

۶۷- هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّى وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝

اللہ کیلئے ہے جو سارے جہان کا رب ہے ۝

۶۶- تو کہہ مجھے منع ہوا ہے کہ میں اللہ کے سوا انہیں پوجوں جنہیں تم پکارتے ہو۔ جبکہ میرے رب کی طرف سے میرے پاس کھلی نشانیاں پہنچ چکیں اور مجھے حکم ہوا ہے کہ میں جہان کے رب کا تابع رہوں ۝

۶۷- وہ وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا۔ پھر نطفہ سے پھر پھٹکی سے پھر تمہیں بچہ نکالتا ہے پھر تمہیں پالتا ہے، تاکہ تم اپنی جوانی کو پہنچو۔ پھر تاکہ تم بڈھے ہو جاؤ اور کوئی تم میں اس سے پہلے ہی وفات دیا جاتا ہے اور کوئی زندہ رکھا جاتا ہے تاکہ تم وقت مقررہ کو پہنچو اور تاکہ تم سمجھو ۝

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۳۵-

سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ پھر زندگی آتی کہاں سے ہے! قرآن اس کا جواب دیتا ہے۔ کہ زندگی کا منبع وہ خدائے حی ہے۔ جس کی وجہ سے کارگاہِ حیات میں زندگی کے ہنگامے ہیں۔ ورنہ مادہ ہزار ارتقاء کے بعد بھی یہ صلاحیت نہیں رکھتا۔ کہ زندگی کی رمق بھی پیدا کر سکے۔ فرمایا۔ اس خدائے حقیقی کی عبادت کرو۔ یہی معبود ہے۔ اور اسی کیلئے تمام نوع کی ستائشیں ہیں۔ یہ ساری کائنات کا بلا امتیاز پروردگار ہے ۔

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

ولا ان آیات میں بتایا ہے۔ کہ ہم مجبور ہیں۔ کہ ایک ہی خدا کی پرستش کریں۔ کیونکہ دلائل و شواہد کا یہی تقاضا ہے۔ اور اسی چیز کے لئے ہم مامور بھی ہیں۔ اس کے بعد انسان کی پیدائش کی چند منزلیں گنائی ہیں۔ کہ دیکھو کیونکر اس نے تمہیں زندگی کے مختلف دوروں میں اپنی تربیت خاص سے نوازا ہے۔ اور تمہیں اس قابل کیا ہے۔ کہ زندگی کے مقصد کو سمجھ سکو ۔

حل لغات:- نُطْفَةٍ۔ قطرۂ آب بمعانی ۔ عَلَقَةٍ۔ جونک ہے۔ اسکے معنے جراثیم حیات کے ہیں۔ جو کہ رحم میں جا کر چپک جاتے ہیں ۔
اَشُدَّكُمْ۔ یعنی وہ عمر جس میں انسان کی فکری اور جسمانی قوتیں انتہائی ترقی پر ہوں ۔

٦٨۔ هُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ ۖ فَإِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ ○

٦٨۔ وہ وہی ہے جو جلاتا اور مارتا ہے۔ پھر جب کسی کام کا حکم کرتا ہے۔ تو اس سے صرف اتنا کہتا ہے، کہ ہو جا سو وہ ہو جاتا ہے ○

٦٩۔ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ أَنَّىٰ يُصْرَفُونَ ○

٦٩۔ کیا تو نے ان کی طرف نہیں دیکھا۔ جو اللہ کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں؟ کہاں سے پھیرے جاتے ہیں ○

٧٠۔ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِالْكِتَابِ وَبِمَا أَرْسَلْنَا بِهِ رُسُلَنَا ۖ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ○

٧٠۔ جنہوں نے اس کتاب کو جو ہم نے اپنے رسولوں کو دے کر بھیجا تھا۔ اس کو جھٹلایا سو وہ آخر کو معلوم کر لیں گے ○

٧١۔ إِذِ الْأَغْلَالُ فِي أَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلَاسِلُ يُسْحَبُونَ ○

٧١۔ جب طوق ان کی گردنوں میں پڑے ہونگے اور زنجیریں بھی، اور گھسیٹے جائیں گے ○

٧٢۔ فِي الْحَمِيمِ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُونَ ○

٧٢۔ کھولتے ہوئے پانی میں۔ پھر آگ میں جھونک دیئے جائیں گے ○

٧٣۔ ثُمَّ قِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ تُشْرِكُونَ ○

٧٣۔ پھر ان سے کہا جائیگا کہ وہ کہاں ہیں جنہیں تم اللہ کے سوا

مادہ کو قدیم ماننے کے نتائج

وا کُن فَیَکُوْنُ کی تفسیر یہ ہے۔ یعنی جس وقت اللہ تعالیٰ کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے۔ تو صرف یہ کافی ہے۔ کہ وہ کُن فَیَکُوْنُ کہہ دے۔ اور اس سے یہی مقصود ہے۔ کہ وہ جب پیدا کرنا چاہے وہ ہو جاتا ہے۔ تو پھر اس میں خلاف نہیں ہوتا۔ ادھر کہا۔ اور ادھر وہ چیز کتم عدم سے نکل کر لباس وجود میں آ گئی۔ اُسے دعلت وعلی کی ضرورت ہے اور نہ دیگر ذرائع اور وسائل کی۔ وہ بغیر واسطے اور ذرائع کے صد ہزار عوالم کو ان کو منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وہ قادر مطلق ہے۔ عالم کی چپا چپا پر اسکی حکومت ہے۔ وہ ہم انسانوں کی طرح محتاج نہیں ہے۔ کہ اسے درمیان کی منزلوں کو طے کرنا پڑے۔ درحقیقت یہ اس کی ذوات والا صفات کی بہت بڑی توہین ہے۔ کہ اس کے متعلق یہ خیال کیا جائے۔ کہ وہ بھی صرف موجودات میں تعرف کر سکتا ہے۔ اور عدم کی ظلمتوں پر اس کی حکومت نہیں ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ مادہ بھی اپنے تقلبات میں قدیم ہے۔ اور مخلوق نہیں ہے! اس کے صاف معنے یہ ہیں۔ کہ خدا اور مادہ دو مستقل چیزیں موجود ہیں۔ فرق یہ ہے۔ کہ خدا کو کچھ اختیارات ہیں۔ اور مادے کو نہیں ہیں۔ یہ نظریہ اتنا مخالف ہے۔ کہ اس کو مان لینے کے بعد خدا کی عظمت دلوں پر برقرار نہیں رہ سکتی۔ اور اس کے لازمی نتائج یہ ہو سکتے ہیں۔ کہ :-

١۔ خدا صرف معتوب ہے۔
٢۔ خدا مادہ کو فنا کر دینے پر قادر نہیں ہے۔
٣۔ بقاء وقدم میں مادہ اور خدا دونوں برابر کی قوتیں ہیں۔
٤۔ خدا مادہ کی فطرت کو نہیں بدل سکتا۔
٥۔ وہ نقائص جو مادہ میں فطرۃً موجود ہیں ان کو دور کرنا خدا کے بس میں نہیں۔
٦۔ انسان میں جتنے نقائص ہیں۔ وہ ابدی اور ناگزیر ہیں۔

ظاہر ہے۔ کہ ان خیالات کی موجودگی میں پھر مذہب کی اور نفس دین کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے۔ (باقی صفحہ [illegible] پر)

حل لغت

اَلْاَغْلٰلُ۔ غُلّ کی جمع ہے۔ یعنی طوق۔
یُسْحَبُوْنَ۔ کشاں کشاں لے جائے جائیں گے۔
اَلْحَمِیْمِ۔ گرم اور کھولتا ہوا پانی۔

۷۴- مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَيْـــًٔا ۭ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ ○

۷۴۔ کہیں گے کہ وہ ہمارے پاس سے گم ہو گئے بلکہ ہم تو پہلے کسی کو پکارتے ہی نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح کافروں کو گمراہ کرتا ہے ○

۷۵- ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ ○

۷۵۔ یہ اس کا بدلہ ہے کہ تم زمین میں ناحق خوش ہوتے تھے۔ اور اس کا بدلہ ہے۔ کہ تم اتراتے تھے ○

۷۶- اُدْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ○

۷۶۔ دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو، وہاں ہمیشہ رہو (ف) سو مغروروں کا کیا برا ٹھکانا ہے ○

۷۷- فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ○

۷۷۔ پس تو صبر کر بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ پھر جو وعدے ہم ان سے کرتے ہیں اگر ہم کوئی وعدہ ان میں سے تجھے دکھاویں یا تجھے قبض کر لیں۔ پھر وہ ہماری ہی طرف لوٹائے جائیں گے ○

حاشیہ صفحہ ۱۱۳۷۔ ان خیالات کے ساتھ اتفاق کے معنی یہ ہیں۔ کہ معاذ اللہ خدا کا وجود محض بڑے نام ہے ●

ف۱ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کی حالت پر تبصرہ فرمایا ہے کہ یہ لوگ بغیر علم و دلیل کے اللہ کی آیتوں میں بے معنی بحثیں نکالتے ہیں۔ اور بحث و مناظرہ کرتے ہیں۔ قرآن کو جھٹلاتے ہیں۔ اور ساری کتابوں کی تکذیب کرتے ہیں۔ انہیں عنقریب معلوم ہوگا۔ جب کہ ذلت و رسوائی کے گراں بار طوق ان کی گردنوں میں ہوں گے۔ اور زنجیریں ان کے پیروں میں۔ جب یہ گھسیٹتے ہوئے گرم پانی کے چشمہ کی طرف لیجائے جائیں گے۔ اور پھر جہنم میں جھونک دیئے جائیں گے۔ تب ان سے پوچھا جائیگا۔ کہ آج تمہارے معبودانِ باطل کہاں ہیں ●

حاشیہ صفحہ ھٰذا۔ آج وہ کیوں تمہاری عقیدہ مندی اور نیاز مندی کا صلہ نہیں دیتے۔ اس وقت انکو محسوس ہوگا۔ کہ ہم غلطی پر تھے۔ وہ کہیں گے کہ وہ بت اور وہ معبودانِ باطل غائب ہیں۔ تو وہ انتہائی اضطراب اور بے چینی میں انکار کریں گے اور کہیں گے کہ ہم تو ان میں کسی کو بھی نہیں پوجتے تھے ارشاد ہوگا۔ کہ ساری تکلیفیں اس لئے ہیں۔ کہ تم نے دنیا میں اپنے لئے باطل اور جھوٹ کو پسند کر لیا تھا۔ اور اسی پر تم کو ناز اور فخر تھا لو جاؤ جہنم کے دروازے تمہارے لئے کھلے ہیں۔ وہ تمہارا ٹھکانا ہے۔ اور وہاں تمہیں ہمیشہ رہنا ہے ●

ف۲ غرض یہ ہے کہ آپ مطمئن رہیں۔ آپکے مخالفین یقیناً عذاب میں گرفتار ہونگے۔ کیونکہ یہ مقتضیات حق میں سے ہے۔ کہ جو لوگ حق اور صداقت کی مخالفت کریں گے۔ ان سے انتقام لیا جائیگا۔ وہ دنیا میں بھی انہیں معلوم ہو جائیگا۔ کہ صداقت کی مخالفت آسان نہیں ہے۔ اس کے بہت زیادہ وسیع اور ناقابل برداشت نتائج ہو سکتے ہیں ●

اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ سے مراد تشکیک و تردید نہیں ہے۔ کہ یا تو انہیں دنیا میں عذاب سے دوچار کیا جائیگا اور یا جب یہ لوگ ہمارے پاس لوٹ کر آئیں گے۔ اس وقت انہیں جہنم میں جھونکا جائیگا۔ بلکہ دونوں حقیقتوں کا جمع کرنا مقصود ہے۔ یعنی یہ بھی ہوگا۔ کہ یہ لوگ یہاں تک عذاب میں مبتلا ہوں اور یہ بھی ہوگا۔ کہ وہاں غضب الٰہی کا انداز دیکھیں۔ چنانچہ جہاں تک دنیا میں نزول عذاب کا تعلق تھا وہ پیش آیا۔ اور بدر کی صورت میں اس نے مکہ والوں کے تمام کبر و غرور کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا ●

حل لغات

تَمْرَحُوْنَ۔ اَلْمَرَحُ۔ اَلْکِبْرُ۔ یعنی اترانا ●

٧٨- وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ مِنْهُم مَّن قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُم مَّن لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ۗ وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَن يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ فَإِذَا جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُونَ ۝

٧٩- اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَنْعَامَ لِتَرْكَبُوا مِنْهَا وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ۝

٨٠- وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوا عَلَيْهَا حَاجَةً فِي صُدُورِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُونَ ۝

٧٨- اور تجھ سے پہلے ہم نے کتنے رسول بھیجے۔ بعض ان میں سے وہ ہیں جن کا حال ہم نے تجھے سنایا۔ اور ان میں سے بعض ف۱ وہ ہیں جنکا حال ہم نے تجھے نہیں سنایا اور کسی رسول کا اختیار نہ تھا کہ بغیر خدا کے حکم کے کوئی معجزہ لے آتا۔ سو جب خدا کا حکم آیا تو انصاف سے فیصلہ ہو گیا اور جھوٹوں نے اسوقت نقصان اٹھایا ○

٧٩- اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے چوپائے ف۲ پیدا کئے تاکہ تم ان میں سے بعض پر سوار ہو اور بعض کو ان میں سے کھاتے ہو ○

٨٠- اور ان میں تمہارے لئے اور بہت سے فائدے ہیں اور تاکہ تم انپر چڑھ کر کسی حاجت کو پہنچو جو تمہارے دلوں میں ہے اور علاوہ اسکے تم انپر اور کشتیوں میں لدے پھرتے ہو ○

بعض انبیاء کا ذکر قرآن میں نہیں ہے

ف۱ چونکہ قرآن عربوں میں نازل ہوا۔ اور عربی زبان میں نازل ہوا۔ اس لئے ضروری تھا۔ کہ اس میں انہیں انبیاء کا تذکرہ ہو جن سے ان کے گوش آشنا ہوں۔ اور جن کے متعلق انہیں کچھ بے وقوف ہو۔ اس لئے ابتداً قرآن حکیم نے اس التزام کو قائم رکھا ہے۔ گو کہ اس نے اس نظریہ کی بڑے زور کے ساتھ اشاعت کی۔ کہ مذہب کسی نسل و قوم کے ساتھ مختص نہیں اور کائنات میں ہر جگہ اللہ کے پیغمبر آئے۔ پھر بھی ان سے شامی انبیاء کا زیادہ تر ذکر کیا ہے۔ کہ یہودی اور عیسائی انہیں اکابروں کے حالات سے واقف تھے۔ اور ان کے لئے انہیں حضرات کا اسوۂ پاک قابل تقلید و تتبع قرار دیا جا سکتا تھا۔

اس آیت میں اس غلط فہمی کو رفع فرمایا ہے۔ کہ مبادا کوئی شخص اس طرح یہ نہ سمجھ لے۔ کہ جن انبیاء کو قرآن نے بیان کیا ہے بس وہی عہدۂ نبوت پر فائز تھے۔ بلکہ انبیاء کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے۔ ہر قوم میں حالات اور مقامات کے مطابق اللہ نے رسولوں کو بھیجا ہے۔ اور انہوں نے ہر زبان میں اللہ کے پیغام کو پہنچایا ہے۔ ان مصالح کے موافق ہم نے بعض کا ذکر کیا ہے۔ اور بعض کو چھوڑ دیا ہے۔

ف۲ مظاہر فطرت کی طرف توجہ کو مبذول فرمایا ہے۔ اور بتایا ہے۔ کہ دیکھو اللہ نے تمہارے لئے کس درجہ آرام اور سہولتیں مہیا فرما دی ہیں۔ چارپائے اور حیوانات پیدا کئے ہیں جن میں بعض پر تم سواری کرتے ہو۔ اور بعض کو کھاتے ہو۔ اس کے علاوہ ان کے چمڑے۔ ہڈیاں۔ دانتوں اور خون میں بہت سے منافع ہیں۔ تم ان پر سوار ہو کر کہاں سے کہاں پہنچ جاتے ہو۔ پھر کشتیاں اور جہاز ہیں کہ سمندر میں ڈال دیتے ہو۔ اور لدے لدے پھرتے ہو۔

حل لغات

وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ سے غرض منافع کی تقسیم ہے۔ یعنی حیوانات میں یہ فوائد ہیں۔ یہ مقصد نہیں ہے۔ کہ سواری کے تمام جانور غیر ماکول ہیں۔

۸۱- وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَأَيَّ آيَاتِ اللَّهِ تُنكِرُونَ ○

۸۱- اور اللہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھلاتا ہے۔ پھر تم اللہ کی کون کون سی نشانیوں سے انکار کرو گے؟ ○

۸۲- أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْهُمْ وَأَشَدَّ قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ○

۸۲- کیا انہوں نے زمین کی سیر نہیں کی کہ دیکھتے آخر ان کا کیا انجام ہوا۔ جو ان سے پہلے ہو گذرے ہیں، وہ انکے شمار سے زیادہ تھے اور قوت اور ان نشانیوں کے لحاظ سے جو زمین میں چھوڑ گئے ہیں بہت بڑھے ہوئے تھے۔ پھر انکی کمائی انکے کچھ کام نہ آئی ○

۸۳- فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَرِحُوا بِمَا عِندَهُم مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ○

۸۳- پھر جب انکے رسول انکے پاس معجزے لیکر آئے تو وہ اس علم سے جو انکے پاس تھا خوش ہوئے رہے (اترائے) اور جس چیز پر ٹھٹھے کرتے تھے وہی ان پر الٹ پڑی ○

۸۴- فَلَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا قَالُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَحْدَهُ

۸۴- پھر جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا تو بولنے لگے

علاوہ اس کے بے شمار اس کی نشانیاں ہیں۔ جو وہ تم کو صبح و شام دکھاتا رہتا ہے۔ کیا ان نوازے مادی کا۔ اور ان آیات کا یہ تقاضا نہیں ہے۔ کہ تم زندگی کے متعلق اور اس کے مقصد کے متعلق کچھ سوچو۔ اور انکار و سرکشی سے کام نہ لو۔

گوشت خوری کو بھی اللہ تعالیٰ نے انعامات میں ذکر فرمایا ہے۔ بتانا یہ مقصود ہے۔ کہ کائنات میں جو کچھ ہے۔ وہ اس لئے ہے۔ کہ حیات کبریٰ یعنی انسانیت کے کام آئے۔ اور انسان دنیا کی ہر چیز سے استفادہ کرے۔

قلب سمجھنے والوں سے کہا ہے۔ کہ وہ چل پھر کر زمین میں دیکھیں کہ گزشتہ قوموں کا کیا حشر ہوا۔ جب کہ انہوں نے اللہ کے پیغام کو جھٹلایا کیا ان کی قوت اور طاقت اور عظمت کا کوئی لحاظ کیا گیا۔ اور کیا ان کے دنیوی مشاغل نے ان کو عذاب سے بچا لیا۔ پھر آج اگر قریش کے اکابر انکار کریں گے۔ اور کبر و غرور میں مبتلا رہیں گے۔ تو کون کہہ سکتا ہے۔ کہ ان پر اللہ کا غضب نازل نہ ہوگا۔ اور یہ اس کے عذاب کا شکار نہ ہونگے۔

حل لغات

آثارًا۔ ان کی عظمت کے نشانات۔

وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ۝

۸۵- فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ۝

اللہ پر ہم ایمان لاتے ہیں اور جو ہم نے شریک ٹھہرائے تھے۔ ان کو ہم انکار کرتے ہیں ۝

۸۵- سو جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا۔ تو اسوقت انکا ایمان لانا انہیں نفع نہیں پہنچا سکتا تھا۔ یہ اللہ کا طریقہ ہے جو اسکے بندوں میں چلا آیا ہے اور کافر اسجگہ گھاٹے میں رہے

آیاتہا ۵۴	(۴۱) سُوْرَةُ حٰمٓ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ (۶۱)	رکوعاتہا ۶

(۴۱) سُورۂ حمٓ سجدہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

۱- حٰمٓ ۝

۱- حمٓ ۝

۲- تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

۲- بڑے مہربان نہایت رحم والے کی طرف سے اُتارا ہوا ہے ۝

۳- كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝

۳- یہ کتاب ہے جسکی آیتیں وضاحت سے بیان کی گئی ہیں قرآن عربی ہے اُن لوگوں کیلئے جو سمجھ رکھتے ہیں ۝

۴- بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ

۴- خوشی اور ڈر سناتا ہے۔ پھر اُن میں سے بہتوں نے مُنہ

علومِ نبوت کی وسعت

ف گمراہ قوموں میں سب سے بڑا عیب یہ ہوتا ہے کہ ان میں خود پسندی آجاتی ہے۔ اور وہ اپنے مادی علوم پر فخر و غرور کرنے لگتی ہیں اور ان معارف و حکم پر غور و فکر نہیں کرتیں۔ جن کا براہِ راست دل کی پاکیزگی اور لطافت سے تعلق ہوتا ہے۔ جب انبیاء علیہم السلام تشریف لاتے ہیں۔ قرآن کو ہدفِ استہزاء بنالیتی ہیں۔ اور اپنے مزخرفات واوہام پر بھی ریجھتی ہیں۔ اور اُن مختصر معلومات کو علومِ نبوت سے زیادہ بیش قیمت جانتی ہیں۔ جو اُن کے پاس ہوتی ہیں۔ حالانکہ پیغمبر اپنے وقت کا بہت بڑا عارف اور بہت بڑا عالم ہوتا ہے۔ اسکی نظریں بہت وسیع اور بلند ہوتی ہیں۔ وہ اپنی چشمِ بصیرت سے ان حقائق کو دیکھ لیتا ہے۔ جہاں تک علم تقریبی نہیں پہنچ سکتی ہیں۔ وہ بیک جنبشِ فکر عالمِ اعلیٰ تک رسائی حاصل کرلیتا ہے۔ اس کا روحانی دماغ مستقبل کی تاریکیوں میں بھی پیش آئندہ حالات کو ٹٹول لیتا ہے۔ اور وہ الہام و وحی کے طریقوں سے جانتا ہے۔ کہ وہ انسانیت کیلئے کون طریق رشد و ہدایت زیادہ موزوں اور کون اعمال زیادہ مفید ہیں۔ مگر کوتاہ نظر لوگ اس زمانے

اس زمانے کے بوڑھے نگاہیں رکھنے والے بسبب اپنی فطری کم بینی کے جب اسکی بلندیوں کا صحیح صحیح اندازہ نہیں کر پاتے۔ تو جہالت و تعصب کی وجہ سے اسکی مخالفت کرتے ہیں۔ اور عملاً اپنے کو عذابِ الٰہی کا مستحق گردانتے ہیں۔ اور پھر جب وہ وقت آجاتا ہے۔ کہ ان بدبختیوں کا ان سے انتقام لیا جائے۔ قرآن کی رُوح بیدار ہوتی ہے۔ قلب کے حجابات اُٹھنا شروع ہو جاتے ہیں۔ اور پھر علی الاعلان کہنے لگتے ہیں۔ کہ اب ہم ایک اللہ کو مانتے ہیں۔ اور اپنے علوم و معارف کو ہیچ جانتے ہیں۔ اور ان تمام مشرکانہ عقیدوں سے توبہ کرتے ہیں جو ہماری تباہی و ہلاکت کا باعث ہوئے ہیں۔ مگر یہ وقت توبہ و انابت کا نہیں ہوتا۔ بلکہ مکافاتِ عمل کا ہوتا ہے۔ اللہ کے غضب اور غصہ کو برداشت کرنے اور اعمال بد کے نتائج کو مشہود طریق پر دیکھنے کا ہوتا ہے۔ اس لئے ان سے اسوقت کہہ دیا جاتا ہے۔ کہ اب تمہاری درخواست نہیں سُنی جائے گی۔ اور یہ سنت اللہ کا اقتضا ہے۔ کہ نافرمان اور گھاٹے کو سہو اور اپنے گناہوں کا خمیازہ بھگتو ۔

سُوْرَۃ حٰمٓ ف اس صورت میں دوسری مکی سورتوں کی طرح اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے۔ کہ قرآن کی حیثیت شرعی کیا ہے اور مشرکین جو کو اسکے ماننے میں کیوں تامل ہے اور حشر و نشر بعثت کی ...

٩- قُلْ أَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُونَ بِالَّذِي خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُونَ لَهُ أَندَادًا ۚ ذَٰلِكَ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝

٩- تو کہہ کیا تم منکر ہو۔ جس نے زمین کو دو دن میں پیدا کیا؟ اور اُس کیلئے اوروں کو برابر ٹھہراتے ہو؟ حالانکہ وہ سارے جہان کا رب ہے ○

١٠- وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ مِن فَوْقِهَا وَبَارَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَاءً لِّلسَّائِلِينَ ۝

١٠- اور اسی نے زمین میں اسکے اوپر پہاڑ قائم کئے اور اس کے اندر برکت رکھی اور اس میں اس کی خوراکیں چار دن میں ٹھہرائیں پوچھنے والوں کیلئے پورا جواب ہوا ○

١١- ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ ۝

١١- پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور وہ دُھواں ہو رہا تھا۔ پھر اُس سے اور زمین سے کہا کہ تم دونوں خوش یا ناخوش ہو کر چلے آؤ۔ دونوں بولے، کہ ہم خوشی سے آئے ○

١٢- فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ

١٢- پھر اُن (آسمانوں) کو دو دن میں سات آسمان

بقیہ حاشیہ صفحہ ١١٤٢ ۔ اور دنیوی زندگی کی ضروریات ہوتی ہیں مگر ایک بات میں مختلف ہوں، اور وہ یہ ہے۔ کہ اللہ کی طرف سے مجھے رسالت کے عہدہ پر سرفراز کیا گیا ہے۔ اور مجھ کو ایک بہت بڑی ذمہ داری کا حامل بنا کر بھیجا گیا ہے۔ میں پیغمبر ہوں۔ رسول ہوں۔ اور اللہ کی طرف سے ایک پیغام مسرت لیکر آیا ہوں، اور وہ یہ ہے۔ کہ خدا ایک ہے۔ معبود ایک ہے۔ اسی کی طرف اپنی توجہات فکر و عقیدت کو پھیر لو۔ صرف اُسے اپنی نیاز مندیوں کیلئے منتخب کرو۔ اور اسی سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرو۔ یاد رکھو۔ وہ مشرک جو اسلامی نظام عمل نہیں مانتے ہیں۔ نہ نماز پڑھتے ہیں اور نہ زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور آخرت کا بھی اعتقاد نہیں رکھتے اُن کے لئے جہنم کا عذاب اور بڑی خرابی ہے ○

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

سلسلہ تکوین

ف تکوین کائنات کے سلسلہ میں ارشاد فرمایا ہے۔ کہ زمین کو دو مدید وقفوں میں پیدا کیا ہے۔ اور پھر اس میں پہاڑوں کو استوار کیا ہے۔ اور ضروری برکات پھیلائی ہیں۔ اور غذاؤں کا سامان مہیا کیا ہے۔ اور یہ سب کچھ چار وقفوں میں قرار پایا۔ پھر آسمان کی جانب توجہ مبذول کی۔ اور

ان کو کئی بلندیوں میں تقسیم فرما دیا۔ اور یہ بھی دو قرنوں میں ہوا۔ مگر یہ دو قرن پہلے دو قرنوں میں داخل ہوا۔

حل لغات

یومین۔ یہاں مراد بارہ گھنٹے کا دن نہیں ہے۔ بلکہ دو مدید وقفے ہیں جنہیں زمین کو پیدا کیا گیا جیسا کہ قرآن کے دیگر استعمالات سے پتہ چلتا ہے۔ اسی طرح اربعۃ ایام سے مقصود چار قرن ہیں۔

للسائلین۔ پوچھنے والے یہود اور نصاریٰ سے پوچھ کر اس قسم کے سوالات کرتے تھے۔ تاکہ پیغمبر نبوت کی تکذیب کریں۔ اسلئے ان کی تسکین خاطر کیلئے مسئلہ تحقیق پر روشنی ڈالی گئی۔

استویٰ۔ قرار پذیر ہوا۔ توجہ فرما ہوا۔ تفصیل کئی مقامات پر گزر چکی ہے۔ مختصر یوں سمجھئے۔ کہ مراد ایک طرح کی توجہ خاص سے ہے۔

دخان۔ یعنی ابتدا میں صرف ایک دھواں سا تھا۔ موجودہ تحقیقات کا نظریہ بھی یہی ہے اور سائنس کی —

وَاَوْحٰى فِىْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ۚ وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ۖ وَحِفْظًا ۚ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝

بنائے، اور ہر آسمان میں اُس کا حکم نازل کیا اور دُنیا کے آسمان کو ہم نے چراغوں سے آراستہ کیا اور یہ حفاظت کیلئے کیا۔ یہ تقدیر غالب خبردار کی ہے ○

۱۳- فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ۝

۱۳- پھر اگر وہ (اہل مکہ) منہ موڑیں تو کہہ میں تمہیں ایک کڑک سے ڈراتا ہوں جیسے عاد و ثمود کی کڑک تھی ○

۱۴- اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۗ قَالُوْا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً فَاِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝

۱۴- جب اُن کے پاس اُن کے آگے اور اُن کے پیچھے سے رسول آئے۔ کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو تو بولے کہ اگر ہمارا رب چاہتا تو فرشتے بھیج دیتا۔ سو جو چیز تم دے کر بھیجے گئے ہو۔ ہم اس کو نہیں مانتے ف۱ ○

۱۵- فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِى الْاَرْضِ

۱۵- سو جو عاد تھے انہوں نے زمین میں ناحق تکبر کیا

اس کے بعد سطح دنیا کو بوقلموں چراغوں سے آراستہ فرمایا۔ اور ان میں حفاظت کے لئے پورا پورا استحکام کر دیا۔ کہ شیطانی قوتیں عالَم اعلیٰ کے اسرار نہ معلوم کریں۔ فرمایا کہ اس ساری کائنات میں دیکھو تمہیں معلوم ہوگا۔ کہ ایک علیم ہے۔ جو اس کے پس پردہ کارفرما ہے اور زبردست قوت و غلبہ ہے۔ جس کی حکومت و اقتدار ہے۔ پھر ان حالات میں بھی تم اللہ کی طرف رجوع کرنے کے لئے تیار نہیں ہو؟ یاد رہے۔ کہ کائنات کی تکوین تدریجاً شہود میں آئی ہے۔ یہ ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے۔ ارباب عقل نے مختلف توجیہیں پیش کی ہیں۔ جن میں کوئی قطعی نہیں۔ کیونکہ اس فن میں جتنی بحثیں ہوں گی۔ وہ محض قیاسی و ہوائی ہوں گی۔ اس میں منطق اور تجربہ کو بالکل دخل نہیں۔ اور کوئی ایسی حسی شہادت موجود نہیں ہے۔ جس کی بنا پر یقین کے ساتھ کچھ کہا جا سکے۔ اس لئے اس باب میں کوئی ضرورت نہیں۔ کہ قرآن ہر قسم کی معلومات کا ساتھ دے۔ البتہ جب یہ معلومات قرآن کے مطابق ہو جائیں گی۔ اس وقت ہم سمجھیں گے۔ کہ نظر اور استدلال میں کوئی تفاوت پیدا نہیں ہوا۔ اور حضرت انسان نے پیدائش اور تخلیق کا صحیح صحیح سراغ لگا لیا ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

ف۱ ان شواہد و دلائل کے بعد ارشاد فرمایا۔ کہ ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ اگر یہ چاہتے ہیں۔ کہ دنیا میں عزت آبرو کے ساتھ زندہ رہیں تو پھر یکجہتی اور کوئی چارہ کار نہیں ہو سکتا۔ کہ اسلام کے لوائے رحمت تلے جمع ہو جائیں۔ ان کا حشر بھی وہی ہونیوالا ہے۔ جو عاد اور ثمود کی قوموں کا ہوا۔

قوم عاد کے پاس جب اللہ کے پیغمبر آئے۔ اور انہوں نے کہا کہ ایک اللہ کے سامنے جھکو اور قلب و دماغ سے لے کر اعضاء و جوارح تک سب کو اللہ کی اطاعت میں لگا دو۔ تو انہوں نے از راہ کبر و غرور انکار کیا۔ اور کہا۔ کہ ہم انسان کی فرمانبرداری کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اگر اللہ کو منظور ہوتا۔ کہ وہ ہمیں ہدایت دے۔ تو پھر وہ فرشتوں کو بھیجتا۔ یہ پیغمبر جو جسمانی ساخت میں ہم جیسا ہے۔ اور جس کے پاس مادی قوت اور اقتدار بھی نہیں ہے۔ کیونکر نبوت کا مستحق قرار پا سکتا ہے۔

حل لغات

مَصَابِيْحَ۔ مِصْبَاحٌ کی جمع ہے۔ بمعنے چراغ۔

صٰعِقَةً۔ آفت۔ بدحواس کر دینے والی مصیبت۔ اَلْمَرَّةُ مِنَ الصَّعْقِ۔

بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ؕ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۝

اور لگے کہ ہم سے زیادہ قوت میں کون ہے؟ کیا انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ اللہ جس نے انہیں پیدا کیا وہ قوت میں زیادہ ہے اور وہ ہماری آیتوں کے منکر تھے ۝

۱۶- فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝

۱۶- سو ہم نے ان پر منحوس دنوں میں زور کی آندھی بھیجی تاکہ دنیا کی زندگی میں ہم انہیں رسوائی کا عذاب چکھائیں اور آخرت کا عذاب تو بڑی ہی رسوائی کا ہے اور انہیں مدد نہ ملے گی ۝

۱۷- وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

۱۷- اور وہ جو ثمود تھے انہیں ہم نے ہدایت کی سو انہوں نے ہدایت پر اندھا رہنا پسند کیا۔ پھر انہیں انکی بداعمالیوں کے سبب جو وہ کرتے تھے ذلت کے عذاب کی کڑک نے آپکڑا ۝

۱۸- وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝

۱۸- اور جو ایمان لائے تھے اور ڈرتے تھے انکو ہم نے نجات دی ۝

۱۹- وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ

۱۹- اور جس دن اللہ کے دشمن آگ کی طرف اٹھائے جائینگے

در اصل یہ لوگ کوتاہ نظر تھے۔ انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ ان کو مبعوث کرنیوالا ان سے زیادہ مصالح کو جانتا ہے۔ اور اسکو خوب معلوم ہے۔ کہ کس میں اس منصب جلیل کی اہلیت ہے۔ فرمایا۔ اگر ان کو اپنی طاقت کا گھمنڈ ہے۔ تو وہ دیکھیں۔ کہ انکا خالق ان سے قوت میں بہت زیادہ ہے۔ وہ انکی ساری شان و شوکت کو خاک میں ملا دیگا۔ چنانچہ اللہ کا عذاب آیا۔ اور یہ اپنے غرور و کبر کی وجہ سے تیز و تند ہوا کے طوفان سے ہلاک ہو گئے۔

ف۱ قوم ثمود کے پاس اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لئے پیغمبر بھیجا۔ مگر انہوں نے گمراہی کو پسند کیا۔ ان کی راہنمائی کی گئی۔ مگر انہوں نے جاہل رہنے کو ترجیح دی۔ ان کو روشنی کی طرف بلایا گیا۔ مگر انہوں نے اس سے محروم رہنا بہتر سمجھا۔ اس لئے اللہ کا عذاب آیا۔ اور وہ مٹا دیئے گئے۔ بجز ان لوگوں کے جو مومن تھے۔ اور جنہوں نے از راہ احتیاط و تقویٰ رسول کی باتوں کو توجہ اور التفات سے سنا۔ اور عقیدتمندی کے ساتھ قبول کیا۔ اور یہ اللہ کا قانون ہے۔ کہ وہ صرف انہی قوموں کو نعمت بقا بخشتا ہے۔ جو اس کے نوامیس کو مانتی ہیں۔ اور اس کے حکموں کی پیروی کرتی ہیں۔ وہ قوم جو سرکشی اختیار کرتی ہے۔ اور اس کے مقرر و متعین قوانین کو ماننے سے انکار کر دیتی ہے۔ وہ کبھی نہیں پنپتی۔ اور ذلت و رسوائی کے ساتھ معدوم ہو جاتی ہے۔ جس طرح کہ ایک شخص اس وقت تک اپنی صحت و تنومندی کو قائم نہیں رکھ سکتا۔ جب تک فطرت کے اصول کے مطابق نہ چلے۔ اور ان قواعد کی پابندی نہ کرے۔ جو اس ضمن میں ضروری ہیں۔ اسی طرح ان قوموں کی بقا، ان کی قوت و توانائی صرف اسی وقت تک قائم رہتی ہے۔ جب تک کہ وہ شریعت کی پیرو رہتی ہیں۔ اور اطاعت و فرمانبرداری کی بنا فرض منصبی گردانتی ہیں۔

حل لغات

صَرْصَرًا۔ وہ ہوا جو تیز اور تند ہو۔ اور جو شدید طور پر ٹھنڈی بھی ہو۔

نَّحِسَاتٍ۔ منحوس یا سردی کے دن۔

اَخْزٰى۔ زیادہ رسوائی۔

اَعْدَآءُ اللّٰهِ۔ عدو کی جمع ہے۔

يُوزَعُونَ ○

پھر اُن کی مثلیں بنیں گی ○

٢٠- حَتّٰٓى إِذَا مَا جَآءُوهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَٰرُهُمْ وَجُلُودُهُم بِمَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ○

٢٠- یہاں تک کہ جب وہ دوزخ کے نزدیک آئیں گے۔ تو اُن کے کان اور اُن کی آنکھیں اور اُن کے چمڑے ان پر گواہی دیں گے جو وہ کرتے تھے ○

٢١- وَقَالُوا۟ لِجُلُودِهِمْ لِمَ شَهِدتُّمْ عَلَيْنَا ۖ قَالُوٓا۟ أَنطَقَنَا ٱللَّهُ ٱلَّذِىٓ أَنطَقَ كُلَّ شَىْءٍ وَهُوَ خَلَقَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ○

٢١- اور وہ اپنے چمڑوں سے کہیں گے کہ تم نے ہم پر کیوں گواہی دی! وہ چمڑے کہیں گے۔ کہ ہمیں اللہ نے گویا کیا جس نے ہر شے کو گویائی دی اور اسی نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا۔ اور اسی طرف تم لوٹ کر جاؤ گے ○

٢٢- وَمَا كُنتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَن يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ أَبْصَٰرُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ وَلَٰكِن ظَنَنتُمْ أَنَّ ٱللَّهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيرًا مِّمَّا تَعْمَلُونَ ○

٢٢- اور تم چھپ نہیں سکتے تھے اس بات سے کہ تم پر گواہی دیں گے، اور تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہارے چمڑے لیکن تم نے گمان کیا کہ اللہ نہیں جانتا بہت اس چیز سے جو تم کرتے ہو ○

٢٣- وَذَٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ ٱلَّذِى ظَنَنتُم بِرَبِّكُمْ أَرْدَىٰكُمْ فَأَصْبَحْتُم مِّنَ ٱلْخَٰسِرِينَ ○

٢٣- اور تمہارے اسی گمان نے جو تم نے اپنے رب کی نسبت کیا تمہیں ہلاک کیا ہے۔ سو تم زیاں کاروں میں ہو گئے ○

اعضاء بولیں گے

ف ١ یہ لوگ اس لحاظ سے اللہ کے دشمن ہیں۔ کہ اس کے پیش کردہ نصب العین سے عداوت رکھتے ہیں۔ اس لئے نہیں۔ کہ ان کی دشمنی اس کی جلالت قدر کو کوئی نقصان پہنچا سکتی ہے۔ یا ان کو اللہ کے مدمقابل ہونے کی حیثیت حاصل ہے۔ یہ دشمن دین جب کشاں کشاں اس کے حضور میں لائے جائیں گے۔ تو خلاف توقع ان کے کان ان کی آنکھیں اور ان کی کھالیں ان کے خلاف گواہی دیں گی۔ اور بولیں گی یہ لوگ حیرت وندامت سے کہیں گے کہ تم میں گویائی کی صلاحیت کیونکر پیدا ہو گئی۔ وہ جواب میں کہیں گی۔ کہ جس اللہ نے ہر بولنے والی چیز کو نطق کی نعمت سے نوازا ہے۔ اسی نے ہمیں بھی یہ صلاحیت بخشدی ہے۔ اسی نے تمہیں پیدا کیا تھا۔ اور آج اسی کے حضور میں لائے گئے ہو۔ یہ جواب جو اعضاء وجوارح کی طرف سے دیا گیا ہے کس درجہ معقول ہے۔ کتنا درست ہے۔ حقیقت تو یہ ہے۔ کہ سارے اعتراضات کو ایک جملہ میں رفع کر دیا ہے۔ کیونکہ جب ہم تسلیم

کرتے ہیں۔ کہ منہ میں گوشت کا ایک ٹکڑا بول سکتا ہے۔ تو پھر یہ کیوں نہیں ہو سکتے۔ کہ اور آنکھیں گفتگو نہیں کر سکتیں جہاں تک اللہ کی مشیت اور قدرت کا تعلق ہے۔ ہم یہاں لینے کے بعد اس نوع کے شکوک کا قطعی ازالہ ہو جاتا ہے۔ وہ چاہے تو آہن اور فولاد کے جگر میں احساس کی استعداد رکھ دے پتھروں کو خشوع کرنے والے۔ اور پہاڑوں کو رواں دواں بنا دے وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ اور ان کی قدرتوں کا دائرہ اتنا وسیع اور لامحدود ہے۔ کہ ہم اس کے احاطہ سے عاجز ہیں۔ ہمارا یہ منصب نہیں۔ کہ ہم کہیں یہ مشکل ہے۔ اور یہ محال ہے بلکہ ہمارا فرض یہ ہے۔ کہ اس کے سامنے سرنیاز جھکا دیں۔ اور کہہ دیں کہ اے اللہ تو ان بے شمار چیزوں پر قدرت رکھتا ہے۔ جن کے متعلق ہمیں کچھ بھی معلوم نہیں۔

خدا کا علم وسیع ہے

ف ٢ منکرین یہ سمجھے ہوئے تھے۔ کہ ہماری سیاہ کاریوں کا علم خدا کو کس طرح ہو سکے گا۔ اور یہ کیسے ممکن ہے۔ کہ وہ ان اعمال کو جو ہم چھپ چھپ کر کرتے ہیں۔ اور جس صبح کی اطلاع چشم فلک کو بھی نہیں ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ ہماری تمام سیہ کاریوں کو کوئی ذات اپنی قدرت سے

وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ○

کی طرف بلایا اور نیک کام کیا اور کہا کہ میں مسلمانوں میں ہوں ○

۳۴- وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۭ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ○

۳۴- اور نیکی اور بدی برابر نہیں۔ بدی کو اس خصلت سے جو بہت اچھی ہو دفع کر (یعنی بدی کے جواب میں اس سے بہتر سلوک کرتا) کہ یکایک وہ شخص جسکو تجھ سے عداوت ہے ایسا ہو جائیگا کہ گویا وہ رشتہ دار دوست ہے ○

۳۵- وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ○

۳۵- اور یہ بات انہیں کو نصیب ہوتی ہے جو صابر ہیں اور یہ بات اسکو ملتی ہے جو بڑا صاحب نصیب ہے ○

۳۶- وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○

۳۶- اور اگر شیطان کے چوک لگانے سے تجھ کو کبھی چوک لگے۔ تو اللہ کی پناہ پکڑ بیشک وہی سنتا جانتا ہے ○

۳۷- وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۭ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ

۳۷- اور اسکی نشانیوں میں سے ہیں رات دن اور سورج اور چاند۔ نہ سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو اور اللہ کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا ہے۔ اگر تم اسی کو

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۴۸ سے واضح ہے کہ تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ سے مقصود ہے کہ نفس مختص یہ ہے کہ لوگ مجبور ہو جائینگے! اور معلوم نہیں ہوگا۔ کہ ان کے ساتھ کیا برتاؤ ہونے والا ہے۔ تو اس وقت فرشتے تسکین دلانے کے لئے اتریں گے اور ان کو خوشخبری سنائینگے جنہوں نے عزیمت و استقامت کو اختیار کیا ہے جیسا کہ سیاق و سباق سے ظاہر ہے۔ اسکا تعلق دنیوی زندگی سے نہیں ہے۔ اور اگر اسکا تعلق سباق کے واقعات سے ہو اور اسکے عموم کو برقرار رکھا جائے۔ تو پھر فرشتوں کے نزول سے مراد وہ موضوعات ہوں گے جو دلوں میں اطمینان پیدا کرتے ہیں مقصد نہیں۔ کہ فرشتے باقاعدہ نزول وحی کی غرض سے آتے ہیں۔ کیونکہ اس قسم کا نزول وحی کی غرض سے آتے ہیں کیونکہ اس قسم کا نزول ہمیشہ کیلئے بند ہو چکا ہے۔ جناب رسالتمآب محمد صلعم کے بعد اب کوئی اسکا استحقاق نہیں رکھتا۔ کہ فرشتے پیغام الٰہی لیکر اسکے پاس آئیں۔ (بقیہ حاشیہ صفحہ ھذا)

خُلقِ عظیم

اس سے قبل کی آیت میں صبر و دعوت کی تلقین فرمائی تھی اور یہ کہا تھا کہ مخالفوں کی بد خلقی کا جواب حسن سلوک سے دو اپنی روحانیت سے دو۔ اس میں یہ بتایا ہے۔ کہ یہ کام آسان نہیں ہے اسکے لئے استقامت اور صبر کی ضرورت ہے وہ لوگ اس خُلق عظیم سے بہرہ مند ہوتے ہیں جنہوں نے صبر و استقلال سے کام لیا ہے

واقع پیدا ہو جاتی معلوم ہوا۔ کہ جہانتک سختی اور برائی کے جواب میں نیکی و حسن سے جو ہر گز ترک نہیں ہے کہ طرز عمل بالکل تلطف اختیار کیا جائے۔ دشمن مشکلات پیدا کرے تو اسکے لئے دعائیں مانگی جائیں وہ دکھ دے تو اور تکلیف کا سبب ہو تو اسکے لئے راحت و سکون کی آرزو کی جائے۔ مخالف مادی آلات نفرت سے مسلح ہو تو اسکا جواب صلح کی تحریکوں اور نرمی سے دیا جائے۔ اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ حریف اخلاق و محبت کی قوت سے متاثر ہو کر اپنے کئے پر پچھتاتا ہے۔ اور وہ اسکا گہرا دوست ہونے کا اظہار کرتا ہے اس وقت اسکی دشمنی دوستی اور مودت کے جذبات سے بدل جاتی ہے۔

شیطان کی وسوسہ اندازی

ف نزغ کے معنے کسی شئے سے شرارت کی غرض سے تحریک کرنا ہے۔ جیسے ارشاد فرمایا۔ من بعد ان نزغ الشیطان بینی و بین اخوتی۔ اور اسکی ایک صورت یہ بھی ہے کہ دل میں وسوسہ اندازی کی تحریک کی جائے مقصد یہ ہے کہ آپ مخالفین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں۔ اور ان کی برائیوں کا جواب نیکی اور حسن اخلاق سے دیں۔ اور اگر شیطان کی جانب سے آپکے دل میں تحریک ہو انتقام کی۔ یا ان پر سختی اور تشدد کرنے کی۔ تو پھر حتی الامکان اس جذبہ کے تاثر سے بچنے کی کوشش فرمائیے اور خدا کی پناہ میں آجائیے۔ (باقی صفحہ ۱۱۵۰ پر)

حل لغات: ادفع بالتی ھی احسن۔ یعنی اصول تبلیغ کی طرف اشارہ ہے کہ حضور کو ... [illegible]

إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ○

۳۸- فَإِنِ اسْتَكْبَرُوا فَالَّذِينَ عِندَ رَبِّكَ يُسَبِّحُونَ لَهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْأَمُونَ ○ السجدة

۳۹- وَمِنْ آيَاتِهِ أَنَّكَ تَرَى الْأَرْضَ خَاشِعَةً فَإِذَا أَنزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ۚ إِنَّ الَّذِي أَحْيَاهَا لَمُحْيِي الْمَوْتَىٰ ۚ إِنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ○

۴۰- إِنَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي آيَاتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ۗ أَفَمَن يُلْقَىٰ فِي النَّارِ خَيْرٌ أَم مَّن يَأْتِي آمِنًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ ۖ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ

پوجتے ہو ○

۳۸- پھر اگر وہ تکبر کریں تو جو فرشتے تیرے رب کے پاس ہیں۔ وہ رات اور دن اُس کی تسبیح کرتے ہیں۔ اور وہ نہیں تھکتے ○

۳۹- اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ تو زمین کو دیکھتا ہے کہ دبی پڑی ہے پھر جب اس پر پانی نازل کرتے ہیں تو لہلہاتی اور بڑھتی ہے۔ بیشک جس نے اسے جلایا وہی مردوں کو جِلانے والا ہے۔ بیشک وہ ہر شئے پر قادر ہے ○

۴۰- جو لوگ ہماری آیتوں میں کجروی کرتے ہیں وہ ہم سے چھپے ہوئے نہیں ہیں۔ بھلا جو آگ میں ڈالا جائے بہتر ہے یا وہ جو قیامت کے دن امن سے آئے گا۔ جو چاہو کرو وہ تمہارے کام

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۴۹ :- اور یہ دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ کے اسلام اس باب میں کیا ہے۔ یہ درست ہے کہ اسلام ناگزیر حالات میں تشدد اور سختی کی نہ صرف اجازت ہی دیتا ہے بلکہ اسکو بہتر اور ضروری قرار دیتا ہے۔ مگر مقصد نہیں ہے اور حقیقت دعا ہے۔ کہ امن و طمانیت کو برقرار رکھتے ہوئے لوگ اسلام کی برکات سے استفادہ کریں اور معلوم کریں کہ اس مذہب میں عقل و دانش ہیں انکے لئے کہاں تک وسائل تسکین کے سامان موجود ہیں۔ یہ آیت کا وہ مفہوم ہے جسکا تعلق سیاق سے ہے۔ اور اگر اسکو سیاق سے منقطع کر لیا جائے۔ جب بھی ہمارے نزدیک کوئی قابل اعتراض مفہوم پیدا نہیں ہوتا۔ ہم عصمت انبیاء کے ان معنوں میں قائل نہیں ہیں۔ کہ انبیاء میں انسانی فطرت نہیں ہوتی۔ اور وہ بشری تقاضوں سے دوچار نہیں ہوتے۔ بلکہ ہم یہ سمجھتے ہیں۔ کہ اس پاک گروہ میں بھی نفس کی خواہشات ہوتی ہیں۔ جذبات ہوتے ہیں۔ اور شاید زیادہ شدت کے ساتھ مگر یہ بہ لطفیہ اخلاق اور بہ حکم سیرت کی وجہ سے گناہوں کے چنگل سے نکل جاتے ہیں جس طرح تیر کمان سے ؎

ہزاروں دام سے نکلا ہوں ایک جنبش میں ○ جسے غرور ہو آئے کرے شکار مجھے

اسلئے اس آیت کا مفہوم واضح ہے کہ اگر تقاضائے بشری آپکے دل میں بھی وساوس پیدا کرتے ہونگے بجز آپ نے محسن خوبی کے باعث ان پر غلبہ پا لیا ہے۔

ہیں۔ اور خدا کی حفاظت و کفالت کو حاصل کر لیتے ہیں۔ بیرایہ یہ ہے کہ یہ انداز بیان کو طرز اشارہ ہے۔ مگر مراد ان سے حکم ہے۔ (حروف القرآن ...) ○

حل لغات

یُلْحِدُوْنَ۔ الحاد سے ہے۔ بمعنے کجروی ○

بَصِیْرٌ ۝

۴۱- اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَآءَهُمْ ۚ وَ اِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِیْزٌ ۝

۴۲- لَّا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ لَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَكِیْمٍ حَمِیْدٍ ۝

۴۳- مَا یُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِیْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّ ذُوْ عِقَابٍ اَلِیْمٍ ۝

۴۴- وَ لَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِیًّا لَّقَالُوْا لَوْ لَا فُصِّلَتْ اٰیٰتُهٗ ؕ ءَاَعْجَمِیٌّ

دیکھتا ہے ۝

۴۱- وہ لوگ جو ذکر (قرآن) سے جب وہ اُن کے پاس آیا، منکر ہوئے (ہم انہیں بدلا دیں گے) اور یہ تو نادر کتاب ہے ۝

۴۲- اس میں جھوٹ کا دخل نہیں۔ نہ اس کے آگے سے اور نہ اس کے پیچھے سے اس کی اُتاری ہوئی ہے، جو حکمت والا قابل تعریف ہے ۝

۴۳- اے محمد تجھ سے وہی کہا جاتا ہے جو تجھ سے پہلے رسولوں سے کہا گیا تھا۔ بیشک تیرے رب کے ہاں مغفرت بھی اور دردناک عذاب بھی ہے ۝

۴۴- اور اگر ہم اس کو عجمی زبان کا قرآن کرتے تو اہل عرب کہتے ہیں کہ اس کی آیتیں واضح کیوں نہ کی گئیں، کتاب عجمی ہے

قرآن عزیز

ماننے والوں کی یہ انتہائی بدبختی اور محرومی تھی۔ کہ وہ اس قرآن عزیز سے استفادہ نہ کرسکے۔ ورنہ فی نفسہٖ کتاب کی خوبیاں اور وجوہ نمایاں ہیں۔ کہ ان میں قطعاً شک و شبہ کی گنجائش نہیں ۔

عربی میں عزیز کے دو معنے ہیں۔ ایک تو یہ کہ یہ اپنے انداز بیان کے لحاظ سے عدیم النظیر ہے۔ دنیا کی کوئی کتاب فصاحت اور بلاغت میں اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ اسے دلائل کا وہ استحکام حاصل ہے۔ جس کی وجہ سے تمام مذہبی اور دینی مخالف مغلوب اور مقہور ہیں۔ اس میں کوئی بات ایسی نہیں جس کے لئے دلیل نہ ہو۔ اور عقل و دانش کے قرین نہ ہو۔ دوسرا وصف یہ ہے۔ کہ اس میں تحریف و تبدیل کسی عنوان بھی راہ نہیں پاسکتی اور کسی وقت بھی یہ نہیں ہوسکتا۔ کہ اس میں باطل کی آمیزش ہو جائے۔

چنانچہ یہ حیرت انگیز بات ہے۔ کہ چودہ سو سال ہوگئے ہیں مسلمانوں پر زوال بھی آیا، فتنوں اور آزمائش و آزمائش کا طوفان بھی اُٹھا۔ مجوسیت اور یہودیت نے اسلامی شرعیہ میں بڑی حد تک دخل اندازی بھی کی۔ مگر قرآن جوں کا توں ہے۔ اور آج بھی اسی وجہ سے مستند اور معتبر ہے۔ جس وجہ قرون اولیٰ میں تھا۔ یہ ہو سکتا ہے۔ کہ لوگوں کو اس کی تعلیمات میں کلام ہو۔ اور زندگی کے پیش کردہ مسائل میں اس کے ساتھ اتفاق نہ کر سکیں۔ مگر بڑے سے بڑا دشمن بھی بشرطیکہ وہ اسلام کے متعلق کچھ بھی معلومات رکھتا ہو۔ اس اعتراف پر مجبور ہے کہ یہ قرآن آج اسی طرح مسلمانوں میں موجود ہے۔ جس طرح۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو دیا تھا اور اس میں ایک شوشہ تک کی تحریف بھی نہیں ہوئی ہے۔ حالانکہ جتنے مذہبی صحیفے اس وقت موجود ہیں ان میں سے کسی کے متعلق قطعی طور پر یہ نہیں کہا جاسکتا۔ کہ وہ اپنی اصلی حالت میں موجود ہے ۔

(باقی صفحہ ۱۱۵۲ پر)

حل لغات

مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ بطور تمثیل کے ہے یعنی قرآن منزلہ ایسے محفوظ اور مستحکم قلعہ کے ہے جس میں کوئی باطل کے لئے کوئی رستہ ہی نہیں نہ آگے کی طرف اور نہ پیچھے کی جانب سے ۔

اَعْجَمِیٌّ۔ غیر عربی ۔

وَعَرَبِيٌّ ۗ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ۗ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ۗ اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ ۧ

اور نبی عربی تو کہہ قرآن انکے لئے جو ایمان لائے ہدایت اور صحت ہے اور جو ایمان نہیں لائے انکے کانوں میں بوجھ ہے اور یہ (قرآن) ان پر انکی بینائی کا جاتا رہنا ہے یہی لوگ دور کے مکان سے پکارے جاتے ہیں[ف۱] ○

۴۵- وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ۗ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۗ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ○

۴۵- اور ہمنے موسیٰ کو کتاب دی، پھر اسمیں اختلاف کیا گیا اور اگر ایک بات نہ ہوتی جو تیرے رب کے پہلے نکل چکی ہے تو ان میں فیصلہ کیا جاتا اور وہ لوگ اس (قرآن) سے تری شک میں ہیں ○

۴۶- مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۗ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ○

۴۶- جس نے نیک کام کیا اپنے ہی لئے ہے اور جس نے برا کیا تو اسکی برائی اسی پر ہے اور تیرا رب بندوں پر ظلم نہیں کرتا ○

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۵۱:-

بائبل کی تحریف تو تقریباً اہل علم کے حلقوں میں مسلم تھی۔ اب یہود کے جاننے والے اور ریسرچ کرنے والے بھی یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ متعدد مقامات میں بعض ملاحدہ نے ان میں حسب منشاء تبدیلی پیدا کر دی ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ اس صورت حالات میں اعتماد قطعاً اٹھ جاتا ہے۔ اور پھر ایسی کوئی کتاب لائق اتباع نہیں رہتی۔

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

ف۱ اللہ تعالےٰ کی اپنی کوئی خاص زبان نہیں۔ اس نے تمام زبانوں کو پیدا کیا ہے۔ اس لئے اس کا تعلق بہ حیثیت ہر زبان میں یکساں ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا تھا۔ کہ پھر جب کہ اس کا تعلق تمام زبانوں کے ساتھ برابر کا ہے۔ تو عربی کو کیوں ترجیح دی گئی۔ اور کیوں قرآن کو جو دنیا کی آخری کتاب ہے۔ اس زبان میں نازل کیا گیا؟

جواب یہ ہے۔ کہ یہی زبان ایسی ہے۔ جس میں مذہبی اور دینی مطالب کے لئے اجمال و تفصیل کی قابلیت اور استعداد دوسری زبانوں سے زیادہ ہے۔ اور اسلئے بھی عربی زبان کا استعمال ناگزیر تھا۔ کہ جن لوگوں کو رشد و ہدایت کے لئے منتخب کرنا ضروری تھا۔ وہ عرب تھے۔ قرآن کا حامل اور پیش کرنے والا بھی عربی تھا۔ لہٰذا یہی انسب تھا۔ کہ باوجود غیر جنبہ داری کے اللہ تعالیٰ قرآن کو عربی کے خوبصورت لفظ و بیان ہی میں نازل فرماتا۔

حلِ لُغت

وِقْرٌ - بوجھ، ثقل، گرانی گرانش۔

بِظَلَّامٍ - حق تلفی کرنے والا، ظالم۔